اذکارِ ابرار

اُردو ترجمہ

گُلزارِ ابرار

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری ماٹدوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

مکتبہ سلطانِ عالمگیر

۵۔ لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

اذکارِ ابرار

اُردُو ترجمہ

گلزارِ ابرار

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری ماٹڈوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

مکتبہ سلطانِ عالمگیر

۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

فون۔ 042-5044331, 0321-4284784

نام کتاب — گلزارِ ابرار (فارسی) —

مصنف — محمد غوثی شطاری مانڈوی —

سنِ تصنیف — ۱۰۱۴ھ —

اردو ترجمہ — اذکارِ ابرار —

مترجم — فضل احمد جیوری —

سنِ اشاعت — ۱۴۲۷ھ —

ناشر — مکتبہ سلطانِ عالمگیر —
۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

مطبع — اولمپیاء آرٹ پریس لاہور —

صفحات — ۶۷۲ —

باہتمام — سید جلیل الرحمٰن، محمد ریحان

إن هذه تذكرة فمن شاء ذكره

اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی
گلزار ابرار کا اُردو ترجمہ موسوم بہ

اذکار ابرار

١٣٢٦ھ

حسب فرمائش جناب منشی الہ یار خان صاحب رئیس اُجین
محمد قادر علی خان صوفی کے

مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

ر صغیر پاک وہند میں مشائخ کرام کے جو تذکرے لکھے گئے اُن میں حسب ذیل تذکرے

ت درجہ معلومات افزاء ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات: "فوائد الفؤاد"

مرتبہ امیر حسن علا سجزی ۷۰۷ھ۔۱۳۰۷ء

۲۔ اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات: "سیر الاولیا"

مرتبہ امیر خرد کرمانی ۷۹۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ملفوظات: "خیر المجالس"

مرتبہ حمید شاعر

۴۔ حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ کے ملفوظات: "نفائسُ الانفاس"

۵۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظات: "جامع العلوم"

۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظات: "جوامع الکلم"

مرتبہ سید محمد اکبر حسینی ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ

۷۔ سوانح حضرت خواجہ گیسودرازؒ: "سیر محمدی"

ازمولانا محمد علی سامانی ۸۳۱ھ

۸۔ "تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی"

ازعلامہ عبدالعزیز ملک شیرواعظی تالیف۔ ۸۴۹ھ

۹۔ "محبت نامہ" ملفوظات شاہ ید اللہ (م ۸۵۲ھ) نبیرہ خواجہ گیسودرازؒ
جمع کردہ سید محمود فضل اللہ

۱۰۔ "شوامل الجمل در شمائل الکمل" ملفوظات: خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی (م ۸۷۹ھ)
نبیرۂ حضرت خواجہ گیسودرازؒ

۱۱۔ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات وملفوظات: "لطائف اشرفی"

۱۲۔ "سیر العارفین" مرتبہ مولانا جمالی ۹۳۷ھ۔ ۱۵۳۰ء

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی "اخبار الاخیار" ۹۹۹ھ۔ ۱۵۹۰ء

۱۴۔ محمد غوثی مانڈوی شطاری کی "گلزارِ ابرار"

"گلزارِ ابرار" کا نقشِ اول ۹۹۸ھ۔ ۱۵۹۰ء میں تیار ہوا پھر ۱۰۱۰ھ۔ ۱۶۰۲ء تک اس میں اصلاح و اضافہ ہو کر اِس کی دوسری صورت تیار ہوئی۔

"گلزارِ ابرار" کے مترجم جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ۔ ۱۹۰۸ء میں اسے اردو زبان میں ڈھالا، ترجمہ کی زبان سلیس اور لائق تحسین ہے۔ اِس کا پہلا ایڈیشن "اذکار ابرار" کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ اب پیشِ نظر نسخہ ۱۴۲۷ھ میں مکتبہ سلطانِ عالمگیر، اردو بازار لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

سیّد نفیس الحسینی

فہرست اذکار ابرار

اصحاب ذکر کی اسم وار فہرست

تمت بالخیر

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ گلزار ابرار کے مصنف کا نام مولوی محمد غوثی ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخری حصہ مین جہان پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے - وہین بلکہ اُسی ضمن مین اپنے حالات اور واقعات بہی - بالتفصیل تحریر فرمائے ہین - مگر اجمالاً بیان اِس طرح پر ہے - کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹھ مین قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تہے - مانڈو کو زمانہ قدیم مین منڈو کرکے بولتے اور لکہتے تہے - یہین پرورش پائی - اور یہین بود و باش بہی رکہی تحصیل علوم مین شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد تہے - اور طریقت مین سلسلۂ جمعیت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے - اکبری سلطنت کا خاتمہ - اور جہانگیری عہد کا آغاز - آپ کے ہی زمانہ مین ہوا ہے چونکہ یہ زمانہ - علم - فضل - معرفت - ثروت - اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق مین گویا خورشید نصف النہار تہا - اسواسطے فقرا - صلحا - اولیا - علما - فضلا - اور امرا وغیرہ وغیرہ بڑے اچہے اچہے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ مین رونق بخش بزم حیات تہے - مصنف کا علمی تبحر معمولی اور صرف عقلی و نقلی علوم مین منحصر نہ تہا - بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بہی حاصل تہے - اگر کوئی اندازہ شناس طبیعت - مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے - تو اُس کو اصل کتاب گلزار کی طرف رجوع کرنا چاہیے - کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ - خود صنعت سے ہی ہو سکتا ہے - تاہم اس کی کچہہ جہلک - ناظرین ترجمہ گلزار سے بہی دیکہہ سکین گے -

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات - کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاء اللہ کا شہر رہ چکا ہے - یہ بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے بزمانہ قدیم - اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تھا کہتے ہین - اب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین - اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بھائین بھائین کر رہی ہین - اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین - **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ		آثار پدید ست صنادید عجم را	

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سر و سامان آدمی آباد ہین - افسوس - وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے جنھون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے - اور عیش و آرام پانے کے واسطے بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تھے - اب نہ وہ لوگ ہین - نہ اُن کی اولاد ہے - اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے واہ عجیب خداوند جل شانہٗ کی شان بے نیازی ہے - کیسی آباد اور سرسبز بستی - کس تباہ حالت مین جا پڑی

کتاب کے مختصر حالات اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بائیس کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی - اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تھا - اسی مرحوم شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بھی کی گئی ہے اولیاء اللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب ہے - اولیاء اللہ کے تذکرے اور بھی موجودِ زمانہ ہین - مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے - اس کے اندر بضمن حالات - جا بجا تقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہین - مصنف نے حمد و نعت کے بعد - الٰہی اسما کی جنگ کی داستان عجیب دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے - اس مین شک نہین - اللہ تعالیٰ عز اسمہ کی مقدس ذات - قدیم ہے - نہ اُس کی ابتدا ہے - نہ انتہا ہے - ہمیشہ سے تھی - اور ہمیشہ ہمیشہ (ابدالاباد) تک رہے گی - اور جس طرح اُس کی ذات قدیم ہے - اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہین - اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے - کہ زمین - آسمان - شمس - قمر - نیز دیگر کواکب - حیوانات - نباتات - جمادات - غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بھی ہوا ہے - باقتضائے کمالات اسمائی ہوا ہے - اور اس داستان مین ظاہر - باطن - قابض - باسط - اول - آخر - ضار نافع - رحیم کریم - عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوشنما شان مین بیان کئے ہین - یہ کتاب من اولہ الیٰ آخرہ انوکھے استعارات اور اچھوتی تشبیہات سے مالا مال ہے - سچ ہے - **بیت**

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

یہ کہنا غالبًا ناموزون نہین ہے - کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھ ہین - یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہین - ایک تو اولیاء اللہ کے حالات - دوسرے ان حالات کے ادا کا رنگ - بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے - آج کل کا تو کیا ذکر ہے - غالبًا اپنے زمانہ تصنیف مین بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی - اس کتاب مین ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چارسو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات - جہان تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہین - چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) مین درج کئے ہین - ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن مین اور بائیس برس کے حالات کچھ تو چوتھے چمن مین شامل کئے ہین - اور کچھ ضمیمہ مین - انہین مین وہ بزرگ بھی ہین - جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات مین زیب و زینت تھی -

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد - - -

یہ کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - بلکہ روز تصنیف سے آج تک سوائے معدودے چند قلمی نسخون کے - نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہین جاتا ہے - اور بڑے افسوس کی بات ہے - کہ ایسی بے نظیر کتاب - اس طرح کنج گمنامی مین پڑی رہے - اتفاق وقت سے اِس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریبًا دوسو برس کا لکھا ہوا - مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہائے بیکران خان ذی شان جناب منشی محمد الہ یار خان صاحب دام فیضہ کو دستیاب ہوا - منشی الہ یار خان صاحب - اور منشی خدا یار خان صاحب دونون حقیقی بھائی - شہر اُجین کے دولت مندامرا مین سے ہین - صاحبِ اخلاق - صاحب مروت - عالی درجات - ستودہ صفات - سراپا نیک - اور نیک سیرت ہین - اِن دونون بھائیون کو اگر نیّرین برج سعادت کہا جاوے - تو ناموزون نہین ہے - اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے - جو زمانہ قدیم مین راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے - غرض کہ جب اِس کتاب کا قلمی نسخہ - منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا - تو صاحب ممدوح نے ازراہ دریا دلی و عام فیض رسانی چاہا - کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شایع کی جاوے - لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت - زمانہ قدیم کے رنگ مین بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے - اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتین اس رنگ سے مانوس نہین -

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہٰذا اس کا اُردو ترجمہ ہو کر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب ممدوح نے ازراہ حسن خلق - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان

یہ بہتم بالشان کام مجھہ ہیچمدان کی طاقت سے بہت زیادہ تہا - اسواسطے باوجودیکہ سات آٹھہ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھہ کام نہ کر سکا - اور اس عرصہ مین اظہار عجز و معذرت چند بار مین نے معافی بہی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجائے اس کے خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہو کر اِس کام پر دل ہناد ہونا پڑا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ کام مجھہ ناچیز سے لینا تہا - اور کچھہ اِن بزرگون کا تصرف تہا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین - کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بہی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہٰذا حق سبحانہ کا نام لیکر مینے ہجری سنہ تیرہ سو چہبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت الٰہی سے ختم بہی کر دیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان -

یہ بہی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تہا - کہ دوران ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنیٰ توجہ سے حل ہوتی گیئن - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اِس کے بعد بصرف زر کثیر چہپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چہپوا ہی دیا - اور یہ بہی کچھہ اللہ جل شانہ کی عنایت اور فیضان مذکور کی برکت ہے - کہ اصل کتاب کا نام گلزار ابرار ہے - اِس ردیف کو ساتھہ لیئے ہوئے ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر - اذکار ابرار برآمد ہوا - جس کو عزیزی قاضی عزیزالدین رخشان جیوری سلمہ[1] نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہو گیا - اور خوش اسلوبی کے ساتھہ ہو گیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا -

یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بہی وہ حصہ جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیونکر ادا کرون - کہ اُس نے مجھہ ناچیز کے ہاتھہ سے ایسی

[1] ضلع بلند شہر قسمت میرٹھہ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیزالدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرادیا - اب بکمال ادب
اُس کے حضور میں اس عاجز کی دست بستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام میں اُس نے بلا استحقاق
مجھکو امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل - احسان سے اس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرماوے - نیز
ناظرین کو اس کے فیض و فائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اس خدمت کے صلہ میں نہیں - بلکہ محض اپنے
انعام واکرام سے - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق میں اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہوں کو معاف فرماوے - اور جناب دالاخان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
توجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوئے ہیں - اُن کی خلوص نیت کے صلہ میں دینی اور دنیاوی
مرادوں میں کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۵

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفا عنہ

مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این خطبہ کہ من سکۂ شاہی دارد		این شاہی من شانِ آلٰہی دارد	
کارے نہ کشایدز رہوائی نگہبان		کین نامہ بسے ژرف نگاہی دارد	

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[1] کے تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد پردہ علم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کر رہے ہین - بعض لسان حال سے اور بعض زبان قال سے - تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے - اُس کو اپنے لیے تجویز کر کے خداوند متعال اور آفریدگار جہان کی ستایش اور شکر گزاری کے لایق قرار دیوے - اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال تو ظاہر ہوتا نہین ہے - اور بہ آواز لَاۤ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ[2] کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے - لیکن باایں ہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے - اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الٰہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور جو قول صدق و صفا کے نغمے سے معرّا ہوتا ہے - وہ یہین حالت پستی مین رہ جاتا

ط۱ - جتنی چیزین ہین سب اوس کی حمد و ثنا کے ساتھہ اوس کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہین ۱۲

ط۲ - اے پروردگار عالم جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے اوس کا مین احاطہ نہین کر سکتا ہون - ۱۲

اور اُس کو رحمانی سود خانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی -

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے - اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ[۱] یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی خانقاہ مین مو الید ثلثہ - آبائے تسعہ - اور امہات اربعہ غرض سب نے خط فرمان برداری پر سر رکہہ چہوڑا ہے - بعض الفاظ کے ذریعہ سے - اور بعض معنیً مثل پرکار درود خوانی کے چکر مین ہین - تاکہ ہر ایک - اِس درود خوانی کے پردہ مین - اپنی دعا و ستایش کا اظہار کر کے سرمایہ درود کو بانی شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کر کے مانے گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو - کوئی بہی ایسی قابلیت نہین رکہتا ہے - کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون ہو - تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے - وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے - وہ پہینک دیا جاتا ہے - اور نیز آہنی کڑون کی طرح - نامقبول دروازون پر آویزان کر دیا جاتا ہے -

علیٰ ہٰذا لقیاس اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ[۲] کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر او جواہر - کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین آئے ہین - جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندہے منہ جا پڑے ہین - مگر کیا باعتبار ترکیب - اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دو رنگی قبا اولٹی زیب بدن کر رکہی ہے تاکہ ہر ایک فرد - ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کر کے عنصری اور فلکی نمایش گاہ کی اصلی غرض سمجہے نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے - اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار کے بموجب قایم رکہے - باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے - لیکن جس خدمت کا سبب خدا طلبی ہوتا ہے - اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا ہے - کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتہہ (جس اسم کی رحمت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار کی ماہیت مین مقید ہوا ہے - اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً[۳] کی وسیع اور پر فضا آبادی مین خراماں خراماں پہرتا ہے - اور جس بندگی کا باعث و بنیادی نمود و نمایش ہوتا ہے - اُس کے کرنے والے کو بحالت بیداری - اُوس کی

---

[۱] اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے رہتے ہین ۱۲ [۲] بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آمد و شد مین ۱۲ [۳] بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲ -

آرزوؤن کی شکلون مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہوکر
مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[ل] کے لق ودق میدان مین سرگردان اور پریشان رہجاتا ہے
اَيُّهَا الْعَاشِقُوْنَ - انہی صفات کی باہمی رنگارنگ صلح وجنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان
داستان ہے اور ایزدی اسما کی شاخ در شاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی
شانین اور قابلیتین ایک مرد آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح وسالم بچا لیجانا
ایک جادوانی بہشت ہے - یہ گفت وگو عجب دل آویز گفت گو ہے - اس کا مختصر بیان اس طور پر ہے -
یعنی باطن کا اندیشہ یہ کہ کُنْتُ كَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور ظاہر
کی فکر یہ - کہ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[ع] نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علیٰ ہذا
قابض و باسط - اول و آخر - ضار و نافع یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر
ہین خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کرکے خلافت اور سلطنت کا طلبگار
ہوا - پس چار و ناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا قضیہ مدار المہام مالک کی بارگاہ مین رجوع کیا مدار المہام
نے آسمانے والون کو ملک کے پائے تخت مین حاضر کردیا - وہان پر سلطان الاسمانے ارباب
تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کرکے اولاً دولت خانہ جمال وجلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ
بہ توسط ستارہ پردہ دار فرمان وہی عطا فرمانے کا عہد وپیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ اس طرح کیا
کہ ایک نے عہد وپیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے
دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہوگیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہوکر علم کھل
گئے - تو خبیر جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ وجدال کا
حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کشمکش اور دار وگیر
پیدا ہوگئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا جس کے بموجب قہار نقیب نے
سب کے ہاتھ باندھ کر حضور ذات مین حاضر کردیا - حضور سے نور وزیر کو حکم دیا گیا - کہ صلح
کرادی جاوے - اس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہوجاوے - نور نے

ل - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ ع اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے کے
خزانے بھرے پڑے ہین ۱۲ -

مختار پیشکار کے مشورہ سے حکیم اور عدل کو منتخب کیا - اور کہا - کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے
فرو ہونی چاہیے - کہ سلطان الاسما کے اقرار واوین تغیر و تبدل نہ آوے - اور باینہمہ سب کی
خواہش پوری ہو جاوے - اِن دونون برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام علیم وخالق
کے سپرد کیا - اوران دونون صاحبان دانش وبینش نے مبدع اور مُبدیٔ کے اتفاق سے
مظاہر کی بہت اسی اقلیمین - ہرایک اسم کے مناسب حال علم کے وحدت خانہ اورعین کی بزمگاہ مین
ترتیب دین - اس تجویز سے ظاہر وباطن کا شور وغوغا یکبارگی مبدل بہ سکوت ہوگیا - اور
جس قدر تقاضائی تھے - سب کے سب کسی جگہ آمر اور کسی جگہ مامور ہو کر اپنے اپنے حصہ ملک
مین فرمان روا ہو گئے -

القصہ ایک روز جامع کے دلکشا مکان مین - صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ
فراہم ہوئے - اور اس بات کے شکرانہ مین - کہ تنازع کا گرد وغبار فرو ہوگیا - جشن کے نام سے ایک
انجمن منعقد کی - اور اُس مین باہم استحکام کے ساتھ عہد وپیمان کیا - کہ ہم اِس صاحب صلح کل کے
بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے - جامع نے یہ حال ذات مقدس کے حضور مین
عرض کیا - حضور ذات نے قبول کر کے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا - اُس وقت
یکایک اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[۱] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا -

بیت

دوش دیدم - کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

یہ حال دیکھکر صلح کرانے والون نے اور نیز صلح کرنے والون نے غرض کہ سب نے اِس نزہت آباد مقام
پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی - اور اُس مین از راہ اُلفت ومحبت بادہ وحدت کا دور چلا -
اور عالم مدہوشی مین ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق کر کے راحت یاب ہوئے - اور ذات اقدس
کی حمد وثنا کر کے اپنا اعتبار پیدا کیا - خلاصہ یہ - کہ صاحبان جمال وجلال نے جب جامع نامی مجموعہ
قابلیات کا تماشا خانہ اچھی طرح دیکھ لیا - تو ہر ایک کے دل مین ہوس اور سابقہ عہد وپیمان کے
خیال سے یہ جوش پیدا ہوا - کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج شاہ مین ہی بنون - اسواسطے نسل آدم سے

[۱] - مین زمین مین (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہون ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے۔ اور چہرہ نویس مصور نے ان کی فہرست کے اوراق کو حوالہ
تحصیلی کیا۔ اور بفرمانِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ[۵۱] اور بامتثال قَالُوْا بَلٰی[۵۲] ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسما ایک
اسم کے تحت میں الگ کر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلمرو قرار دیا۔ لیکن جو صوبہ دار قایم ہو چکے
تھے۔ وہ بوجہ سابقہ عہد و پیمان کے جامع اور احدیت کی دار السلطنت سے اپنے اپنے حصہ ملک
کو جو ابھی نہیں دار الملک شہود میں ملا تھا۔ کوچ کر نہیں سکتے تھے۔ لہذا چار و ناچار اپنے آثار و احکام
یعنی گماشتوں کو مقرر کیا۔ کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے۔ حکیم اور عادل نے
جو حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرما کر صدر الذکر حکام کے گماشتوں کے عقب میں
روانہ کیا۔ چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر میں آثار تقابل سر نہیں
اوٹھا سکتے تھے۔ اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستّار و غفّار کو درمیان میں ڈالکر حضرت سلطان
''اسما سے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کر لی۔ کہ عادل کو خبر بھی نہیں ہوئی۔ جو گروہ باہم متقابل
اور ضد یک دیگر تھے۔ اب اُنہوں نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم و عالم
اجسام میں مقرر کیے۔ آثار و احکام یعنی صوبہ داروں کے گماشتے بھی اِن معانی (تقابل) کو اپنی
حکام میں مختفی سمجھے ہوئے تھے۔ اس لیے اُنہوں نے آنے والوں کو ہاتھوں ہاتھ لیکر اپنے دار الخلافہ
میں ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجھا۔ نام زد کر دیا۔ اس اثنا میں یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ
سے دوری پیدا ہو گئی اور عقل و نفس کے بارہ میں۔ اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت میں کس
منشا سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اس کے بارہ میں اختلافات جو ظاہر ہوئے۔ وہ الگ رہے پس جس قدر
خرابی ملک میں پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہاں سے سامان اقامت اوٹھا کر عالم
ملکوت کو ہجرت کرتی گئیں۔ اوصاف ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہو گئے ملک کی کارروائی نفس
کے ہاتھ میں آئی۔ روح جس کو ربِّ مطلق کا نائب کہنا چاہیے۔ اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی
اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہو گئی۔ امین الملک کو معزول کر کے۔ قید کر دیا۔ اس سبب سے اکثر مقام
کوچے کے شہر تاراج۔ اور بہت سے انسان تباہ ہو گئے۔ مگر جو لوگ کوشش کر کے از راہ اخلاص امین کے
دولت خانہ میں پہونچ گئے۔ اور امین کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

[۵۱] - کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں [۵۲] سب بولے - ہاں ۔

کارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا - اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا - اُسی طرح منزل درمنزل
قافلۂ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دار السلطنۃ مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے **ھادی**
کی بارگاہ مین حاضر کردیا - اس حقیقی رہنما یعنی **ھادی** نے دادخواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ
اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کرکے التماس کیا - کہ نفس کے دست ظلم سے رہائی دیجاوے - ارشاد ہوا
کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین - یہ سب **حفیظ** اور **مغیث** کی حمایت مین سپرد کردئے
جاوین - تاکہ آئندہ پہر اوس نالائق نفس کی بداندیشی سے ان کو اذیت نہ پہونچے - اور جو شیوہ صلح
کل کا اسماء وصفات کے لشکرون مین **حکیم** و **عدل** کی تدبیر سے قایم ہوگیا ہے - وہ ہی طریقہ صلح کا
یہان ذریعہ فرمان امین الملک جاری کردیا جاوے - ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور
مصالحت کرنے کے واسطے حکم صادر فرماکر جو مظلوم تھے - اُن کو یکسان سرفرازی واپس کیا - اس
حال پر جب فسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی - تب دواسپہ اُلٹے پاؤن بہاگے اور اسفل السافلین
مین آکر دم لیا - اور انسانی دربار مین جا بجا گوشہ گزین ہوگئے - اس کے بعد پہر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ
والون کی آمد و رفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا - اور عالم جبروت کے سوداگرون کا دادوستد عالم شہود
کے باشندون کے ساتھ ازسرنو آغاز ہوا - غرض کہ جہان وجوب نے صحراے امکان کے ساتھ اتصال
پیدا کیا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے - اُن مین سے بعض افراد نبوت و
رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے - اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا -
اور اس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کرکے خود شناسی کے چہرہ کو خداداتی کے رنگ سے رونق
دی - اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ - ہر ایک نے نسبت پیدا کرکے صوبہ آفرینش
مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا - اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہنچا - اُس نے اپنی قلم کو ان
اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا - جو [1] بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ
کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر اور صفائی مین مصروف ہین - اور اوراق تحریر کو
ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا - یہ مختصر حالات جو گذارش ہوئے - ازل سے ابد تک کی

---

[1] جو دروازہ کے اندرونی طرف ہے - (جدہر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف (جدہر منافق ہین) عذاب (آلہی) ہوگا - ۱۲

سرگزشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گزر رہا ہے - ماضی و مستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہوگی - اُس کو تغیر و تبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھ بھی نہین -

بیت

امروز و پری و دی و فردا	ہر چار یکے بود تو فردا آ

بیت

آنچہ ما گفتیم دی امروز میگوید کسے	باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ و شمہ از بیان باعث

امابعد - حیران انجمن دانش و بنیش - سرگردان بادیہ عجز و نادانی - نو آموز دبستان عقل و نقل ہیچمدان صومعہ کشف و تحقیق محمد غوثی ابن حسن ابن موسی شطاری **جعلہ اللہ ممن یحبہم و یحبونہ** عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امر ایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - **حافظ** -

دور مجنون گزشت و نوبت ماست	ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ **قدس اللہ اسرارہم** کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہئین - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نو سو اٹھانوین کے آغاز سے آتی تھی - اور جاتی تھی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ شروع ہوا - اور اولیائے ہند کے کچھ حالات - کتاب اکبر نامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوئے مذکورہ دل مین جاگزین ہو گئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکل کر میدان عبارت مین نہین آتی تھی حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار دس ۱۰۱۰ آ گیا - اور کشور کشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن و خاندیس کوچ فرما کر دارالاسلام برہانپور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بھی تھے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال و اطوار کے مطالعہ کا شوق تھا اور میرے ارادہ سے بھی واقفیت تھی - ایک روز ان اصحاب کے جلسہ مین مجھ سے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو بذریعہ قلم میدان عبارت مین اب تک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجھ کو حیرت ہوئی - اگرچہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری و ناسوافقت اور

میری غفلت و کم استعدادی نے مجکو باز رکہا - تو یہ جواب معمولی اور عادۂ عام ظاہر بین لوگون کا ہے -
اور اگر یہ کہتا ہون - کہ کارخانہ آلہی مین بحکم لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ گفت و شنید کی گنجایش نہین -
تو یہ گفت و گو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشۂ وحدت اختیار کر رکہا ہے - چونکہ کوئی طرز جواب
کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی - لہذا چار و ناچار خاموشی اختیار کی - اس بنیاد پر سواے بے توجہی
کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا - اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو حد درجہ کی بڑہی ہوئی
تہی - پس جہان تک ہوسکا - کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی - اور نامہ و پیام کے ذریعہ
سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی - اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو منظور تہا - کہ جو بات اندیشہ مین تہی - وہ
ظہور پذیر ہوگئی - اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا - خداشناسون کے برگزیدہ احوال و اوصاف ہجری
ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے - اور یادداشتون کی
نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی گئی - خدا کرے - دوستون کا
معرفت پذیر دماغ یقین و عبرت کی خوشبو سے معطر ہو -

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بنوید غیبی فرشتہ آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے - کہ سخن کے تصویرخانہ کا نقش و نگار سے سجانے والا جس کو ارباب
علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین - پیدایش کے اولین روز سے اس وقت تک اپنی فصاحت و بلاغت
کی قلم سے سابقہ تصویرخانون مین اپنی معرفت و کرامت کی تصنیفات و تالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی
اور چہرہ کشائی کام مین لا چکا ہے - اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے - تاکہ عروس الفاظ کی
زیب و زینت اور شاہد معانی کا حسن دوبالا ہو - پس اسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ
فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین - عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرائش
دی - اور اشارات کے کالبد مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی - اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا
ہرگاہ ان چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے - جو زمانہ کے نزدیک محض نا آشنا ہے
لہذا یہ رسالہ اس قابل نہین ہے - کہ اس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری
کی جاوے - پس بہتر یہ ہے - کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب - ظاہری و معنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

ملون - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گفتار کلام کے رنگ و روش اور طرز ہیئات سے واقفیت رکھتے ہون - اور پہر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اس گلدستہ کو ہدیۃً پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی و صفاتی خوبیان مجکو ذریعہ عقل و نقل معلوم ہوئی تہین - اُن کے محامد و محاسن خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور و فکر کو کام مین لایا - کہ اس عروس شست عروس کا خطبہ کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ آل حسین و جمیل دختر نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکہتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کر دی جاوے - مگر اس فیصلہ پر حضرت النصاف گوشۂ دل سے اور قوت دوربینی کنارہ باطن سے - گہبراکر پریشان حال دونون اوٹھہ کہڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اس کار خیر کا اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب سے لیا جاوے - جو اس کا قدی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہیئے - اس قرارداد پر دل نہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایمانہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول تہا اور حالت غم مین سر بہ زانو بیٹہا ہوا تہا - بنسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تہے - اسی اثنا مین غنودگی جو مقدمہ مدہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تہے - تمام و کمال رہے سہے بہی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل بلفظ انا (مین) اور اس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم اَللّٰہُ یَتَوَفَّی[۱] الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہونچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک نورانی شکل پیر کو دیکہا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیأت کے مشاہدہ نے مجکو آگے بڑہنے سے باز رکہا - ناچار از راہ امیدواری و ادب ہاتہہ باندہ کر خادمانہ سایہ کے ایک گوشہ مین کہڑا ہو گیا - کیا دیکہتا ہون - کہ یکایک ایک پرندے نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹہا ہوا

[۱] لوگون کے مرنے وقت اللہ ان کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (ان کی روحین بہی) ان کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلالی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - ان کو (اپنے ہان) روک رکہتا ہے - باقی (سونے والون) کو (پہر دنیا میں) بہیج دیتا ہے ۱۲ -

تھا اپنا سر اوپچا کر گے - ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی منقارے تخت پر چھوڑ دیا - اُس وقت اُس روحانی شکل تخت نشین نے بآواز اُنس ومحبت مجکو پکارا - جب مین دو تین قدم آگے بڑہا - تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے - لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کھولون - کیونکہ تخت نشین کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا - کہ دیکھنے کی آنکھہ مین اور نام پوچھنے کی - زبان مین بلکہ جان مین بہی - طاقت نہین رہی تہی - صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی - اور فرمایا - کہ میرا نام عبد اللہ ہے - اور نامہ لانے والا پرندہ تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے - یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین ہوگیا - کہ شاہ عبد اللہ شطاری ہین - قدسنا اللہ باسرارہ المقدسۃ اس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے سپرد کیا - اور فرمایا - کہ پڑہو - مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا - جو سرتاسر بشارت تہا - کہ ملک کتاب جو عبارت اور الفاظ ہین - اگر اسپر تم کو اعتماد نہین ہے - تو مضائقہ نہین - لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا بیان ہے - تکیہ کرکے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ اس خاص جگہہ پر محرومی ہے - کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا - جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو - تم کلامہ الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی - کہ درحقیقت الفاظ تو لفافہ ہین معانی نفیسہ کا - عبارت ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا - اور کاغذی نقوش عزیمت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا - نظر اور فکر کو صرف لفافہ - ڈبہ - اور نقوش تک قاصر - اور نفائس - جواہر - اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے - کہ جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کرکے ظاہر بینی کو مدنظر رکہنا - اس مین شک نہین - کہ جب اس خیال کی تائید مژدہ غیبی نے کی - تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہہ جنبش دی - اور دیرینہ مطلوب - جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا - اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب ہوا - ایسے الفاظ مین جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا [۱] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ ۵ [۲] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۵ [۳] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۵ اور جو اصحاب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرما رہے تہے - اُن کو یہ غیبی مژدہ سنا کر خوش کیا بے اختیار صاحبان دانش وبینش ارباب کشف ولیقین اصحاب جذبہ وبیخودی کو جو حضور

---

[۱] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اُتارا ۱۲ [۲] خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) رنج وغم ہم سے دور کردیا ۱۲ [۳] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی - پہر اوس کو (اُن اغراض خاص کے پورا کرنے کی) راہ دکہائی - (جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ۱۲ -

وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے شاہی محل میں اور لِیْ مَعَ اللہِ وَقْتٌ کی خلوتگاہ میں شرف حضوری رکھتے تھے۔ تشریف آوری کی تکلیف دی رباعی

مردانِ خدا آمدہ از گنج حضور	کردند برین روضۂ جان بخش عبور
گو منکر حشر تا نماید بعیان	آن محشر موعود بہ چشم مغرور

تا کہ تفکری بدتمع میں تشریف ارزانی فرما کر بذریعہ گویائی و شنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماویں جس طرح کہ اوس وقت اپنی نمود نمائش سے حس باصرہ کو فیضان نور فرماتے تھے۔ جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ اور عبارت کے آب حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کہنا زیبا ہے۔ اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفس رحمانی کی بادنسیم ہے حیات جاوید حاصل کریں۔ اور اس گلزار ابرار کی فضا میں اپنے قیام کے لئے انجمن بنائیں۔ تاکہ راقم کی مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو جو بحکم غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض سے کہ وارث یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق۔ رائض بادپائے بینائی و بینش۔ مرکز دائرہ فطرت و آفرینش۔ جامع مراسم خلافت نشانیہ۔ مجموعہ لوازم کمال صورت و معنی۔ پرتو مرایائی تلوب سر آفاق مرادات انام۔ منوی ضمیر خاص و عام۔ سایۂ الطاف پروردگار۔ سرمایۂ بقاے روزگار۔ گوہر فرد و سیم صاحبقرانی۔ زلف آرائے جبین مملکت فغفوری۔ چہرہ نماے آئینہ تصرف سکندری۔ بادہ گسار جام عشرت جمشیدی۔ آئین بند قفر معدلت نوشیروانی۔ ناوک انداز کمان نیرنجی رستمی۔ رونق افزاے سریر سلطنت کیخسروی۔ نقش نگین ملک سلیمانی۔ تمثیل معجزہ انفاس عیسوی۔ صورت گفتار فصیح جبریلی۔ پیکر کلمات صحیح تنزیلی۔ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماویں۔ خَلَّدَ اللہُ مُلْکَہٗ وَسُلْطَانَہٗ وَاَفَاضَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ بِرَّہٗ وَاِحْسَانَہٗ اَبَدَ الْاٰبَادِ

شمہ از گزارش پیراستگی زمانہ و آراستگی زمانیان برکات دور دولت بر دوام او

خداے تبارک و تعالیٰ کا کمال احسان اور شکر ہے۔ کہ اس شہنشاہ کونین جہانگیر خلد ملکہ و مدظلہ کے

لہ اور تم لوگ کہیں بھی ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۔

ٹہ مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہوتا ہے۔

ٹہ اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکھے۔ اور نیز اس بادشاہ کی بھلائیاں اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچاوے۔ یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲۔

زمانہ مین اس کی حکمت - معدلت - مبارک صورت - نیک عادت - عمدہ فکر - اور سلیم راے کی بدولت تمام ناشائستہ اوصاف و افعال - ناپسندیدہ حالات و معاملات - اور اندوہ و فریاد و افغانات جملہ بنی آدم کی سرشت سے یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جاگزین ہوے ہین جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت ہے - مگر مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ[1] کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت مین عرض کرتا ہون وہو ہذا -

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین - -
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کجی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین - - -
(۶) تیرگی ابر مین - -
(۷) رونا باران مین - -
(۸) نالہ کرنا رعد مین - -
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین - - -
(۱۰) سرنگونی قلم مین - -
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین -
(۱۲) شکستگی خط مین -
(۱۳) کشاکش کمان مین -
(۱۴) نفرت تیر مین - -
(۱۵) تیزی تلوار مین -
(۱۶) مار ڈالنا صبہ مین -
(۱۷) دو ہم جنس کی جدائی فک ادغام مین - - -
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع و معارضہ آداب بحث مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین -
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین -
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین -
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب (رہٹ) میں .. -
(۲۶) جلنا اگر مین لکڑیون مین اور چورون مین - - -
(۲۷) جوش کہانا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین - -
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین - - -
(۲۹) نایابی ستم مین زبان مین اور شکایت مین - - ..
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طلب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پانون مین اور دہلیز مین .. -
(۳۶) بیماری نرگس مین اور راے مخالف و دیا (بادشاہ مین) اور تیاری جنگ مین

[1] جو شے تمام و کمال اور اک مین نہین آسکتی ہے - وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جاسکتی ہے ۱۲ -

(۲۹) خواہش دولت سلطانی کی دوام مین نہ دیگر تمام اشیا مین ۔	(۲۸) شمار کرنا نقش کعبتین مین نہ لوگون کے نقد و جنس مین ۔	(۲۷) خانہ خالی بساط شطرنج مین نہ روے زمین مین ۔
	(۳۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات مین نہ دوسرا امور مین	

غرض کہ عینی و علمی - اور خارجی و ذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچھہ باعتبار محل اور کچھہ باعتبار حالات زشتی کے ساتھہ منسوب تھین - لیکن اِس شاہی عہد مین محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش و آرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گھوڑے کو منونہ نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کھینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشائخ ننوشتہ و ہر یک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجھتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن و تبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتھہ نہین لکھے گئی ہین - جنہون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہوکر شرف سعادت بخشا ہے - یہ فرو گذاشت کچھہ از راہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون [51] لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اپنے تئین ذات باری جلّت صفاتہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقولہ [52] اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اسی کی پاک ذات پر کیا تھا اسی طرح راقم نے بھی اِس ادب آموز کلام سے عجز و تواضع کی تعلیم حاصل کر کے - اس تصور سے کہ فرد

	لیکن ز خدا جدا نہ باشند		مردان خدا خدا نہ باشند	

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسما ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین یہ کہکر قاصر سمجھا فرد

	این زمان در جہان جو او نے گو		ہمچو او نے سزد معرّف او	

[51] جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

[52] تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدر الذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا- اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک کرنے) کے اتباع کی دعوی صحیح نہین ہے - نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے - اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے ہے دوسرے جو طبیعتین رعونت غرور- اور خشونت کے غبار سے پاک وصاف ہین - وہ اچھی طرح جانتی ہین - کہ ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر چمن اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے ہین - اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے - کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے - بلکہ ہنگام تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا نا طقہ نے زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا - ہرگاہکہ اس طرح پر ایک شخص کا بطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی ایسا ہی ہے - فروگزاشت تعظیم کا نقصان دور کر کے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے - اور اختصار کتابت سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے - تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے اعتراض لازم آویگا - اگر کوئی کہے - کہ کتابت کا اختصار - اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے - اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے - تو مین یہ جواب دونگا - کہ اس طرز تحریر مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے - یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے باایںہمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے - تو بیان عذر مین ایک قسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی - دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے - اور مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے - بیشک جس کسی کے پاؤن مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے - اور جس کسی کا پاؤن آبلون سے زخمی ہوتا ہے وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کا طے کرنا سمجھتا ہے - اب ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق سے التماس یہ ہے - کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین - تب صدر الذکر کلمات ترضی وتقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین - اور اپنی نانوشتہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے شیرین کام فرماوین جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین اور اس گدائے ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین - اور اگر از راہ عنایت چشم انصاف سے دیکھینگے - تو ذکر کا میدان صحرائے تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا القصہ جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے - اون کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو از راہ عفو خو فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا نہ لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچا دین اور اپنے تئین عیب دعا رمین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اِس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو کچھ ہے - پس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہو سکتی ہے - وہ لائق معترضین کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جا سکتا ہے اُس فکر سے بجاے اعتراضات کے تحسین و آفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا [۱۵] وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

گفتار در سر انجام سراے کردار و رفتار

یہ بالکل سچ ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہو جاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے خاص افعال کی طرف منسوب ہو جاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال و جلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دو بینی پر دل بنہاد ہونے کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا شرمندگی پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب نکالنے والے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر بینون سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو این و آن کا آئینہ سمجھکر با صفا ایک رنگ ہو جاؤن **بیت**

آن کس کہ زشہر آشنائی ست	داند کہ متاع من کجائی ست

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والہ کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والہ کے قلم کی تحریر **مصرع**

خدایا از دوئی یکتائیم بخش -

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھ انجمن یکجہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مندرجہ

[۱۵] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

حالات بیان ہو رہے تھے - مینے عرض کیا ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ آج کی رات سامعین کے عالم مثال مین جو نام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القا ہو - وہی نام اِن چند فراہم شدہ یادداشتون کا رکھ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم بنواری سے بیان کیا - گزشتہ شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سید جی کو جو سید علاء الدین راقم کے نبیرون مین سے ہین - خواب مین دیکھا کہ سفر مجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین اُترے ہوئے ہین جب مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا **غولی حسن** آج کل مشائخ **قدسنا اللہ باسرارہم** کے کچھ حالات معرفت لکھ رہے ہین - اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا سلام کہنا - اور یہ مصرع پڑھ دینا مصرع نہادم نام این گلزار ابرار امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پا کر ناسوران جہان مین جلد اس کو شائع اور عالمگیر کر دینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتیست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول مقاصد (بیان ماہیت) کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسواسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہر نہین ہین - **عام مشترک** اور **خاص** عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک کے واسطے مقامات اشتراک مین - خاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہے - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاح ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر الہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص صحرا مین پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین بڑہا - یہ وہ کسی آباد شہر مین گیا - اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کہانون - عمدہ
لباسون - اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پہر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا
تو صحرا والے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے - جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی بیابان
نہ ہونگی - اور نہ صحرا والون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا - تو ایسی صورت
مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا - سوائے اسکے کہ اُسی
صحرا مین سے تلاش کرکے ایسی چند چیزین بہم پہونچاوے کہ جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی
اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا -
اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے
اور نیز جو دوسرے صحرائی جو شہر مین جاتے آتے ہین - اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے
دستور العمل ہوجاوے گا - بس اسی طرح پر ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع -

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچھی طرح پہچانتا ہے - لہذا جو شخص کسی فن کا
طالب ہو - اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضر باشی ضروری بات ہے - اسی وجہ سے کہتے ہین کہ نوآموز
جب تک رازشناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے - الفاظ
سے آگے بڑہ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے - گو لغات والفاظ کی بندش اپنے مقامات کے اعتبار
سے کتنی ہی چست اور درست ہو - لیکن گوہر مراد ہاتہ نہین آتا ہے - اُس شخص کو ہوشیار سمجھنا چاہیے
جو یہ خیال نہ کرے - کہ مینے جو کچہ استنباط کیا ہے - یہی مراد قوم ہے - بالخصوص صوفیون کی اصطلاح
مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیئے - کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین
بے نہایت بُعد ہوتا ہے **فرد**

چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا	ہر دو جان بخشند اما این کجا وآن کجا

یہ بالکل صحیح ہے - کہ کتب تصوف کے پڑہنے والے یہی اہل کشف ہین - نہ اہل اکتساب - اور نہ
وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین - بس جو شخص دبستان وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کا

نو آموز طالب علم ہے۔ اُس کو مناسب یہ ہے کہ خود دانی پر گھمنڈ نہ کرے۔ اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد تو معلوم نہ کر سکے۔ یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے۔ تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بناوے۔ جو غیرت دلانے والا ہے۔ بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پانون پر رکھے۔ کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرواز مین اولان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیئے۔ اور اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت وتلقین سے سلوک وطریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے۔ پہراس کے بعد چاہیئے۔ کہ کمر ہمت باندہ کر توفیق الہی کی مدد سے اس راہ مین قدم رکھے۔ اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہوکر صبر وسکون کے ساتھہ توجہ اور کوشش کرے۔

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آفریدگار گوناگون الفاظ در نگارنگ معانی۔ فرمان پذیر اوامر ونواہی پیام آوران کیش آرا آرزومند آستان بوس صفاسگالان حقیقت پژوہ۔ فریفتہ گہر فشانی دانشوران مشکل کشا ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت اندوزان اخلاص آمود۔ دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو ہم روز گروہ گرفتاران یعقوب اندوہ۔ شیدای سخن سنجی فصاحت وران جادوکار شیفتہ غزل سرائی داؤدی نوایان دل نواز۔ مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین جاروب فرست مشارع برہنہ پایان بادیہ پیما۔ نگارندہ احوال ناموران فردوس خرام یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بہی کسی قدر ابدی معرفت نصیب کرے۔ جب قلم وزبان سے اس پُر بہار اور سرسبز گلزار کی آرائش اور نخلبندی کی۔ تو اولین مسودہ مین بدین تفصیل پانچ قسم کے اصحاب آرا کی یادداشتون سے پودے لگائے تہے۔ ایک وہ لوگ جنہون نے ظاہری وباطنی صفائی حاصل کی ہے۔ اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہین۔ دوسرے وہ لوگ جو صاحب علم ہین۔ اور وہ تاریخ قدیم مین دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کئے گیے ہین۔ تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین دشمن (نفس) کے مقابلہ مین فوج آرائی کر رہے ہین۔ اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکہتے ہین۔ چوتہے وہ قوم جو شریعت وسنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے۔ اور جس کے افراد کو زبان قدیم مین زہاد کہتے ہین۔ پانچوین وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح کے

نزدیک مجاز ہے - مگر از راہ احتیاط و اہتمام تصحیح کے وقت ناسخ شاخین کاٹ چھانٹ کر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سر سبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور ہر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی قلمے سر کن دسر کن سخنے
بر یاد گزشتگان گلزار درون

کاراستہ نوبہار ہر سو چمنے
در ہر چمنے فرا ہم آراستہ انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھ ترتیب و تقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دلستان انجمن کے تماشائی - اپنے باعبرت دلون کو نور بینش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم و جان ایک ہی کے خیال مین مصروف کر کے حُسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صد ہا الذ نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کر کے زینت بہشت کا سرمایہ اور آلہی صفات کا مظہر ہو جاوینگے -

پُرانے کشف و کرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھ بہشت مین ہے - دل دار کے رویت - دل آرام کا دیدار - دل کش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فرش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ میوون کی کلیان - اور دل جو بہتے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال و اخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذا القیاس دوزخ اور مافیہا[۱] من اسباب العذاب یہ بھی صورتین ہی ہین - جنھون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے - دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدما کی یہ دریافت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنی پیش بین آنکھ سے دیکھ سکے - پس جس شخص کا وجود ظاہر مین تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین بظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خدائے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین اسمائے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کر کے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اسم نفس لا امری معرفت کی مدد

[۱] - اور جو اسباب عذاب دوزخ بیچ مین ۱۲

سے چاہیئے - کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کرلیوے - کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے
کا ذریعہ - اور ہم سری کا نمونہ ہے - اور اِس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے - کہ ناسوتی عالم صورت - خداوند
تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہین - اور جہان قدسی - انسان کے افعال و احوال کی تصویر - کیونکہ ملک و
ملکوت کی پیدائش - واجب الوجود کے اسماء و صفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش - انسان کے اعمال
اور اخلاق سے ہے - لیکن جب تک انسانی آنکھون کو خاک گور کا سرمہ - ناسوتی رمد سے نجات - اور اُخروی
زندگانی کا کحل الجواہر - لطافت مین روشنی نہین بخشتا ہے - تب تک وہ آنکھین بیدارون کی طرح - جاویدباغون
اور آتشکدون کا تماشا نہین کرسکتی ہین - جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو
تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتون کا لباس نہین پہناتا ہے - تب تک وجود مطلق
کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک و ملکوت کے میدان مین (جس مین چون و چند کی گنجایش ہوسکتی ہے) نزول
نہین ہوسکتا - اِس قسم کے موحدانہ کلام اور حرف و صوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید و تفصیل کے لیے فی نفسہ
بیگانہ دفتر چاہیئے - جو لوح محفوظ کی مثل ہو - ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید و تفصیل کتاب ہذا کے دیباچہ مین تاویل
کے ذریعہ سے کیونکر آسکتی ہے - جو کوتاہی کلام کے ساتھہ نامزد ہے - لہذا بہتر یہ ہے کہ تمام فہرست جس قدر کلام
سے انجام کو پہونچ جاوے - بس اوسی پر اکتفا کرون - اور زبان و قلم کو بزرگان دین و یقین کی یادنگاری مین
مشغول کردون - باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہون کی سیاہی دور کرکے - اس کی
جگہہ التماس کے قلم سے یہ عقیدہ لکھدون **مصرع** بدان را بہ نیکان ببخشد کریم - اور بکمال ادب یہ نالۂ مصرع
الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم - معنوی قیامت مین بلند کرون - کہ عبارت اپنے احوال او رافعال
کے محاسبہ سے ہے - **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا اَعْطَيْتَ فِيْ عِلْمِكَ بِلَا عَمَلٍ مِّنَّا حَتّٰى نَعْلَمَ حَقِيْقَةَ قَوْلِنَا**
بِاَمْرِكَ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا[1]

گفتار در تعیین القاب

خدا کرے - دانش آباد دل کی عمارت - جہالت کی خرابی سے - اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار -

---

[1] - یا اللہ تو ہم کو وہ شے عطا فرما جو تو نے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم مین عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ
مین جو ہمارا قول ہے - اوس کی حقیقت ہم جان لین - اور وہ قول یہ ہے - اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہو - کہ جو کچھ خدا نے ہمارے
لیے لکھدیا ہے - اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہین ہے - ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم بالیف کا.. رہا ہے - اِس بارہ مین ہین - کہ اِس کتاب کے مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اِس لیے ایک معین صفحہ مین قلم صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشائے ولایت وکرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے مراد - خداوند خلافت عظمی خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقدہائے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنمائے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہ اقلیم جامعیت ابو المویدحمید الدین شیخ محمد غوث کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری ومعنوی - بینش اندوز حقیقی ومجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین -
(۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندہی کی ذات فیض آیات ہے - مدظلہ۔
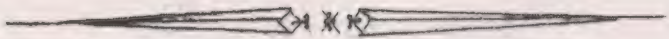
اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون۔ علم والون۔ پرہیزگارون۔ خداپرستون۔ مجذوبون کے احوال وافعال کا بیان ہے۔ اے خرد۔ اُٹھ بیٹھ۔ اور کچھ ذوق سے کام لے۔ دیکھ اس چمن کی ہر ایک یادبجاے خود ایک نہال ہے۔ جس کو طوبیٰ کہہ سکتے ہین۔ اور جس مین ہر ایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین۔ ان میوون سے ہر ناکام اور کامیاب دونون کو اُس خداوند تعالیٰ شانہٗ کے شکر وسپاس کا مزہ حاصل ہوتا ہے۔ جس نے انسان کا عجیب وغریب پودا دل علم اور بعدہٗ عین کے باغ مین لگایا۔ اور جب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراد اور احوال کی گوناگون شاخین اور پتے اس طرح پیدا کرتا رہے گا۔ کہ اگر سابقہ شاخ یا پتہ ٹوٹ جاوے۔ تو بجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یا پتہ قایم ہوجاوے۔ اور غرض اس سے یہ ہے۔ کہ حقیقی وجود کے درخت کی مشابہت اس مین نمایان ہو۔ جس کا عظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات۔ اور پتے تجلیات ہین۔ ایدہر آؤ ایدہر مصرع

بوستان از دوستان سازیم دستی ہا کنیم

بابا شاہ یوسف ملتانی

پیدایش تو گردیز علاقہ کابل مین ہوئی تہی۔ مگر آپنے ہجری سنہ پانسو پچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکر قیام فرمایا۔ آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب وغریب اور بے شمار ہین۔ جو تمام وکمال بیان مین نہین آسکتے ہین۔ رحلت فرمائی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہر ہوئی ہین۔ سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے۔ کہ جب کوئی شخص بارادہ بیعت آپ کی قبر کے پاس جاتا تھا۔ تو آپ قبر کے اندر سے ہاتھ باہر نکال دیتے

تھے - اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِم کے آثار کا ثبوت دیتے تھے - شیخ صدر الدین بن
شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا - چونکہ صدر الملۃ کی کوشش اس
بارہ مین زیادہ رہتی تھی - کہ آنجہانی معاملات مخفی رہین - لہذا آپ کی یہ روش صدر الملۃ کی طبیعت کے
خلاف واقع ہوتی تھی - ایک روز صدر الملۃ شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا - یوسف - ہاتھ اندر کھینچ لو -
اور دراز دستی چھوڑ دو - اس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی - صدر - آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا
تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹادیا - یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاء الدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام
لوگون کی زبانون پر روان ہے - اور صدر الاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدر الاسلام - رکن الاولیا
کے پدر بزرگوار ہین - قدس سرہم - شاہ یوسف کے پیر شاہ قسور[۵۲] جنیدی علوی گردیزی ہین - یہ اویسی تھے -
اُویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین - جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون
خاص مبدء الیہ سے فیض ولایت پہونچے اور بس - بعض کی راے یہ ہے - کہ جو شخص قول مین فعل مین اور
اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے - اور اوسی پر چلے - اور اس طرح پر جناب خاتم النبوۃ والشریعۃ علیہ السلام
کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے - بعض یہ کہتے ہین - کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو
فیض پہونچے - وہ اویسی ہے - بعض کا خیال یہ ہے - کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین -
عَلٰی صَاحِبِہَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے - کہ وہ ظاہر مین
ملازمت کرے - وہ اُویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے - کہ جس شخص کو اولیاے اُمت مین سے کسی کے
بھی باطن سے بدون توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو - اُس کو اویسی کہتے ہین -

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تھا - اور اب بھی حاصل ہے (۱) باباحاجی روزبہ یہ زمانہ
سلف کے اولیائے دہلی مین سے این مشہور یہ ہے - کہ زمانہ راجہ پتھورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین
تھے - آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور
مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس
مین لکھا ہے - (۴) شیخ حسین زنجانی - (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری - (۷) شیخ
محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل جینی - اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہوچکے

---

۵۱ اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے ۱۲ - ۵۲ قسور یعنی شیر ۱۲

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہرایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع ست شو واسطی ادلیسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابوعلی عثمان ہجویری جلاّ بی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تھے - کشف المحجوب مین لکھا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تھا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا گیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کردیا - لہذا مین اس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہرایک مقام پر تقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تھے - لیکن شیخ نے خود لکھا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابوالفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابوالحسین حضرمی کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابوالحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدسنا اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنّف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنّف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے - لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بہ صحّت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ور نگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخرالدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَہٗ وَلَا رَبَّ لَہٗ [۵]

توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بھی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اِس کے عالی مقام کو ہرایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیرالعارفین مین لکھا ہے - کہ شیخ سعدالدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کر کے کمال حاصل کیا تھا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تھے تو اُسوقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

ملا۵ میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بہی قیام فرمایاتھا - باہم رازداری اور خداشناسی کی باتین ہواکرتی تہین - قدسنا اللہ باسرارہما - مصرع نقر او ہم نگہت الفقر فخری میدہد

یاد بابا حاجی رتن ابن نصر ہندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاء امت مین سے ہین - اور بعض کہتے ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبدالجلیل غزنوی سنے - جو حکیم سنائی کے چچازاد بہائی تہے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبری کے مرید - اور بایکصد چہبیس مردان خدا کے خلیفہ تہے - یہ بزرگ لکہتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چہ سو بیس مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے ملا تہا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نامزد تہا مجکو عطا فرمایا تہا اور نیز سرور انبیا علیہ السلام کے جلسکی چند باتین فرمائی تہین -

شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکہی ہے فصل الخطاب جس مین اُنہون نے احادیث رتنیہ کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بہی روایت لکہی ہے اس کتاب مین لکہا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتہہ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہی شانہ آج مجہکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -

کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سنا چاہتا تہا جس نے بلا واسطہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے معمر شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتہہ آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال و متاع آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ بیر فرتوت تہے دار الخلافہ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبال کیا - اور طلائی و نقرئی پہول آپ کے گہوارہ پر نثار کیئے آپنے اپنے ہاتہہ سے اُن منتشر سنگریزون کو فراہم کیا یہ حال دیکہکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوئے اور دریافت کیا - کہ اولا اس قدر علما اور مشائخ آپ کی طلب مین گئے - مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بہیجا - اور یہان بہی آپ کی طرف سے حجریات دفراہم کرنا دیکہا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین یہ دو حدیثین روایت

کین - ایک یہ[۵۱] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[۵۲] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَ یَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سنا کر آپنے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی - راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے - کہ جب سوال اس قسم کا تھا - کہ ہیچو فعل کا ارتکاب بامنصب درویشی کے مناسب نہین ہے - تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کئے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تھی - دوسرے ازراہ کسرنفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کر کے - دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا - تیسرے اشارہ سے بتادیا کہ ہاتھ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے - بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے -

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَۃُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَۃِ مین بابا کا ذکر لکھا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین - لیکن اس مین شک نہین - کہ وہ بہرتی کے شائبہ سے خالی نہین ہین - مختصر یہ ہے - کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تھا - ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین - اور آغاز ہوش مین آپنے ایک قافلہ کے ساتھہ عربستان کا سفر کیا - عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی - کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے - چنانچہ پھر دریا کے راستے مکہ معظمہ کو کوچ کیا - اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی - چند روز خدمت مین قیام کر کے پھر جانب ہند معاودت فرمائی - اور اپنے مکار نفس کے ساتھہ بہت سی لڑائیان لڑکر بالآخر فتح پائی - اور تمام جہان کو مشرق سے لیکر مغرب تک ناپ ڈالا - عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیان کین - اور جو بیشمار تلاش بنائین - چھٹی صدی مین جو ارباب سعادت تھے - وہ بابا کی بدولت تابعین - رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی - ہوشیار سیاح کہتے ہین - کہ سراندیب مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَام کے قدم گاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے -

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا - لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی - آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چھوڑا - اسی اثنا مین ایک روز مجذوب الٰہی ابراہیم نام آپ کے باغ مین گذرا

[۵۱] انسان - احسان کا غلام ہوتا ہے ۱۲ [۵۲] آدم زاد بڈھا ہوجاتا ہے - مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہوجاتی ہین - ایک حرص دوسرے طول امل ۱۲

آپ نے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ مجذوب کے آگے پیش کیا - مجذوب کے ہاتھہ مین ایک ٹکڑا نہاتلی کی کہل کا - وہ اپنے دانتون سے چاپ کر آپکے منہ مین ڈالا - جب وہ پیٹ مین پہونچا - تو اندرون جسم ایسا روشن ہوگیا - کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست ونابود ہوگئے - لہذا کل تعلقات سے دل ہٹاکر حقیقی رہنمائی جستجو مین چلے - اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچے - جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے - یہان پر قدوۃ الاولیا خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی - اور مدارج بیعت اداکر کے ڈہائی سال برابر پہلونشین دشمن یعنی نفس کی اصلاح مین کمربستہ رہے - اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا - اور سند مل گئی - تو دیگر خدا شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچہہ فیض پایا اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے حضور مین پہونچے - اور جو کچہہ ازلی حصہ نصیب مین لکہا تہا - وہ حاصل کیا - اسی طرح بر سنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین کبری کو - بغداد مین شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب سہروردی - شیخ اوحدالدین کرمانی - اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کو - ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو - تبریز مین شیخ ابوسعید - اور شیخ جلال الدین تبریزی کو - استرآباد مین شیخ ناصرالدین کو - غزنین مین شمس العارفین عبدالواحد پیر شیخ نظام الدین ابوالموید کو اور لاہور مین شیخ حسین زنجانی مرشد شیخ سعدالدین حمویہ کو دیکہا - ان باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین تہوڑے تہوڑے روز حاضر رہکر ملازمت کی - رازداری کی باتین ہوتی رہین - اور بہت کچہہ معرفت الٰہی کا سرمایہ بہم پہونچایا - گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہوگئے تہے -

آپ کے حالات کا مختصراً بیان اس طرح پر ہے - کہ لوگون سے بہت کم ملتے تہے - پہاڑ اور صحرا کے دامن مین بودوباش رکہتے تہے - ہمیشہ تیروکمان پاس رکہتے تہے - اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تہے - پرانی چیندیان پیوند لگا لگاکر پہنتے تہے - کم کہانے کی عادت تہی - صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑہا کرتے تہے - اور دن مین دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اوترے ہوئے تہے باغبان نے حاضر ہوکر مالک باغ کی ناقابلیت سے کچہہ گزارش کیا - آپنے اوسپر کچہہ خیال نہ فرمایا - اور باغ سے باہر نہین گیے - اسی اثنا مین مالک باغ اپنے تونگرانہ سازوسامان کے ساتہہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا - تو اوس کے جسم پر بہر پگین موجین لرزہ پیدا ہوا - اور چہرہ کا رنگ زرد پڑگیا - ناچار تونگری شوکت کا سازوسامان نذر کر کے خادمانہ ہاتہہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا - اُس کے ہوش جاتے رہے - جب باغبان نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہوکر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معزالدین سام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستہ مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کر کے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تھے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید مکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اوترا کرتے تھے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تھے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے ہمراہ لے گئے تھے - ستائیس سال اوس پردہ نشین باعصمت بی بی کے ساتھ بہ خوشی و خورمی زندگی گذاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین سال ٩٧ کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس ٦٣٣ روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آ کر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تھے قدس اسرارہم سوا ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والہ کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تیئن چھ ٦ واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاء اللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے با فروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کے

ہاتھ سے معین الاولیا قدس سرہ کی بیعت کا دامن پکڑا - اور آپ کی رہنمائی سے خدا طلبی کے راستہ مین قدم
رکھا ہے - بعض نے خرقہ خلافت حاصل کر کے زندہ دلی حاصل کی - اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ
کے گروہ چلے - اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی - اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین رہے
قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے - اُن معانی کا راستہ لفظ
اور خیال - سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین - اس لئے اس ذی معرفت گروہ کے پر حقیقت
حالات کی تعریفات صراحت کے ساتھ نہین لکھ سکا - اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رسیدہ تھا لہذا تشبیہات
سے بھی کام نہ لیا - ناچار ہر ایک کے نسب وحسب - وطن و مرقد - اور بیعت وسلسلہ کے متعلق چند باتین ایسے قلم سے
لکھی ہین - جو بالکل سادہ اور صنایع وبدائع کے زیور اور آرایش سے برہنہ ہے - تاکہ سننے والے کو آگاہی ہو -

باوجودیکہ تمثیل اصل کی چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے - تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے - روحانی
چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل کر دیتی ہے - تمثیل دور بیٹھے ہوئے - گوشہ نشینون کو ویسے ہی جلوہ کا سامان
بہم پہونچاتی ہے - جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے - تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون
کے طور پر دکھلاتی ہے اور نیز جن منور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑ سکتی ہے تمثیل اُن
چہرون کو آسانی کے ساتھ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے - لیکن اگرچہ
نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ و تمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے
اور نیز اُن کو کشفی مکان سے نکال کر خیالی مسند پر اس طرح لا بٹھاتی ہے - کہ جو کچھ سنا جاوے اقرب بہ فہم ہو -
بااینہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھین گے - تو عالم غیب کے مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کر سکین گے
کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کر سکتے ہین - جو حواس اور عقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین - یہ ایسا ہے کہ
جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے - کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے - ایک عالم
کی اشیا کا - دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک - صرف انہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے - جو دونون عالم
مین مشترک ہین - اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا مابہ الاختلاف جو عالم کثرت کی آفرینش کا
سبب ہے - معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہو سکتا - ہر موجود اور ہر مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل
ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھ نہین آتی - کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہو سکتے -
اور راستہ چلنے والا - اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا - پس ایسے مقام پر چپ رہنا - سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دورنگی کی علامت ہے -
سنوجی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے پرانی حکمت و فلسفہ کی کتابون مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آواز مگس طینتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت کا بچہ اوس مین نہ پھنساوے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی طمع شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحۂ دل پر جگہ نہ دیوے - جن نقوش نے جگہہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھ کر فراموشی کی مدد سے صفحۂ دل کو سادہ بنا دینے مین کوشش کرے

	لمولفہ تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم	شمۂ دیوانگی می باید و نادانیم	

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کرکے صفائی قلب وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[۱] کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھون سے اصحاب خلوت اور ارباب جلوہ دونون کا تماشا کرکے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت کے باغون کی سیر فرماکر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے دوسرے ضعیف ادراک والون کی لچر اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پاوین - اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر - جس قدر و قیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر و قیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا[۲] کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ پر پہونچ جاوے گا جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کم و کاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال لکھتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھہ موصوف ہین -

یادار حمیند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا - آپ حصور تھے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان تھین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین اگئی تھی - اُس کو مرید مذکور نے پیر کی خدمت مین بھیج دیا تھا - علیٰ ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

[۱] - اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین - ہم بھی اُن کو ضرور اپنے رستے دکھاوینگے ۱۲
[۲] - اگر پردہ کھل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچھہ زیادہ نہ ہو جاؤنگا ۱۲ -

بھی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جس کو اُن کے فرزند شیخ فریدنے کتاب سرور الصدور مین لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ایک روز خواجہ معین اولیانے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجھ سے کہا جمیلہ پیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تھی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی۔ اور اب اس زمانہ مین۔ کہ پیری اور عیال داری دونون ہو گئی ہین۔ دل مین آئی ہوئی کوئی بات بھی علم سے عین مین نہین آتی ہے۔ مینے جواب مین عرض کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تھا کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا [۵۱] اور ولادت کے بعد یہ وجہ ہو گیا هُزِّیْ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ [۵۲] آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجھتے ہین۔ یہ ان صدر الذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے۔ بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین۔ عام شہرت واقعی امر نہین ہے۔ شیخ رضی کے نکاح مین تھین۔ جن کی قبر مندلا کے حوض کے کنارہ پر ہے۔ جو مضافات ناگور مین سے ہے۔ اور بی بی دُر کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے۔ سید محمد گیسو دراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت کے سمجھتے ہین۔ اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین مصرع بجز خدا سے ندانند کسے حقیقت حال

چند اصحاب کا خیال یہ ہے۔ کہ آپ کے اولاد تو ہوئی۔ مگر خرد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑہا۔ سب خرد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمر پا کر درجہ رہنمائی پر پہونچے تھے۔ اور یہ بیان بہت ہی درست ہے۔ کہ آپ کے تین فرزند رشید تھے۔ جو مرشد بھی تھے۔

سب سے بڑے خواجہ فخر الدین محمد اجمیری ہین۔ دونون علم کے کمالات سے آراستہ تھے اور صاحب تصرف بھی تھے۔ پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرائش ہوئی تھی۔

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چھ سو اکسٹھ کو دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تو ان کے منجھلے بھائی خواجہ ضیاء الدین ابو الخیر جانشین ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو سعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحب حال تھے۔ یہ بھی ہجری سنہ چھ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرما گئے۔

---

[۵۱] جب جب زکریا مریم کے دیکھنے کو اُن (یا س اُن) کے رہنے کے حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے کچھ نہ کچھ کھانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ [۵۲] کھجور کی جڑ کو دیکر (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

[۵۳] تنبیہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے۔ شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تھا۔

تیسرے بہائی شیخ حسام الدین صدر اللہ کر دونون بہائیون سے چہوٹے تہے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہوکر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جا ملے تہے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرمادیا تہا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور شیخ نور الدین محمد اجمیری خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تہے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقہ مین ظاہر و باطن سے آراستہ تہے - بہت برسون تک آبائے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تہا اور آنکہین درد طلب سے اشکبار رہتی تہین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین جا پہونچے تہے - ان کی قبر قصبہ سانبہر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - ان کے پدر بزرگوار نے گم شدہ بہائی کی یاد مین اُن کے نام پر ان کا نام رکہا تہا - ان کے دو فرزند تہے -

ایک خواجہ معین الدین خرد آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تہا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تہا

دوسرے شیخ قیام الدین بابر بال[۵۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تہے

ان دونون صدر اللہ کر فرزندان شیخ حسام الدین کے بہی فرزندان نامور ہین -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مخفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تئین بمنزلہ آلہ کے سمجہتا ہے - اور حضرت خواجہ عبیال دارمی کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہو گئے تہے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مخفی ہونا - اس صورت مین خلق خاص نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر بی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے - یہ بات میرے ذہن مین تہا آئی ہے ۱۲ راجی محمد غوثی -

[۵۱] بال یعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خُرد کے بیٹے ہین - اجمیر سے آغاز ہوش مین ہی منڈو (ماندو)[ملہ] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب مین ہی - آپ کو خطاب چشت خانی و بکر بارہ ہزار سوار کا افسر کر دیا تھا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی قوت کے اثر سے اجمیر مین اسلام تازہ ہوا - تو سلطان نے اجمیر چشت خان کو دینا چاہا چشت خان کو دلچسپی منڈو (ماندو) سے ہو گئی تھی اسواسطے قبول نہ کیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے شیخ بایزید بزرگ ہین - آپ صاحب علم تھے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ مین برسون درس دیا - شیخ احمد مجد - اور نیز دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہین - جب حکومت دہلی مین ہلچل پیدا ہوئی - تو پیکر پرستون کا غلبہ ہوا - اُس وقت شیخ بایزید بغداد کی طرف کوچ کر گئے - اور اُسی سرزمین مین ایک عمر گزاری جب خبر ملی - کہ اجمیر مین اسلام کو رونق ہوئی - تو پھر آپ اُن اطراف سے منڈو (ماندو) مین آئے - سلطان نے اپنے حُسن عقیدت مین - شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک کر لیا - چشت خان کو یہ شرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور پھینک دینا چاہا اور حضور سلطان مین عرض کیا - کہ میرے بھائی شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تھے - وہان کے اسلام مین سُستی آگئی تھی - اس وجہ سے اُنھون نے جہان گردی کو مناسب سمجھا تھا - اب چونکہ اِس شاہی عہد مین بمقام اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قایم ہو گئی ہے - لہذا ایسا سمجھ مین آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف اجمیر مین بھیج دئے جاوینگے - تو اس جدید بنیاد مین غالباً صورت استحکام پیدا ہو جاویگی چشت خان کی اس گفت وگو پر - شیخ بایزید کو اجمیر مین رہنے کی اجازت دی گئی - اِسی زمانہ مین بعض لوگون نے حضور سلطان مین یہ بھی عرض کیا کہ شیخ بایزید بزرگ - خاندان معینیہ مین سے نہین ہین - اِس پر سلطان نے اپنی قلمرو کے پُرانے اور واقف حال عالمون - درویشون - اور بزرگون کو فراہم کر کے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ مین یکتا ہے - اور نیز دیگر اللہ والون نے شیخ بایزید بزرگ کی درستی نسب پر گواہی دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندون کے ساتھ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تھا یہ معاملہ بھی ایک عادل گواہ ہے -

یادِ چندے از خلفاے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات وطبیعیات تھے - بلکہ اکثر فنون

ملہ - ماندو زمان قدیم مین ایک عظیم الشان شہر آباد تھا ریاست دھار کے پاس مالوہ مین - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدونہ کو تخفیع کے ساتھ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تھا جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو رو ذرروشن بنا دیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تھا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف مین راسخ ہوگیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چھوڑ کر ہمراہی پیر اختیار کی جس وقت حصار مین پہونچا۔ تو اجل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پھوڑ کر تباہ کر دیا۔ اسی مقام مین اس کی قبر بھی ہے۔

اجمیر کے کوہستان مین ایک شخص بہ لباس جوگیان **اجیپال** نامی تھا۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تھا۔ طلسمی علمون کی نمود و نمائش بہت کچھ جانتا تھا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت مین جان اپنی کو حاضر رہتے تھے ان مین سے اکثر مریدون کو اجیپال نے سانپ بنا کر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر متعین کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ کو کام فرمایا۔ چند سانپون کو عصا سے مار ڈالا۔ و در بعض کا سر پکڑ کر زمین مین گاڑ دیا۔ کہتے ہین۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ جو بلکل کماڑ ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام چترا ولی کہتے ہین۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر مین سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہین۔ مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس ہوتی ہے۔ وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن مین رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا مین سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر مین افیسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ اس زمانہ مین خنگ سوار کر کے مشہور ہین۔ یہین ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپنے ہمیشہ خدمت گزاری مین عمر بسر کی۔ راز دوجہانی کے محرم تھے۔ اجمیر مین قبر ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہین ہے

سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تھا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے **رباعی**

	در باغ رفائے تو نوائے تو گرفت		اے دوست دل خستہ ہوائے تو گرفت	

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات۔ حالت تباہی مین ہین۔ ان مین کچھ بھیل آباد ہین۔ سابقہ زمانہ مین اس کو منڈو لکھتے تھے آپ مانڈو کہتے ہین ۱۲

ہر چیز کہ بگزاشت برائے تو گزشت	ہر چیز کہ بگرفت برائے تو گرفت

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلیہ غاب غاب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے۔ اسی طرح پر آپ کی گزران تھی۔ اور جدائی پر ایک لحظہ بھی صبر نہین کر سکتے تھے۔

شیخ مجد الدین سنجری آپ خواجہ کے سفر اور حضر مین رفیق اور ہمنشین تھے۔ خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے۔ جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی۔ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔

غوثی فیض ثمرہ ہوتا ہے عقیدت۔ رغبت۔ اور صدق کے بارور درختون کا۔ جس زمانہ مین ہم عدم سے وجود مین آئے ہین۔ اس زمانہ مین ان بارور درختون کو لوگون کی بدنصیبی سے پانی نہین پہونچا۔ جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندہن ہو گئے۔ شیخ عزیز فرید ابن شیخ عزیز سعید بن سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب سرور الصدور تصنیف کی ہے جس مین مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے "ایک روز جد بزرگوار۔ زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے۔ کہ"

مجکو یہ فرمان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند ونصیحت کرتے ہوئے کم وبیش تین[۳] قرن گزر گیے۔ ہر ایک قرن مین لوگون کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے مین آئی۔ اول قرن مین ایسا پایا۔ کہ جس وقت مین منبر پر چڑہ کر بے مثل وبے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا۔ تو منبر کے دونون جانب حاضرین مجلس گریہ وناله شروع کر دیتے تھے۔ پہر دوسرے قرن مین یہ حالت دیکھی گئی۔ کہ اُس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی۔ مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تہا۔ کہ اُس کی حرارت۔ واعظ کے قلب سے متجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تہی۔ اور تیسرے قرن مین یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ تمام حاضرین جن کی طبیعتین چنگاری کی طرح گرم تہین مثل کوئلہ کے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے۔ یہانتک کہ نماز یہ عادت کے سوا۔ مسجد مین آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہین رہا۔ اور اب اہل زمانہ کے دلون مین بجائے رغبت کے مین سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہون۔

اور یہ بہی جد بزرگوار نے فرمایا۔ کہ"

جس طرح خاتم النبوة علیہ السلام کے مبارک عہد مین پتھر سے دل کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ دل سے پتھر کی بو آتی ہے۔ لہٰذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ۔ اُس کو اس طرح غنیمت جانو۔ کہ جس طرح سامان ارث بے رنج و مشقت مل جاتا ہے۔ اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو۔ کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل۔ مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکھتا ہے۔

یاد حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

آپ۔ گوناگون علم حکمت سے آراستہ تھے۔ کیا الٰہیات اور کیا طبیعیات۔ لیکن سپاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو واہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تھے۔ ایک روز تقدیر سے آپ کا گذر ایک صحرا مین ہوا جس مین خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتھ ایک کلنگ کا شکار کرکے کباب سینک رہے تھے۔ بسبب کو نامہ حکیم کو بھوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا جب اُس شکار کا لقمہ حلق کے نیچے اُترا۔ تو تمام فلسفی حروف بھول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی اور انکار کا سرمایہ نقد اعتقاد کے عوض فروخت کردیا۔ آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہو گئے۔ اور بہر زر جہ و لایت سے بھی سرفراز ہوئے۔ مصرع ولایت باسعادت ہم قرین شد۔

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتھورا نے ملک عدم کا راستہ لیا۔ اور دار السلطنۃ دہلی فتح ہوا۔ اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے۔ اور لاہور سے دہلی مین۔ اثنائے راہ مین ایک روز ایک بتخانہ کے آگے۔ سات آدمیون کو دیکھا کہ تمام آسائش و آرام سے درگزر کر چند تراشیدہ پتھرون کی پرستش مین مصروف ہین۔ جو شخص سب مین بڑا تھا۔ اُس کے ساتھ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی۔ اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا۔ کہ وہ اسلام کا عاشق ہو گیا۔ اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین خدا کی پرستش کرنے لگے۔ خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکھکر دوسرون کے نام رکھنے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ اُن سب نے التماس کیا۔ ہمنے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت باتھ سے نہین

جلانے دی - اسی طرح بہتر یہ ہے - کہ نام میں بھی ہم سب شریک ہی رہیں - بس یہ سبب ساتوں اشخاص اسی نام کے ساتھ نامزد تھے -

یاد شیخ مجد الدین سنجری

آپ نے - پیر کی جہان پیمائی کے زمانہ میں - پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئیں کسی وقت باز نہیں رکھا اس سبب سے آپکی رسائی کا تیر ملازمت پیر کی بدولت - مراد کے نشانہ پر جا لگا -

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے - اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر رکھا تھا - درگاہ کی خاک سے کبھی سر نہیں اٹھایا - اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی کو بھی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے اور اکثر پیر کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے - ہمارا فخر فخرالدین کے ساتھ - اور ہمارا انتظام نظام الدین کے ساتھ ہے - مصرع - ناوک اہل وفا باد ہمیشہ بر ہدف -

یاد شیخ فخرالدین احمد اجمیری رحمہ اللہ

آپ کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری میں درجہ غلامی حاصل تھا - اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے لکھا کرتے تھے - تمام اپنی زندگی - عبادت - اور ریاضت میں وقف کر رکھی تھی -

یاد شیخ عبداللہ رازی

آپ اولاً ایک آتش پرست تھے - خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول کیا تھا - مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے - سابقہ کتب تواریخ میں لکھا ہوا ہے - دیکھ لیا جاوے آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظرِ معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کر کے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہو گئے -

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پور عبداللہ رازی

آپ وہی طفل ہیں جس کو کنہ ہے پر بٹھا کر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ مشتعل آگ میں گھس گئے تھے

گئے تھے اور نمرودی آگ والا ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح وسالم نکل آئے۔ کہتے ہین آپ بہ تلاش پیر ہندوستان مین
آئے تھے۔ جب اجمیر مین پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے
واسطے کمر باندہ کر کھڑے ہوگئے آخر کار ہمت کے ہاتھ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت
کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کو جگہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم تقدیر
کونسے دل کی مہیا زمین مین بوکر اُس دل والے کے ہاتھ اور بازون مین ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا
کرے جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہوسکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے
ساتھ سرسبز کرکے نشوونما مین لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھا کر دیگر احتیاج خوشہ چینون کو بھی
اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہین۔ اوش ماوراء النہر مین ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہین۔ ڈہائی
برس کی عمر تھی۔ کہ آپ یتیم ہوگئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی مان نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی ذی
علم معلم کے مکتب مین بٹھا آوے۔ اثنائے راہ مین ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہوگئے۔ ان دونون بزرگون نے بالاتفاق آپ
کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام مین سے ہوگا۔
اِس کی تعلیم مین کاہلی نہ کی جاوے۔ غالبًا یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش مین پیر طریقت کی
تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہوجاوین۔ کہ اسی اثنا مین خواجہ معین الاولیا اوش مین تشریف لائے۔
آپ پہلی ہی ملازمت مین بیعت ہوگئے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل
کی بیس سال کی عمر مین ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچا کر بہت سے ارباب سعادت کو دونون عالم کے کمالات پر پہونچایا

اُس زمانہ مین آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تھا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ
نے آپ کو بعقید تاہل پابند کردیا تھا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہوسکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو
جو آپ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب مین حاصل ہوا۔ فرمایا
احمد۔ ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچا دو اور یہ کہو۔ تین راتین ہوئین۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہین آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے پیر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب الحق شہروردی شیخ اوحد الدین کرمانی - اور نیز اس شہر کے دیگر مشائخ قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے ہین جو ہند کا پائے تخت ہے - لہذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاء الدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا - اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - قباچہ بیگ - وہان کا حاکم تھا - اوس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہو جاوے - خواجہ نے اوس کو ایک تیر عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا چنانچہ جیسا ارشاد تھا تعمیل کی گئی - بحکم خدا ئے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بھی باقی نہین رہا -

القصہ خواجہ نے دہلی کے دلکشا خطہ مین پہونچکر کیلوکہری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمید الدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - ان اصحاب کی آمد و رفت ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تھی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تھے - اور اس سبب سے دل تنگ رہتے تھے - لہذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے اور ملک اعز الدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اوترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بھیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [۹۶] وہین ٹھیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہو چکا ہے - درویش بھی انشاء اللہ وہین آتا ہے ناچار قیام پر راضی ہو نا پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -

بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتھ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع تمام امرا اور شرفائے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اوس وقت خواجہ معین الاولیا نے بھی فرمایا - قطب الدین ایک شہر بھر کا دل شکستہ کرنا مروت نہین ہے - اور ہمارا فیض کچھ قرب مکان پر منحصر نہین - لوٹ جاؤ - اور خوش رہو - ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [۹۶] نہ کہ غلط مین -

---

[۹۶] آدمی جس کو دوست رکھتا ہے - اوسی کے ساتھ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدر الدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور دمشقی آپ کی ملازمت مین حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان مین جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہورہی تھی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کرکے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابو سعید دمشقی جو دیرینہ نیاز مندون مین سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت مین عرض کرو - جب شیخ تاج الدین نے ابو سعید کا نام سنا - فوراً اوٹھہ کھڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچین - تب تک وہ نظر سے غائب ہوگئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتین لکھتا ہون - شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - ایک روز اثناے راہ مین جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کھڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے دلہاے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچھ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتھہ نہین لگاتے تھے ناچار متعلقین کو روز مرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے مین آپ کے لوگون پر بڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ[ف] اُن لوگون نے دل تنگ ہوکر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مرجاوین - آپ کو اس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کو جو خانہ نشین تھے - فرمادیا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ لےلیا کرین - چنانچہ لےلیا کرتے تھے - اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہوگیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - کہ ایک روز مین قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کررہا تھا - اُس وقت یکایک میرے دل مین یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمد و رفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان مین پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - نظامی

مرا زندہ پندار چون خویشتن | من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

کہتے ہین - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ مین - ہجری سنہ چھہ سو تینتیس تھا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکرون مین چھتیس لکھا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بھی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

ف[ل] - صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمیدالدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلیٰ - عصا - اور نعلین کے شیخ فریدالدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہین سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز دوشنبہ تاریخ چودہوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

انسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے - اوران دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خدا شناسون کی مجلس عَلَیہِم رَحمۃُ الرَّحمٰنِ تَعَالٰی بِالدَّوَامِ لِلمُلَازِمَۃِ کہتے ہین - آپ کے دو بیٹے تھے - ایک خواجہ محمدؒ - یہ خردسالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - اِن کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(۱) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم **شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ** ہین - آپکے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپ کے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اِس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملا مور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہوجاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق آلٰہی کرے ملدر

ف۱ - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - بس تمہارے اوپر دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج - تیسرے درجہ فنا مین عبارت کے پاس ہے - کہ انسان کامل اپنے تئین ذات باری تعالیٰ پر شیدا کر دے جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھہ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود نہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین ماری اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذوی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا بمقتضائے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاوے جس مین سو ادب کا لگاو پایا جاوے اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندہ کر اپنے تئین اُس مین فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولیٰ سمجھا ہے - اور بعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ تہوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چہوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاہِبُ[۱]

(۳) **شیخ معز الدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر بعد مین قطب الاولیائے نقر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کہینچ لیا - لہذا تونگری لباس کو فقیری خرقہ سے بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہو گئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامد الدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خدا شناسی کا شوق تہا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ متواتر آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت حاصل کیا - مرید ہو گئے اور بیعت کے بعد خلعت خلافت پاکر دارین کا میاب ہوئے -

(۵ و ۶) **قاضی سعد قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بنائے بدعت منہدم کرنے مین حد سے زیادہ بڑہا ہوا تہا - ایک روز سماع رد کرنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ چونکہ صوفیوں کے سماع مین خفائی نشر اور بے اختیاری نشان تہا - اسواسطے آنے والے بہی جن کی طینت مین منع کرنا داخل تہا - رقص لے ہاتھہ ہلانے مین شامل ہو گئے - اور پہر مرید بہی ہوئے **بیت** -

دعویٰ زہد تو آن روزہ مسلّم	کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

[۱] جس شے کے ساتھہ لوگ عشق رکھتے ہین - اوس کے بارہ مین اون کے جداگانہ طریقے ہوتے ہین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ

کہنیا رہا کی

آپ قطب الاولیا کے مرید ہین۔ قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت مین رہ کر ایک پلک مارنے کی بہی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی۔ اس مین شک نہین۔ خداوندان ارادت یعنی مریدون کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکہین بہی دیتے ہین۔ ان کا خیال ہے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین۔ ہٹا دیتے ہین۔ اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجہتے ہین۔ اور بعض مرید۔ پیر کے ساتہہ یکجہتی اور محبت مستحکم طور پر قایم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکہتے ہین۔ اور ان کو جو کچہہ عشق ہوتا ہے۔ غائبانہ ہوتا ہے۔ ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بہاگتے ہین۔ خوف یہ ہوتا ہے۔ کہ مبادا از روے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے۔ کہتے ہین۔ کہ فرید الحق گنج شکر بہی خیال کو کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تہے۔ اور مجلس سے جلدی ہی اوٹہکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تہے۔ اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی۔ اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبہی دور نہین ہوئے۔ اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے۔ نہروالہ مین قیام کیا۔ اور وہین خوابگاہ بہی اختیار کی۔

یاد حاجی مجدالدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ رسمی علوم کے عالم تہے۔ مگر سلوک کا قدم۔ علم ظاہر کے تنگ کوچہ سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبہی نہین ڈالا تہا۔ ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تہے۔ بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمید الدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تہی۔ آخر کار جب وقت آیا۔ تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا۔ واقفکار راستہ چلنے والون۔ صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص سرود پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے۔ کہ محبت کے سات لاکہہ مقام ہین۔ ان مین پہلا مقام یہ ہے۔ کہ محبوب کے ساتہہ موافقت ہو۔ اور اس مقام کا چہوٹے سے چہوٹا درجہ یہ ہے۔ کہ محبوب کے فرمان پر سر جہکا دیا جاوے۔ جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا۔ آگے کو

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت محبت مین جوش آتا ہے ۔ صبر۔ آرام ۔ خواب ۔ خورش ۔ ہوش ۔ اور خرد یہ سب کے سب کوچ کرجاتے ہین ۔ اور نالہ ۔ فریاد ۔ بیخودی ۔ بیدلی ۔ گریہ ۔ اور شیفتگی ۔ یہ تمام صورتین پیدا ہوجاتی ہین ۔ اِس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہر جا پڑے ۔ اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے ۔ تو معذور ہوگا ۔ کہتے ہین ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد ۔ سماع کے انکار مین قاضی جلیوری کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ و فغان کر رہی تھی ۔ اِس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کرکے دونون قاضی مجلس کی عین گرماگرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی ۔ اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے ۔ جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے ۔ تو اِس عجیب و غریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے ۔ آخر کار منصب قضا چھوڑکر صوفیانہ حجرون مین آبیٹھے ۔ اور کاملانِ زمانہ ہوکر درجۂ شہادت حاصل کیا ۔

یادِ شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی ۔ پرہیزگاری ۔ ریاضت کا فروغ ۔ اور آشنائی کی شعاع ۔ یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین ۔ ہمیشہ آنکھون مین آنسو ۔ جی مین شوق ۔ لبون مین نالہ و ولولہ ۔ اور دل مین غم و بے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا ۔ اور تمام و کمال زمانہ زندگی ۔ خاموشی کے ساتھہ بسر کرنا ۔ آپ کی عادت مین داخل تھا ۔ رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی ۔

یادِ شیخ فخر الدین زاہدی

مولد اور خوابگاہ دونون دہلی مین ہین ۔ اسکندر فیلقوس کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے ۔ کہتے ہین ۔ ایک سال مال و متاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریائے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا ۔ اُنھون نے اپنا حالِ درد خواجہ کی خدمت مین عرض کیا ۔ خواجہ نے فرمایا ۔ دریا کا یہ کنارہ اِس درویش کے سپرد ہے ۔ اور وہ کنارہ برادر فخر الدین سے تعلق رکھتا ہے ۔ چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہذا آفت زدہ لوگ شیخ فخر الدین کے آستانہ پر حاضر ہوکر رونے پیٹنے لگے ۔ شیخ نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا ۔ کہ کشتی کو صحیح و سالم کنارہ پر پہونچا دیوے ۔ رقعہ نیچے بیٹھہ گیا ۔ اور کشتی مع مال و متاع پانی کے اوپر آگئی

کہتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمہ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظل حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہے گا - اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھہ مشہور ہوا - مصرع

قبولِ بندگی مخصوص او باد

یادِ شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید بھی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے بھی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سر آوردہ کرو - خدا کرے وہ تمہارے ساتھہ ایسا برتاؤ کرے جیسا تم میرے ساتھہ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جارہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیاز مندانہ - آواز دینے والے کے پاس آبیٹھا - اور نرمی کے ساتھہ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گزارش پر تجھہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ دادوستد اُسی کے بیٹے کے ساتھہ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجالایا - جب ہبہ کی تکمیل قبضہ کے ساتھہ ہوگئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کر کے - ازراہِ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علما دور و دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ - اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ ور ہین - اس معرکہ مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتھیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - ناچار جوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ بخواری کے ساتھہ قتل نہ کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والے شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے ڈالنے مین تو کوئی اذیت نہین

پہونچی - مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپ کے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی -
کہ خودداری سے پرہیز کر کے صحرائے نیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپ نے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کر کے
ولایت کو شہادت کے ساتھہ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پرانی دہلی مین آپ کی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے
آپ بہ لفظ حق گو نام زد ہین - مصرع ع جزائے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمید الدین ناگوری

آپکا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھہ - بزمانہ سلطان معز الدین سام - دہلی مین آئے تھے
آپکو بھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تھا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپکے نام سے نامزد
ہوا - کمال جرأت کو کام فرما کر منصب کی رعایت کرتے تھے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے
آپکو اپنی طرف بلایا - صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کر کے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے -
زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون نے اور دل نے فیض
پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تھوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی
بغداد مین تشریف رکھتے تھے - اِن دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام
کے ساتھہ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک
روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہولئے - پیش رو درویش نے پیچھے مڑ کر دیکھا - فرمایا -
پیروی فی الحقیقۃ اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃ اور معنی دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھہ سودمند نہین -
مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے
یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہکر اسکے بعد پھر دہلی مین آکر
قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایک کو دوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑھنے لگی -

کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے راگ کی حرمت اور سننے والون
کے تعزیر کے بارہ مین فتوی لکھے تھے - اور کئی بادیگر دستخطون سے اُن کو مزین کیا تھا - اور قاضی حمید الدین کا یہ حال تھا
کہ سرود و سماع پر فریفتہ تھے - جب یہ مضمون آپکے کان مین پہونچا - تو شیخ جمال الدین داود سے فرمایا - (جو آپکے
محرم دوستون مین سے تھے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بھی مہر تھی) داود - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتوی لکہے - توچندان تعجب کی بات نہین ہے - لیکن تعجب تم سے ہے - کہ درویشون کی توجہ کی بدولت - مردان خدا مین سے ہوگئے ہو - اور ابہی تک طفلانہ دہول مٹی سے کہیلتے ہو - شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہوکر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکہہ دیا -

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچہہ کمال تہا - اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح - طوالع الشموس در شرح اسماء الحسنی مشتمل بر دو مجلد - بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بر صفحہ لکہی ہین -

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی - اور شیخ کبیر خوارزمی - عربی گہوڑون پر - اور آپ ایک چہوٹے سے خچر پر سوار تہے - شیخ کبیر نے فرمایا حمید - تمہارا مرکب صغیر ہے - آپنے جواب دیا - بیشک - لیکن رفتار مین کبیر سے بڑہ کر ہے - کہتے ہین - تاریخ انتیسوین رمضان ہجری سنہ چہ سو تینتالیس مین ایکبارگی آپ کو بارگاہ مولی کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا - اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے - تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکہہ دیا - اور واصل حق ہوئے - حال آنکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تہی -

یاد شیخ فریدالدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جاملتا ہے - آپکے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تہے - اور قصبہ کوتوال مین قیام فرمایا تہا - اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بہی ہوئی تہی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے - پہر ملتان مین آکر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا - خواجہ قطب الدین بختیار اوشی - سمرقند سے سیاحت کنان - پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر - دہلی کی طرف جارہے تہے - اثنائے راہ مین اس مسجد پر بہی گذر ہوا - اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی - ایک کتاب سامنے تہی - خواجہ نے دریافت فرمایا - کیا کتاب ہے - جواب دیا - نافع فرمایا - نافع ہو - عرض کیا - درویش کا نفع تو خدمت مین تہا - بعض کہتے ہین - خواجہ اسی دفعہ اپنے ہمراہ دہلی کو لیگئے - اور بعض کہتے ہین کہ اپنے اثنائے راہ مین سے بارادہ تحصیل علم قندہار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی - اور تحصیل سے فارغ ہوکر دہلی مین آئے - اور خواجہ کے پیرو ہوگئے - چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی - اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا - اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہو گئے۔ وہان بھی اسی طرح خلائق کا ازدحام ہوا۔ اور وقت یون ہی غارت جاتا تہا۔ ناچار اجودہن[۵۱] مین آپہونچے۔ چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تھے۔ لہذا یہین قیام فرمایا۔ اور نفس کی لڑائی مین کمال کوشش کی۔ چند سال تک جَو کی ٹکیا پیٹ پر باندھ کر بھلو نشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے۔ اور آخرکار فتحمند ہوئے۔ ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی درویش پیدا نہین ہوا۔

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکھنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے۔ کہ بنجارون کا ایک قافلہ سرِراہ ملا۔ دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ اُنھون نے جواب دیا۔ نمک ہے۔ فرمایا۔ نمک ہوگا آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین۔ قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے۔ اور اصلیت معاملہ حاضر ہوکر ظاہر کی۔ فرمایا۔ غم نہ کرو۔ اگر شکر تھی۔ تو شکر ہوجاویگی۔ **القصہ** آپ کی عجیب وغریب باتین سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچھ لکھی ہوئی ہین۔ راقم کو اُن کے لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کھانے مین ڈال دیا تہا جب آپ نے اُس مین سے لقمہ اوٹھایا تو ہاتھ مین وزن معلوم ہوا۔ فرمایا۔ لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے۔ کیفیت حال عرض کیگئی۔ ارشاد ہوا۔ صوفی کو قرض لینا جائز نہین ہے۔ جو کچھ ملے۔ اوسی پر قناعت کرنا چاہیئے۔ اور فرمایا الصوفی[۵۲] من رضی بالموجود ولا یسعی بطلب المفقود

عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکھی ہین۔ جو مطالعہ سے تعلق رکھتی ہین۔

شیخ بدرالدین اسحٰق کو شب رحلت مین فرمایا شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا۔ کہ دوستون کی جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق۔ فرید اپنے ہمراہ لیچلا۔ اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بھیجا ہے۔ مبارک ہو تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ چھہ سو چونسٹھہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد۔ عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو بازگشت فرمائی۔ جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے۔

انجمن فرزندان وچندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودہنی کابلی

کہتے ہین شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین۔ انہین آٹھون کے احوال اخلاق اور افعال۔ آٹھون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین۔ ان آٹھون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

[۵۱] اب پٹن کے نام سے نامزد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے۔ جو موجود پر راضی ہو۔ اور عدم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے ۱۲۔

بلاغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے - جن کی شان کا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ ہے - اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے -

پہلے فرزند کا مبارک نام شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہے - آپ کے بھی ایک لڑکے تھے - شیخ بایزید نام - درویشون کی خو اور بو بالکل انہین موجود تھی - شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ - جن کا روضہ قصبہ دھار مین ہے - انہین شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین - اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے - اللہ جل شانہ اس جماعت کو اس کے آبائے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے -

دوسرے فرزند شیخ شہاب الدین تھے - آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم - اور شاہراہ تقوی تحقیق کے سالک تھے - عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکھا ہوا - اور کسی قدر غیر صحیح تھا - اسوجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوتی تھی - ایک روز عرض کیا گیا - کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے - اُس کی عبارت صحیح ہے اور خوش خط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گذری - اور تھوڑی دیر غور کیا - پھر غصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا - شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے - فقیر نے سر نسنگاری کے قدم مبارک پر رکھ دیا - اور عذر کر کے معافی تقصیر چاہی - قبول نہین ہوئی - مین تنگ دل ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا - اور جان و ایمان کے سلب ہوجانے کا خوف تھا - جس کے سبب سے حیران و بیقرار پھرتا تھا - اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا - آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی - کہ مقبول ہو گئی - چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجھکو طلب فرما کر قصور معاف کیا خوف اور ناامیدی کا میل کچیل - اندوہگین خاطر سے دور کر دیا اور پریشان دل کو امیدوار کر کے اطمینان دلایا - دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر مرید کی مشاطہ ہوتا ہے - اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرما کر سرفرازی بخشی -

تیسرے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان تھے - چونکہ انوار الٰہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تھی - لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - اور گنجشکری سجادہ کا بچھانا - اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا - کہتے ہین - خواجہ زور اور خواجہ غور یہ دونون بزرگ چشت سے اجودھن مین آئے ہوئے تھے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو ان دونون بزرگون کا مرید کرا کر آپ کو کلاہ خلافت دلوادی تھی - جب آپ کی زندگانی کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کر کے سو رہے ہے -

چوتھے فرزند خواجہ نظام الدین تھے - آپ کے مہربان باپ - آپ کو اپنا یوسف سمجھکر آپ کے ساتھ

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے - اور آپ اپنا احوال حقیقت - سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے - ایک فرمشرکون کے ساتھ جنگ وغزا کا اتفاق آپڑا - تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود ذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے - کہتے ہین - آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا - آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات خواجہ ابراہیم نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے - **خواجہ عزیزالدین** نام - جن کو شیخ نظام الاولیا کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی - اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی بھی قبر ہے -

پانچوین فرزند **شیخ یعقوب** تھے - آپ سب سے چھوٹے تھے - سید امیر خرد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی روایت کرتے ہین - کہ وہ فرماتے تھے - مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دلبستگی رکھتا تھا - آپنے ملامت اور خرابات نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا - چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے جس شہر مین آپ رہتے تھے - وہان کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا - کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھ لی تھی حاکم کے ملازمین شیخ یعقوب کی جست وجو مین پھرنے لگے - کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے - کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے - اِس حیثیت کے ساتھ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے - حاکم کے درد کی کیفیت عرض کی گئی - فرمایا - ہمارا یومیہ خرچہ تمام ہوگیا تھا - وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے - اور اپنے دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا - اُسی وقت فوراً صحت ہوگئی - حاکم نے بہت کچھ جنس اور نقد نذر کیا - کہتے ہین صبح تک تمام خیرات کردیا - آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی - آپ کو قصبہ امروہہ کے حدود مین رجال الغیب اپنے ساتھ لے گئے - اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا - آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے - اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے - ایک **خواجہ معزالدین** جنھون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی - دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین - دوسرے **خواجہ قاضی** اُنھون نے دہلی مین رحلت کی -

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا - اب سنئے لڑکیون کا حال اس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام **بی بی مستورہ** تھا - جنھون نے اپنی تمام عمر عصمت و عفت کے ساتھ گزاری -

دوسری **بی بی شریفہ** جو زہد و عبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین - اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کردیتا -

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادہ مشیخت کی دلسن بنین -

اولین دختر مستورہ کے ایک فرزند تہے خواجہ عزیز صوفی نام تہا - ابوالآبا آدم صفی اللہ کی خلافت کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تہے - اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکہتے تہے - تحفۃ الابرار فی کرامۃ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی تصنیفات سے ہے - آپ کے ایک لڑکے تہے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تہا -

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تہین - ان کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے - تو شیخ نظام الاولیا نے دہلی مین بلا لیا - اور کمال بورچہ خدمت گزاری کی - آپ سے دو فرزند یادگار رہے - خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تہے - اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا ان دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی - اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہین "بازگشت کرنا اس عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہانِ پاک کو" جب عنصری علائق سے علیحدہ ہوکر کوچ کرنے کا وقت آیا - تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی -

شمارۂ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ہانسوی چونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک دمک آپ کے حالات سے عیان تہی - لہذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق و صفا حد کمال کو پہونچ گیا تہا -

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی - کہتے ہین - جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار لباس سے بجرد ہوکر رحلت کرگئی - تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تہا - باشادہ پیر منجملہ تمام فرزندون کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا -

شیخ علی صابر - جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کردی - تو آپ کی مان نے جو حضرت گنجشکر کی ہمشیرہ تہین - کیفیت حال بہائی کی خدمت مین عرض کی - فرمایا جمال کے چاک کئے ہوئے کو مزید نہین سی سکتا ہے جب صابر نے جواب کا مضمون سنا - تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی مان کو بہی تلقین صبر کی - اور کہا - کوئی غم کی بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتہون نے صابر کی خلافت کی سند چاک کردی - تو صابر کے صبر کے ہاتہ نے بہی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا۔ اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ کو نہیں پہونچے گا کہتے ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہو گئی۔ اور کوئی شخص اِن کے ذریعہ سے سلسلہ داری کے درجہ کو نہیں پہونچا۔

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن شیخ الاسلام۔ آپ نے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی۔ اور سجدہ شکر گزاری ادا کرتے رہے۔ جب آخرین سفر پیش آیا تو اپنے جد امجد کی حظیرہ کی زمین میں خوابگاہ اختیار فرمائی۔ سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپ کے مرقد پر تعمیر کرایا۔ اور آپ کے فرزند **شیخ معزالدین** کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ شیخ معزالدین نے گجرات میں ہی رحلت کی۔ شیخ علاء الدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے۔ یہ شیخ الاسلامی کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے۔ اور نیز آپ کو دونوں عالم میں تصرف حاصل تھا۔

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد۔ آپ کے حالات میں ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی آپ نے سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں تاج العلما کا خطاب پایا تھا۔

شیخ نورالدین احمد منڈو (مانڈو) والہ آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ ہمیشہ سُکر کی حالت میں رہتے تھے۔

شیخ فخرالدین گنج اسرار جونپوری۔ آپ کا باصفا دل۔ انوار اور اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے تھے۔ کہ درویشانہ کمال نے میرے باطن میں بدون کسی مظہرِ (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا ہے۔ اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے۔ یہ ابیات آپ کے جداگانہ بیان میں لکھی جائیں گی۔ آپ کے مرید بہت ہیں۔ خوابگاہ جونپور۔

شیخ علاء الدین عرف فیل مست۔ آپ بہ لفظ فیل مست نام زد تھے۔

شیخ نورالدین۔ آپ حضرت گنجشکر کی اولاد میں سے ہیں۔ اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہیں۔ جن کو لوگ فرید ثانی۔ اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرہویں بیع الثانی ہجری سنہ نو سو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا۔ قلعہ دہلی کے میدان میں آپ کی قبر ہے۔

القصّہ۔ ہند اور سندھ کے تمام شہر اور اطراف تمام و کمال شیخ الاسلام کی اولاد کی مسکن بود و باش اور قدوم کی برکت سے دارالولایت بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی عنایت سے اس فروغ کو افزونی۔ اور استمرار عطا فرمادے الیٰ یوم التناد

یادِ شیخ جمال الدین احمد خطیب ہانسوی

آپ حنفی النسب ہین - حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکھتے تھے - یہانتک کہ آپ کی صحبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا - اور یہ بات قرار پاگئی تھی - کہ میرے خلیفون مین سے جس کسی کو میرا جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے - شیخ جمال الدین جس کسی کا اجازت نامہ چاک کردیتے تھے - تو اِس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تھے - جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے - یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین "گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے - جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو - اُس کی گفتار چھوڑ دو - کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے" جب آپکی ملاقات شیخ بہاءالدین زکریا سے ہوئی - تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تھی - اور جو دعوی از روے صحبت - حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاصل تھا اُس بنیاد پر لکھہ بھیجا تھا - کہ مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین کے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون - مروت کی بات یہ ہے - کہ سود اور ہم برہم نہ کیا جاوے" حضرت گنجشکر نے جواب مین لکھا "جمال میرا جمال ہے - معاوضہ مال مین ہوسکتا ہے نہ جمال مین" شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے - جس مین اولیاے خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیے ہین - اِس نظم کے پڑہنے سے آپ کی عمدہ خواور عرفان کی کیفیت کسی قدر ظاہر ہوتی ہے -

یادِ شیخ عارف ملتانی رحمہ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تھے - کہتے ہین - حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچھہ نقد آپکے ہاتھہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بھیجا تھا - آپنے از روے حرص و طمع آدہون آدہ کرکے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا - عارف - تمنے برادرانہ حصہ اچھا کیا - آپ یہ سنکر خجالت مین ڈوب گئے - اور جو کچھہ بچا لیا تھا - سامنے لاکر رکھہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر - حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی - چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہوگئی - لہذا حضرت گنجشکر نے خرقہ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا - کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا - آپنے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکھہ دیا - اور عرض کیا - کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے - مجھہ جیسے شخص سے خوبی اور شائستگی کے ساتھہ انجام نہین پاسکتا ہے - بہتر یہ ہے - کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے - تاکہ باقی ماندہ زندگانی اُسی ابراہیمی مقام مین بسر کرون - القصہ دونون طرف سے آخرین بات برقرار داد ہو کر عمل درآمد ہوا ع سعادت بر سعادت روزِ بشین باد

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھی

پالھی۔ رودلی کے دیہات میں سے ایک دیہہ ہے۔ آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید۔ اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہیں۔ ہر روز صبح کو گھر سے نکل کر جنگل میں چلے جایا کرتے تھے۔ جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ اور کسی درندہ اور چرندہ میں کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہیں رہتا تھا۔ منتظرانہ آپ کے جمال میں نظر کرتے رہتے تھے۔ اور آپ حالت مراقبہ میں مستغرق ہوتے تھے جب رات ہو جاتی تھی۔ تو اپنے گھر آجاتے تھے۔ اسی حالت سے زندگی گزار دی مصرع دل ربائے انفس و آفاق بود۔

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ۔ اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے۔ شیخ نظام الاولیا سے روایت کرکے فرماتے تھے۔ میں ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جارہا تھا۔ سرسی موضع میں آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ میں کہاں کا عزم رکھتا ہوں۔ تو پیغام فرمایا۔ امید ہے۔ کہ تم جلد پہونچو گے۔ روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا۔ کہ دنیا کے طالب۔ آخرت کے طالب۔ اور نیز دونوں کے طالب۔ روئے زمین پر بہت سے ہیں۔ لیکن بس نیازمند کی آرزو سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ اس کی دعائے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ قبول ہو جاوے۔

مصرع رفیق جان تنہا یاد باد

یاد شیخ بہاء الدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ نا زبان نفس کی جنگ میں۔ فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے میں اور مال و منال چھوڑ دینے میں۔ اپنے بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے۔ اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایاں تھے رحمہ اللہ مصرع دلکش بود از سوا حسب بحر سوانح۔

یاد شیخ بہاء الدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قریشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ۔ مولانا حسام الدین ترمیذی کی دختر ہیں۔ آپ کی ولادت کوٹ کرور میں ہوئی۔ جو قلعہ سبکتگین کے بیٹے نے ہند میں فتح کیے تھے ان میں پہلا قلعہ ہے۔ آپ کی خوابگاہ ملتان میں ہے۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اور قرأت بھی حاصل کرلی تھی باپنے دُریکدانہ کی طرح آپ کو یتیم چھوڑا۔ خراسان میں جاکر کتابی علم سیکھا۔ اور بخارا میں

سلہ۔ تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت میں دنیا سے اوٹھا سے۔ اور مجکو (اپنے) نیک بندوں میں لے جا داخل کر دے۔

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا - اخلاق مین ایسی شائستگی بہم پہونچائی - کہ اہل زمانہ آپکو بہاؤالدین فرشتہ کہتے تہے پہر حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا - اُس زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تہے - جو عرب کے محدثین مین سے تہے - اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کرکے سند حاصل کی - اور ہرسال اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تہے - پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت مین پہونچکر حقیقۃً بیعت ہوگئے - اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام لیکر واپسی ملتان کی اجازت لی - جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تہے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا - اور شیخ کو فروغ باطن سے یہ حال معلوم ہوگیا - فرمایا - کہ تمہاری لکڑیون مین امکان کی نمی ابہی باقی ہے - اِس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی ہے - اور بہاؤالدین کی لکڑیان خشک ہوگئی ہین - اِس وجہ سے اُنہون نے جلد شعلہ پکڑ لیا - حضرت گنجشکر فرماتے ہین - ایک روز مین شیخ بہاؤالدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا - یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون - اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا - چنانچہ یہی لقب لکہدیا - کہتے ہین - دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل تہا - اور خرق عادات یعنی کرامتین انواع واقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین - ساتوین صفر ہجری سنہ چہ سو پینسٹہ ۶۶۵ کو ایک روشن ضمیر مرد آیا - اور شیخ صدرالدین عارف کو سربمہر رقعہ دیا - اور کہا - اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچا دو چنانچہ پہونچا دیا گیا - محبوب کے خط کا پڑہنا تہا - کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا - شیخ صدرالدین نے باہر سے وَصَلَ الْحَبِيبُ اِلَى الْحَبِيبِ[۱] کی آواز سنی - جب اندر پہونچے - تو باپ کو واصل بحق پایا - اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ[۲] دنیا کے آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے - اِسی طرح آپکی نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی - (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدرالدین عارف (۳) شیخ شمس الدین محمد (۴) شیخ علاءالدین یحییٰ (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاءالدین حامد قدس اللہ اسرارہم

ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تہے - آپنے فرمایا - دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا والون مین تقسیم ہے - پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی - نیز فرمایا کرتے تہے - مال معنوی سانپ ہے جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا زہر نقصان نہین پہونچاتا ہے - اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ دنیاداری کو درویش کے رخسارہ پر تیل کا نشان سمجہنا چاہیئے ۔

---

[۱] حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ [۲] اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سنوار رکہا ہے ۱۲

یاد شیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند خلیفہ اور جانشین ہین - کہتے ہین - فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال
مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تھے - سلطان فیروز نے استقبال کیا -
جب مخدوم کا دیدار دیکہا - تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی - اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہو گیا - دوسرے روز
مخدوم جہانیان - آپ کی خانقاہ مین آئے - آپ کی عادت تہی - کہ ہمیشہ یہ لکہے ہوئے چند ورق سامنے رکہا کرتے تہے -
اور ہر ایک کام کے آغاز مین اُن کو کہول کر دیکہا کرتے تہے - اگر لفظ اِفعَل نکلتا تہا - تو وہ کام کیا کرتے تہے اور اگر لفظ
لاتفعل نکلتا تہا - تو اُس کام سے باز رہتے تہے گویا اِس ترازو سے - خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کر لیا کرتے
تہے - جب آپنے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی - تو ہر بار لفظ لاتفعل برآمد ہوا - لہذا مجبوراً عذر کیا -
اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے - انشاء اللہ العزیز پہر کسی روز مین اپنی آنکہہ اور دل آپکے دیدار
سے منور کرون گا - ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تہے - لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کہلی پر نہ کہلی -
ناچار مخدوم نے سعادت فرمائی چونکہ شیخ کو بہی از حد زیادہ شوق ملاقات تہا - اسواسطے پانچوین دفعہ پہر فال کہولی -
اس دفعہ صیغہ امر نکل آیا - فوراً جگہہ سے اُٹہہ کہڑے ہوئے - مخدوم کو بہی خبر ہوئی - کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین - ٹہہر گئے
اور پالکی سے اُتر آئے - اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی - اور کہا - درست اور درست!! درویش کو ایسا ہی چاہیئے - کہ بے
فرمان خدا ایک قدم بہی نہ اُٹہاوے - جب باہم دست بوس ہو چکے - تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا - شیخ کو مخدوم کی خفیہ
کارروائی معلوم تہی - کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچہہ اُس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے - سب سلب کر لیتے ہین
اس سبب شیخ نے اپنے تئین چہڑایا - اور از راہ عذر خواہی کہا - میرے فرزند بہت ہین - اور نعمت کم ہے - اور یہ آیہ پڑہی
هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا مخدوم نے ہونٹون
ہی ہونٹون مین تبسم فرما کر اپنی نعمتون سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہر ایک کو ایک مناسب ہمت کے ساتہہ نامزد فرمایا - شیخ
بہاء الدین گنج رحمان کو سرکار کالپی عطا کی - شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا - شیخ بدہ کا تقرر سرکار بہار مین کیا - اور کہا - ان صاحبان
ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے - مصرع یار لطف خدا قرین ہمہ

یاد سید جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید - اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین - تقدیر الٰہی آپکو

ملہ - یہ میرا بہائی ہے (اس) اسکے (پاس) ننانوے دنبیان ہین - اور میرے (پاس صرف) ایکہی دُنبی ہے (اس) نے کہا ہے کہ یہ بہی مجہے دیدو ڈال!

بخارا سے بھکر مین کھینچ لائی تھی - اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا - اور اسی سبب سے جواب دینے مین کسی قدر توقف فرمایا - جب سید بدرالدین کے باطن مین بھی اسی مضمون کا الہام ہوا - تو عقد کردیا - خانہ اور خاندان دونون لگئے - مگر آخر کار آسمانی گردش سے بھائیون کے دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوا - اِس سبب سے سید جلال الدین بترک سکونت اوچہ مین آکر گوشہ گزین ہوئے بہت مدت تک خدا پرستی مین مشغول رہے - اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کے ہم عصر تھے - زمانہ ہوش مین گھاس کھودنے سے معاش بہم پہونچاتے تھے - جب حالت جذبہ پیدا ہوئی - تو خرابات مین جا بیٹھے - ایک روز عنفوان جوانی مین شیخ زکریا خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا - شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان مین اولٹ لیا جب گھر آئے - تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا - چونکہ پیرہن کا داغ دھونے سے دور نہین ہوا - تو دایہ نے اُس مقام کو منہ سے چوس لیا - پس پہنچ گئی جہان پہونچ گئی - کہتے ہین - دایہ عارف زمان ہو گئی - اور اکثر اُسکی زبان ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تھین مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد -

یاد شیخ بہر و ملتانی

آپ بھائیہ نسل مین سے ہین - تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے - قرآن - شیخ محمد مغربی کا دیوان - اور پیوند لگا ہوا خرقہ - اِن چیزون کے سوا کوئی چیز پاس نہین رکھتے تھے - ملتان سے نکلکر - کئی سال گجرات کے جنگلون مین بسر کیے - آخر الامر کرہ مین آکر گوشہ اختیار کیا - جب آخرین سفر کا وقت آپہونچا - تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر مین سو رہے مصرع شیخ بہر و در جہان بہ مرد بود -

یاد شیخ رکن الدین ابو الفتح

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے - اور شیخ صدرالدین - شیخ بہاء الدین زکریا کے فرزند تھے - قدس اسرارہم خلافت کا خرقہ - اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا - کہتے ہین - سلطان قطب الدین ابن علاء الدین کے دل مین اُس کی نالائقی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا - لہذا سلطان نے کمال منت و سماجت کے سلطنہ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی مین بلایا اِس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کر و فر سے شیخ نظام الاولیا کی خانقاہ کی رونق جاتی رہے - جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی - تو سلطان المشایخ - علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونون بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہو کر اللہ عزاسمہ کا شکر بجالائے
اور جب بساطِ رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتین کین - شیخ نظام الاولیا کے مکان مین ایک انجمن منعقد ہوئی
تمام اربابِ ظاہر اور اصحابِ باطن حاضر تھے منجملہ اِن کے مولانا عماد الدین اسمٰعیل نے ملتان سے دہلی مین آنے
کی وجہ اِس پردہ مین دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا **علیہ السلام** کی ہجرت کا سبب کیا تھا - شیخ رکن الدین
نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ
کے ساتھہ وابستہ تھا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہین - وجہ سوچہ یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگون کو مکہ معظمہ
مین جانا میسر نہین ہوتا تھا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ مین نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ
اور لطیف باتون سے دونون صفیکے باو دیگرے تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملة
کی خدمت مین حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والون مین سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے شیخ رکن الملة
نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اِس دار الامان مین بہترین خلائق ہے - اور اِس قسم کے اشارون کے ذریعہ سے
چاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال مین جمے ہوئے ہین - مین اُن کو دور کر دون - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت
سلطان رکھتا ہے - اُس کے بارہ مین اپنی طرف سے نا اُمیدی دلاؤن - مگر سلطان کے دل مین بدباطنی سے کچھہ اثر
نہین ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر - نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم بے
اور ازدحام بے شمار اور حد سے زیادہ تھا دریافت کیا آج - کس بزرگوار کا عرس ہے - بدباطن وزیر نے ایسے طرز سے جواب دیا - کہ
دریافت کرنے والے کے دل مین از سر نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا - جب سلطان اپنے دولت خانہ مین واپس آیا تو
لکھہ بھیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلمرو سے اپنا سامان اقامت اُٹھا لیجاوے - رقعہ حجرہ مین پہونچا - آستانہ مین
کھولا صحن مین پڑا رہا - اور اُس کی تعمیل راہ مین ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ مین درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اُسی قدر درد مین
زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالمون اور عارفون کو
شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت مین بھیج کر عذر خواہی کی معاودت کے واسطے اور حصول صحت کی دعا کیواسطے
التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ مین کیا دخل ہے اور دوا اور درد دونون تقدیری حرف ہین - چونکہ صرف شفیعون
کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون علاج کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہین ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر
حضور ہو کر بساط بوسی کی اور بہت کچھہ درد آمیز لہجہ مین رو رو کی جھینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اِس شرط پر

علاج کرون گا۔ کہ سلطنت دہلی کا کاغذ خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کرکے پیشاب کا قارورہ کے ہمراہ بہیج دین۔ تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے۔ یہ شرط قبول کرکے نہایت جلد تمسک اور قارورہ حاضر کیا گیا۔ شیخ نظام الاولیا نے اُسی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ کہ دہلی کی سلطنت درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے۔ آخرکار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے۔ کہتے ہین۔ جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے بعد دہلی کا فرمان روا ہوا۔ اور ہجری سنہ سات سو پچیس[۲۵] مین۔ بنگالہ سے دہلی مین معاودت کرکے ایک عالی شان محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تھا۔ تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان سند پر تشریف رکھتے تھے۔ شیخ نے وہان سے جلد اُٹھنے کے واسطے بارہا عبارت اور اشارت دونون طرح سے کہا۔ مگر کارگر نہین ہوا۔ جب دسترخوان بچھایا گیا۔ تو شیخ تھوڑی دیر بیٹھے۔ اور اس سے پہلے۔ کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے۔ اُٹھکر باہر چلے آئے۔ دوسرے اصحاب بہی آپکے پیچھے پیچھے اُٹھ آئے۔ اتفاق سے ہاتھ دہو ہی رہے تھے۔ کہ عمارت مذکور بیٹھ گئی۔ سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا۔ اور مر گیا۔

دیکھو تقریب کی تحریک۔ یہ تحریک کیونکر دل مین چھپے ہوئے واقعات کو افشاے راز کرنے والی زبان کے حوالہ کرکے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ ربیع الاول کے مہینے مین۔ مرزا ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تھا۔ اُجین مین عالم علوی کو کوچ فرمایا تھا۔ راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام بدیع الزمان مرزا ہے۔ اپنے مسکن منڈو (مانڈو) سے گیا تھا۔ بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان کے برتاؤ سے ناخوش تھے۔ خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجھکر مشورہ کے پردہ مین دورنگی کو کام مین لائے۔ اور عبد اللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تھا۔ ہر ایک نے مکروزور سے بہرے ہوئے خطوط لکھکر بہیجے۔ کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خود سری کی ہوا بہری ہوئی ہے اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین۔ یہ مخفی فتنہ ظہور مین آنے سے پہلے ہی اسکی مشکین باندہ کر دربار معلی مین بہیج دینا چاہیے۔ فقیر کو اس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے۔ کہ یہ آفت سے بہری ہوئی گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے۔ آخرکار زمانہ کی پریشانی پر نظر رکھکر مین مرزا سے بصد خون جگر رخصت ہوا۔ اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے۔ جو ناہر خان کے جمال باکمال کے ساتھ تہی۔

موضع محمد پور مین گیا۔ یہ موضع ناہرخان کی جاگیر مین ہے۔ اپنے مکان کو بازگشت کا ارادہ تہا۔ مگر اِس شورش کے فرو ہونے کا انتظار کر رہا تہا۔ الحاصل مکتوب الیہ عبد اللہ خان نے ایک مدت تک تو اپنی نیک عادت اور فرشتہ منشی سے اِن نوشتون کو تامل مین ڈالے رکہا۔ مگر چونکہ اس طرف کا امر احد سے زیادہ گزر گیا تہا۔ اِس واسطے ناچار اس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبہ کے جاگیرداروں کے نام بلانے کے واسطے پروانجات بہیجے۔ کہ جملہ اطراف سے سپاہ فراہم ہوکر حاضر آوے۔ آخرکار عبد اللہ خان وسط جمادی الاول مین اجین آپہونچا۔ صاف دل جوان (ملیح الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پرفریب باتون پر بہروسہ کرکے آنے والے کے استقبال کے واسطے باہر نکلا۔ عبد اللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا۔ اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا۔

اُسی روز تعجیل بیدانہ ناہرخان اجین مین پہونچکر عبد اللہ خان کے لشکر مین جا ملا۔ چند روز بعد راقم بہی اجین مین آیا۔ اور دولت خانہ ناہرخان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا۔ عبد اللہ خان نے حکم دیا کہ تمام سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کرلیوین۔ اس بنیاد پر ناہرخان نے بہی اپنی سپاہ کے گرد اگرد ایک حصار کہنچوایا۔ اور حویلی بنالی فرزندون کو بہی بلا بہیجا کیونکہ نزدیک تہے۔

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہرخان چند درویشون کے ساتہہ خاص طور پر بیٹہا ہوا تہا۔ چونکہ مٹی کی دیوار اُٹہانے والون نے دیوار اُٹہانے مین مضبوط کام نہین بنایا تہا۔ اسواسطے دیوار جہک گئی تہی۔ اور اِس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تہا۔ ہرچند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت کے ساتہہ بیان کیا۔ مگر ہم نشینون نے بعید سمجہکر التفات نہین فرمایا۔ اس اثنا مین کہانے کے واسطے دسترخوان بچہایا گیا۔ اور جب کہانے سے فراغت پاکر زیادہ کیا گیا۔ تو راقم بیرون ہاتہہ دہونے وہان سے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تہا۔ کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی۔ ناہرخان خود جگہہ کے درمیان مین سے نکل آیا۔ اور ہاتہہ بڑہاکر شیخ عبد اللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے۔ مصیبت مین سے نکالا۔ اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچہہ خیال نہ کیا۔ جس کا نام دلاور خان ہے۔ اور سامنے کہیل رہا تہا۔ وہ خاک مین اور ڈہیلون مین پڑا رہا۔ کچہہ دیر بعد اُس کو بہی نیچے سے نکالا۔ نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت ملک الموت نے بیٹے کو از سرنو زندگی بخشی۔

یاد شیخ حماد الدین اسمعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چہوٹے بہائی ہین لیکن اُن کی نانے نہین۔ آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونون جہان کی سعادت مندی حاصل تہی - بزرگوار دادا - صاحب ولایت باپ اور بابرکت بہائی سے بہت کچہہ فیض اور فائدہ پایا تہا - فقہ کے علم مین یہانتک تحقیق کو بڑہایا تھا - کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تہا جس مسئلہ مین ملتان کے تمام فقیہہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تہے - وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تہا - آخرکار رسمی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بہائی کی خدمت مین داخل ہوگئے تہے - اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب ایسا دشمن (نفس) کے ساتہہ لڑائی شروع کی - تو فتح پائی - جب رکن الاولیا کا آخری وقت آیا - اور اُنکے کوئی فرزند تہا نہین - اور نیز جد بزرگوار نے فرمادیا تہا - کہ چہوٹا بہائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چہوٹے بہائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنماے زمانہ بنایا - آپکے بعد شیخ صدرالدین حلیم ابن شیخ عمادالدین مسند پر بیٹھے - شیخ صدرالدین حلیم کے بعد شیخ صدرالدین شہر اللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے مصلح جراً سجادہ نشینی عمادیہ نسل مین رہی **مصرع - عمادالدین عماد قصر دین بود -**

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بہائی ہین - جدامجد کے زندگی مین ہی جہان بینائی کی ہوا سر مین بہر گئی تہی - ماوراءالنہر خراسان - اور پارس مین جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے - اور کمال تبحر بہم پہونچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تہا - دہلی مین آئے - سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بہائی کی خدمت مین مناظرہ کرنا چاہا چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تہا - علم الہدی کی بڑائی سنا ظرہ کے اندر پیش نہین گئی - بلکہ باعث خجالت ہوئی -

واضح ہو - کہ عالم صورت کا پہلوان - عالم معنی کے پہلوان کے ساتہہ مقابل نہین ہوسکتا ہے بلکہ بساط ادب کے کنارہ پر کہڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے - کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے - اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے - اور اصل عالم ظاہر مین ایک ملک ہوتا ہے - جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی برابر ہوتا ہے - **سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ**[۵] **بیت**

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ الہداد احمد آبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین - اپنے وقت کے بزرگ اور خدارسیدہ تہے - حقیقی اور رسمی علوم ہی جمع کیے

[۵] پاک ہے (وہ ذات) جس کے ہاتہہ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے - اور (مرے پیچہے) تم سب اوسی کی طرف لوٹا کر دیے جاؤگے ۱۲

تھے تمام کہانے کی چیزین چھوڑدین تہین - صرف ایک پیالہ دودہ سے بہوک کا علاج کرتے تہے خواہ وہ کہین سے ہی بہم پہونچاتے تہے معرفت دانی مین دوسرے معرفت فہمون پر سبقت رکہتے تہے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تہی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والون کو پہونچاتا تہے - شریعت کی رعایت کرکے سرود وسماع کی مجلس مین نہین جاتے تہے شیخ زین الدین خوافی کے سلسلہ سے کمال دبستگی تہی -

یاد شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتین آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہین - صاحب موسوی ولایت تہے - کہتے ہین - کہ سے قدوۃ الاولیا شیخ بہاؤالدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تہے - جب دریاے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح نے کشتی لگانے مین توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق مین اوٹہا کر شیخ کی خدمت مین لے گئے - شیخ نے فرمایا - اس پانی سے لوگون کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چہوڑدو - آپنے کہا - نہین یہ پانی آستانہ بوسی کے مشتاقون کو روکتا تھا - اور اس مزاحمت سے اُن کو نقصان پہونچتا تھا - اب اس شرط پر چہوڑا جاوے گا - کہ شہر کے کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریاے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - ان دونون صاحبون کی بدولت چند روز انجمن حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان مین نہین آسکتی ہے -

مصرع - طور دیدار باد میقات آتش -

یاد شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہما بعض کہتے ہین کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہین - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے - چونکہ تصوف کی مشکلات کے بارہ مین آپ سوال وجواب بہت کیا کرتے تہے - اسواسطے سوالی لقب کے ساتھ شہرت ہوگئی کہتے ہین - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان وقت کو ہر ایک شہر سے بلاکر ایک مجمع کیا تہا - اُس درمیان مین شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاؤالدین زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتھ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکہتا ہے - فرمایا کہ دونون ہلاک ہین اور تعلق کا سبب دونون کا ہلاک کرنے مین اشتراک ہے - اسی کے ساتھ یہ بہی کہا - کہ وہ شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے۔ نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو۔ اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو۔ بہاءالاولیاء نے
جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے۔ اُس کو سانپ کے زہر۔ اور مال کی مستی سے نقصان نہین پہونچتا ہے۔
اسپر حمید العرفا نے کہا۔ کہ سانپ کو افسون کے ذریعے سے بھی پاس رکھنا اچھی بات نہین ہے۔ بہاءالحق نے اِس بات
کے جواب مین توقف کیا۔ تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکھا۔ کہ وہ فرماتے ہین۔ بہاءالحق۔ یون کیمن نہین کہتے
ہو۔ کہ دنیا۔ اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے۔ جس طرح حسینان صورت کی ابرو پر وسمہ۔ رخسارہ پر نیل
اور بنا گوش پر غالیہ۔ نظر بد سے بچاتا۔ اور زیبائش کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیا دی اسباب نیلہ
رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اِس کے اندر یہ حُسن بھی موجود ہے۔ کہ دوسرون کے ساتھ
احسان کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاءالاولیا کی خدمت مین بھیجا تھا۔ جس مین لکھا تھا۔ کہ بہت
سی قرآنی آیات۔ اخبار۔ اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتی ہین۔ کہ دنیا کو دوست رکھنے والے اور اِن کے دوست
خدا کو نہین پہونچتے ہین۔ اور واقعی حال یہ ہے۔ کہ بہت سے ارباب ثروت اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت
کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین۔ حَسْبَتَهُ لِلّٰهِ اور رَحْمَةً عَلَى الْفَقِيْرِ اِس مشکل کو حل فرمائیے۔ تاکہ
آپکے رنگین خط کو اپنا امام بنا کر اطمینان حاصل کرون۔ اور اُس معجون حقیقت سے صلاح باطنی عمل مین لاؤن نیز
جو ایک بات ہے۔ کہ دنیا ہاتھ مین ہو۔ تو دوا ہے۔ اور دل مین ہو۔ تو درد ہے۔ اِس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے
جس کے واسطے دنیا دوا ہے۔ اور اُس شخص کو نقصان ہے جس کے واسطے دنیا درد ہے۔ اور نیز سلطان سہرورد کا جو ایک
یہ فقرہ ہے کہ "تیغ اسپ در گل زدہ ام نہ در دل" اِس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے۔ کیونکہ مذمت کی بنیاد ظاہر دنیا
پر ہے۔ نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے۔ بہاءالاولیا نے جواب نامہ بھیجنے کو الہام پر موقوف رکھکر دو سال تک توقف فرمایا
اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کے امیدوار قبولیت ہے۔ اس کش مکش مین تھے۔ کہ ایک روز ایک
حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا۔ اُس مین جو کچھ لکھا تھا۔ اُس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ راہ حق کے
چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین۔ ایک گروہ بالکل مجبور ہے۔ جس کو غایت استغراق سے اور وجوبی صفات مین
امکانی رسوم کو حد درجہ گم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین۔ دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجھنا چاہیئے۔ جو ظاہر
کو کہ محض ممکن ہے۔ امکانی لوازم کے ساتھ مخصوص کرتی ہے۔ اور باطن کو کہ عین واجب ہے خاص ایزدی
تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکھتی ہے۔ اور تیسرا گروہ وہ ہے۔ جو کہ دنیا اور مافیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی
درجات کے واسطے کرتا ہے۔ اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہ ان مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

ع۲ اللہ کے واسطے اور فقیر پر مہربانی کر کے ۱۲۔

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے اسماء و صفات کے اقتضا کی رو سے لا یُسئَل عمّا یفعل سلوک اور تصوف کے علم مین بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہین - اشعار اور دیگر نظم کو آپنے فصاحت اور مقبولیت کی کرسی پر سوز و گداز کے رنگ مین پہونچایا تھا - یہ آپ کی ہی رباعی ہے رباعی

تا کے غمِ آن خوری کہ یار دیا نے
یا تخم برویدہ و برار دیا نے
رو در غمِ آن باش کہ محبوبِ ترا
اندر حرمِ وصل گذار دیا نے

بعض کتابوں مین لکھا ہے - کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے - شیخ احمد تارک - ابراہیم کے - ابراہیم محمد کے - اور محمد - سعید فاروقی کے بیٹے تھے - جو فاروق اعظم کی نسل مین سے ہین - رضی اللہ عنہم اس بنا پر آپ کو سعیدی کہتے ہین - تاریخ اُنتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چھ سو تہتر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ اونسٹھ کو واصل حق ہوئے - قبر ناگور مین ہزار و متبرک ہے ہے الیٰ یومنا ہذا -

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب - بڑے کے تین فرزند تھے شیخ حمید الدین احمد - شیخ فرید الدین محمود - اور شیخ نجیب الدین قاسم - شیخ حسین ابن خالد تین واسطے سے شیخ حمید کو پہونچتے ہین

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید خلیفہ - اور جانشین ہین - بعض کہتے ہین - کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی ترتیب دی ہوئی ہے - سلطان محمد تغلق کے عہد مین ناگور سے دہلی مین آئے - اور مشرق کی طرف جو منزل مین جو قدیمی شہر مین ہے - سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اُسی کوچہ مین خوابگاہ بھی بنی - مقام قطب الاولیا کے راستہ مین قدس سرہٗ - شیخ فرید کے سات فرزند تھے - ان مین سے ایک شیخ عزیز بھی تھے - بعض کے نزدیک سرور الصدور - نور الصدور - آپ کی ہی تصنیفات مین سے ہے - اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہین جو شیخ عزیز سے بڑے تھے - بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہین - جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہین - بہر تقدیر کتاب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندون مین سے کسی ایک کی ہے - بہت سے خاص خاص فائدے اور لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ مین سنے تھے - اس کتاب مین فراہم کیے ہین - اور یہ بھی

۵۷ جو کچھ ذکر ہوا - اُس کی بابت یقینی طور سے نہین کہا جا سکتا ۱۲

لکھاہے۔ کہ مینے خردسالی مین جد اعلی سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب سو برس کی ہوگی - اس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سو چھبیس کو پدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جد اعلی کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولاد حمید وصاف حمید بودند -

یاد شیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید ہین - اور زاد بوم تبریز ہے - دیو محل بندر مین جو دار الملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپکے پیر دنیا کے تنگ و تاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیر و سیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات سے دل مین جگہہ پیدا کر کے فائدہ اُٹھایا - ملتان مین شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہو گئی تھی خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھہ آپ کے حالات معرفت معلوم ہو سکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھہ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھہ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش اوٹھائی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جارہے تھے - چلتے چلتے خود بخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تھا کہتے ہین - دیو محل مین آبادی سے دور ایک جنگل تھا - وہان پر آپنے جگہہ پسند کی چاہا کہ اس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تھا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تھا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین اتنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانون کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آسکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ بجا ستون کا ادر گوبر کا تودہ ہے - اوس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص اور کامل العیار سونا ہو گیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند

یاد شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک بڑے پرانے معمر شخص موضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدھنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال و اسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہو گئے - تو اس عالم بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جو بے تمیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے اور صوفی بدھنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدھنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادن بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے القصہ - سوائے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپکے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماندوبود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین ہم تک مین پہونچ سکتا ہے - مصرع - کیست کز دی باز جویم حال او -

یاد شیخ نورالدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور مسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصرالدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمایش موجود ہے - زمانہ کے کامگار مشائخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز و انکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

القصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے - جن کا وجود زیبایش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) سید تاج الدین ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - اشتغال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین بڑا مرتبہ حاصل تھا -

(۲و۳) سید مغیث الدین مفتی اور سید منتجب سیہ دستار دونون بہائی تہے - کہتے ہین دانش دیانت - امانت - دہش - مہربانی - خوش خلقی - اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات ان دونون بہائیون کی سرشت مین گویا خمیر تہین باانیہمہ کسی شخص سے کسی قسم کی تمدد وغیرہ نہین لیا کرتے تہے -

(۴ و ۵) سید علاء الدین اور سید قطب الدین یہ دونون بہائی بہی ترک وتجرید - اور تصوف وتوحید مین یگانہ روزگار تہے - کہتے ہین شیخ نظام الاولیا - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو سید علاء الدین کی شکل مین خواب کے اندر دیکہا کرتے تہے -

(۶) مولانا حمید الدین مخلص گویا دریکدانہ تہے - جو اُس زمانہ کے دانشمندون کی لڑی مین ممتاز تہے - ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی مشکل کشا شرح لکہی ہے -

(۷-۸-۹-۱۰-۱۱) مولانا عماد الدین حسام واعظ مولانا جمال الدین شاطبی قاری مولانا کبیر الدین عراقی مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاء الدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے - مولانا بدر الدین دمشقی طبیب اور مولانا حمید الدین بنبانی منجم - یہ تمام سادات اور علماء سلطان غیاث الدین بلبن - سلطان جلال الدین خلجی - اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانہ مین دہلی اور پرگنات دہلی مین - ملک کی زیب وزینت تہے - بعض حضرت گنجشکر کی خدمت مین اور بعض بزرگوار خلفاء حضرت گنجشکر کی خدمت مین بیعت تہے -

غوثی جب تم زمانہ کے حالات - اور مشائخ کے واقعات لکہنا چاہو - تو دیکہو ہوش سے لکہنا - کیونکہ آسودگان جہان کے حالات بالخصوص بزرگون کے سرتاپا معرفت سے بہرے ہوئے حالات ایسی عجیب غریب سیرگاہ ہے کہ نہ تو جنگلون جنگلون پہرنے سے پاؤن مین کوئی تکان آتی ہے - اور نہ وطن کی جدائی سے دل مین کج ئی پیدا ہوتا ہے - اس بنا پر مناسب ہے - کہ سفر در وطن کے فقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ - اور آیہ قُلْ سِیْرُوا فِی الْاَرْضِ کی وجہ - عارفانہ بیان کی جاوے - عبرت کا چراغ - سینہ کے برآمدہ مین جلایا جاوے - اور ہدایت کا علم - دل کے میدان مین نصب کیا جاوے - کیونکہ جہان بہالوگون کے دلون مین بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہین ہے -

یاد شیخ محمد ترک نارنولی

آپ مجرد - متوکل اور حصور تہے - ترکستان سے ہندمین آئے - اور نارنول مین حوض کے کنارہ گوشہ اختیار

کرلیا تھا - یہ حوض اب مٹی سے بھرگیا - اور آبادی مین آگیا ہے - اپنی زندگی مین کسی کو مرید نہین کیا - کہتے ہین - اُس زمانہ مین غیر مسلمون کا گروہ خدا پرستون پر غالب تھا - جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد مین جمع تھے موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلوارین لیکر آپہونچی - اور بہت سے لوگون کو شہید کیا - اُسی عام بلوہ مین شیخ محمد ترک نے بھی غزا اور شہادت دونون درجے پائے - اُسی جھونپڑہ مین قبر بنائی گئی جس مین آپ رہتے تھے - اُن لوگون مین سے جو شہید ہوئے - دو صاحب اور بھی ہین - پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہین اُن کو اوپر والہ شہید کہتے ہین - اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہین - اُن کو نیچے والہ شہید کہتے ہین - یہ بھی لوگ کہتے ہین کہ دونون حافظ تھے - اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے - روایت ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہوکر تتہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا - جب آپ حدود نارنول مین پہونچے - تو سواری سے اُتر پڑے - اور پیادہ پا شیخ محمد ترک کے روضہ پر آئے - اولاً ایک پتھر کی طرف جو وہان تھا - دیر تک متوجہ رہے - بوجہ اسکے - کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو اُس پتھر کے اوپر پایا تھا - بعدہ شیخ محمد کی تربت کی طرف منہ کرکے مراقبہ مین مستغرق ہوئے - جب سر اُٹھایا - تو فرمایا - جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیئے - کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے اور اپنی اڑی ہوئی مشکل کی کشایش چاہے - ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا - اب حضور کو مشکل درپیش ہے فرمایا - اس بارہ مین عرض کردیا گیا ہے - کہتے ہین - ابھی تین روز نہین ہوئے تھے کہ بادشاہ ایک ہولناک واقعہ مین مبتلا ہوا - چراغ دہلی نے معاودت فرماکر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا - وہ پتھر ابھی تک شیخ محمد کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے - آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہین - پھر اس کے بعد مزار شیخ کی زیارت کرتے ہین -

یاد مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد مین - عالم اور اُستاد شہر تھے - کنز - حسامی - اور مصباح پر آپ کے حاشیے ہین - شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر شیراز کو بھیجا تھا - کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی - کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھہ دیجیے - باوجودیکہ شہر شیراز علم کا گھر ہے مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دار العلم مین بھی اپنا جلوہ دکہائے بغیر نہین رہا - اور یہان کے لوگ بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے - خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا - کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب میں بھیجا ہے۔ اور قاضی صاحب بھی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ تو قاضی صاحب کی خدمت میں خود پہونچکر عرض کیا۔ اگر جلا وطنی اوی طمع سے ہے۔ تو عورت اور فرزندون کے سوا۔ تخت۔ رخت ملک مال۔ سپاہ۔ اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام کیے دیتا ہون۔ جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرمجوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے اُن کی مروت نے اجازت نہ دی۔

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین۔ آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تھے۔ جن کا لقب خنگسوار ہے۔ ساتوین صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر اِس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تھا۔ جہان آپ کی خوابگاہ ہے کیونکہ یہ ملک پیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تھا۔ لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین۔ اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت جانین نثار کر کے ملک کو پیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا۔ اِس لڑائی مین سید معروف۔ اور نیز آپ کے سوا بہت نیک آدمی شہید ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے۔ کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین۔ شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ ٹمڑہ[۵] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ اور انواع و اقسام کے کھانے پکوا کر درویشون کو اور بھوکون کو کھلایا کرتے تھے۔ اپنی خوش اعتقادی اور دوستی کا اظہار اِس طرز سے کیا کرتے تھے۔

انہین شہدا مین سے ایک توغان شہید بھی ہین۔ آپ کی قبر قصبہ ٹوڈہا (نواح مندسور) مین ہے سب زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے۔ کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے۔ وہ مزار کے پاس رات کے وقت رہ سکتا ہے۔ اور جس شخص کی عادتین خراب اور خطا ہر ناپاک ہوتا ہے۔ اُس پر اِس قدر پتھر آسمان سے برستے ہین۔ کہ وہ لاچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

انہین شہدا مین سے ایک میان شمن شہید ہین۔ جو موضع جانگلی[۱۲] مین قصبہ ٹمڑہ کے نزدیک سوئے ہوئے ہین اِس سرکار جاگیردار سید راجو ہین۔ سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ ناامیدی دل مین مستحکم وعدہ کر لیا تھا۔ کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا۔ تو اِن شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرون گا کہتے ہین بہت جلد امید ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا۔

[۵] اب اس قصبہ کو افضل پور کہتے ہین۔ مندسور سے ۵-۶ کوس ہے ۱۲ [۱۲] جانگلی گانون مندسور سے تقریباً ڈیڑہ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲

انہیں شہدا مین سے ایک شیخ دُودہن شہید ہین - حدود دسور (مندسور) مین - آپ کی قبر کا نشان باقی نہین رہاتہا - سیدراجو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا - کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کرلینا چاہئے آپنے اُن کی خواب مین آکر اپنی حقیقت حال سے آگاہی دی - مشارالیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا - سید نے فرمایا - آپ کی قبر کی عمارت بنادی جاوے - چنانچہ بنادی گئی - اور شہید کے زمانے کے بموجب گہوڑے کی بہی قبر بنادی گئی **مصرع** - کشتۂ دشمن سمت و زندۂ دوست -

یاد شیخ احمد نہروالہ بدایونی

لبعض کے نزدیک آپ کا لقب حامدالدین ہے - قاضی حمیدالدین ناگوری کے مرید ہین - خوابگاہ بدایون - پیران سہرورد کا مشرب تہا - روایت ہے - شیخ بہاء الدین زکریا نے - صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے - یعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے - اگر آپ کی معرفت - حقیقت - اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپکے اذکار - اشغال - اور افکار - ترازو مین وزن کیے جاوین - تو تمام خداشناس صوفیون کے سرمایہ پر بہی آپ کا سرمایہ غالب اور وزنی ہوگا -

اِس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے - ایک روز امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تہے - کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہوگیے ہین - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تہین - یہ اتفاق سے گہبرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَابقیت لابی بکر یارسول اللہ فرمایا عمرو حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما

جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا جب لوگ چلے جاتے - تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پہرا کرتے تہے - ان ایام مین ایک مجذوب تہا - جو جماعت باندہ کر آپکے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تہا - ایک روز آپنے دیکہا - چند طاقتور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کرکے مجبور کر رکہا ہے - آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کرکے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجہ ظلم سے رہائی دی - اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بہی کہین اِس معرکہ کو دیکہہ رہا تہا - سامنے آگیا - سب متفق اللفظ بول اوٹہے - ہان درست ہے

۵۱ - اے رسول اللہ حضرت ابوبکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲ **۵۲** حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات منجملہ حسنات حضرت ابوبکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالیٰ ان دونون سے راضی ہو ۱۲ **۵۳** - جب نماز ہوچکے تو تم کو اختیار ہے - کہ اپنی اپنی راہ لو ۱۲ -

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - ورنہ درویشون کو کسی کے ساتھہ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاء الدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بہانجے ہین - خرقہ خلافت تو شیخ بدر الدین غزنوی کی خدمت سے ملا تہا لیکن بہت سا زمانہ آپنے خواجہ قطب الاولیا اوشی قدس سرہٗ کی غلامی مین بسر کیا تہا - اس عرصہ مین نفس نافرجام کے ساتہہ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے دیکھا جب آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکہا تہا تب سے جس وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعہ سے خواہش کو قیدی بنا کر رکہا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ قوالی کی مجلس آپ کے بدون بہت کم کیا کرتے تہے - بڑی عمر پائی - اور بہت بلند تہی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے مصرع خرامان شد بکوئی قدس تا دیدار او بیند -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تہے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بہی تہی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتہہ تک نہین لگاتے تہے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کہانا پکواتے تہے خود چانول کی آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتہہ کہایا کرتے تہے - یہ آپ کی غذا تہی - اس کے سوا کچہہ نہین کہاتے تہے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تہے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہو گئی تہی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہو گیا تہا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دلبستگی کا تہا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین سلطنت دہلی کی ہوا سما گئی - اور کچہہ لوگ متفق ہو کر کام بنانے کی فکر مین روانہ بہی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بہر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپ کے دوست اور یار تمام آگ مین گہسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہو جاوے گا - فتوی نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کر سکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرنے ہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کر کے خود سید کو بالکل فرو کر دیا یعنی مست ہاتہی کے پانون مین ڈال دیا - ضیاء برنی لکہتے ہین کہ یہ قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچہہ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کا مگار شہید پر ناحق باندہا تہا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شنگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیے - جو نکتہ پروری کے چمن ہین - خامۂ عقل کے درخت پر کھلے ہوئے ہین - اور مضمون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی مشکین سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلین تصور کرنا چاہیے - جو سخنوری کے باغیچہ مین - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے - پرواز کر رہی ہین - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو برگزیدہ دماغون مین پہونچادین - اور بلبلین اپنا تفصیلی ترانہ - جو گلشن کی رنگینی کی نسبت ہے گوش حکمت کو سنادین - اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دین - کہ ہر ایک نامہ بجاے خود - نقش و نگار کا ایک محل ہے دانش کے بہشت نما محلون مین سے - جس کی مستحکم بنیاد - خداے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ستائش ہے - اور جس کا دل آویز کمرہ ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر مین پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کی جاوے - تاکہ جب دانش [illegible] کے تماشائی - اس محل مین آوین - اگر اُن مین سے کسی کے دل مین - ایسے گروہ کے ساتھ جو عنصری مکان سے رخصت ہو چکے ہین - روحانی راز و نیاز کی باتین کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانون مین (جن کو دوسرے الفاظ مین نگارین نامے کہہ سکتے ہین) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[۵] کی کنجی سے کھول کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس مہربان کی مہمان سراے مین شیرین کام کرے - جس کے یہان ماحضر ہمیشہ تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ جداگانہ حیثیت کے ساتھ - شہرون کے مکانات اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہرون کے مکانات اور عمارات کھلے طور پر - بنانے والہ کی دنیاوی استطاعت ظاہر کرتے ہین - ایسے ہی یہ کتابی عمارت سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و دانش کا رتبہ - لوگون کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت کی سرخی سے - فطرت کا خاکہ دکھانے والے منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور رسائل کی (جن کو علمی عمارات کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیے) ترتیب تمام کرنے مین ایزدی تقدیر یاوری دیوے اور یہ منظر طبع آزمائی کرنے والون کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والون کے واسطے آسائش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل مین وہ غوثی حسن کی اس کوڑہ کرکٹ سے بھری خانقاہ کو

۵ - (اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ۱۲

بذریعہ پرداخت - اتمام کے زیور سے زیب و زینت بخشے گا۔

ابتدائے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے - جو ہجری آٹھوین صدی مین عربی و فارسی کی کتابون کے پڑہنے والے تھے - انفس و آفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے - خدا کی پرستش اور معرفت مین ہمہ تن مصروف تھے - اور الٰہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تھے **اب اے دل** ہوشیار ہو جا - ایک دماغ درکار ہے - دیکھہ ہر فرد کا ذکر - گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے - جس کے ہر ایک درخت سے نسیم انواع و اقسام کے دل فریب پہول کہلا کر ہر ایک سونگہنے والے کے دماغ مین - اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے - جو عجیب و غریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے - اور جس نے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ[ف] کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم - اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا - تاکہ جہان بمقتضائے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ[ع] اپنے اجمال کے اعتبار سے - اور آدمی بمجرائے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[ع] اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو - کیونکہ رویت حق کا گلزار - آدمی کے طلسمی غنچہ مین جس کے اعتبار سے اجمالی طور پر چہپا ہوا ہے - اور کونی و مکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے - حضرت حق مین - علم کے اعتبار سے - مخفی ہے - دیکھو دیکھو **مصرع** شاخِ گُلے بصورتِ انسان برآمدہ -

بادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے - اور سرکار قنوج مین ایک مقام ہے مکن پور - وہان خوابگاہ ہے - آپ کے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر مبنی کر کے لکہے ہین - مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادةً ممکنات سے نہین تہین - اور جن سے عقل جو مقید بہ وتوع ہے گریز کرتی تہی نہین لکہی ہین - جیسے آپ عیسٰی علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تہے - ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تہا - پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تہے - اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تہا - آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبد اللہ علمدار - (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہم اِن چار واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے - اولین تین صاحبون کی گرامی عمر دو سو برس سے

ف بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ ع عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی) نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بہی دکہائینگے - اور ان کے اپنے درمیان مین بہی ۱۲ ع ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲ -

زیادہ ہی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپکو مرتبہ علی حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اسی سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کی فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ بدون دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو زندہ کیا (۲) مدتون اور برسون کچھ نہین کھایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دُھلنے کے سفید رہتے تھے۔ بدبو بدن سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔ کہ آپ کو حاکم حی و محیی نے مختار کر دیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے ممیت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور یہ خلعت خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کر دین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھ شریک نہ بنا دین۔ چونکہ آپ کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہٰذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کر گئے ہجری سنہ آٹھ سو تھے۔ مصرع ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز اس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی بھی تحقیق ہے۔ جو مداریہ مشرب کی متقلد ہو کر احتیاج اور انتظام آمرزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علم دار ہوئے ہین۔ اور بعض اصحاب کی روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون روایتون مین صحیح روایت پہلی ہے شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علم دار کے خاص خلیفہ تھے۔ اس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہٰذا یہ سلسلہ از روے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور خلاف شریعت

کے امتناعی حکم سے اُن کو چندان خوف نہین ہے۔ سخن کوتاہ بالکل برہنگی اور بے حجابی اِس گروہ کے مشرب مین دسوین صدی کے آخرین لضعف حصہ سے جوش کے ساتھہ پیدا ہوگئی ہے۔ وگرنہ بدیع الدین شاہ مدار کے پرمعرفت زمانہ مین رازِ وحدت کے ظاہر کرنے سے نہایت روک ٹوک تھی۔ اور ظاہر شریعت کی مخالفت سے غایت درجہ کا خوف دلون مین سمایا ہوا تھا۔ اور طریقت مین سابقہ بااَدب سالکون کے ساتھہ موافقت رکھتے تھے۔

اب ابتدا اِس تازہ بدعت کی سنیئے۔ اِس سلسلہ مین ظاہر تجرید مقبولیت کی شرط اور اجازت کا جُز قرار دی گئی تھی۔ اِس خاندان کے اکثر بزرگانِ خلافت اپنے تئین صرف سترِ عورت اور اُس قدر طعام کا نیازمند سمجھتے تھے۔ جو اُسی ایک روز کے اندر کھا لیا جاوے۔ باقی جملہ انواع پوشاک اور جمیع اقسام خوراک سے دست کش اور مرفہ الحال رہتے تھے۔ اوقات زندگانی کو رازق العباد کی یاد مین بسر کرتے تھے کلمہ توکل تَوَکَّلُوْا جَدِیْدًا وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ اور کلمہ ترکِ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ کو اپنے افعال کی لوح پر ثبت کر رکھا تھا۔ اور مذکورہ بالا ما یحتاج کے سوا اگر اتفاقاً کچھہ ہاتھہ لگ جاتا تھا۔ تو اُسی وقت مثل غربال اپنے دل مین سے اور ہاتھہ مین سے نکال دیتے تھے۔ باستثناء اُس مقدار کے جو آشنا درویشون کی رفع ضرورت کے لیے کافی ہو۔ جب حالت تجرید اس درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ تو یہان سے چند بار ارادت مقلدون نے ظاہری تجرید کو بھی اپنے پیشواؤن کی اصل طریقت۔ اور پسند خاطر سمجھکر اِس شیوہ مین انہماک اور استغراق کو غایت درجہ پسند کیا اور جو تجرید صوفیون کی مختار ہے۔ اُس کی حدود سے دُو تین قدم آگے بڑھکر مشروع اِزار کو چار انگشت کی لنگوٹی سے بدل لیا۔ جس سے بمشکل فقط اندام نہانی چھپ سکتا ہے۔ اور رات کے وقت بہار کی طرح آگ مشتعل کی۔ جس سے سرما کے لحاف کا کام لیا۔ صبح کو لباس کی جگہہ بدن پر راکھہ مل لی۔ یہ شعار جو سراپا عار ہے۔ اختیار کرکے ادب کے دائرہ سے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ [۵۳] کی طرح باہر نکل گئے۔ اور رسوا کرنے والا اجتہاد کو کام مین لانے سے یہ روز افزون تقلید عام ہوتی چلی گئی۔ بیت

	مجردانِ طریقت جماعتے دگر اند		چنان بصفت کہ تو داری بدان صفت نبرند

خداوند تعالی جو مالک بخشایش ہے۔ مغفرت کرے۔ اور حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفا اور سلسلہ دارون کو

---

[۵۱] - نیا دن اور نیا رزق [۵۲] دنیا گویا ایک دن ہے - اور اسمین ہمارا روزہ ہے [۵۳] اور جس شخص نے اللہ تعالی کی باندہی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو مشہور ہین - اور جن کے حالات مین تحت مین لکھتا ہون - اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو۔

اول اور سند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل سیّد جمن بہاری ہین جو ارباب تجرید تفرید اور توحید کے معلم تھے - سوا ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی - قبا او رجبا کی قسم سے کوئی تکلّف دار کپڑا اختیار نہین کیا - آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین - وند بہار کے علاقہ کے اندر ایک قصبہ مین آپ کی قبر ہے -

دوسرے قاضی محمود - آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل - کامل - عالم - اور عارف تھے - آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے - اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے -

تیسرے قاضی شہاب الدین - آپ پرکالۂ آتش کے نام زد تھے - جذبہ ایسا قوی تھا - کہ عقل کے پر جلتے تھے - اور بڑے صاحب جلال تھے - آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے -

چوتھے قاضی مطہر کلہ شیر - آپ کو ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر بر - اور توحید کی شکارگاہ مین مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے - ایک مقام مادر مضافات کالپی مین ہے - وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین قاضی عبدالملک بہرائچی - آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مراد بخش دعا کے نیازمند تھے - اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے بالکل ساتھ ساتھ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ مین ہے -

چھٹے سید خاصہ - حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے "درون خاصہ برون خاصہ" کہتے ہین آپکو شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھہ خصوصیت تھی - اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے - آپ کے روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا -

ساتوین سید راجے دہلوی - آپ درویشون کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف تھے - اور انہین امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کیے تھے - بزرگان عہد کی رجوعات آپ کی طرف بہت کچھہ تھی - آپ کی بافیض قبر دہلی مین ہے -

آٹھوین شیخ بھیکھا مجذوب اور نوین شیخ بھیکھا ثانی یہ دونون شخص نام و مقصد - جذبہ اور عشق مین متماثل بلکہ باہم عین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے - ان دونون صاحبون کی کرامتون کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھہ ہین - اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے -

دسوین شیخ الاؔ - اس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلیٰ بھی کہتے ہین - لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الاؔ کے نام سے ہی نامزد ہین - آپ بھی اُنھین مجذوبون مین سے ہین - جو مشہور دنیا ہین - آپ کو اسی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تھین - آپ کی گور گور مین ہے -

گیارہوین شیخ محمدؐ جھبندہ - آپ کی پیدایش بدایون کی ہے - عجیب وغریب اسرار الٰہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے -

بارہوین شیخ محمدؐ بائین پانون - اس خطاب کے ساتھہ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ آپنے رات اور دن برابر بائین پانون پر کھڑے رہکر بارہ سال گزار دئے - اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکھا ہی نہین - اس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب وغریب بات پیدا کی تھی - آپ کا پُرانوار مزار کھرلیہ کے حدود مین ہے -

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا - اِن مین سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتھہ متصف تھے - اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے - اُمید ہے - کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب - اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکھکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ فرین بہ مہر فرما دینگے -

یاد شیخ یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا - آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سر دفتر تھے حضرت فرید الحق گنجشکر کی خدمت مین بھی آپ کو ایک حق حاصل ہے - میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت کنان ہند مین گزر فرمایا - تو یکے بادیگرے دیدار دیکھکر باہم فیض خداشناسی سے کامیاب ہوئے تھے - آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین - اکثر قاضی شمس الدین سونتیہی کے نام ہین - جو اکابر زمانہ مین سے تھے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تھے - آٹھوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرماکر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی -

یاد سید محمد کرمانی رحمہ اللہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے - اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بھی فرمان برداری کرتے تھے - اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا رابطہ بڑھتا جاتا تھا - اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونون بزرگون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت اسی حالت مین گزر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب مین حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام نے شیخ نظام کو فرمایا - سید محمد ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھ بدلنا نہین چاہیئے - علی الصباح شیخ - سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کر کے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیون - جب تک بھیجے نہین گئے - نہین آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پھر دوستی تا بہ زندگی قائم رکھی ہجری سنہ سات سو ایک مین عالم ملکوت کو رخصت ہوئے مصرع - پیوستہ باد مکرمت مصطفی براو

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چھہ سو ایک سے لیکر چھہ سو پچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب ان عہدون پر آپ مامور رہے - بعدہٗ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤن کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ تر تعجب کی بات ہے - کہ مشائخ زمانہ کو قطعی یاد نہین کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک کھٹک گئی - کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -

خدا شناسون سے اور اس ماجرا کے جاننے والون سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھ امداد کر کے آپ کی مغفرت چاہین - اور قیامت کے روز بھی یہی درخواست کرین مصرع خدا بنقد بیامرزدش کہ یارے بود - اگرچہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ درویشون کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب مین بادشاہون کے حالات کا بیان تھا - درویشون کے حالات کا ذیل مین لکھنا تو مناسب معلوم نہین ہوا اور صدر مین اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہین دی - جن کے حالات کتاب مذکور مین لکھے گئے ہین - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر بھی نہین ہے جس کی وجہ سے اولین دل خراش گمان کی خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونون قسم کے علم آپ جانتے تھے - اچھی اچھی کرامتین جو عادۃً خلاف ہین - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تھین - ایک روز خردسالی مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح

گا دل صحرائی ہرن کے بچہ کی طرف مائل ہوا۔ لڑکون کی طرح رونے لگے۔ صدر الاولیا نے گریبان کی طرف سر جھکایا۔ اور مراقبہ مین مستغرق ہوئے۔ آپ کی قوت کشش سے ایک ہرنی مع اپنے بچہ کے خانقاہ مین کھنچی چلی آئی۔ بالآخر وہ ہرنی کا بچہ رکن الاولیا سے مانوس ہوگیا تہا۔ اور ساتہہ ساتہہ پہرا کرتا تہا کہتے ہین۔ عجب آزادہ دلی کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی شے کے ساتہہ دلبستگی نہین تہی۔ پدر بزرگوار کے متروکہ سے ستر لاکہہ کی مالیت ملی تہی۔ اُسی روز درویشون اور محتاجون کو اذن عام دیدیا۔ اور فرمایا۔ غالب حریف یہ قوت رکہتا ہے۔ کہ اپنے دشمن کو بغیر طوق و زنجیر کے حراست مین رکہے۔ لیکن جو مغلوب ہوتا ہے۔ اُس کو یہی بہتر ہے۔ کہ اُس کا دشمن قیدخانہ مین رہے۔ آپ کے فرزند شیخ بدرالدین۔ مولانا جمال الدین احمد اندجانی کی دختر سے ہین اور شیخ عمادالدین اسمٰعیل ترکی کنیز سے ہین۔ لڑکپن مین شیخ اسمٰعیل کی سفارش آپنے رکن الاولیا سے کر کے فرمایا تہا کہ چہوٹا بہائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ بہی کہا تہا۔ کہ تمہارے خاندان کا چراغ اسی سے روشن ہوگا۔ آخر کار چونکہ رکن الاولیا کے کوئی لڑکا نہ تہا۔ اسواسطے جانشینی کی نوبت شیخ عمادالدین اسمٰعیل کو پہونچی۔ ہجری سنہ سات سو نوے آپ کا سال رحلت ہے۔ اور شمار مین صدر دین عارف اس کی برابر ہے۔

مصرع صدر دین صدر عارفان بود۔

یاد شیخ نورالدین ملک یار پران

آپ کی پیدائش لار مین ہوئی۔ اور آپ مرید ہین شیخ دانیال جنجی کے۔ شیخ دانیال مرید ہین شیخ علی خضرمی کے۔ اور شیخ علی خضرمی مرید ہین شیخ ابو اسحٰق گازرونی کے رحمہم اللہ۔ آپ بہ اجازت پیر لار سے دہلی مین تشریف لائے اور بابا ابوبکر طوسی حیدری کے تکیہ کی برابر مین گوشہ گزین ہوئے۔ اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تہا۔ چونکہ آپ کی ملازمت مین لوگون کی آمد و رفت کثرت سے ہوئی۔ تو آپ پر حیدری قلندر رشک کرنے لگے۔ اور باہر نکال دینے پر کمر بستہ ہوئے۔ ہرچند عجز و انکسار کے ساتہہ جواب دیا۔ ایک نہ سنا جب کہا۔ کہ میرے پیر نے یہان بہیجا ہے۔ تو پیر کی سند مانگی۔ باوجودیکہ لار دہلی سے کوسون کے فاصلہ پر اور بہت دور ہے۔ مگر آپنے اتنے تہوڑے دنون مین سند لادی۔ کہ جتنے دنون مین دور سے لوگ عادۃً اتنی دور جاکر واپس نہین آسکتے ہین۔ حیدری قلندرون نے اس کو بدباطنی سے قبول نہ کر کے یہ بہانہ پیش کیا۔ کہ ملک تو سلطان کا ہے۔ لہٰذا سلطان کی سند چاہیئے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین سلطان اپنا لشکر ٹہٹہ اور بہکر کی طرف لے گیا تہا۔ جو دہلی سے ایکسو تیس کوس دور ہے۔ آپ دہلی سے اتنی جلدی جاکر سلطانی طغرا لے آئے۔ کہ عقل مین

نہین اسکستا ہے - یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار مین جمعہ کی نماز کو جارہا تہا - پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی - دل مین خیال آیا - کیا اچہا ہوتا - اگر سواری ہوتی اور پہر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا - دوشنبہ کے روز ملک یار پران کا جانشین گہوڑی میرے پاس لایا - اور کہا - تین رات سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرمارہے تہے شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین مینے قبول نہین کیا - اور کہا - کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا - مین نہین لونگا - مجبوراً جانشین مذکور چلا گیا اور دوسرے روز پہر لایا - مینے دیکہا - کہ نہ لینے سے آپ رنج مانتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش کردیا - فرمایا - آیندہ خانہ بدرویش بے اسپ نہین رہے گا - آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ موسی کی خانقاہ کی برابر مین ہے - قدس سرہ کہ مصرع دررہ وصل پایان بود -

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تہے - انہین مین سے ایک آپ بہی تہے - دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تہی طبیعت بہی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی تہی - صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تہے - مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ فرماتے تہے - جب مین لڑکا تہا - تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتہہ ایک راستہ مین جارہا تہا - مولانا برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی - پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گہس گئے - اور مجکو وہین آگے پرچہوڑا - جب مولانا آپہونچے - تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا - فرمایا - مین بحکم ازلی کہتا ہون - کہ یہ لڑکا عالم عامل - اور عارف کامل ہوگا - حتیٰ کہ سلاطین کشور بہی اِس کی آستانہ بوسی کو نیازمندانہ آوینگے - دوسرے آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے - کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا - البتہ ایک کبیرہ کے عوض مین - کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے - اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون - اور سننے کا شوق رکہتا ہون - واہ عجب دلبستگی تہی - آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے - جو تختہ نور کے نام سے نامزد ہے - وہان کے باشندے علم و فہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چہوٹے چہوٹے نادان بچون کو کہلاتے ہین - کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہوچکی ہین - لمولفہ

چنین کرنام ثبت کردہ کام من شیرین	عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فریدالدین گنجشکر کے مرید ہین قدس سرہم آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تہے - اولاً لاہور مین چند روز بود وباش رکھی تہی بہر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی - اور یہان گوشہ نشینی اختیار کرلی - یہان پر ہجری سنہ چہ سو تیس مین عنصری جسم کے ساتہہ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہوکر صحرائے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا - فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا - اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی - چار سال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے -

آپ فرماتے تہے - ایک روز اُستاد ہی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تہا - اوسنے شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہ کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتہہ بیان کی - لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی - پہر اُس نے بیان کیا - کہ مین اجودہن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بہی حاضر ہوا تہا - اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تہی - عجب سوز اور وجد تہا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تہے - یہ خبر دسو حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی - اور کسی طرح اُسکی سوزش فرو نہین ہوئی - جس قدر چلتا تہا تہا - اُسی قدر سوزش زیادہ بڑہتی جاتی تہی القصہ مین سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا - اور مولانا علاءالدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا - دیرینہ خلش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور رہتا - اور آیندہ طاقت ضبط نہین رہی تہی - ناچار براہ اجودہن چل نکلا - تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہوگیا - اُس وقت عمر بیس سال کی تہی - حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت گنجشکر نے جو اِس طرح سے التفات فرمایا - اور بیت مین لفظ دلہا - اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا - اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے - جو تحت مین بیان ہوگا - کہتے ہین - یہان پر آپنے ازسرنو تجوید قرآن کی - اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بہی مطالعہ کین - اِس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا - کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسند نشین ہوگئے - خرقہ خلافت ملا - اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بہی حاصل ہوئی - اور پہر دہلی مین تشریف لے آئے -

اب مین یہان پر تفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت
تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مرید پروری - رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہر ایک گوشہ مین
اور ہر ایک کے کان مین پہونچ گیا - اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہر ایک سمت مین اور ہر ایک
صوبہ مین آپکے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے - جن کا حال اِس تذکرہ مین جب مقام
گزارش کیا جاویگا - شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے - خطاب آیا - اے فضیل عیاض -
شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا - ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین - اِن کو ہمنے تمہارے
پیروانِ طریقت مین سے کیا ہے - رہنمائی کے معاملہ کو یہ اِس طرح کرسی نشین کرینگے - کہ اِن کے فیض صحبت سے
کئی ہزار کامل خدا شناس ہونگے - خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار
کرتے رہے - بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیّت فرمائی - کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما پنسس جاوے
تو میرا اسلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصہ اسی طرح پر یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی - جب
سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے - تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کر کے خرقہ خلافت پہنایا
اور آغاز اپنی ذات سے کر کے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا - ہر ایک کا
سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہر ایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی - دریائے حیا کے غریق
سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کئے -

کہتے ہین - سلطان علاءالدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تھی - کہ شیخ نظام الاولیا سلطنت اور
حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین - اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے سلیقہ سلطنت کے امتحان کے
لیے - ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین - اور التماس کیا کہ جواب
باصواب سے ان لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائیے - تاکہ اونپر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہوجاوے - اور
حصول مراد نصیب ہو - جب یہ امتحانی پرچہ آپکے روبرو پڑھا گیا - تو فرمایا - کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی
زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر - بہتر یہ ہے - کہ اِس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت
حال فرمانے سے - بیچارون کا وقت غارت نہ کیجئے - اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائیے - القصہ جب سلطان
کا اندرونی زخم اِس پر حقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا - شیخ نظام الاولیا
نے قبول نہین کیا - اور فرمایا - درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیئے - جس کے لیے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کروفر شکاری باز ہے - لہذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو بتوسط پیغام ہو - باہم آشنا رہین -

شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہو کر سرفراز ہو گیا - تو مینے عرض کیا کہ فقیر کو تحصیل علم سے دلبستگی ہے - اگر علم کے شغل اور اتمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل ترک کر کے بعض شغل - ذکر - خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہو جاؤن - فرمایا تحصیل علم سے باز رکھنا اس درویش کا شیوہ نہین ہے - کیونکہ سالکانِ طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہو جانا - بالآخر نہ کسی کو غالب دیکھا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجہ کمال کو پہنچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون قسم کے علم حاصل ہو گئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بھی لکھے ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہنچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اٹھارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو پچیس کو آپ کی روح کا بلبل بہ لجوہرِ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ کے عنصری خزانہ سے نکلکر وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ کے صدر خزانہ مین داخل ہو گیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکھائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار ہین - خودشناسی کے دریا - اور خدادانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا قدس سرہٗ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جا رہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار اور شرفِ تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل جلا آرائش دیکر اپنی استعداد سے عارف ہو گئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دوسرے مس طبیعت آدمیون کو کندن بنا دیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تھا - ایک

لہ - اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ ؎ اور جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے کے خزانے بھرے پڑے ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپ نے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ آ
روانہ کیے تھے۔ کہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار
کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک
منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور فنا کے درجات طے
کر کے بقائے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنیٰ کسی قسم کی
دوئی کی شکل ان دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات
اوس پر منکشف ہو جاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی مابہ الامتیاز
کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو یہ ہے ذَكَرٌ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ جَاوَزَ
حَدَّ الصِّغَرِ اس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالیٰ عز اسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا
عطا فرما دیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہو کر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہو جاتا ہے۔

اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے
اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہو جانیکے سبب سے بالکل دور ہو جاتی
ہے۔ بس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی
اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات
محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے۔ کہ تمام ثوابت اور
سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب
طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہو جاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام
ذرے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہمسری کا دعوی نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہو جاتے
ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے
آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعوی الوہیت کا شائبہ ہے۔ وہ امتناع اور عدم مطلق
کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ وہ اسی خورشید وجود

کی چمک دمک اور اُسکے کون ومکان مین ساری ہونے کی بدولت۔ تعین اور تشخیص کے ساتھہ۔ امتیازی اور عددی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین۔ پس اشیاکی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات لازم نہین آتی ہے۔ جیسے بسائط محسوسہ اور مرکبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع ہونے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے۔ کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے۔ جو خورشید کی وحدت شکست کرکے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ موجودات مین بے انتہا کثرت۔ اور مخلوقات مین بے غایت تعین پائی جاتی ہین۔ مگر کسی فرد کی ہستی کی اجزاوات مین ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت۔ مساوات۔ مماثلت۔ اور مشاکلت کا دم مار سکے۔ جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو۔ جب اِس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک ذی عقل نے سمجھہ لیا۔ کہ ایسا موجود۔ عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے۔ لہٰذا اس معنی مین وجود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَ لِلّٰہِ الاَیَعلَمُ تَوحِیدَہٗ الحَقِیقِیّ اِلّاَ ھُوَ وَالرَّاسِخُونَ فِی المَعرِفَۃِ یَقُولُونَ اٰمَنَّا بِتَوحِیدِہٖ سُبحَانَہٗ[1]

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تہے۔ باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تہی۔ بلکہ تاکید تہی۔ مگر آپ ازراہ کسرنفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکہتے تہے۔ آخر مین تو یہانتک کیا تہا۔ کہ کتابون کا دیکھنا۔ بلکہ کاغذ کو ہاتہہ تک لگانا ترک کردیا تہا۔ صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تہے۔ اور فرمایا کرتے تہے۔ کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے۔ اِس جگہہ بہی ہے۔ اور جو اس جگہہ ہے سو وہ کسی ورق اور کسی سطر مین نہین ہے۔ بیت

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست	کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست

رحلت کے بعد پیر کے روضہ مین قبر بنائی گئی۔

---

[1] ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے۔ اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین۔ وہ کہتے ہین۔ ہم توحید سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲۔

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب - ہمدم اور ہمنشین تھے - اور یہ عہد تھا - کہ جب آپ
کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے - انسان کامل کے آثار ظاہر ہو جاوینگے - ابوبکر بیعت ہوجاویگا
بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہو کر دہلی مین واپس آئے - اور بزرگی کے
آثار عام وخاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھہ لیے -
تو خواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا مات فی دهلی ودفن فی حظیرة شیخہ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تھا - اسواسطے لوگ آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہا کرتے تھے - اپنے وطن سے
آپنے اجودہن مین جاکر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی - اور اس زیارت کے طفیل مین - حضرت خضر
علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بھی حاصل ہوا - جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑہ گئی - اور بہ فرمان حضرت
خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے - چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور
بے پروا تھے - اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تھے - یہ بالکل سچ ہے لایکمل[۵] ایمان المرء حتی یقال انہ
لمجنون جب آپ زندگانی کا سامان باندہ کر عالم علوی کو چلے گیے - تو آپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بنا دی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تھا - اور آپ نے گویا اپنے تئین بالکل ہلاک کر دیا تھا - سلطان نظام الاولیا
آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے - کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ
اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے - اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے -

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر - آپ کی ہمت - آپ کی گرفتگی - آپ کی وارستگی حد سے زیادہ بڑہی ہوئی تھی - آپنے تمام
گرفتاریون سے آزاد ہو کر اپنے تئین پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنا دیا تھا -

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاءالدین کے میر عدل تھے - میر خورد جامع سیر الاولیا ولد سید محمد
کرمانی بیان کرتے ہین مجکو آپ کے ساتھہ اور آپ کو میرے ساتھہ خاص خصوصیت تھی - اکثر اوقات آپ کی

[۵] انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہین ہوتا ہے - کہ جس وقت تک یہ نہ کہا جاوے - کہ یہ مجنون ہے ۱۲ -

زبان سے یہ باتین نکلا کرتی تھین - کہ مبارک آپکے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ مین درویشون کے احوال کا منکر رہتا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین لے گیے - اور انکار کے شکنجہ سے رہائی دلاکر میرا اعتقاد اور اخلاص درست کرا دیا - اور اُنکی باعظمت ملازمت سے دنیاوی سازوسامان کے ترک کی استعداد میرے قلب مین پیدا ہوئی -

یاد خواجہ موید الدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاالدین کے ہمراز - اور ہمنشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے اور حصول دولت کے راستہ مین بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام مین مشغول ہون - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور از راہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہین - جواب دیا - اپنی مثل بنالینا بہت سہل ہے - نہین - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہون - اگر یہ مجسے سازگاری رکھین جو نقیض کے تمام وکمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑہ سے دنیاداری اور حکومت کی عشرتگاہ کی طرف کھینچ کر نہین لیجا سکتے ہین -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ اپنے ملک مین سلاطین کے وزیر رہ چکے ہین - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپنے سب چیزون کو چھوڑ دیا - اور اپنے ملک سے ہندمین آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دوجہانی کامون پر اختیار کی - اور نسبت صہارت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہان سے جب سامان اقامت دہلی مین ہوئے تو خلافت کا خلعت سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاءالدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کر دیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب ونسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدین مین سے ہین - ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تھے - نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کرکے دُرِّ نظامی نام رکہا تہا - تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین - اسی رسالہ مین لکہا ہے کہ - سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تہے - ایک صاحب نے اثنائے گفت و گو مین کہا - **لا خیر فی الاسراف** - آپنے فوراً جواب دیا - **لا اسراف فی الخیر** سننے والے متحیر رہ گئے - اسی دُرر مین لکہا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے - کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے - جو اُس کو حاصل نہین ہے - **ابیات**

مگذر بہ دلا بتیے کہ اوزان تو نیست	از ورد نشان مدہ - کہ در جان تو نیست
وصف گہرے کنی کہ در کان تو نیست	از بیسے ہنری بود کہ با جوہریان

نیز اسی رسالہ مین لکہا ہے ایک مرید نے بیعت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا - فرمایا - خدائی کے دعوی اور پیغمبری کے دعوی سے تم کو بچنا چاہیے - مرید کو حیرت ہوئی - گبہرایا - یہ کیسی نصیحت ہے - کیونکر صحیح ہوسکتی ہے - اور اس مین کیا بہید ہے - عرض کیا - کہول کر ارشاد فرمایئے - فرمایا - خدائی کا دعوی تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو - اور پیغمبری کا دعوی یہ ہے - کہ تم چاہتے ہو - سب گروہون کے لوگ تمہارے چاہنے والے اور دوست ہون - اور جو ایسے نہون وہ تمہارے گردیدہ نہ ہون -

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکہتے تہے - آپنے باتفاق مولانا محی الدین قاضی کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کے واسطے التماس کیا - سلطان نظام الاولیا نے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنادی - مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا - استخارہ اور پیر گنجشکر کی اجازت پر موقوف رکہا - اس سبب سے آپکو کمال ناامیدی ہوئی - اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے - جب پہر دوسری بار بساط بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا - تمہاری نسبت بہی پیران چشت کے باطن سے قبول بیعت کی اجازت ہے - آؤ - مایوسی دور کرو - اور بیعت کا ہاتہ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتہ کے نیچے رکہو - تاکہ **ید اللہ فوق ایدیہم** کا مضمون صادق آوے - پس آپنے کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتہ مدارج بیعت طے کیے - اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال پیشتر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے - خوابگاہ دہلی -

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے - جس مجلس مین قاضی جی ہوتے تھے - معرفت و مسائل طریقت کی بہت سی باتین سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہوا کرتی تھین - آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکرون مین لکھے ہوئے ہین - خدا کرے شوقین اصحاب اُنکو مطالعہ کرین -

یاد مولانا فخرالدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتاً فوقتاً درجہ پرہیزگاری مین ترقی فرماتے رہے - رجال الغیب مصاحب تھے - جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی - مہیا کر دیتے تھے - لیکن آپ اُسکو تصرف مین نہین لاتے تھے - پیر بزرگوار کے روضہ مین آپ کی قبر ہے -

یاد شیخ برھان الدین غریب

[illegible] آپ کی ذات مین صوری و معنوی کمالات عشق اور شوق کے مقامات مجتمع تھے - خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد قلعہ دیوگیر دکن مین رہنے کی اجازت ملی تھی جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے - ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین مین رہکر معرفت اللہ شناسی کے ذریعے دلون کو سرسبز و شاداب کیا - جب آپ کے عنصری باغ کی بہار مین رحلت کی خزان نے تغیر پیدا کیا - تو قلعے سے دو میل دوری پر ایک پُرفیض صحرا ہے - اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیئے پسند فرمایا - واقعی عجیب راحت افزا اور روح بخش جگہ ہے - راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک مین اس مقام کی زیارت کی تھی - دل مین صفائی حاصل ہوئی - آپ کے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہان آکر جمع ہوتے ہین - اور شہر کے باشندے بھی اور چند روز پیشتر سے اُس جگہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہین - اس طریقہ سے مسافر بھی اور اُس با انتظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہین - خاندیس کا پایہ تخت جس کا برہان پور نام ہے آپ کے ہی نام پر نامزد ہے - کہتے ہین جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جا رہے تھے - اثنائے راہ مین ایک روز رات کو اُس مقام پر اُترے جہان اب برہان پور آباد ہے - اُس زمانہ مین والیان خاندیس کے آباو اجداد مین سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تھا - اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی مین کوتاہی نہین کی - جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی - تو فرمایا - بموجب ازلی حکم کے اس جگہ ایک شہر آباد ہوگا - اے شحنہ فرزندیلی کے فرمان روا ہونگے - مناسب یہ ہے کہ اُس نو آباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکھا جاوے - اسی اشارت کی بنیاد پر برہان پور نام رکھا گیا - اور چند دیہ سجادہ ان روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش پیش کیے گئے - آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے - مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر او جاری ہین -

یاد شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپکو عالی مقامات صوری و معنوی و لدنی کمالات حاصل تھی - پیر کے حکم سے نوی اسعد اد گجرات والون کی رہنمائی کے واسطے مامور ہوئے تھے - بہت سے اشخاص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پر چل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہسنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد مولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام تھے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً از بر تھا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تھے کہ سننے والون کو بزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تھا - امیر خسرو کو آپ کے ساتھ بہت کچھ وابستگی اور عقیدت تھی انھون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکھی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - **ابیات**

چون از دو موج زد کلام احد
او چو ابر کرم بفرق جہان
شمع من یافتہ ضیا از وے

+ نفد البحر قبل ان تنفد[۱]
زیر کان چون صدف کشادہ دہان
مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک لعد ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تھا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سر دفتر تھے - آپ کے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان ستائش کے قطب ہین - یعنی جو مدح (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ عبارت کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ از روے مشاطگی اُس مفہوم کو بدایع اور معانی کے انواع و اقسام کے زیور سے آراستہ کرکے عروسی کے لباس مین دکھاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گرداُس کے چکر کھاتی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کرکے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریاے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقشہ - خدائی علم کی تصویر خانہ سے مصور تقدیر نے اُٹھا کر - عین امکانی کے ورق پر لا جمایا - تو آپ کے پدر بزرگوار دایہ کے دہونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے جو ہمسایہ مین رہتے تھے - مجذوب نے فرمایا -

[۱] یعنی قبل اس کے کہ کلام تمام ہو ۱۲ -

جواہر کا ایسا فصیح البیان ہوگا۔ کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے۔ آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپ کے دو بھائی اور بھی تھے۔ ایک کا نام اعز الدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تھا جب آپکی عمر آٹھ سال کی ہوئی۔ اور فارسی مین کچھ شد بد ہو گئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین لیگئے۔ اور بیعت کرا دیا۔ ایک سال بعد سیف الدین شہید ہو گئے۔ اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپکے نانا کو پہونچی۔ جو شاہ وقت کے میر عرض تھے۔ انھون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچھ کوشش فرمائی۔ اور وہ مشکور بھی ہوئی۔ آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکھکر حق شکر گزاری ادا کیا ہے۔

کہتے ہین۔ جب آپنے نظم کلام شروع کیا تھا۔ تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکھا کرتے تھے۔ مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کر کے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے عالی مقام کو پہونچا لیا۔ کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہونچ سکا۔

آغاز جوانی مین بظاہر والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تھا لیکن باطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تھی۔ بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتھ حسن عقیدت مین کمال رسوخ تھا۔ اس کے متعلق تھوڑا سا بطور نمونہ لکھتا ہون۔ جب سلطان علاء الدین کے دل سے بدگمانی کا میل کچیل دُہل گیا۔ تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی بکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے۔ بہت کچھ التماس۔ اہتمام۔ چاپلوسی اور مبالغہ کیا۔ لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی۔ بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تھے۔ اس سبب سے بادشاہ نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا۔ کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گُھس جاؤن گا۔ یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر بیچارہ راز دار بنایا۔ اور امیر خسرو نے اس مشورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کردی۔ سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ پا جودھن کی طرف روانہ ہو گئے۔ بادشاہ۔ امیر خسرو سے ناراض ہوا۔ اور رو برو گفت و شنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا۔ امیر نے عرض کیا۔ کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے۔ اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہو کر معاف ہو گیا۔ اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا۔ اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف (جس نے انصاف کیا

اللہ تعالیٰ اوس پر رحم کرے ١٢)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا - اُس کو آپ کا دست ہمت ید علیا سے لیکر چھلنی کی طرح ید سفلی مین پہونچا دیتا تھا - یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے - اور حاجتون کے بر لانے مین صرف ہوا کرتا تھا - ایک روز پیر نے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بیجھا اور اِس بیت پر تمام کیا - **بیت**

آمد گہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم	شد آنچہ شد ای صنم گذشت آنچہ گذشت

اس خط کے پڑہنے سے معلوم ہوا - کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے - اور پھر ظاہر کو باطن کے ساتھہ ہم رنگ بنا کر اپنے تئین کو بہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا -

کہتے ہین - جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے عیج کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف کوچ فرمایا ہے - اُن ایام مین امیر خسرو - بنگالہ کی طرف سفر کو گئے ہوئے تھے - جب دہلی مین واپس آئے - تو شیخ کو زندہ نہ پایا - سخت بے تاب ہوئے - اور بے صبری سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا - نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ آپ پہلے سے ہی فرمایا کرتے تھے - کہ خسرو کی زندگی - نظام کی حیات کے ساتھہ وابستہ ہے - یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تھے کہ اِس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے - آخر کار ہلال چھ دور کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس تھا - نَحْنُ بِكُمْ لَاحِقُونَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی - اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے -

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین - جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے - علم - عرفان فضل یقین - فصاحت - بلاغت سخن کی نازکی - اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم اور آپ کا حصہ تھے - ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تھی - اور آپ بھی اہل عشرت کے ساتھہ مصاحبہ میں جوڑ رکھا کرتے تھے - عمر کا بہت بڑا حصہ اسی طرح پر گزر گیا - ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گزر اُس مکان میں ہوا - جہان آپ چند ظریفون کے ساتھہ جلسہ نشاط مین مصروف تھے - جب شیخ کے با کمال جمال پر آپ کی نظر پڑی - تو یہ دو بیتین آپنے پڑہین - **قطعہ**

سالہا ئے شد کہ ماہم صحبتیم	این کہ صحبت را اثر باشد کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما محکم تر از زہد شماست

سلطان نظام الدین اولیا صحبت اُس وقت مین تاثیر کرتی ہے۔ کہ جب حُسنِ نیت بھی اُسکے ساتھہ ہو۔ بیت

یک صبح باخلاص بیا بر درِ من	گر کار تو برنیاید آنگہ گلہ کن

چونکہ اصلاح اعمال کا وقت آگیا تہا۔ توفیق توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین بنا رہنا اپنے اوپر لازم کرلیا۔ جو کچہہ پیر بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدیل لکہتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہوگئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین نفیس نفیس۔ اور مسائل درج ہین۔ فوائدِ الفواد نام رکہا گیا۔ چونکہ اِس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظات شیخ نظام بہی کہتے ہین عجیب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتہہ ہمیشہ علما اور ملاءمین کہا کرتے تہے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین اور تنہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہوجاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تہا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتہہ آہ کہینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دور رہنے کا در ایسا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر خسرو کے سوا۔ جو صاحب بہی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہوسکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اس درویش کے ساتہہ منظور رکہتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتہہ بہی مدنظر رکہہ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین حلقہ حضور امیر حسن تہے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بہی روانہ کیے گئے۔ جب ایام عمر ختم ہوئے تو اسی جگہہ روضہ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکہا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور ناشروع باتون کا ارتکاب کیا ہی نہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہوئے ہون مگر پہر اُس نے بازگشت کرلی ہو۔ پس اِس حدیث کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[1] دونون برابر ہوجاتے ہین۔ شیخ مبارک خیر جونپوری کے مکتوبات مین لکہا ہے۔ اے عزیز متقی وہ ہے جو خیر کے وقت بہی اپنے نفس سے مخالفت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو غل پسر کردیوے تاکہ جو مذمت کہ غیر نقصان کے کمال سے چہوٹے۔ نفس پر ہو پہنچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

[1] گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے۔ اپنی طرف نہ کرے ¹ یَاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ ای کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالیٰ وقایتکم فی المحامد تکونوا اجلوا عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے۔ کہ انسان خوب وزشت۔ خیر وشر۔ نفع وضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرکے اپنا قدم درمیان مین نہ پہنساوے۔ لیکن ادب کی بات یہ ہے۔ کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالیٰ عز اسمہ کی طرف کرے۔ تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے۔ جو انبیا اور مرسلین کے اخلاق کے ساتہہ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ ² اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو۔ راقم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے۔ کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے۔ جس کی حقیقت بین آنکہہ اور کنہہ شناس دل مین کوئی چیز۔ شر۔ اور کوئی فعل۔ زشت معلوم نہ ہو۔ اور جو کچہہ ظہور مین آوے۔ اُس کو محض خیر سمجہے۔ اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر۔ الٰہی اسما اور صفات کو تصور کرے۔

یاد شیخ نظام الدین ابو المؤید نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تہا۔ اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تہی۔ اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نور الدین مبارک کے پیر ہین۔ پہونچکر بہت کچہہ فائدہ اوٹہایا تہا۔ خواجہ قطب الدین اوشی۔ اور سلطان نظام الاولیا بدایونی۔ آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تہے۔ اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمانی زمین پر اور زمین والون کے حالِ زار پر رحم کہا کر آنسو نہین ٹپکائے۔ غلہ کم یاب ہوگیا۔ اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر گریہ وزاری کے ساتہہ بارش کی درخواست کی۔ آپ قبول فرماکر منبر پر بیٹہہ گئے۔ اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا۔ اور کہا اے پاک خداوند۔ اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اُس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتہہ رکہتا تہا۔ از راہ بخشش مینہہ برسا نہ مین جنگل کا راستہ اختیار کرونگا۔ اور پہر آبادی مین نہ آونگا۔ اُسی وقت ایک سیاہ ابر اُٹہا۔ اور بے انتہا پانی آگیا یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا۔ خلاصہ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحییٰ قدس سرہ نے لکہا ہے۔ کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تہا۔

---

¹ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہو جاؤ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو۔ ایسا کروگے۔ تو تم تمام عالم جن اور سب پر برتر کئے جاؤگے ۱۲ ² بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یاد شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق ۔ اور گوشہ نشینی کے عشق مین سوختہ تھے ۔ وہ جہانی کمالات کے آثار اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعہ سے ظاہر کیا کرتے تھے ۔ روایت ہے ۔ کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ چند دیہ کا فرمان ۔ آپ کے نام پر کر کے نیازمندانہ آپکے پاس بھیجا تھا ۔ آپ نے لانے والے سے کہا میںنے سنا ہے ۔ کہ سلطان نصیر الدین جس سال کہ اوچہ اور ملتان کو گیا تھا ۔ اُس نے بھی اسی مضمون کا طغرا ۔ امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ ۔ حضرت گنجشکر کی خدمت مین اجودہن کو بھیجا تھا جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا ۔ تو آپنے سپہ سالار کو فرمایا ۔ ہمارے بزرگون نے بادشاہون سے اس طرح پر کبھی کچھہ قبول نہین کیا ہے ۔ اور اس درویش کو بھی اپنے پیرون کی پیروی سے چارہ نہین ہے ۔ لہذا اگر عذر کر دیا جاوے ۔ تو گنجائش ہے ۔ اور اِس بات کی خواہش مند بے شمار ہین ۔ بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے ۔ یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانیوالا ناچار فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی ۔ آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان مین ایک گنبد کے اندر ہے ۔ جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہین ۔ کیونکہ شیخ جمال ۔ شیخ برہان الدین شیخ قطب الدین منور ۔ اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی مین سوئے ہوئے ہین قدس اسرارہم

یاد شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہین ۔ جو شیخ نجم الدین کبری کے بزرگ خلیفہ تھے ۔ آگہی معرفتون کے آسمان کا آپ کو بدر بلکہ آفتاب کہنا ناموزون نہین ہے ۔ بخارا سے ہند مین آئے ۔ اور دہلی مین سلطان المشائخ نظام الاولیا کی مصاحبت کے واسطے قیام فرمایا ۔ کتاب درر نظامی مین لکھا ہے ۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا اور بدر الدین دونون امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تھے ۔ امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ مین تھے ۔ اور کمال استغراق تھا ۔ بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا ۔ مینے فلان شہر مین فلان بزرگ کو دیکھا ۔ اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک مقام مین کہ جہان جہان دیکھا تھا شمار کرنا شروع کیا جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑھ گئی ۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا ۔ بھائی سخن کو تاہ کرو ۔ شاید اِن بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے میں آوے ۔ کہ جس کے واسطے کان پیدا کیئے گئے ہین ۔ اسپر بھی بدر الملۃ اپنی گفت وگو سے باز نہین آئے ۔ امیر نے سر زانو سے اُٹھا کر لیا ۔ بدر الدین ۔ جتنے بزرگون کو تمنے دیکھا بیان کیا ۔ یہ کہو کہ ان مین سے تم کو بھی کسی نے دیکھا ۔ شیخ بدر الدین کی قبر دہلی مین مشہور ۔ اور ہمیشہ بزرگان مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ بیت ۔

تو چشم خویش وقف اہل دل کن		بامیدے کہ چشمی بر تو افتد

یاد شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جلال اور خدائی صفت آپ کے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپ کے ہی مرید اور خلیفہ ہیں - دہلی میں دریائے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الدین اولیا چشتی اجمیری سے فیض تھا - اُسی مرقد کی برابر میں آپ کی بھی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگوں کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خداست -

یاد شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید ہیں - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تھے - اپنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستوں کو بہشت یاد دلاتے تھے - آپ کی خوبیوں کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکروں میں لکھا ہوا ہے - لہذا ابتر ہے - کہ میں اُس کو نہ لکھکر تکرار سے محفوظ رہوں - حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بھی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرو آب حیات -

یاد شیخ شرف

آپ شیخ یحییٰ ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہیں - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تھے - اولاً آغاز سلوک میں نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن میں جا رہے تھے - وہاں پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتھ کھانا بھیج دیا کرتی تھیں ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تو جو کھانا لاتا ہے - اس میں سے شرف کچھ کھاتا بھی ہے - اُسنے کہا - مجھے معلوم نہیں میں تو کھانا اُس جگہہ رکھ آتا ہوں - جہاں اُنھوں نے فرما دیا ہے خیر - اُس روز چند چھوہارے دودھ میں بھگو کر اور شکر ڈال کر بھیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری ماں نے قسم کھائی ہے - اگر اس کھانے میں سے نہ کھاویگا - تو میں تجھہ سے ناراض ہوجاؤں گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اٹھایا حلق سے اُترنے نہیں پایا تھا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب بیہوشیوں کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپ کے حلق میں سے ذرہ ذرہ کر کے نکال لیا - جب ہوش آیا - فتوحانے واپس آکر تمام حقیقت اُن باعصمت بی بی سے عرض کردی - اُنھوں نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے جو شخص اَبِیتُ عِندَ رَبِّی وَھُوَ یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی[۵] کے خوان میں سے روزی کھاویگا - وہ اِس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتھ کیوں ملوث کریگا - اِس کے بعد آپ اور آپ کے بھائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہندمیں شرقی سمت کی حدود پر ہے شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[۵] میں اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہوں اور وہ مجھکو کھانا کھلاتا ہے - اور پانی پلاتا ہے - ۱۲

ارادہ پر روانہ دہلی ہوئے - ایک روایت تو یہ ہے - کہ ان دونون مشتاقون کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا رحلت فرما گئے تھے - اور دوسری روایت یہ ہے - کہ نہین ملاقات ہوئی - لیکن سلطان نظام الاولیا نے شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا - بہر تقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت مین حاضر ہوئے - تو فرمایا - شرف - تم بہت اچھے آئے - بہت برسون سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے واسطے تمہارا منتظر ہے - اُسی وقت بیعت ہوئے تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت مل گیا - اور بازماندگان زندہ بہار کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی - کہتے ہین - آپ کے پانون مین کسی قدر لنگ تھا - اس کا سبب جو دریافت کیا گیا - تو جواب دیا - کہ مین نے ازل مین اولیا کی صفون سے آگے بڑھکر انبیا کی صفون مین قدم رکھ دیا تھا - دنیا کی لنگ اُس کی سزا ہے - **القصہ** آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تھا -

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت مین پیش کیا - پیر نے پانی مین بہا دیا - آپ ہنسے - اور کہا اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہو جاتا تھا - اور احتیاج والون کو فائدہ بھی پہونچتا تھا - لیکن اس کی حفاظت سے دل پر گرانی رہتی تھی - اور نیز یہ دوری کا بھی سبب تھا - **اللہ عز اسمہٗ** کا شکر ہے - کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی قید سے مجکو رہائی ہوئی - پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکھکر آپ کو دئے - جب آپنے اُن کو سر پر رکھا - تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزین ظاہر طور نظر آگئیون - پھر آپنے اُس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکھدیا اور کہا - یہ چیزین دل کی پریشانی کا سامان ہین - دوسرے شخص کو دیدی جائین - جو ان کا خواستگار ہو - یہ بات سنکر پیر نے آپکو مقبول اور موثر دعائین دین - اور آپ کی ہمت پر آفرین کہی -

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہین - سب مین بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہین - جو کوئی دیکھے گا - اُس کی آنکھون پر گران نہ گزرینگی - آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ مین ہے -

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زاد بوم مین خواب دیکھا - کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر سلسلہ مضبوط کر دیا ہے - گھبراکر خواب سے اُٹھ بیٹھے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا - کہ صبر کوچ کر گیا - ناچار آپ خواجہ صاحب کی مثالی صورت دیکھنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت مین چل نکلے - اثناے راہ مین متعدد با فیض اصحاب سے ملاقات ہوئی جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ مین کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوا - لیکن اُس نورانی شکل کے دیکھنے کی آرزو دادہ زیادہ بڑھ گئی جس کو خواب مین دیکھا تھا - لاہور کے راستہ سے دہلی پہونچے - اور خواجہ قدس سرہ کی خدمت

مین حاضر ہوئے - جب آپ نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا - تو خواجہ نے فرمایا - هٰذَا اَتٰى لَوْ دِيْنٌ نُوْرٌ يَاقِىْ مِنْ قَبْلُ فوراً مراسم بیعت ادا کئے گئے - سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے - ہمارے یارون مین سے بدرالدین سرود و سماع کے بہت کچھ عاشق تھے - پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہین رہتا تھا - مگر جب راگ کی آواز کان مین پہونچ جاتی تھی - تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے - اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے - اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی ہوتے ہوئے سماع مین کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے - تو جواب دیتے تھے - کہ ضعیفی مانع نہین ہے - عشق اور شوق کی طاقت سے کر سکتا ہے - بیت

عشق ہر جا علم برافرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد	

آپ کی گرامی صحبت مین قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر - سید مبارک غزنوی مولانا مجد الدین جرجانی شیخ ضیاء الدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش و بینش (سمجھ بوجھ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا - اور خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی - ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی - حقائق اور معارف کے بارہ مین گفت و گو یہان تک کیا کرتے تھے - کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے - انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے - سخن کو مولی کے شوق اور محبت مین قبولیت کا رنگ دیتے تھے - حضرت گنجشکر - اور نیز دوسرے خدائی بندے - آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے - ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع مین گزر ہوا کرتا تھا - سعدی

ہزار بار آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن		مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی	

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیون مین سرآورد تھے - کہتے ہین - سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو آپکے سامنے پڑھا تھا - اور آپنے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی - جو خود مصنف کے شاگرد تھے - اور نسخہ اجازت نامہ جو آخر کتاب مین سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے - سیر الاولیا مین مرقوم ہے - کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت مین التماس کیا تھا - کہ اس امید پر - کہ میری نماز درست اور قبول ہو کمال اشتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے - کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کرین - فرمایا - دنیا کے متعات ثلثہ* مین سے فقیر کو بھی

ملا - یہ میری پہلی خواب کی تعبیر ہے * متعات ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - حبب الی من دنیاکم ثلثة الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوٰة -

ایک نماز تو دی گئی ہے - اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہین چونکہ جواب سے صورت ناخوشی پائی گئی سلطان نے
عذر و معذرت کی - اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایہ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے - دونون عالم اور دونون عالمون کے دونون علم آپ مین جمع تھے بعض کہتے
ہین - کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تھے - اور ایک روایت یہ ہے - کہ آپ شیخ شرف طعیہ کے مرید اور شاگرد
تھے - جو آپ کے وقت مین بزرگ علما اور اولیا مین سے تھے لیکن صحیح طور پر معلوم نہین ہوا - کہ فی الواقع کس کے
تھے - امیر خسرو - اور خواجہ حسن - آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے
مقبول ہوئے ہین منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے - اُس مین آپ نے اپنی تھوڑی
سی سرگزشت لکھی ہے - اُس کا مضمون یہ ہے -

چالیس برس کی عمر مین اپنے وطن سے چل کر دارالملک دہلی مین پہونچا - اور وہان خواجہ قطب الدین
اوشی کے روضہ کا طواف کیا - من لدن حکیم علیم کے مدرسے کتابی و قلبی علم ہوا - جملہ عالمان وقت
بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی - مولوی صدر الدین - مولانا فخر الدین نافلہ - مولانا ناصر الدین -
مولانا معین الدین دولت آبادی - مولانا نجیب الدین سمرقندی - مولانا قطب الدین مکی - اور
مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرما کر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد
فرمایا - چنانچہ مین بیس سال تک دہلی مین مفت کا مفتی اور ہر ایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب
جذبہ نے جوش کیا - تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہان سے چل دیا اس طرح کہ کسی کو
معلوم نہین ہوا - اثنائے سفر مین شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملاقات
حاصل ہوا - ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہند مین واپس آیا تو
جذبہ اور زیادہ قوی ہو گیا تھا - دو کان شیخی کی جو کچھہ پونجی تھی - تمام جمنا کے پانی مین بہادی
اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن مین پہونچا - اشرف موجودات علیہ الصلوٰۃ نے
سنت اور اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا - شرف - تو عین ہم ہین -
(تیری ذات عین ہماری ذات ہے -) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہما علمائے وقت نے
اعتراضات کرنے شروع کئے - مینے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم مین گرفتار رہین - خاموش

سے ہے - جب لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سر رقص فرمانے کا منصب یہی ہے -
اسّی برس خرقہ پوش رہا - اور بے شمار مرید کئے - سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین
خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے - اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے - اور کسی سے ایک
قیراط کی برابر بھی کچھ مینے نہین لیا - اور اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ کے خزانے سے
ہر روز ہزارون ذی احتیاج لوگون کو ادنی بخشش سے تونگر کر دیتا تھا - اور میرے مریدون میں سے
بعض نے آگ کے اندر - اور بعض نے ندی آپ پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے - ایک مدت تک
ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی - ایک روز ایک خوش گلو
جوان میرے پاس آیا - اور اُس نے ایک غزل گائی - اُس کے سننے سے مستی اور شورش
پیدا ہوئی - جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا سب کو مینے چھوڑ دیا - اور اُس قوال کا مدعا ایک
دعا دیکر پورا کیا -

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے - وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین
پاتا ہے مصرع ع اعتقاد تو بہار گلستان سعی تست -

یاد شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین یعنی بطحا و یثرب زادھما اللہ شرفاً کے طواف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی
اور آپ کے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی - خدا بینی کا تو فروغ حاصل تھا ہی - شریعت
و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی - اور یہ حرمیدہ پیران تھی
جسم مین - گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی - سلطان نظام الاولیا کی
خدمت مین دوستی رکھتے تھے - اس وجہ سے راز داری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی - قبر سلطان علاء الدین
کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع ع زخود خالی و پر از معرفت بود -

یاد شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین - قدس سرھما درد اور سوز بہت تھا - اپنے پیر سے خلافت
کا خرقہ لیکر حاصل کیا تھا - کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے - تو کئی کئی منزل
کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے - ایک روز لوگون نے آپ سے کہا - آپ پاؤن سے نہین چلتے ہین - بلکہ پرند کی طرح

ﻟﮯ کسی چیز نہین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ١٢ -

طرح اُڑتے ہین - جواب دیا - یہ مرتبہ پانون کے ساتھہ چلنے اور پرون کے ساتھہ اُڑنے سے نہین ملتا ہے - بلکہ میرا شوق جو ہے یہ طے مکان کا ذریعہ ہے - اور یہ حکایت بیان کی - زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہوگیا ہے جس نے حوض کیتھل کے پانی سے پرورش پائی تھی - اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق نہین آتا تھا - ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اس کام پر نوکری رہتی تھی - باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تھا مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچاتا تھا - ایک اور جوان تھا - جس کی قنوج مین ایک خوبصورت معشوق کے ساتھہ دلبستگی تھی - ایک روز یہ عاشق جوان حوض کیتھل کے کنارہ شتر سوار سے ملاقی ہوا - چونکہ وہ شناسا نکل آیا - اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا - اور عاشقی کی باتون مین یہان تک محو ہوا - کہ اونٹ کے ساتھہ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا - یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی آگاہی ہوئی تو رخصت ہونے لگا - شتر سوار نے کہا - اے سودائی مزاج عاشق - اب تو قنوج کی حدود مین تو آگیا ہے - اپنے محبوب کو بغیر دیکھے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے - سخن کوتاہ - چند قدم چلا تھا - کہ شہر مین آگیا - اور دلدار کے دیدار سے آنکھون مین فروغ - اور دل مین فراغ حاصل ہوا - دوستو شیوہ محبت کے اس قسم کے عجائبات اتنے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے انجام پذیر نہین ہوسکتے ہین - خوابگاہ چندیری **لمولفہ**

	کورخشں جذبہ تا برساند بکوئے یار		کین طے ارض کار نگہ ہر سمند نیست	

یاد خواجہ موید الملة والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین - الٰہی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی سعادت سے آپ کامیاب تھے - سرود و سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تھا لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے تھے - بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا - نور الدین محمد انصاری نام رکھا - اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت کچھہ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی ہین - موید کی ابدی خوابگاہ - مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے -

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - اتقا پرستش - اور عرفان مین آپ کو کمال تھا - جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے تو سلطان الاولیا نے فرمایا - حسام الدین - مدینہ منورہ کی زیارت **علی صاحبہا افضل الصلوة** حج کے طفیل مین کرنا محبت والے درویش کا شیوہ نہین ہے - اس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کرکے مصر کے واسطے دوبارہ اُٹھہ کھڑے ہوئے - اور وا‌سترمیم

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات میں گوشہ گزین ہو گئے۔ کہتے ہیں آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا میں بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے۔ اور جو کچھ بہم پہونچتا تھا اُس میں سے بھی آدھوں آدھ کسی اور شخص کو دیدیا کرتے تھے۔ جو مستحق ہوتا تھا۔ اور رسمی علوم کے درس میں مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش درفتار اور کاروبار رہا۔

ان بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ہجری سنہ سات سو پینتیس تھا۔ ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے میں بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا گھر شہر نہروالہ میں ہے۔ اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اس قدر مسافت طے کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہروالہ کے رہنے والے ہیں۔ ہر روز صبح کو نماز کے واسطے ہماری مسجد میں آیا کرتے ہیں۔ اور پھر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہیں ہم تم کو اُن کے ساتھ کر دیں گے۔ تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ۔ دوسرے روز وعدہ پورا ہو گیا۔ اور یہ بات کرامات حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی۔ پھر آپنے لوگوں کی رہنمائی کرنا اختیار کر لیا تھا۔ چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں۔ اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی۔ ہلالی ایک دورسے آگے نہیں بڑھی۔ آپکے روضہ کا آستانہ۔ سجدہ گاہ تعظیم بنا۔ خوابگاہ نہروالہ ہے مصرع تیز روی کرد و زدنیا گذشت۔

یاد مولانا حسام الدین نہروالہ قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تھا۔ اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تھی۔ پرہیزگاری داخل عادت تھی۔ اور خوف الٰہی جملہ کاروبار کا مدار تھا۔ چشتی مشائخ کے سلسلہ بیعت میں تھے۔ اور کمال وابستگی رکھتے تھے۔ طریقت کی رفتار پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تھی۔ خوابگاہ نہروالہ مصرع خاندان مغربیہ شرق دید ارادست۔

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے۔ زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت میں پہونچ کر حلقہ بیعت گوش عقیدت میں پہن لیا۔ حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے بدل گیا کہتے ہیں۔ آپ کو آغاز جوانی میں ظاہری علم سے کوئی نسبت نہیں تھی۔ مولانا فخر الدین زرآدی رحمۃ اللہ نے ایک روز پیر کے حضور میں عرض کیا۔ کہ ایسا شایستہ زیرک الطبیعت کا جوان۔ علوم سے معرا رہے۔ یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اگر یہ جوان اپنے تئیں چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کر دیوے تو اس کا سینہ ایسے علوم سے بھر دونگا

جن کا گھر وقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تھوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا اور آئینہ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چند بار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان مان کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی تو پیر نے خرقہ خلافت دیکر اپنی زاد بوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تھوڑے دنون مین جملہ خورد کلان کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام بھی کیا - بیت

ہمہ گردون سراج عالم تن	ہمہ جان یا اخی سراج بود

یاد شیخ علاء الحق لاہوری

علاء الحق مخدوم العالم علاء الحق بنگالی آپکا القاب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تھے - اور درسی ولدنی دونون علم آپ کو حاصل تھے - شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تھے - اخیر مین دامن ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام رہروان حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈوہ مین ہے قدس سرہ

مصرع مشتاق طوف مرقد او خازن بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپ کا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے - شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - خوابگاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ سے مشرقی سمت مین ہے - درد ونیاز اور سوز و گداز آپ کو بہت تھا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تھے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دھونا - پانی پانی گرم کر دینا - اینڈہن لا دینا - جھاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تھے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکھو فلان مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کھینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا پانون پھسلتا ہے - حکم ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کھڑے رہا کرو - اور برتنون کو اپنی سر پر اٹھا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے آپکے مکتوبات بھی ہین - جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتھہ بیان کیا ہے - اور درد و نیازمندی کے اسرار کو موثر اور شوق انگیز الفاظ مین لکھا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین - نور مسکین نے عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کو ہوا بھی نہین لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح سرگردان اور پریشان بسر کرتا رہا - عمر ساٹھہ سے گزر گئی سر چشمکی سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتہ مین ہوا - جگر مین آگ - آنکہون مین پانی - سر پر خاک - اور دل مین چاک - اِن چیزون کے سوا کچہ حاصل نہین ہوا - اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا - کوئی دست آویز ہاتہ نہین آئی - مصرع ع نور رحمت باد شمع مرقدش -

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم - عابد - عارف - عزیز صابر - اور متقی تہے - ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس [۴۱] بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تہے - سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تہے - کہتے ہین - شیخ محمد - دولتمند سپاہیون - اور کامیاب تونگرون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چہپائے رکہتے تہے - اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تہے - ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے - امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا - یہ بات قرار دی - کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے - تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے - آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کرلیا - فرمایا حسام الدین ابہی ابہی دو چند سادہ دل لوگ - درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین - اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے - تہوڑا سا قند لے آؤ - تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بہی شیرین ہوجاوے - اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپکی ملازمت مین پہونچے - تو وہان پر قند رکہا ہوا دیکہکر تبسم کیا - اور خجالت سے سر نیچے کرلیا - رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا - فرمایا چالیس سال سے کچہ زیادہ عرصہ ہوتا ہے - کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کہانا نہین کہایا ہے - کتابت قرآن کی اُجرت سے لقمہ کہاتا ہون اور کبہی بے وضو قلم سیاہی مین تر کرکے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے مصرع ع دلش آئینہ نور ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے - اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین - عالم - فقیہ نفس - درویش خو - اور فاقہ کش تہے - ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتوی لکہنے کے واسطے کچہ نقد آپ کے پاس لایا - آپنے قبول نہین فرمایا - گہروالون نے لعن طعن کیا - آپنے کچہ جواب نہین دیا - یہان تک کہ شام ہونے کو آئی - ایک امیر آدمی ملک عین الدین نام مانک پور مین اُترا ہوا تہا - وہ ایک دعا پڑہا کرتا تہا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجہن پیدا ہوئی شہر والون سے دریافت کیا - یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جاکر علمی مشکلات پیش کی جائین لوگون نے کہا مولانا خواجہ ہین - امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتہہ بلاکر جو مشکل تہی - آپ کی خدمت مین ظاہر کی - آپنے فی البدیہ حل کردی - امیر کی اُلجہن دور ہوئی جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تہا - اُسی قدر نقد - ایک جوڑہ کپڑہ - اور کہانا پیش کرکے گہر کو روانہ کیا - اُس وقت لعن طعن کرنیوالون سے ازراہ مذاق کہا

اور عقبہ کیا - کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہین لیتا ہے - جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین اُس کے نہ لینے کے بدولت - حلال طیب مال عطا ہوا ہے - اسی طرح اُسکو بھی عطا ہوتا ہے - خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے - کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے - تو آخرت اُسکو ملتی ہے - اور اگر آخرت سے بھی اپنے تئین گزار دیوے - تو اسکے عوض حق سبحانہ ملتا ہے - دیکھو بشیوہ گرسنگی - تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تھے - شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تھا - شیخ شہاب الدین مانک پوری آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین - اُنھون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کرکے ایک جلد بنالی تھی - جو پیر نے اپنے فرزندون اور خلفا کے نام لکھے تھے - تعداد مکتوبات ایکسو اکیس ہے - ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے - جو حضرت نے اپنے بڑے اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے - شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین - چند خط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے - شیخ احمد کو آپ شیخ بدہا - نور دیدہ - اور دیدہ نور کہا کرتے تھے - بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین - شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہین - اور کچھ حصہ خطون کا ایسا ہے - جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ راجا - اور شیخ خواند عالم مشہور بعاشق کے نام بھی لکھے گئے ہین - یہ شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین - اِن سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی - سلوک طریقت مین عالی مقامات پر پہونچایا - خلافت کا خلعت پہنایا - ہدایت یابی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی - علی ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہ سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین - تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین - کہ مخدوم حسام کے ایکسو بیس خلیفہ تھے جو صاحب کمال و اکمال تھے - ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری - جو شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہین - (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدہا جن کا لقب سید صوفی ہے - (۴) مولانا کمال الدین ع۰ اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ لکھنوری - (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودہی - (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن - فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف ابن داود کردی (۱۳) مولانا سوندھو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی - اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب ازرانی شاہ ہے - یہ تمام صدر الذکر اصحاب اکابر زمانہ کے پیشوا تھے - بعض اہل باطن تھے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تھے - قدس اللہ اسرارہم ایک رسالہ

ہے رفیق العارفین نام جس مین ایک مرید نے آپ کی عجیب باتین فراہم کی ہین - اِن باتون مین سے ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتھہ بعینہٖ ایسی ہے - جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتھہ ہوتی ہے - اگر پیوند سفید ہے - تو جس وقت جامہ دھویا جاوے گا پیوند بھی صاف ہو جاویگا - اور اگر پیوند سیاہ ہے - تو اُس کی سیاہی کم ہو کر پیوند مائل بہ سفیدی ہو جاوے گا - یہ بھی اُنھین باتون مین سے ہے - اگر مرید نیک ہین تو پیر اُنھین کی نیکی سمجھین گے - اور اگر بد ہین - تو اُن کی بدی معاف کر دینگے - بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ~~بیت~~

	خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است		بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است	

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے - اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کی عمدہ ریاضت تھی - کڑہ مین قبر ہے - بس اتنی باتون کے سوا آپکے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے - جو حوالۂ قلم کئے جاوین

یاد شیخ شمس الدین ممّہ

آپ نہایت بوڑھے آدمی تھے - بیعت تو تھے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے - مگر خرقۂ خلافت شیخ رفیع الدین بایزید سے ملا تھا - اور قیام آپ کا اجمیر مین تھا شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سما الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپکے ساتھہ بڑھا ہوا تھا شیخ سما الدین کہتے تھے - کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے - مرشد خواجہ معین الاولیا کی نسل سے ہین قدس اسرارہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپ کو ربانی کلام حفظ تھا گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تھے - اسپر بھی اہل جہان آپکے ہی آستانہ کی طرف متوجہ تھے - کہانا کہانے سے ہاتھہ بالکل کھینچ لیا تھا - احیاناً اگر کہاتا تھا - تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کہاتے تھے - جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تھا - اُس سے گفت و گوائسی کے حال کے موافق کیا کرتے تھے - یعنی اگر دہقان ہوتا تھا - تو اُس سے دریافت کیا کرتے تھے - تمہارے بیل تو فربہ ہین - کھیتی سرسبز ہے - شقہ دار منصف ہے یا ظالم ہے - جب کوئی شخص آپ سے کہتا تھا - اس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے - تو جواب دیا کرتے تھے - حقائق اور معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون - جن کو یہ لوگ سمجھہ ہی نہین سکتے ہین - اور اگر خاموش بیٹھا رہتا ہون - تو پاس آنے والے کو وحشت ہوتی ہے - ناچار کلام بفحواے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ[1] کرنا پڑتا ہے - تاکہ باہم جدا ہو وین - تو خوشی و خورمی کے ساتھہ ہو وین - اور جب یہ شخص اپنے گھر جاویگا - تو گھر والون کے سامنے فخر کے ساتھہ کہے گا - آج شیخ نے مجھسے ایسا کہا - اور ایسا دریافت کیا -

[1] تم لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو - ۱۲

مناسبتون کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریب سے برمحل اکثر باتین یاد آجایا کرتی ہین - چنانچہ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین یا چوتھے حصہ کا آغاز تہا - اُس وقت کا ذکر ہے - شہر بڑودہ* مین عماد الملک رومی کا بیٹا چنگیز خان نامی گجرات کے امیران اعظم مین سے تہا - جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تہا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تہا - اور کہتا تہا کہ اس قاعدہ کی پابندی اس غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گہر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیز خان میرے ساتھ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے - القصہ اللہ شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تہین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کرلیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا ہانسوی قدس سرہما

آپ صاحب حال وقال تہے - اور علم حجت وبرہان بہی جانتے تہے - آپ فرمایا کرتے تہے - کہ جب پدر بزرگوار کو ہانسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تہین اور جن کو حضرت گنجشکر مادر مومنان فرمایا کرتے تہے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا تہا سامنے لائین - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابہی خورد سال ہے - ارشاد ہوا - کچہہ مضائقہ نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہوجاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانہ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیے کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے روحانی کمالات حاصل ہوجاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحییٰ

اکثر علمی کتب آپ کے مطالعہ سے نکلی ہوئی تہین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع اپنے بہائی مولانا صدر الدین کے جو آپ کے ہم سبق تہے - مولانا ظہیر الدین کی ملازمت سے اُٹہکر سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا جواب دیا کہ کشف عنقریب ختم ہونے والی ہے احادیث کے ساتھ ایک مشکل جو اُس روز کے سبق مین تہی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنی توجہ سے وہ دشواری آپکے روبرو حل کردی - جو بہت سے لم ولانسلم کے ساتہہ بہی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تہی - آپ وہان سے عبرت حاصل کرکے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور پہر دوسرے روز اُستاد کے ہمراہ خانقاہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ لیا - القصہ ایک عرس کا ہنگامہ تہا قوالی ہورہی تہی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تہے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

* بڑودہ گائکواڑ ریاست کا دارالحکومت ہے - زبان قدیم مین شاید برودہ کہتے تہے ۱۲

رحمانی سے جا ملا۔ مصرع ؏ آفتاب ذات اور امشرق و مغرب یکے ست۔

یاد مولانا فخرالدین زرادی

آپ سنجیدہ عالمون اور اُستاد نامور وقت مین سے ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا کروفر تمام تباہ و برباد ہو گیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والون کو تقسیم کر دیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گیے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا مین ڈوب گیے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ہما بحر عمیق غریق فی البحر شیخ نجم الدین ابوالبرکات مالکی عربستان سے دہلی مین آئے تھے۔ بیان کرتے تھے جنہے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہوا طبق ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہان جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ مین فرشتہ ہون۔ لدنی علم زرادی کے ادراک کے واسطے لیے جاتا ہون جس نے گذشتہ شب کو اکتسابی علوم۔ خدا کی محبت مین چھوڑ دیے ہین۔

یاد شیخ شمس اوتاولہ

اوتاولہ ہندی زبان مین جلدباز کو کہتے ہین۔ ہدایت وہی مین آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح مثل آفتاب ایام فائدہ رسانی مین آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہین آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور مین اس قسم کی باتین بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرایش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہوسکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہین دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہین۔ اُس وقت سے گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور پھر ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد پر خواہ دو جہانی ہو۔ یا اینجہانی۔ جلد پہنچنا منظور ہو۔ وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتاولہ کہتے ہین۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع ؏ باد خرم جانِ او از فیضِ حق۔

یاد شیخ حیدر

آپنے خاموشی کو اپنے حُسنِ حال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے مین ہے۔

یاد خواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بہائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی روش تہی - بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کہانے پینے کی بہی فرصت نہین ہوا کرتی تہی ایک روز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اس قدر عبادت کرنے سے تمہاری آرزو کیا ہے - جواب دیا - پیر بزرگوار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا - بہت خوش ہوئے کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری دق کے ہاتہہ فروخت کر کے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یاد خواجہ ابو بکر مصلی بردار

آپ گویا عزت و کرم کا خزانہ - اور ذوق و شوق کی کان تہے - آپکے سماع کے وقت خانقاہ کے در و دیوار جنبش مین آجایا کرتے تہے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تہا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تہی توکل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبہی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبہی احتیاج لیکر نہین گئے اور با اینہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یاد خواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بہانجے ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے زیادہ عزیز تہے - پیر آپکے بغیر کہانا نہین کہایا کرتے تہے - کلام ربانی حفظ تہا - تیر اندازی مین ہاتہہ بہت ہلکا اور شست بہت درست تہی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کیدیا تہا -

یاد شیخ بابو چشتی

آپ کی خوابگاہ کنبایت مین سے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تہے - پیر بیدون مرید (شیخ شیدا) کے کہانا نہین کہایا کرتے تہے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بہوکا ہونے کی وجہ سے کہا - ایک جولاہو کب اس قابل ہو سکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کہانا لاؤ - جب دیگ کے سرپوش اُٹہایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پہر ڈہک دو - اور ڈہکا رکہو - جب تک شیدا نہ آوے - شیدا آئے - اور کہانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوثی طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجہنا چاہیے - جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اُسکے اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بہی جائز جانتے

ہیں اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے - اولیاء اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھتے ہیں - اور اشیا کے باطنوں پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے - جو گوناگون اسما اور صفات کے پردہ میں ظہور کر رہا ہے - جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر میں کھانا کیڑے ہو گیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ تام زدہ تھا - اور رشید اکی نظر میں کھانا اپنی اصلی صورت میں معلوم ہوا جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت سے آراستہ تھا - حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ اسی مقام کا بیان ہے - مصرع -

باد اجہان صورت و معنی مسخر ش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بھانجے ہیں - قافیہ کا علم - نظم کا ذوق - اور طبیعت کی موزونی یہ صفات آپ کی ذات میں کمال درجہ موجود تھیں - سلطان نظام الاولیا کے جمال باکمال پر عاشق تھے - یہانتک کہ نماز پڑھتے وقت جب تک کہ سلطان الاولیا کے چہرۂ منور پر نظر نہیں کر لیتے تھے - تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے - فرمان بردارن نظامیہ میں سے بعض کا یہ قول ہے - کہ عشق کی ہی بیماری میں جان دیدی - اس بیماری کے سوا کوئی اور علت آپ کے مزاج میں واپسین دم تک نہیں تھی - اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت میں ہے - کہتے ہیں - کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے - شاید ہوگی -

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر

آپ خانہ شریعت کے ستون - اور دربار طریقت کے وزیر تھے - کہتے ہیں - آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک کبھی تکبیر اولی ہاتھ سے نہیں جانے دی - مقدس روضہ نظامیہ میں اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تھے - اور وہاں سے باہر نہیں جاتے تھے - ہر شب جمعہ میں ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تھا -

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیا کے مقبول اور بزرگ خلفا میں سے ہیں - ہجری سنہ سات سو بیس میں پیر بزرگوار کی اجازت سے مالوہ کی طرف گئے - اور شہر اُجین میں دریائے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہو گئے - جب عالم علوی کو کوچ فرمایا تو اُسی جگہ قبر بنائی گئی - جہاں گوشہ گزین تھے - عجیب جگہ ہے - ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشوں کو تقسیم کیا کرتے ہیں - سرود و سماع کی مجلس ہوتی ہے - اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے -

لھا (۵) جوان کا صدقہ ہے - وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے ۱۲

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین۔ آپ کا چہرہ حسین تھا۔ اور عادات دلکش تھین۔ اکثر خلفاے نظامیہ سرود و سماع کی مجلس آپ کے مکان مین کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک کم فہم آدمی تھا۔ اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تھا اُسی دم کیا دیکھتا ہے۔ غصہ مین بھری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتھ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے۔ یہ حالت دیکھکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے باز آیا۔ پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کے نظر سے غائب ہوگئی شخص معترض نے یہ عجائبات دیکھکر آپ کے قدمون مین سر رکھا۔ عذر و معذرت سے پیش آیا۔ اور جو کچھ اُسپر واقعہ گذرا تھا۔ بیان کیا۔ کہتے ہین۔ آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چھوڑ دیا۔ مصرع داشت روشن دردل و در دیدہ حکم آفتاب۔

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تھا۔ آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین۔ ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچھ آپ کو حاصل تھی۔ عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تھا۔ اور امکانی سراے سے وجوب کے محل کو بازگشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو پچاسی لوگ بیان کرتے ہین۔ آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قرشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین۔ چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتھہ بھی اتفاق صحبت رہا ہے۔ ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے۔ اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکھی ہین۔ اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تھا۔ اپنے وقت کے عالم تہے۔ اُنھون نے جو آپ کی پر اثر باتین بواسطہ یا بے واسطہ سنی تہین۔ اُن سب کو اپنے قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے۔ جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین۔

آپ کے دلچسپ کلمات مین سے یہ بات بھی ہے۔ کہ آپنے فرمایا ہے۔ **شریعت** اعضاے بدن کا پاک کرنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعے سے۔ **طریقت** دل کو منور کرنا ہے۔ تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک و صاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوائی زنگ دور کرکے۔ اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑون مین کا ایک ذرہ بھی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے۔ حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال و اقوال کی آراستگی ہوتی ہے

اور طریقت وحقیقت کا تعلق اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عز اسمہٗ کی نظرگاہ ہین - کیونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - واہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور پنہانی شرک - یہ تمام چیزین ایک شخص کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری پر مبنی ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گزشتگی - پرہیزگاری - ایک کو دیکھنا - اور ایک ہی سوچنا - ان صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تینون طریقون کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب تصوف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور تیسرے پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل سے فارغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا مصرع ع باد عید جانِ او دیدار حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اوپر چارسو چالیس اصحاب سے خلافت تھی - منجملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یادداشت مین لکھ لیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہے

اول - پدر بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آبا و اجداد کے ذریعہ سے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
دوسرے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی -	یہ دونون خانوادے شیخ بہاء الدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
تیسرے - شیخ رکن الدین ابوالفتح سے	
چوتھے شیخ الاسلام محمود شاہ زاد بوم تستر مسکن سورکاہ علاقہ فارس سے - - - - - -	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس مین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک پیر سے پڑھی تھی - پیر نے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑھا تھا - دو تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین - امام عبداللہ یافعی سے خلافت تہی -	یہ شجرہ ابومدین مغربی تک پہونچتا ہے -
چھٹے - شیخ ابوعبید حبشی سے - - ساتوین شیخ نورالدین علی ابن عبید اللہ طرابلس سے	یہ دونون سندین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین -
آٹھوین شیخ فریدالدین گنج شکر سے - عالم روحانی مین - نوین - شیخ قطب الدین منور سے - - دسوین - مولانا شمس الدین یحیی اودہی سے - گیارہوین - نصیرالاولیا چراغ دہلی سے - -	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نوبہار ہدایت سے ہے -
بارہوین - شیخ رکن الدین منیحی سے - - -	یہ سلسلہ شیخ ابوعبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچکر خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے -
تیرہوین - سید جلال اوچہوی سے - - -	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے -
چودہوین - سید حمیدالدین محمود چشتی سمرقندی سے -	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے -
پندرہوین - شیخ نجم الدین اصفہانی سے - -	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے - قدس اللہ اسرارہم اجمعین -

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین - بہت سی ہین - ایک بیان ہے - کہ سو سے متجاوز ہین - ابہی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سید شرف الدین شہدی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - کہ کچھ اوپر چارسو چالیس خدا شناس رہنما اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کر کے خلعت خلافت - اور فیض پایا تھا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے - لکھا گیا - اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین - جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکھا ہے - مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے - کہ لکھا ہوا حال کہان تک قابل اطمینان ہے - العلم عند اللہ -

یادامیر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تہین - اور حالات قوی تھے - سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایکروز

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تہین - مگر وہ بدون ہاتہہ لگانے کے فوراً کہل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتہہ پیدا ہوئی - اور از سر نو مصاحبت کا سلسلہ قایم ہوگیا - تمی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تہے - خلافت کا خرقہ بہی سلطان الاولیا سے ہی تہا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکہا کرتے تہے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان ہجری سنہ سات سو باون کو آپنے اپنی زندگی کا پاؤن تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - بیت

حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را		گر نیا رد بست پائے ہوشمند

یاد شیخ نصیر الدین محمود اودھی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادۃً دشمن ہے - اس کی لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتہہ کامیابی ہوئی تہی - وجدان - کشف - اور اشراف یہ مدارج بہی آپ کو حاصل تہے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور چار چورانوے کو پہونچا - تو بروز چہار شنبہ اٹہارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چوبیس کو خلفا کی انجمن فراہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرماکر جدا جدا سمتون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو اپنے پیر کا خرقہ - مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرماکر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے سپرد کرکے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکہنا - اُسی روز پچہلے وقت آنکہین بند کرکے عالم قدس کو روانہ ہوگئے - بعد ازین جملہ خلفانے بہی آپ کی جانشینی پر خوشی کے ساتہہ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تہا - بے وقت آزردہ ہوتا اور کام بیش کرکے آپ کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تہا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے ساتہہ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمائش پر گوشمالی نہین دیتاہے - اس بنیاد پر سلطان سے دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت سے خدا شناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ قطب بہی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے - جو آپ سے

بیعت ہین - اور جنھون نے خرقۂ خلافت پایا ہے - آپنے پیر کے بعد چھبیس سال تک لوگون کی ہدایت کی - بہو یا مین غرق رحمت

چراغ دہلی از ہمہ سیما آسمانی شد	گرتا بخورشید را بالخوشتن ہمسایگر داند

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تہے - کہتے ہین - ہنگام نماز تکبیر اولی مین آپ کی نظر - جمال کعبہ پر پڑا کرتی تھی - اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تہے - نہ الی جہتہ الکعبۃ - آپ کی قبر کالپی مین ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کی برابر مین ہے -

مولانا خواجگی کے تین بہائی اور تہے - مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین یہ دونون ایک ہی جگہہ اُجین مین پانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین - اکثر لوگ شب جمعہ کو نذرین لیجاتے ہین اور مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کی حدود مین آرام فرمایا ہے - اور یہ دونون شہر - ملک مالوہ مین ہین -

یاد سید حسین خنگ سوار نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرق علوات کا لباس - اور توفیق عبادت کا خلعت - جو معرفت اور حقیقت کی سنجاف سے آراستہ تھا - اپنے زیب بدن کر رکہا تھا - آپ ہجری سنہ چہ سو اڑسٹھ مین عالم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لائے - اور سترہ سال کی عمر کے بعد - خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکہا - ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرماکر ہجری سنہ سات سو اکیاسی مین عالم صورت سے ملک معنی کو کوچ فرما گئے - آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے

کہتے ہین - حسن وتجمل کے آغاز مین ایکروز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے - بہلول کی خدا بین آنکہہ آپ کے جمال باکمال پر پڑی - ایسے فریفتہ ہوئے - کہ دل محبت کے جال مین پہنس گیا - اور خود ہمراہ ہوگئے - ہرچند پرستاران ہمراہی نے دورباش کی - مگر وہ تو دل دادہ تہے - دورباش کارگر نہ ہوئی - اسواسطے صاحب حسن نے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا - بہلول نے نعرہ مارا - اور رقص کرنے لگے تازیانہ مارنیوالہ کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہوگیا - بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دئے - اور جو پتے اُسکے گرتے تہے - وہ انہی قوت کے کام مین لاتے تہے - ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپکو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفرازی بخشی اور فرمایا - ہر ایک دور مین ایک شخص اولیاء اللہ کا مدار ہوتا ہے - اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین - اُن کی ملازمت مین جلد جاؤ - ہم بہی سفارش کیے دیتے ہین حکم کی تعمیل کی گئی جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہونچے

لہ اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین - وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

سلطان نظام الاولیا بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا۔ سید حسین کو
اندر بلاؤ۔ جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگون کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ
دہلوی بھی اس نام کے چند اشخاص تھے۔ پھر واپس گیا۔ اور جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری
کو ہم بلانا چاہتے ہین۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے؟ سی دم اپنے
سر سے کلاہ اُتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب میں فاتح وحدت اور خاتم نبوت علیہ السلام سے
بیعت ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بات پر آپنے کمال عجز و انکسار سے
کلاہ قبول کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ مین علم کے دروازے
آپ کے روبرو کھل گئے۔ یہان تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپنے لکھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونون عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہو گئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا
فرما کر گجراتیون کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا۔ جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ
گجرات کی طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کہ دریج نام مضافات دیو میں۔ وہان پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی
کرتے رہے۔ اور پھر وہان سے نہروالہ میں جا کر حجرہ بنا لیا۔ دونون آدمی حصور تھے۔ جس حیثیت سے کہ مان کے پیٹ
سے پیدا ہوئے تھے۔ اُسی حیثیت سے خاک کے پیٹ میں جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت
آپ کے پاس آئے۔ آپنے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کرتا ہے۔ اُن دونون شخصون نے اپنی تلوار
گرو رکھکر قوال کا اور کھچڑی کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے
اور دونون کو دعائے خیر سے دونون جہان کی نعمتین دیکر مالا مال کیا۔ اُنہون نے بہت جلد تن گدازی اور
جان نوازی کی توفیق اور داد و دہش کی دستگاہ حاصل کر لی۔

کہتے ہین۔ سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپنے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان
خوشامد کی باتین سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اُسکو پسند نہین آئی۔ آپنے غصہ ہو کر پیغام بھیجا۔ کہ تو
بس شحنہ سے زیادہ نہین ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار مین ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسین سفر کے واسطے
کمر باندھ لے۔ اُس نے بدبختی سے اس تنبیہ کو بھی با ہوائی سمجھا۔ اُسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آٹھون
طرف سے اُسکے گرد ظاہر ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آ کر توبہ کی۔ اور چند دام
معاش کے لیے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کر دے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حسب و نسب نبی داشت حسین

یاد بی بی آرام حضور

آپ سید حسین نہروالہ کی ہمشیرہ ہین شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بہائی کی برابر تہین جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی۔ تو الٰہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے یہ موضع کدوری علاقہ دیوہی مین عبادت اور قیام کے واسطے گوشہ اختیار کیا۔ اور خداے تعالیٰ عزاسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف کرکے دربار الٰہی سے سعادت قبول حاصل کی۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا۔ اتفاقاً وہان آنکلا اور ایسے طریقے سے سوال کیا۔ جو ادب سے بالکل بعید تہا۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت ہے جواب پایا۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے؟ اُسنے اِس جواب کو لغو سمجہا۔ اور ایسی نامناسب گفت و گو سے پیش آیا جس سے آزار پہونچا۔ پہر سید کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری۔ روایت ہے۔ اُس لکڑی کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین۔ اِس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا ہے۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے۔ پہر آپنے چند روز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بہائی کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا۔ اور ہجری سنہ سات سو نوے مین کوچ کیا خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع باد سیرابی ز حوض کوثرش۔

یاد سید نورالدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین۔ حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابوالقاسم ملی تھی۔ اور نیز بہت کچھ عنایتین دیکہی تہین۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابو محمد چشتی سے حاصل تھا۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ مودود چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تہے۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابو محمد کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی تہی۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابو محمد۔ کم عمر تہے۔ اِس سبب سے چچازاد بہائیون نے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجہکر توقف کیا شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابو محمد کے چچا تہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے آکر دہلی مین اقامت فرمائی تہی۔ عمائد شہر نے خواجہ زور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین بہیجا۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی رائے پر منحصر رکہی شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکہ بہیجا۔ کہ سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابو محمد کو ہی ملنا چاہیئے۔ چونکہ اس قرارداد مین صورت لغزش پیدا ہوئی۔ لہذا

والی خراسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان میں مقفل کیا اور مدعیان منصب کو ایک ایک کر کے بھیجا - اور کہا - کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاویگا - وہی سجادہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا - بالآخر خواجہ ابومحمد کے واسطے دروازہ کھل گیا - پس آپ نے صاحب سجادہ ہو کر یوسفی ولایت فتح کی مصرع ع باد اکشادہ بر رخ او باب معرفت -

یادِ شیخ محمد نہروالہ

آپ ان اطراف میں شیخ حاجی کر کے مشہور ہیں - آغاز شباب میں آپ روم کے ایک حصہ زمین میں صاحب خطبہ وسکہ تھے - ازلی جذبہ نے آپ کا گریبان پکڑ کر حلقہ سلطنت ظاہری سے نکال لیا - اور معنوی سرداری کے بلغ کی ہوا سر میں بھر دی - آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت میں پہونچے - اور بیعت ہو گئے - کسی معین خدمت کے واسطے التماس کیا - طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا - اور مرشد کی توجہ سے آپ کی ظاہری و باطنی پرورش ہوئی - حالات میں ترقی ہونا شروع ہوا - یہاں تک کہ اپنے کمال میں کامیاب ہوئے - ایک روز مطبخ میں کفگیر غائب ہو گیا تھا - اور کھانا نکالنے کا وقت آ پہونچا - تلاش کی گنجایش نہیں رہی - آپ نے آیہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ پڑھی - اور ہاتھ سے کفگیر کا کام لیکر گرم کھانا نکالا - اور پیر بزرگوار کے سامنے لے گئے - چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی - فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آ گیا ہے - کہ تمہاری ابراہیمی ولایت کی برکت سے لوگ فیض یاب ہوں - اور ہدایت سے راہ راست پر آویں - پس خلعت خلافت عطا فرما کر منتخب صوفیوں کی ایک جماعت ساتھ کی - اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی - دو خرما کی گٹھلیاں رخصت کے وقت آپ کے سپرد کیں - اور فرمایا - ہر ایک منزل میں شام کے وقت ان گٹھلیوں کو مٹی میں داب دیا کرنا - جہاں کہیں یہ گٹھلیاں صبح تک اُگ آویں - بس اُسی زمین کو اپنی حیات اور ممات کا مقام سمجھنا چاہیے القصہ مرشد کے شہر سے لیکر گجرات تک اُن گٹھلیوں کے اُگنے کی اجازت نہیں ہوئی - جب نہروالہ شہر کی حدود میں پہونچے - اور گٹھلیاں مٹی میں دابیں - تو صبح کے وقت اُن کو اگا ہوا پایا - وہاں پر ایک پرستش گاہ تھی جس میں شہر کے لوگ چھوٹے بڑے - سب پیکر پرستی - (مورتی پوجن) کے لیے صبح و شام آیا کرتے تھے - حاکم گجرات ایک پیکر پرست تھا - نہروالہ میں اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیوں کی جماعت کے ساتھ درویش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی - حکم دیا - کہ ایک جماعت کثیر جاوے - اور آنے والوں کو بت خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کر دیوے - اس حکم کی تعمیل میں لوگ غول کے غول گیا

۵ے یعنے (آگ کو حکم دیا - کہ اے آگ ابراہیم کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی کی موجب)

سوار اور کیا پیادہ چارون طرف سے بہرے جماکر مندر کی طرف روانہ ہوئے صوفیون نے فوج کے مامور ہونے
کی کیفیت شیخ کی خدمت مین عرض کی - فرمایا - استقامت اور صبر رکہکر اپنے تئین خدا کے سپرد کردو - اُس
حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے - کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچہہ ان دونون کے درمیان
مین ہے وہ سب زمانہ نبوت اصالۃً انبیا علیہم السلام کے مسخر تہے - اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِی
كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وہی تسخیر از روے اتباع و وراثت اولیاے اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے عَلَیْہِ
التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ تہوڑی دیر سر جہکائے رکہا - اور پہر ایک خادم کو حکم دیا - کہ آنے والے لشکر کی طرف چند
قدم جاؤ - اور جب لشکر نظر آجاوے - اس وقت زمین کو حکم دو - کہ آدمیون کے پاؤن اور گہوڑون کے سم اس طرح
محکم پکڑ لیوے - کہ ایک قدم بہی آگے نہ بڑہا سکین - خادم نے حسب الحکم تعمیل کی - اور زمین نے حکم قبول کیا - لشکر
والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے - اُسی قدر اندر دہستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتہہ
پیش آئے - اور اس مضمون کا عہد کیا - کہ اگر زمین ہم کو چہوڑ دیوے گی - تو واپس چلے جاوینگے - خادم کے فرمانے سے
زمین نے اُس جماعت کو چہوڑا - انہون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی - راجہ متعجب اور حیران ہوا
تمام رات نگرانی مین گزاری - علی الصباح چند آدمیون کو ساتہہ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا - اور ایک نظر
دیکہتے ہی فریفتہ ہوگیا - فرمایا - درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فروغ نہ بناؤ - جب راجہ پلٹ کر اپنے
مکان کو چلا گیا - اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کرکے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا - تو آپنے فرمایا - راجہ -
جو چیزین اپنی بنائی ہوئی ہین - اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے - اب از روے انصاف تعصب کو
دور کرکے بتاؤ - کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکہتی ہین - فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ط
راجہ نے کچہہ جواب نہین دیا - پہر آپنے فرمایا اگر یہ تمہارے جہوٹے معبود خداے برحق کے حکم سے میری اطاعت
کرین - تو کیا تم اسلام قبول کرلوگے - اُس نے جواب دیا - کہ نہ تنہا مین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤنگا
آپنے بڑے بت سے کہا - اُٹہہ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بہر لا - بت فوراً جنبش اور چالاکی کے ساتہہ اُٹہا اور کوزہ
مین حوض کا تمام پانی بہر لایا - تہوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و
فغان کرنے لگے - شیخ نے فرمایا - اے بت - تمام پانی تالاب مین ڈال آ - اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے
دے - بت پرست نے بموجب حکم تعمیل کی - یہ حال دیکہکر راجہ - سپاہ اور رعیت - تمام اسلام لاکر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے
کہتے ہین - اُس روز سے پہر از سر نو ہندوستان مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے - عام ہنود اور بالخصوص برہمنون

کی پرانی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے۔ محرم کے سوا کسی اور کو نہین بتلاتے ہین۔ بالآخر جب اخروی سفر پیش آیا تو جس جگہ آپکی عبادت کی تھی۔ اُسی جگہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی۔ اَلْیَوْمَ یُتَبَرَّکُ وَیُزَارُ بِہٖ ہر۔

آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو خیال گزرے گا۔ کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور شہر والون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بھی تحریر ہو چکی ہے۔ اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے نیز تاریخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے۔ لیکن نہروالہ کے علما۔ اور پرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ وجہ مطابقت کچھ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے۔ کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے شاید دونون بزرگوں سے یکسان عمل صادر ہوا ہو۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ مصرع خسرو و فرہاد ہر دو عاشق شیرین ماست

یاد خواجہ یعقوب ابن خواجہ ابن خواجگی مشہور بہ بردوز محبوب

آپ شاہان خراسان کی نسل مین سے ہین۔ آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تھے۔ آپ کی ذات مین احمدی معشوقی کی جھلک نمایان تھی۔ اور آپ کو آسمان حسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے۔ جیسی کمالات نسبی خوبیان۔ عملی سعادتین۔ اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تھے۔ یکایک خدا طلبی کی خواہش آپ کے دل مین پیدا ہوئی۔ جو شاخین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تھین۔ اُن سب مین آلہی جذبات کی تاثیر سے پھل لگ گئے۔ اس وقت قوت جاذبہ گریبان پکڑ کر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کھینچ لائی۔ یہان تک کہ آپ اپنا مسکن ترک کر کے سیاحی کے واسطے نکل کھڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی۔ بالآخر تقدیری کرشمہ نے آپ کو نہروالہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا نہین ہے۔ جب جب راقم کے قلم نے آپ کی صفات لکھنے کی ہمت باندھی۔ بیان و عبارت۔ ہمراہی سے اور زبان قلم سیاہی سے دور رہی۔ کہتے ہین۔ فصوص الحکم کی درس کے وقت آپ کا مبارک تبسم اپنے ہی کی طرح جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ یہ قضیہ اس طرح پر ہے۔ کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے درس کی درخواست کی تھی۔ فرمایا۔ اس درس کے واسطے لازم ہے۔ کہ مدرس۔ خوانندہ اور والی ملک ان تین شخصون مین سے ایک شخص کو اپنے تئین فدا کرنا چاہیئے۔ چونکہ تمہارے واسطے پڑھنے کا باعث اپنی برخورداری اور دوسرون کی تعلیم ہے۔ اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتھ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جاندارون کی زندگانی وابستہ ہے۔ اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے۔ پس لازم آیا۔ کہ خود مدرس اپنے تئین اس قربانی پر وقف کر دیوے۔ کہتے ہین جب تاریخ تیرہوین ذی الاُخری ہجری سنہ سات سو اٹھانوین کو فصوص الحکم تمام

[illegible]

ہوئی - آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا - واپسین سفر کے بعد - آپکے بارہ مین چھوٹے سے بڑے تک نہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ[۱] اور یہ بھی کہتے ہین - کہ آپ کا روحی تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین و بیعت کا ارادہ مصمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پر جاکر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے - اور آپ ظاہر ظہور موجود ہوکر ہدایت کے مراسم بجالاتے ہین - چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داؤد شاہ محمد - اور سلیمان تین اشخاص تو یہ اور نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی - احمد آبادی - غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - بیان کرتے ہین - کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبید اللہ صوفی کی فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کرکے آگرہ کو گیا تھا - واپسی کے وقت پٹن ہوکر آنا ہوا - حوض سہسلنگ کے کنارہ سید خدا بخش کے متبرک روضہ مین اُتر اضروری آرام پانے کے بعد - کمال شوق اور بے انتہا عشق سے خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا - جبکہ مرقد منور اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے - جب آپکی مسجد شریف مین پہونچا - تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہوگئی - پکار اوٹھا - کہ ترقی کے امیدوار کو لوٹ لینا کب مناسب ہے - اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی - پڑھتے ہی معرفت اور وجد کی لہرین آنے لگیں - اور اُسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحہ خاطر سے محو ہوگئی - بس معلوم ہوا کہ یہ کرامت يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[۲] کے قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے

	محو و اثبات ہست در ہمہ حال		نشئہ از مئی جلال و جمال

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ - اور دقیق اسرار کا پردہ کھلا ہوا تھا - مشائخ وقت کے قطب - اہل زمانہ کے شیخ اور خدا شناسانِ عہد کے پیشوا تھے - قاضی معین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تھے - سلطان السادات صدر الدین سید راجو کے خلیفہ تھے - جو مخدوم جہانیان کے بھائی ہین - صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا لنگر کے مصاحب تھے - جو شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے پیر ہین - علم قرأۃ آپ کا موروثی تھا - تمام علوم سے زیادہ بہتر جانتے تھے - آپ کے علمی باغچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھہ سیرابی تھی - اور نامتناہی فیضون سے

[۱] - جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین - انکو مردہ نہ کہنا ۱۲ [۲] خدا جس کو چاہتا ہے - منسوخ کردیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے - اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اِس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی - کہ احباب آپ کی ملازمت کے باغ سے معرفتون کے بے شمار بیل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے - عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی - آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی - خدا طلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا - اور عرفان کا گوہر خریدا تھا - تاریخ بیسوین[۲۰] رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھہ کو اعلیٰ دار الحکومۃ کی طرف کوچ فرما گئے -

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو از سر نو رونق دی - کیا تصوف کے شیوہ مین - کیا مشیخت کے طریقہ مین - کیا قرأۃ کے علم مین - اور کیا دیگر علوم مین - کمال یکتائی حاصل تھا - ہمیشہ طالبون کے درس اور تلقین مین مشغول رہتے تھے - ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کرسکتا تھا - پچاسی سال کی عمر پائی تھی - یہ تمام عمر الٰہی صفات اور الٰہی اخلاق کے ساتھہ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تھی - بالآخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھہ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا - اور قدسی مکان اختیار فرمایا - خوابگاہ نہروالہ جو اِس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھہ مشہور ہے - صوبہ گجرات کے مضافات مین مصرع بناشس باد رفع رایتِ دین -

یاد شیخ برھان الدین نہروالہ

آپ شیخ قاضن کے خلیفہ تھے - کشف و کرامات کے خزانہ - اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تھے - طبیعت کا میلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تھا - فارسی غزل اور عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تھے - کہتے ہین - ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا - افصح المتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام کے خوان رحمت سے چاشنی ملی تھی - اِس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا - اور علیٰ ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نثر و نظم کو رنگ اعلیٰ درجہ کی پختگی کو پہونچا کر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تھی - اسی طرح اب یہ مرید بھی اپنے پیر سے امیدوار ہے - فرمایا - ربانی کلام کے خزانہ سے کچھہ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بھی دیا گیا - اُس دن سے آپکے کلام مین - اور آپ کی گفتار مین ایک دوسری رنگ پیدا ہو گیا تھا - اسّی جلد کتابین تصنیف اور تالیف کی ہین - اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکھی ہین - جو مایعرف بالذوق ہین - اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تھا -

قلم کی زبان سے ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کم تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا آپ کے کلام کا کوئی حصّہ آپ کے ذکر کے ضمن میں نہیں لکھا گیا۔ مصرع حدیث دوست نظم و نثر اد باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونوں دہلی میں ہیں حقیقی عشق اور مجازی محبت دونوں ساتھ ساتھ رکھتے تھے شیخ بدرالدین غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا ہمیشہ کسی نہ کسی مظہر کے جمال سے وابستگی پیدا کر کے اُسکو حقیقی حالت کا پردہ بنائے رکھتے تھے اور ظاہری معنوی دونوں خوبیاں آمیز کر کے مُشَاهدَةُ الکُلّ فی الکُلّ کی استغراقی کیفیت بہم پہنچاتے تھے آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہیں قدس سرہم۔ بیت

	از قفس زار مقید بلبلا باش		جست دسوی گلشن مطلق بر بدیہ	

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ خانوادہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تھا۔ خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید ہیں۔ اور شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص میں سے ہیں۔ قدس سرہم مصرع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگالہ کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک روز روشن ضمیر پیر کی خدمت میں عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر میں کسی قدر فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل میں جہاد اصغر سے بھی دل کی تمنا پوری کروں۔ اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے میں کوشش کر کے غازی یا شہید بنوں۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرما کر اپنے بزرگ خلفاء میں سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے۔ الغرض للہ جہاں کہیں مخالفین سے لڑائی ہوئی۔ فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور و دراز بھاگ دوڑ میں۔ روزی کا دار و مدار صرف غنیمت کے مال پر تھا۔ اور تونگرانہ زندگانی کرتے تھے جو کھانا یا اور مویشی فتح ہوتی تھیں ہمراہیوں میں سے کسی ایک کو دیکر وہاں کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کر دیتے تھے۔ القصہ للہ صوبہ بنگالہ کے پرگنات میں ایک قصبہ ہے۔ سرہٹ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہیں تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی میں باقی رہے تھے۔ ایک لاکھ پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گرگوند قصبہ مذکور کا حاکم تھا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہین رکھتا تھا - جو نمک کو کھانے کے ساتھہ ہوتی ہے جب لڑائی آن تلی - تو تقدیر کے پردہ سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کی کرامت ظاہر ہوئی - اور وہ بیکر پرست بھاگ کر ملک عادم کی طرف سوائے تنہا جان کے نہ لیجا سکا - اور تمام زمین غازیون کے ہاتھہ آئی - شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کر کے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی - اور ہر ایک کو کدخدا ہونے کی بھی اجازت دی - اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بھی آیا - وہان پر آپ عیال مند ہو گئے - اور فرزند بھی ہوئے - شیخ علی شیر انھین کی نسل سے ہین - شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح نزہۃ الارواح کے مقدمہ مین لکھا ہے - یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بھی لکھا جاویگا -

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین - آپ نے دہلی جا کر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تھی - سلطان الاولیا نے اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا - سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے - آپ نے عرض کیا - اپنے دادا خاتم الانبیا علیہ السلام سے مرید ہون - سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی - رات کو معاملہ مین رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا - کہ آپ نے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھہ مین دی ہے - اور سید کے نامزد کر دی ہے آپ نے بھی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکھا - صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی - تعمیل ارشاد عمل مین آئی - اس بنیاد پر لوگ سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجھتے ہین - آپ کی قبر ایرج مین ہے - مصرع: یاد معین روحش بروح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین - آپ کو کمال شریعت اور جمال تقوی حاصل تھا - کہتے ہین - اثنائے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گذر کالپی مین ہوا - جو ایرج سے بنیل کوس کے فاصلہ پر ہے اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گذر اس قصبہ مین نہو - اکابر ایرج نے ایسا قرارداد کیا - کہ سید کالپی مین جاوین - اور شاہ کے ساتھہ اولین ملاقات مین ہی - ایسا نقش جماوین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی نہین - جب سید کالپی مین آئے - تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید - اور علی خان لودہی ایک ہی وقت مین پہونچے - شاہ نے خان کو اندر بلا لیا - اور سید باہر رہ گئے - یہ بالکل صحیح ہے - کہ یہ عمل دونون کے اندرونی خیالات کا ظہور تھا - اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ [2] شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی - فرمایا -

---

[1] اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ [2] کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲ -

سید کو غصہ میں جوش آرہا ہے - نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر لے آؤ - جب سید اندر پہونچے - تو شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش میں دبا لیا - اور اپنا حسب و نسب بیان کر کے کہا - جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوے گا وہ انجہانی شکنجوں سے فارغ البال ہو جاویگا - دوسری بات یہ کہی - کہ ملاقات سے غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے - اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہو جاتا ہے اور چہرہ پر برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہیں ہوتی - شاہ نے فرمایا - درویشوں کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیئے جو تاب لاسکے اور یہ کہکر برقع اُٹھایا - سید کا بیان ہے - نظر کے سامنے بجلی جیسے کوند گئی - اور شعاع زیادہ ہونے سے آنکھیں کیفیت چہرہ معلوم نہ کر سکیں - اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کر کے ایرچ کو روانہ ہو گئے قاضی شہاب الدین نے جو پرکالہ آتش کر کے مشہور ہیں - پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کر کے سلامت رہا - کون تھا - شاہ نے جواب دیا - فلان سید ہیں - اور میرے بھی دل میں آیا تھا - کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤں لیکن شریعت کے ہتھیاروں نے ان کے جسم کو پاؤں کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالوں تک اس طرح محفوظ کر رکہا تہا - کہ کسی حکم انداز کا تیر کارگر نہیں ہو سکتا تہا - اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح میری آنکھوں کے سامنے آگئی - اور فرمایا - کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے - کہیں ایسا نہ ہو - کہ درویش کے غضب سے جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیئے - کوئی نقصان پہونچ جاوے - اس سبب سے ان کا تمام ناز اٹھا نا گیا - اور مین اپنا تمام غصہ پی گیا - آپ کی تاریخ مین ہے - مصرع شرع حفظ نبی حصارش بود -

یاد مخدوم قاضی برہان الدین

آپ کو سیادت - ولایت - فضیلت - اور مقبولیت مین والانسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تہا - جب فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی - تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب ملنے سے پہلے البن شاہ تھا - شاہان غور کی نسل مین سے ہے - صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کر دیا - اسی کے عہد مین - مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (ماندو) مین آباد ہوئے تہے - اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہو گیا تہا کہتے ہین - گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے - جاج نگر - اور یہ قلعہ دکن کی سرحد ہی ہے - ایک سال سلطان نے اس قلعہ پر لشکر کشی کی - مقصود یہ تہا - کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے - اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی بہم پہونچائے جاوین - وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا - کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے - اس کی تعبیر ملی - کہ پیر کی یا مرید کی دونون مین سے ایک کی رحلت قریب ہے - جب سلطان منڈو (ماندو) مین واپس آیا - تو خبر ملی - کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے - دریافت کیا - قبر کہان ہے - جواب دیا گیا - اُس زمین مین ہے - جو آپنے خریدی تھی - سلطان نے کہا - وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون بہتر یہ ہے - کہ مخدوم کی نعش اُس قبر مین سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے - تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہم خستگان کی خوابگاہ مین بھی آتی رہے - خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا - لیکن پذیرا نہین ہوا - مجبوراً لوح قبر اُٹھائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچھ پتہ نہین ملا - سلطان یہ کرامت مشاہدہ کرکے حیران ہوا - تربت پر پتھر پھر ڈھک دیا گیا - اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا - روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا - کہ درویش کے اسرار کا پردہ تونے اُٹھایا - تو تیری سلطنت کی بنیاد بھی دست تقدیر نے اُکھاڑ پھینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی - آخر کار ایسا ہی ہوا - اور سلطنت مالوہ سلاطین خلج کے قبضہ مین پہونچی - غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت وتاج میسر نہین ہوا - اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکھی ہے - جو شخص اِس معاملہ کو دیکھنا چاہے - اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیئے -

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم - اور پرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تھے - آپ کے خرقہ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی بخیہ - چشتیہ سلسلہ سے تھی - شاہ مالوہ سلطان علاءالدین محمود منڈوی آپ کا مرید ہے - ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا - ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی - کہ خدا کے دوست - حقیقی حیات سے زندگی پائے ہوئے ہین - اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا - اور جب صورت جسمیہ حس وحرکت سے بیکار ہو جاتی ہے - اور یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرنا ہے - تب بھی مثل زندون کے رہتے ہین - مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا - اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا - سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا - اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا - فرمایا - روی تربت کھولو - تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخری دیدار افسوس کی آنکھ سے دیکھ لین - مزار کے پاس جو لوگ کھڑے ہوئے تھے - وہ اِس بات کو سنی ان سنی کر گئے - لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا مجبوراً قبر کھولی گئی - چونکہ رات تھی شمع آگے کی گئی - اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا - قریب تھا کہ کفن کے اوپر جا پڑے - اتنے مین ایک ہاتھ نکلا - اور گل کو اپنے سے دور پھینک دیا - یہ واقعہ دیکھکر سلطان کو سابقہ پیر کے

راز کی بات یاد آئی۔ حسرت سے اپنے اُوپر بہت رویا۔ کہ مجھکو کچھ نہ ملا۔ اور پیر کے جس بیان سے متعجب تھا۔ وہ حاضرین کو بتا کر عبرت دلائی۔ آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے۔

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین۔ صاحب کرامات۔ اور صاحب حمیدہ صفات تھے درسی علم مین اُستاد وقت۔ افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ۔ ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض۔ رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی مین اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تھے

یاد مولانا محمد امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار۔ اور طریقت مین ہوشیار تھا۔ شیخ زین الدین خوافی کے مرید ہین جنہون نے مشکوۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑہی تھی۔ اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تھی۔ اور اس کتاب مین ایک جگہہ اصلاح کے لیے چھیلا ہی تھا۔ کہتے ہین۔ کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق اور اُسی سطر مین خاص چھیلنے کا نشان دیکھہ لیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تھا چند روز آپکے پاس رہا۔ بعدۂ چوری جاتا رہا۔ اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تھے۔ القصہ امیر مروان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا۔ کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوۃ گم ہوگئی ہے۔ تم اپنی مشکوۃ بھیجکر اُن کی افسردہ خاطر سرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکھکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بھیج دی۔ جب وہ آپ کی نظر سے گزری۔ تب خوش ہوئے۔

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین۔ جو شیخ بہاء الدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ بہاء الدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جا ملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بڑا بزرگ تھے۔ آپ کی خدا پرستی اور کرامتیں بہت کچھہ لوگون کے زبان زد ہین۔ غیاث الدین خلجی کا عہد تھا۔ کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تھے۔ یہان پر بہت برسون تک خدا طلبی حق پرستی۔ فیض رسانی۔ اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پھر یہان سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہونچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدہے راستہ پر لائے۔ جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا۔ اور بجائے

آپ کے۔ آپ کی قبر سے دولت آباد دکن کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا۔ تو منڈو (مانڈو) مین شیخ محمد آپ کے جانشین
ہوئے۔ ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) سے شیخ محمد کو بہی شہر بیدر مین کہینچ لے گئی۔ ان اطراف مین شیخ محمد کی بزرگی
اور خدا شناسی کا شہرہ مشرق۔ خراسان۔ اور نواحی قندہار تک پہونچا۔ وہان کے باشندون کے دل مین سنکر
شوق پیدا ہوا۔ ہر سمت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے۔ اور فیض صحبت سے تحقیق
کے بلند مرتبہ کو پہونچے۔

کہتے ہین جن ایام مین آپ مان کے پیٹ مین تہے۔ ایک لڑاکا عورت آپ کی مان سے لڑی۔ اور اُن کے
پیٹ پر تہپیڑ مارا فوراً اُس عورت کے ہاتہ مین ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ برداشت اور صبر کا نشان کوسون تک نہ تہا۔
اور مرنے کی نوبت پہونچی۔ آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا۔ کہ اس پیٹ مین قطب زمانہ
کامل ہے۔ اس درد کا علاج سوا اسکے نہین ہے۔ کہ دردمند عورت۔ حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور
ہاتہ پر بہی لگا دے۔ تعمیل حکم کی گئی۔ فوراً تکلیف سے نجات ملی۔

لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہین حاکم صوبہ ظالم اور ناخدا ترس تہا۔ اُس کے ملک کی رعایا کا۔ اُس کے ظلم سے
ہمیشہ یہ حال تہا دعا کے واسطے ہاتہ اُٹہائے رکہتی تہی۔ آنکہون سے آنسو کی ندیان جاری رہتی تہین۔ اور صبح
وشام ایسی آہین کرتی تہی کہ آسمان تک پہونچتی تہین۔ رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس
لے گئی۔ فرمایا۔ اس نو زاد بچہ کے سامنے عرض کرو۔ اُنہون نے کہا کیف نکلم[۱] مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۝
آپنے گہوارہ سے فصیح البیانی کے ساتہ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا۔ جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش
آرہا ہے۔ اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتہ اُس کو بجانب۔ عدم روانہ کریگی۔ چنانچہ جیسا کہا تہا۔ ویسا ہی
ہوا۔ عیسوی کرامت آپ سے ظاہر ہوئی۔ اور رباعی: یوسفی ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی مصرع روضہ خلد برین جایہ نشین باد

یاد شیخ سالار

آپ عالی مقامات مین سب کے پیشوا۔ اور عجیب وغریب کرامتون کا مجمع تہے۔ آپ کے بزرگوار باپ کا نام
نہتو ہے جو شیخ بہاءالدین کے خلیفہ تہے۔ آپ کی زاد بوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ مین ہے۔ شیخ مبارک
جن کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے۔ اور سید عبد الغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے۔ شیخ سالار کے مرید
اور خلیفہ ہین شیخ سالار دونون جہان کے علم۔ اور حلم کی رمزون سے آگاہ تہے۔ سید صفی۔ شیخ بدرالدین سرہندی۔ اور

[۱] ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کرین۔ ۱۲

شیخ ادہن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والے کے خلفا مین سے ہین بہت اچھی شان اور حالت تھی - اہل زمانہ دینی اور خدا شناسی کے کامون مین ہمیشہ اِن بزرگوارون کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھہ حاضر آیا کرتے تھے اور نیز اِن بزرگوارون کی براسرار گفت وگو سے دو جہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے -

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو سبھی علوم مین کمال تبحر تھا - یقین پر دل بنا ہوکر - حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا - اور چند سال اُسی سرزمین مین قیام فرما کر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندین حاصل کین - بزمانہ سلطان غیاث الدین ابن محمود خلجی منڈو (مانڈو) مین آکر درس کی بنیاد ڈالی - یہان کے بزرگون کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی مشکلین آسان ہوگئین - سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپنے طریقت کی تلقین پائی تھی معرفت اور حقایق مین مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے - کیمیا اور طلسمی علم اسیمیا - اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ اور صحیح صحیح اختیار کر رکھے تھے - تصوف دانی مین تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقین لگائی تھین - اور جمیل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑھایا تھا - آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہین -

یاد شیخ بہان

آپ شیخ لال کے مرید ہین - آپ کی طرز زندگی بالکل قلندرانہ تھی - برہان پور خاندیس کے بازار مین حجرہ بنا رکھا تھا - ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے - زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تھے رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی - بیت

دی روز اسد جامہ زہجران تو زد چاک	امروز زغم مُردو ہمان جامہ کفن شد

بیت مرزا اسد بیگ کی ہے - جو شیخ ابو الفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے - جس قدر درستی - موزونی - اور نازکی آپ کی بلند طبیعت مین ہے - دوسرے لوگون کی طبیعت مین بہت کم پائی جاتی ہے مصرع -

یادش بخیر باد - کہ باہمت آشناست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچوین فرزند ہین - اور پدر بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بھی ہین - آپ کے پوتے شیخ نعمۃ اللہ بیان کرتے ہین - سکندر خان نامی ایک مرید تھا - وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز و انکسار کے ساتھہ اپنی جاگیر مین لے گیا تھا - معاودت کے وقت ایک گاؤن مین اُترنا ہوا - جس کے باشندے قبل ازین

ایک دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھہ دشمنی رکہتے تھے - جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی تو موقع کی تلاش مین رہے - جب آپ کو تنہا نماز مین پایا - ننگی تلوارین لیکر آ گرے - اور آپ کو شہید کیا - قصہ کوتاہ آپ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے - اور منڈ و (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کردیا - اُس زمانہ مین لوگ قرآن پڑہنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تہے - آپ کے بعد آپکے قرۃ العین شیخ احمد عطاء اللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندہی گئی - جب شیخ عطاء اللہ کی باری بہی پوری ہوئی - تو اُن کے نور چشم شیخ نور اللہ نے خانقاہ کو رونق دی - جب آپ بہی آنجہانی ہوے - تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمتہ الصمد اپنے آباؤ اجداد کے وطن مین صبر و سکون اختیار کرکے ہدایت کے واسطے کہڑے ہوگئے شیخ نعمتہ اللہ کو عمر کا حصہ فرزندون - بیویون - اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے - یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور ان نورانی شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بہی پہونچی ہے - اُمید ہے - کہ آپ اس عمدہ شغل کے ذریعے راقم کو توفیق سعادت بخشین گے - مصرع توفیق کارہائے نکو از سعادت است -

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبد اللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چہوٹے بہائی ہین - درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے تہوڑی سمجہہ والے طلبا کی استعداد بڑہایا کرتے تہے - ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک طریقت مین اُس کا کوئی دقیقہ نہین چہوڑتے تہے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرماگئے -

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قسم قراۃ اور چودہ روایت سے پڑہتے تہے - اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا تونگر حسبۃً للہ قرآن اور قراۃ سکہایا کرتے تہے - اسی پسندیدہ طریقہ کے ساتہہ ایام عمر پوری کردے - اور دار الخلافہ آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپکے بعد آپکے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتہہ - باپ کا طریقہ اختیار کرکے جانشین ہوئے - ان کو بہی معرفت پوری حاصل تہی - قبر آگرہ مین ہی ہے -

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچہا سعادت مند ہے - جس نے ہستی موہوم کا شہر - ہوا و ہوس کے تصرف سے نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اُکہاڑ کر عالیہا سافلہا کردئے جس نے تنعمات جہوانی کی تمناؤن کو - اور لذات جسمانی کی شہوتون کو چند کورہ بالا مکانات

اور محلات مین بود و باش اختیار کرکے اپنے تئین اِن مقامات کا مالک سمجھ رہی تھین ذلت اور خواری کے ساتھ باہر نکال پہینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنہون نے سب سے بڑے دشمن کی لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ و روش اور گفت و گو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے اس جنگ کی طرح - طرز بندا اور داؤ بچ کے موقع معلوم کئے - صد ہزار شکر کہ فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الٰہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتہ سے اُٹہا کر نفس کی سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجہتے تہے - ملک مذکور سے بہگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت - جسپر نفس امارہ نے قابو پا رکہا تہا - پہر روح قدسی کے قبضہ مین آگیا - جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا کہ عالم تجرید و تفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق و توحید کے راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع و اقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین - اور اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تحریر مین بہی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو مینے اشیا کے پردہ مین الٰہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور فعل کا تماشا کرکے از راہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہون -

ازلی حکمت اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام الٰہی اسما - اور الٰہی صفات کے - احکام و آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکہکر جداگانہ منافع کے ساتہ خصوصیت دیتی ہے - اور اُن خاص منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے الٰہی اسما کے آثار - انواع و اقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکہے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ بدرجہ اپنے اپنے تعینی مصرف پر پہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل نہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم و صفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم و صفت انسانی استعداد کے پردہ مین چہپی ہوئی ہین **مثلاً** وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ اور کحل الجواہر مین اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکہون مین لگائے کے بغیر محسوس نہین ہوتا ہے - پس مغز کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار و احکام کی مدد سے

---

۵۱ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - اول بہی اور آخر بہی ۱۲ ۵۲ اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا ۱۲ -

کے واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کہین اُن آثار نے امکانی رنگ کو استحکام دیا۔ اور اس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ استعداد بہم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے۔ اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِیْعِیْ وَ کُلُّ الْاَکْوَانِ مُطِیْعَۃٌ کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو۔ کیونکہ موالید ثلثہ کا کمال فنافی الانسان مین ہے جس طرح انسان کا کمال فنافی اللہ کے مرتبہ مین ہے۔

القصہ واضح ہو۔ کہ صفی الاصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام اجمعین کی ختمیت کے مقام پر آخرکار۔ طبقات۔ انام مین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے۔ جو سنت نبوی پر چلنے کا قدم۔ ریا اور نمود کی گرد آلایش سے خشوع وخضوع کے آنسو۔ اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دھوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ راہ طریقت مین چلنے والا پانون۔ ذی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے سائرین الی اللہ کی منزلین طے کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری ومعنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو فنافی اللہ کی کشتی مین بھر دیتا ہے نیز وہ گروہ امکان ووجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر بقا باللہ کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ اسماء وصفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر۔ رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بھی اس تہنا روی مین جسم پر باقی رہجاتا ہے۔ اُس سے بھی حقیقت وجود کو پاک صاف کرلیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ توحید کا احرام باندہ کر سیر فی اللہ کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور نیز وہ گروہ یکجہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجا لاتا ہے۔

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ۔ عام اشخاص دو فریق ہین۔

ایک فریق۔ وہ ہے۔ کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک۔ صراط ایجابی کے ساتھہ متحد ہو۔ اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے۔

ایک قسم۔ وہ ہے۔ کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا۔ اور چونکہ الٰہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی۔ اس واسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں پھرے گا جس کا وصف یہ

۵۱۔ انسان میرا مرکب ہے۔ اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے۔

ہے فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ ط

دوسری قسم - وہ ہے - کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چندروز عذاب نار مین گرفتار رہے گا اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا- دوسرا فریق - وہ ہے - جو رہنماے معرفت وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا کے پیچھے پیچھے - ایجادی صراط مستقیم پر بیمار پاؤن کی طرح چلتا ہے - اور ایک قدم بھی شاہراہ توحید پر (جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا - یہ گروہ اہل بُعد اور ارباب فرق ہین - اور اِن کا ماویٰ دوزخ کے طبقون مین ہوگا - **اعوذ بک منک** -

۵۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے ۔ اور جو اُن کی نظر مین بھلی معلوم ہو - بہشت مین موجود ہوگی ۱۲-

۵۲ جتنے جاندار ہین - سب ہی کی توچوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن
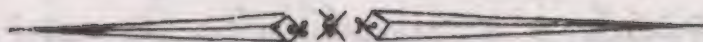
اس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحاب کی سرگزشت - اور ماندبود کے حالات مذکور ہین -

اولاً - اہل حقیقت اور ذی معرفت درویشون کے حالات -

ثانیاً - عقلی ونقلی علوم کے علما کے حالات -

ثالثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

رابعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

اے حوصلہ ایدہر آ - اور کان لگا - دیکھہ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے - جو عام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین لاشریک لہ کی تسبیح اور رضا جوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا[۱] کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا تہا - تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ نیبی ہمدانی کا ترانہ عیب جو ہنر فروش جماعت کو سنا دین جس کو سنکر جماعت مذکور خود ستائی کی بلند پروازی سے نادانی کی پستی مین عذر ہی آگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت آفریدگار بے مثل - اور سلطان لامکان کے خلیفہ اور جانشین نبین - یہ بالکل سچ ہے بیت -

آن بادشاہ اعظم دربستہ بود محکم		ناگاہ دلق آدم پوشید و بر در آمد	

یاد بابا اسحق مغربی

آپ شیخ ابی محمد کیمی مغربی کے مریدین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تہی اور چالیس[۴۰] حج کئے تہے - کہتے ہین آپکے پیر نے آپکے حالات سے صدق وسعادت کے آثار دیکھکر بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تہا - اور تمام خلفا اور مریدون کو فرمایا تہا - کہ اسحق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اِس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

[۱] - آدم کو سب (چیزون کے) نام بتا دئے - ۱۲-

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک آپنے فائدہ حاصل کیا - بعدہٗ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ
نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہوکر اجمیر کے
کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم مثال مین - خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے
وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کہٹو[۵۱] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کہنہ والہ کا بیان ہے کہ ایک سال
مین اپنے مکان سے چل کر باباکی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابانے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکہائے - اور فرمایا -
کہ بارہ سال کی عمر تہی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جستجو مین حیران و پریشان
نکل کر اہوا تہا - مختلف طبقون کے چوالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے
بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکہون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کرکے - دل کی
اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بہاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر
مین گزر ہوا - جہان کا حاکم پیکر پرست تہا - وہ میرا معتقد ہوگیا - مگر وہان کے قلندر مجہپر رشک کرنے لگے - ایک
بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈہیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوا ئے بے دود کا پکایا ہے - مجکو
اِن لوگون کے قانون وقاعدہ کی خبر نہین تہی - لہذا مینے قبول کرلیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے
جبنے ایکبارگی اللہ وحدہ لاشریک لہ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پاؤن سے روند ڈالا - ابراہیمی
ہمت نے اظہار ولایت کرکے آگ مین ارغوانی پہول کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش نمرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد[۲] تہانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تہے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان
بنالیا تہا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی نحوی کے بہائی ہین - کہتے ہین - جب بہائی کی
خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تہی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب وخیال عبرت واعتبار
کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل وحرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بہائی انہین
ایام مین دہلی سے سامان اقامت اُٹہاکر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قران امیر تیمور نے دہلی فتح
کرلی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بہی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو
طالب علمی کا شوق رکہتا تہا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتہ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تہا - مولانا نے

---

[۵۱] کہٹو - اجمیر سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع مین ہے ۱۲

اُس کے نادرست پڑہنے پر مطلع ہوکر قیدیون کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اِس عبارت کے واسطے یہ معنی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہوکر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قرآن کے حضور مین جاکر بیان کی - اِس پر نہایت تعظیم کے ساتھہ - مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور صدر مقام پر بٹہایا - صاحب قرآن نے بہی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہواے نفسانی سے نہین کی گئی ہے - بلکہ علماے بخارا کے فتوی سے ہے - فتوے لاؤ - تاکہ ہم دکہائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکہنا اور دیکہنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اس یورش سے پہلے مین دیکہتا - تاکہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا - اور جائز نا جائز کی تمیز ہوتی اِس اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آگئے - اور مولانا احمد کے بالائے دست بیٹہے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ سے کہا - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ پر غلط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجہہ گئے - کہ اس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیئے - مولانا نے فرمایا - کہ وہ خاص خاص مقام اس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا محمد کا محمد جانتا ہے - حسب حکم صاحب قرآن - نقیبون نے شیخ جما کو لشکر مین سے تلاش کر کے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی اور علمی گفت و گو پیش کی گئی - القصہ شیخ جما نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض وارد ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتہہ ثابت کر دین - اس پر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی صاحبقران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا جائے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تہے - یہان سے کالپی کو چلے گئے ہین - اور وہین بود و باش اختیار کر لی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بہی اُنہین کے ساتہہ رہون اور اُنہین کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہو گیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور بقیۃ العمر درس دیتے رہے - عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا عبد الحق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکہی ہین مصرع بادا کشادہ غرفۂ علم ازل برو -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تہے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپ کی یادگار ہین جیسی ثناے محمد علیہ السلام - عنایت نامہ الٰہی - ماثر السادات - تاریخ فیروز شاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کہتھے۔ عجیب عجیب مضامین سے محفل کی نشاط۔ اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تے سلطان نظام الاولیاء کے مرید۔ خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے با اخلاص دوست۔ اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تے۔ سلطان آپ کو بہت کچہہ تکلف کے ساتھہ اپنے ہمراہ رکہتا تھا جب سلطنت کی نوبت فیروزشاہ کو پہنچی۔ آپنے بہی پیر سے گوشہ نشینی کی درخواست کی۔ پیر نے قبول فرمایا۔ اکثر کتابین۔ اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین کہتے ہین آخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچہہ پاس تھا۔ پیر بزرگوار کی نذر کرکے درویشون کو دیدیا تہا۔ جب آپ کا زمانہ زندگی پورا ہوا۔ تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا۔ کچہہ نملا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ مین تین شخص ضیا نام کے تہے۔ برنی نخشبی۔ اور سنامی۔ اولین مرید کامیاب۔ آخرین منکر ناکام۔ اور متوسط دونون سے علیحدہ۔ اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے۔ **قطعہ**

برنی نخشبی و سنامی	نام این ہر سہ تن ضیا بودہ
اولین معتقد پسین منکر	ثانی از ہر دو بے نوا بودہ

اور بعض کہتے ہین۔ کہ صرف موضع برن سے ہی۔ تین کس ضیا نام کے آئے تہے۔ تینون اہل علم۔ اہل سخن مشائخ دوست۔ مرید اور تمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے۔ رحمہم اللہ۔

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہروالہ

آپ۔ نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین۔ خواجہ علم الدین محمد۔ خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تے خواجہ علاء الدین یوسف۔ خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے۔ خواجہ بدر الدین سلیمان۔ اسوۂ اولیائے کرام مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین۔ **قدس ارواحہم** اور بیعت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہین شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے۔ یوسف۔ احمد کے احمد محمد کے۔ محمد۔ خواجہ علی کے۔ خواجہ علی۔ ابی احمد کے۔ اور ابی احمد۔ قطب مشائخ عظام۔ خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین۔ **نور مرقدہم**۔ اور نیز آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ متدی کے پیر و مرشد ہین۔ **نزہ سرہٗ** تجرید و تفرید کی ریاضت۔ اس حد تک پہونچی ہوئی تہی۔ کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے۔ فرماتے تہے۔ تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی پہونچ جاوے گا۔ آپ کی قبر شریف گجرات مین ہے۔ جس کا نام پرانی کتابون مین نہروالہ ہے۔ کہتے ہین۔ ایک روز سلطان عشاق۔ یگانہ آفاق۔ سید محمد گیسودراز۔ آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ باہم معرفت کی گفت و گو ہوئی۔ اس ضمن مین سید نے دریافت کیا۔ کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی **قدس سرھما** کو ہوتی تہین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا
وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تہے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندہی
ہوئی تہی - اُسی وقت کہول پہینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے
تہے - جب پچیس ۲۵ سال کی عمر ہوئی - تو خداشناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری
سنہ آٹہہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرماکر عالم اجسام کی چاردیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد از اسرار او

یاد سید محمد گیسودراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گولکنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین
واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار پر بہی گزر
ہوا - اُن ایام مین شیخ علاءالدین متوطن کالپی جاگیردار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑہکر استقبال
کیا - اور کمال عزت واکرام کے ساتہہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تہے - اور ہر ایک بیٹا علم کا گویا
ایک رکن تہا - ان مین سے شیخ ابوالفضل - ابوسعید - اور ابوالبرکات کو سید کا مرید کرادیا اور اسباب سفر کی تیاری
ضرورت سے زیادہ کرکے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا
زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچہہ تعظیم کرکے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش
کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور
تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح وشام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تہے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب
کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ اِن کے ایک کتاب **ثمر**
تام ہے سلوک اور تصوف مین - اس کتاب کی عبارت تمام و کمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری
معدن المعانی اور تیسری **شرح سوانح امام احمد غزالی** رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے
تہے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز بمعنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتہہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا
نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیشاب سے خون آنے لگا تہا -
ہجری سنہ آٹہہ سو چبیس مین عالم قدس کو کوچ فرماگئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت
کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بہی خدا کرے - روزی ہو -

یادِ سید محمود

آپ سید سماء خورد کے بیٹے ہین - سید سماء خورد - سید سماء بزرگ کے - اور سید سماء بزرگ - ناصر مصری کے فرزند تھے - آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) ہین ہین - سید محمد جن کا لقب جوانی مین سید خان تھا - دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری - ان کا بیان ہے - کہ سید ناصر مصری کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تھے - پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین جو کچھ ہر روز ہاتھ لگتا تھا - وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرا کے آنے والون کے خرچ مین صرف کر دیا کرتے تھے - ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تھا - کہ ہمارے سید - اپنے غلامون کے کسب کی آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین - اور ہم سب عیال دار ہو گئے ہین - اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے - کہ بال بچون کے روزانہ خرچ خوراک کو بھی مکتفی نہین ہوتی ہے - اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبھ گئی - سید ناصر مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا - اور ہند کی طرف چلے آئے - سیر کنان حصار فیروزہ مین پہونچے - اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی - جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا - ناصر مصری نے درویش کی مصاحبت اختیار کی - بالآخر مقیم درویش - آنے والے کی سرگزشت پر آگاہ ہوا - چونکہ مقیم نے نو وارد کو سنجیدہ آدمی پایا - لہذا اپنا داماد کر لیا - اور علم اکسیر سکھا کر فرمایا - اپنے وطن کو چلے جاؤ - اور تمام غلامون کو آزاد کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو - القصہ سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکھا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا حصار مین جا کر بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا - سید سماء جب حصار مین آئے - تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا - آخر کار کیمیا کے ذریعے سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا - جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکھتے تھے - اور مع اِن سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے - اُس زمانہ مین رام دیو رای - اس صوبہ کا حاکم تھا - وہ مشیت ایزدی سے مقابلہ نکر سکا منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چھوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا - اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتھ آیا - اور اس وقت سے یہان نو بنیاد اسلام قایم ہوئی - اِس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے آغاز مین زیادہ آباد کیا - اور دین محمدی کو بہت کچھ قوت حاصل ہوئی - اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال کو پہونچی - آپ صاحبِ فضیلت و کرامت بھی ہوئے ہین -

یاد شیخ یوسف بدھا ایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے - اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہندمین لاکر قصبہ ایرج مین آباد کیا تھا - قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا - تو خواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم - اور قلبی کمالات کی تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا - پھر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین ہو چکر وہان سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ - آپ ہی کی تالیفات سے ہے - فارسی شعر کا بھی ذوق تھا - تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے - لکھا ہے - کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی مجلس ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تھی - صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تھی - آپ بھی شورش کر رہے تھے یکایک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی - آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی - اور سلطان علاءالدین محمود پسر خان جہان خلجی منڈوی نے آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرا دیا مصرع خداش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یاد شیخ علی پروٓ

پروٓ ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین - جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے - آپکے پدر بزرگوار کا نام احمد مہائمی ہے - دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تھے - صوفیون کی اصطلاحات مین آپ شیخ محی الدین عربی اور شیخ صدر الدین قونیوی کے پیرو ہین - اور ان دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے عمدہ شرحین - لکھی ہین - اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے - اور تفسیر تبصور رحمانی مین - جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے - اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے - یہ پسندیدہ طریقہ تمام آپ کی اختراع ہے -

ایک رسالہ مین لکھا ہے - امام جلال الدین محمد نام یمن مین ایک عالم تھے - اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا - اور اُس نے یہ بیان کیا - کہ شرف الدین علم قرآن یمنی کی فہم اور بصیرت اس قدر تو ہے نہین - جس کی شعاعین شیخ محی الدین عربی کے کلام پر پڑ سکین - باانیہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے - گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور نارسائی ہی ہے - مگر شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے - یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی چاہیے - اور پھر اس خیال نے مجھکو گھر مین بیٹھنے نہین دیا - ناچار سفر کے واسطے کمر باندہ کر یمن کے راستہ پہولیا - اور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین - بالآخر مین نے شبہات کا کورہ کرکٹ - اور طعن و تشنیع کا گرد وغبار علم کے عقائد سے دور کر دیا - کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسوائے طریقت کو ترک کر کے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے - اور اپنے تئین نیست شمار کرکے درمیان مین نہین لاتے ہین - ان کی امداد تمام خداشناس عالمون پر لازم ہے - آپ شیخ صدرالدین قونیوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھ کم دس سال امکانی لباس مین زندہ رہے - اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھ سو تیس مین ہوئی ہے - اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھ سو بتیس ہے - خوابگاہ مہائم -

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے - جمال اور جلالی نمائشین آپ کی ذات مین نمایان تھین - اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی - اور فروع طریقت مین روایتون کا آپ ماخذ تھے - تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے - کوئی کیف نہین ہے - سماع کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش نہین ہوتا تھا ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھ باہر کی طرف سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے - جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ تحصیل علم کر رہے تھے - اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی - اور اس خانوادہ کی محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھ گیا تھا - اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کرتے تھے - یہانتک کہ خواجہ علاءالدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کو روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی اور دوئی نماز ہد خشک سے رہائی پاکر یکتائی سے بھری ہوئی توحید کا گھونٹ پی لیا - اور مست ہوگئے - قدس اللہ اسرارہم

یاد خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا - توحید کی کان - اور خواجہ علاءالدین عطار کے مریدون اور دوستون کے سرگروہ تھے - آپنے خواجہ علاءالدین عطار کے دلچسپ بیانات اور کرامات کو قلم بند فرماکر اہل زمانہ کے واسطے سامان استفادہ بہم پہونچایا ہے - اُس مین آپ لکھتے ہین - تلقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تھا - کہ طالبون کو یہ تعلیم ہوتی تھی - کہ اپنا عنصری خزانہ - اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر - عنصری جسم مرشد کے ہاتھ فروخت کردینے چاہئیین - جو الٰہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے - زبان تصوف مین ہدایت کی اس شکل کو - فنافی الشیخ کہتے ہین - تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرے - اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے - اُس شخص کو اگر سلوک کی گھاٹیون مین انقباض پیدا ہو تو اُس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے - آپکی پہلی ہی ملازمت مین پیرنے یہ زمزمہ آپ کو سنا کر آپکے ہوش و حواس کہو دئے تھے بیت

تو ز خود گم شو وصال این است بس	گم شدن گم کن کمال این است و بس

منقبت احمدیہ۔ یا مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو سرخیل احمد شاہی

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین۔ یہان آپ رہتے تھے۔ لیکن آپکے آبا و اجداد دہلوی ہین۔ آپکی پیدائش بھی دہلی ہی کی ہے۔ صاحب دانش و بینش تھے ہجری سنہ سات سو اڑتیس مین آپنے اپنے وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا۔ کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندھی آئی تھی۔ کہ بھاری بھاری چیزین ہوا مین اڑکر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین۔ اُس زمانہ مین آپ خورد سال تھے۔ ملک نصیر الدین نام تھا۔ گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتھہ کہیل رہے تھے۔ بگولہ کے ساتھہ آپ کا دامن بھی لپٹ گیا۔ اور بگولہ آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اڑا لے گیا۔ موضع کھٹو کی سرحد مین۔ جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اُترے اُس زمانہ مین بابا اسحٰق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکہا تہا۔ بابا اسحٰق حاجی محمد کہی کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے چالیس حج کئے تہے۔ اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تہے۔ قدس سرہم اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی۔ سید عبد القادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین۔ **القصہ** ازلی سعادتنے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا۔ بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا۔ آپ جب کمال ہوش کو پہونچے حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے علم ارواح اور عالم اجسام کے کمالی مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ آٹھوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان احمد ابن مظفر کا عہد تہا۔ کہ پیر کے ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے۔ اور سابرمتی کے کنارہ جہان اب قلعہ احمد آباد کے نیچے روان ہے گوشہ گزین ہوئے۔ سلطان وقتنے بھی آپ کی صحبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد ڈال کر احمد آباد نام رکہا۔ ندیمان خاص کو اس بنیاد کی تاریخ کلمہ **بخیر** ملی اس باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو سابقہ حکمران بادشاہون کا دار السلطنۃ تہا۔ چہوڑکر۔ اس نو آباد شہر کو اپنا پائے تخت بنایا۔ یہ شہر آپکے قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا۔ کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے۔

لکہا ہے۔ مشائخ زمان قدس سرہم کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچہہ رہتی تہی۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین رکہتی تہی۔ چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا۔ لکہا ہے۔ مینے ہجری سنہ سات سو تراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا۔ جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبد اللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبد اللطیف یمنی سے ملاقات کی۔ بعد مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر ارکان حج و عمرہ ادا کئے۔ اور نیز بزرگان مکہ کی ملاقات

سے فائدہ اُٹھایا۔ پہر صاحب مدینہ علیہ افضل التحیات کی زیارت سے شرف حاصل کر کے اپنے خاکی چہرہ کو آپ کے آستانہ کی خاک سے منور کیا۔ اِس کے بعد ہجری سنہ آٹھ سو آٹھ مین ہری کو گیا۔ اُس وقت شیخ شہاب الدین خیابانی شیخ خراسان تھے۔ وہان اُن سے ملاقات کی۔ پہر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشائخ سے ملازمت حاصل کی۔ کہتے ہین گجرات مین بازگشت ہو کر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا۔ اور اِس بے مثل شہر مین چند سال طالبان ہدایت کو فیض پہونچایا۔ جب چودہوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا۔ تو خوشی کے ساتھ عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی۔ آپ کی قبر سیر گنج مین ہے۔ جو اُس شہر کا ایک بازار ہے۔ آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آندہی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ نجیب نساج کے ہاتہ لگے تھے۔ یہان سے باباکے ہاتہ آئے اس طرح پر۔ کہ مولانا صدرالدین حافظ مولانا شہاب الدین عالم ہمدانی ڈیڈوانہ کو جاتے تھے۔ جو دہلی کا پرگنہ ہے۔ اسواسطے بابا اسحق کے پاس رخصت ہونے کو گیے۔ بابانے فرمایا۔ اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتہ آجاوے۔ تو میرے واسطے لیتے آنا۔ جب مولانا صدرالدین ڈیڈوانہ مین پہونچے تو خبر ملی۔ کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتہ آیا ہے۔ مولانا کو باباکا پیغام یاد آیا۔ لڑکے کے دیکہنے کے واسطے گئے۔ اور نساج سے مانگ کر باباکے واسطے لیتے آئے۔

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی۔ دولت آبادی۔ جونپوری ہین۔ زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم۔ اور جملہ ارباب فنون کے اُستاد تھے۔ نظم کا شوق تھا۔ فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تھے۔ آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت اور نیز عقیدت تہی۔ اسواسطے آپ کو تیمناً پیر سہرورد کا رسمی مرید کرا دیا تھا۔ ظاہری علوم مین آپ مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین۔ جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تھے۔ آپنے ہر ایک علم مین برجستہ۔ متن۔ شرح۔ اور حاشیے لکھے ہین۔ منجملان کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج بہی ہے۔ چونکہ یہ فارسی زبان مین ہے۔ لہذا درسی کتب مین۔ اس کا شمار نہین ہوا۔ یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی۔

کہتے ہین۔ اِس زمانہ مین ایک سید تھے اجمل نام جن کے نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تھا۔ سید کے سر مین یہ ہوا ہری۔ کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالادست بیٹھنا چاہیے۔ قاضی صاحب نے ایک رسالہ لکہا۔ کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی۔ پہر اس کے بعد دونون کے مساوی درجے

ہونے کا اقرار کرکے - اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا - اور اُس مین تصریح کی - کہ میری عالمیت درست اور ظاہر ہے - اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے - لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجھکو حاصل ہے - جب یہ مناظرہ مولانا خواجگی کے سامنے پیش ہوا - تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے - اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی ہوئی مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا - اور مناقب السادات نام رکھا - اس رسالہ پر آپ کی تمام تصنیفات کا خاتمہ ہوگیا ہے - بعض کہتے ہین - کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ **علیہ السلام** نے عالم خواب مین قاضی صاحب کو فرمایا - جاؤ - جہانتک ممکن ہو - سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو - اس بنیاد پر آپنے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی - اور یہ رسالہ تالیف فرمایا - ہجری سنہ آٹھ سو اڑتالیس مین محفل وجود سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے - خوابگاہ جونپور -

یاد میر سید اشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی - اور قبر کچھوچھہ مین ہے - کچھوچھہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین - کشف وکرامات - اور منازل ومقامات کے آپ مالک تھے - آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا - اور آپ کے دل سے شوق ومحبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے - سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے قدس سرہما اتفاقات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا - یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے - اگرچہ طریقت کے تمام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کرچکے تھے - آپ کے مکتوبات بھی ہین - جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین - عرفان کی کونسی ایسی گفت وگو ہے جو اُن مین نہین - اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی باتین ہین - جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین - خدا کرے - یہ مکتوبات دوستون کے مطالعہ سے گزرین - آپ کے کلام کا زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے ایک بڑی کتاب بنائی ہے - اُس مین لکھتے ہین - ایک قلندر تھا - گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے - وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا - کہ اشرف اپنے تئین جہانگیر کہتا ہے - اور صوفیون کی اصطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے - اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین - ایک روز ایک جگہہ محفل کی گئی - اور وہ جگہہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو مہمان کیا - کہانا کہانا شروع ہوا - تو آپ نے صرف ہاتھ سے منہ - دانت - اور حلق کا کام لیا - یہ دیکھکر امتحان کرنے والے کو سخت حیرت ہوئی - آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین - آپنے قاضی صاحب کے خط کے جواب مین عجیب ایک خط لکھا ہے جس مین مبحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے - چونکہ آپ

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا۔ و دیگر بیانات سے کمتر تعلق ہے۔ لہذا ایسے لوگون کی مضامین سے یہ کتاب خالی رہی۔

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعت دوست۔ روشن ضمیر۔ تلاش کے ساتھہ کامیاب۔ اور عالم باعمل تھے۔ کہتے ہین۔ ایک سال کلونجی کی کاشت کی تھی۔ جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی۔ تو اُس مین سے ایک پیمانہ بہر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت بدون ایک آشنا کو دیدی۔ اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے۔ آپنے فرمایا۔ خرمن ابھی ناتمام ہے جب تمام ہوجاوے گا۔ اُٹھالی جاویگی۔ اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا۔ یہان تک کہ کمیست کا کوئی کام باقی نہین رہا۔ دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا۔ لیکن سواے اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا۔ مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پہر لاکر خرمن مین شامل کردیا۔ اُس وقت اجازت ہوئی۔ کہ خرمن اُٹھاؤ۔ اور واپس لائی ہوئی مقدار کا سہ چند اُس شخص کو پہنچادو جس سے واپس لائی گئی ہے۔ اور نیز فرمایا۔ چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین۔ اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تھے۔ اس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی۔

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے۔ کلام ربانی حفظ تہا۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تھے۔ سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض ملتا تھا۔ اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چھپائے رکہتے تھے۔ سمندر کی طرح محبت کی آگ آپ کی راحت کا باعث تہی۔ اور ذرہ کی طرح۔ آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تھے دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجہکر۔ تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتہہ گذارتے۔ اور تیسری شام کو پُرانے سرکہ سے افطار کرتے۔ ہمیشہ اسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تہی۔ آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین۔ ایک روز پڑہنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا۔ مولانا نے فرمایا۔ اگر مانع سبق رفع ہوجاوے تو تم سبق پڑہ سکوگے۔ آپنے کہا۔ بہت اچھا۔ مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا۔ اے درد گوش۔ چلاجا۔ اس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی۔ دوسری بار پہر کہا۔ اے درد گوش۔ تجکو سراج سوختہ کہتا ہے۔ چلاجا۔ یہ کہتے ہی۔ اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا۔ اور صحت ہوگئی۔ اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فراوان باد از ہر سوز سازش۔

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے - اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین ہجری سنہ سات سو نوے مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے - سلطان محمد ابن احمد ابن محمد ابن مظفر کا عہد تہا کہ آپ اوسکے خرد سالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے - اور بٹوہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا - اُس مین آپنے قیام فرمایا - ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتہہ مخالفت رکہی - اور اس لڑائی مین اُسپر فتح پائی - آپ - گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے - اور آپکے مسیحائے دم سے ظاہری و معنوی بیمار شفا پانے لگے - کہتے ہین - جو کچہہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا - چونکہ آپ کا باطنی ارادہ راستی کے ساتہہ ہوتا تہا - وہی وقوع مین آجاتا تہا - اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بہی ہے - ایک روز علی الصباح گہر سے چلے - تو آپ کا پانون ایک پتہر سے لگا - فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا - لکڑی ہے - یا پتہر ہے - یا لوہا ہے - روشنی ہونے کے بعد جو دیکہا - تو اُس شے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ نظر آیا - ہجری سنہ ایک ہزار ہین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تہا سنگ مذکور اُسی جگہہ موجود تہا اور لوگ دیکہنے کے واسطے جابجا سے آتے تہے - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین - اور قطب الاولیا شیخ احمد کہٹو سے بہی خرقہ خلافت پایا تہا - اور نیز شیخ احمد کی بہت کچہہ نظر پرورش آپ پر تہی - آپ کے گیارہ بیٹے تہے - سب مین بڑے - نیک منش - اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین - جو شاہ عالم کر کے مشہور عالم ہین - سید محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکہی جاوینگے - دوسرے بیٹے سید داؤد - سلطان بہادر ابن سلطان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین - اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین - ان دونون کے سوا اور بیٹے جو تہے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے - اور دنیاوی مرتبہ مین - دوسرے بیٹے سے کمتر تہے -

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تہے - کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تہے خرقہ رہنمائی سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تہا جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے - اور نیز مخدوم بہاسی سے بہی خرقہ خلافت ملا تہا - جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے - مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تہے اور سوہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین ہیرکہ سے خرقہ خلافت ملا تہا -

یادِ خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے یہان جاودانی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تہی - اسواسطے گویا آپ اِس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات
مین مدہوش رہتے تہے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تہے - آلہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین
آپ یگانۂ وقت اور صحیح البیان تہے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تہا - تو بیخودی و رفتگی
آپ پر ہجوم کر کے آتی تہی - اور اِس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہو جاتا تہا - لیکن
گفت و گو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تہا - غالباً ظاہری عقل کے رخصت ہو جانے سے معنوی ہوش کا
چہرہ نمایان ہو جاتا تہا - محققون کا قول ہے - اس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت
کیف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے ساتہہ متقید ہین - تبدیل ہو جاتے
ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے - خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کر لی تہی - پیر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے
ساتہہ یہان تک بڑہا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تہا - نیز خواجہ پارسا نے
اپنے مین ایک لحظہ بہی دوری کی طاقت نہ پا کر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے
تہے - کہ آپکے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے **قدس اللہ اسرارہم**

یادِ سید علاء الدین راٹہی

آپ سید معین ایرجی کے بہائی کے بیٹے (بہتیجہ) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تہے
اور الٰہی تجلیات آپ کے اوپر دارد ہوا کرتی تہین - آپنے شب قدر بارہا دیکہی تہی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تہا -
ایک روز صبح کے وقت دفعتہً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندہا ہوا دیکہا - متعجب
ہو کر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپنے فرمایا - گزشتہ شب کو شب قدر تہی - جس وقت یہ درخت جہک کر
سر بسجدہ ہوا تہا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندہ دیا تہا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون مین شب قدر
کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شبِ قدر کی طرف مائل ہونا چاہیئے -
آپ کی ابدی آرامگاہ راٹہ ہے - اور راٹہ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا **مصرع** عرش اعلیٰ مقام روحش باد -

یادِ شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم اُچہہ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاپلیدہ - اور رشاہ - راجو قتال کے خلیفہ ہین
جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان **قدس سرہ** تک سلسلہ بے واسطہ پہونچتا

کہتے ہین۔ آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تھے۔ ویرانہ اور جنگل مین مقام رکہا کرتے تہے۔ دن کے اولین حصہ مین
چار گھڑی دن چڑہے تک درندے اور حشرات الارض۔ سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے۔ ہجری سنہ آٹھ سو دس
مین سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری کا عہد تہا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تہے۔ کہ منڈو (مانڈو) پر
بہی گذر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بہری ہوئی تہی۔ آپ کی ملازمت
مین حاضر ہوا۔ کہانا سامنے رکہا گیا۔ آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے۔ اور فرمایا۔ صوبہ مالوہ
کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی۔ محمود خان نے شکریہ ادا کر کے عرض کیا۔ یہ
آرزو اور ہے۔ کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے۔ آپنے التماس قبول فرما کر کہا۔ اس راستہ سے معاودت
اگر خدا نے چاہے گا۔ تو ہوگی۔ اور رخصت فرمایا۔ قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین
خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تھا۔ اُس وقت پھر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال
کر کے کمال تعظیم سے لایا۔ اور جشن شادی کر کے۔ اپنا داماد بنا لیا۔ اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و
آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کرا کر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تہا۔ جہیز کے طور پر۔ خدمت مین
پیش کیا۔ آپنے ازراہ استغنا دل نہادہ ہو کر پیش شدہ ہدیہ۔ ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تہے۔ اور نیز
دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کر دیا۔ اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس اور تلقین دیتے رہے بہت سے
طلبا کامیاب ہوئے۔ ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی ہے
اگر رحلت فرمانے کے بعد بہی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے۔ تو دونون جہانکے کام بن جاوین۔ جب آپنے کوچ
فرمایا۔ تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے۔ پہر چند روز بعد سلطان کو بہی واپسین سفر پیش
آیا۔ سرداران ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا۔ سلطان مرحوم نے
اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی۔ کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے
تحت مین دفن کرنا چاہیے۔ عقلاء نے غور اور فکر کے بعد کہا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین
بنادی جاوے۔ اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہا نے جو استحقاقاً سجادہ نشین تہے۔ بیان کیا۔ آج
کی رات کی مہلت دیجاوے۔ کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے۔ چنانچہ اُس روز کام ملتوی
رہا۔ رات کو شیخ کی قبر پہر کی طرف چلی گئی۔ آدہی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے
اور نیز دیگر لوگون نے بہی سنی۔ صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکہی گئی۔ تو سلطان غیاث الدین کو اطلاع کی

ساتھہ شہر کے سب چھوٹے بڑون کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھہ عقیدت بڑہی مصرع خوالگاہش نسخۂ فردوس باد

یاد شیخ محمد پور علیسی

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم جن وانس کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودہی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکہنے کے سبب کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہو گئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھہ بہر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپ کے مریدون اور خلفا مین انیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدہا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین عام تھا - اور دوسرے بہاء الدین نتہو (تیسرے) شیخ سوندہو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسٰی بھی تھے بو طاہر کی طرح - یعنی آپ کے ساتھہ نسبت برادری رکہتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر - نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے - جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کہٹو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہو کر گزری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرون گا کہ بیمار اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمانِ شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال ہین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا دین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - القصہ شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - ادہر فوراً شاہ کا درد دور ہو کر صحت حاصل ہو گئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھہ آپ کے پاس

پہنچتا تھا۔ اس مین سے جس سال خرچ سے زائد جس قدر بچ جاتا تھا۔ وہ داروغہ خزانہ کو آپ واپس فرما دیتے تھے
خدا کرے۔ یہ ناصحانہ ذکر۔ والیان ملک کے لئے۔ جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے
ہین۔ باعث عبرت ہو مصرع وارستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق۔

یاد ملک شاہ مرتضیٰ الدین شاہ شہباز

آپ احمد آباد گجرات کے فرزند ہین۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار ملک عبدالقدوس
اپنے والی عہد سے ناراض ہو گئے تھے۔ اور عہدہ سپاہ داری ترک کر کے بہ ترک سکونت خاندیس مین چلے گئے۔ اس
صوبہ کے حاکم نے بھی والی احمد آباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا۔ آپ اُس وقت مکتب مین پڑھا کرتے تھے۔ لیکن
جس قدر عقل اور عمر بڑھتی جاتی تھی۔ اُسی قدر رسمی علوم سے دلچسپی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جب پدر بزرگوار
نے اس جہان کو رخصت کیا۔ تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا۔ مگر آپ نے قبول نہین کیا۔ اور عقلی علوم
کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی۔ ایکبارگی خداطلبی کا درد اور خداشناسی کا شوق دل کا دامن
پکڑ بیٹھا۔ اب ہمت کے پانون سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی۔ اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کھٹو[۵۱]۔ اور
قطب زمان شاہ علی خطیب قدس سرہما احمد آباد مین تھے۔ اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی
مین کامل طور پر شہرت رکھتے تھے۔ آپ نے چاہا۔ کہ اپنے درد کی دوا۔ ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک
کی خدمت مین حاضر ہو کر طلب کرین۔ اسی کشاکش مین تھے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکھتے ہین۔
شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کر کے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے۔ اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا کہ جو
خرقہ بے صحبت ہوتا ہے۔ وہ بے پھل کا درخت ہوتا ہے۔ اُس شب کی صبح ہوتے ہی۔ جو کچھ نقد و جنس
پاس تھا۔ سب محتاجون کو تقسیم کر دیا۔ اور خالی ہاتھ احمد آباد کا راستہ لیا۔ جب پیر نے آپ کو دور سے دیکھا
تو تبسم کنان فرمایا۔ عالم مثال کا ملاقاتی آگیا۔ چند سال بعد۔ جب کہ خدمت کی بدولت۔ معرفت کے عالی
مرتبہ پر سرفرازی ہوئی تو رخصت ملی سگوتین شرط پر (اول) وطن کو جانا۔ (دوسرے) کدخدا ہونا۔ (تیسرے)
لوگون کی رہنمائی کرنا۔ مجبوراً آپ خاندیس آئے۔ لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی۔ اور
مکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کر کے خداپرستی کا معرکہ جیت لیا۔ اس عرصہ مین باطن پیر سے
خواب مین آگاہی ملی۔ کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

[۵۱] - نام موضع ہے۔ اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲۔

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرا نشین ہو گئے ہو۔ آپ اس کو خواب دخیال سمجھکر پھر پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اُٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے پھرتے ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کی کمر کو ہاتھ سے مضبوط تھامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علیٰ ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آ رہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ جماعت تمام تمہاری پیروی اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آیندہ لوگون کے ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پاوینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین پھل آیا۔ چھیاسٹہ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور اُن دونون لڑکون نے بھی عالم غیب کے اگر دنیا کی رنگین بسلطاں پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اورون کو بھی اپنا خلیفہ بنایا۔ منجملہ اِن کے بعض کے حالات جداگانہ لکھے جاوینگے۔ جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیا دارون کے دروازہ پر کبھی نہین گئے اور کسی کے کمانے مین سے لقمہ نہین اُٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہ شکل گھوڑے پر سوار آپکو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسان شکل کے ساتھ مشکل کو حل فرما دیا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اِس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اُس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو نو روز پیشتر دیدی تھی اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یکسو دل اور یک رو ہو کر میری قبر کی طرف متوجہ ہوگا - تو جو مہم اُس کی ہوگی - وہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے پوری کر دے گا - آج تک آپ کا فرمانا با اثر ہے - جب نوین روز شام اور شام کے بعد رات ہوئی - تو آپ نے آدھی رات کے وقت ایک خادم سے پوچھا کتنی رات گئی ہے - از راہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا - کہ اشراق کا وقت آگیا - آپنے تبسم کر کے فرمایا - ہان درست ہے - اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہوئی - اُس وقت شیخ پیر نام ایک شخص باہر نماز پڑھ رہے تھے - اُنہون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا - کہ حجرہ کی چھت توڑ کر باہر نکل گئی - اس چمک دمک کے ساتھ - کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا - اور بے اختیار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ کہکر زمین پر سر رکھ دیا

مصرع مطلع خورشید وحدت باد اوج جان او

یاد شیخ حسن محمد اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے - اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے - آپ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون کی رموز سے آگاہ اور عقلی نقلی کتب کے عالم تھے - تجرید اور تفرید کے ساتھ آپ کو دلبستگی تھی - ہجری سنہ آٹھ سو چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر - عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی - اور ہجری سنہ آٹھ سو ستر تاریخ تیرہوین شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم آلہی ہے - خاکی مکان سے سعادت فرما گئے - بہت سے مشائخ سے ملاقات کی - اور فائدہ اُٹھایا لیکن - خلافت دو جگہ سے ہے - اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا اس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکھی خوابگاہ اساول -

یادشاہ نجم الدین منڈوی

آپ ہمیشہ دل خوش - اور ہمت بلند رکھا کرتے تھے - سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین آغاز جوانی مین خدا شناسی کی ہوا سر مین ابھری - لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے - اور ایک عمر تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف و معرفت حاصل ہو - لیکن - اس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کھلنا چاہا پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا - اُس ملک کی دار السلطنت مین پہونچے - اور وہان پر شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین - فرماتے تھے - آلہی معرفت کے باغ مین نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا - مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی - نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی - آخر کار آپ قلندرون کے حلقہ مین شامل ہوگئے - اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے - پھر تقدیر آلہی

آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب وہوا آپکے پانون کی زنجیر بنکر سفر سے مانع ہوئی - یہ ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپسے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال آپکے دل سے جاتا رہا - منصف بادشاہ کی درویش پرستی اور نیازمندی بھی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی - اور جو اصحاب کنج تنہائی مین گوشہ گزین تھے - اُن کی صحبت کچھ ایسی پسند آئی جس کی چاشنی کے مقابلہ مین - سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - القصہ جو انواع واقسام کی رعنائی اور دلربائی اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تھی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قلب کیلئے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چند لاد تالاب کے متصل جو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[1] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بھی زنجیر پانون مین پہن لی - کم وبیش دوسو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھ سو باون مین عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تھے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروج زمانہ کے لئے صوبہ مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تھا -

آپ کی بڑی بڑی کرامتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تھا - خادم نے تیل کی جگہہ تھوڑا سا پانی فلیتل سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت تک تیل کی جگہہ پانی جلا کرتا تھا - چونکہ خادم کا حوصلہ اس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے نکلکر - کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے اور وہ کانون تک نہ پہنچین پس جب کبھی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ پاک بھی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیۂ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[2] اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا تکالیف عذاب کو - اور جو پاداش محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بندون کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے -

[3] فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَکْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ -

[1] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہ رہی ہین ۱۲ [2] جب تک کوئی قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر وتبدل نہین کیا کرتا ۱۲ [3] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت میں اعلیٰ مرتبہ اور حقیقت میں قطبی درجہ حاصل تھا
نجم السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تھا - اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال
کو پہونچا تھا - شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور میں ہے -

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے - جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ میں شمار ہوتے تھے - شاہ
قطب الدین بصیر کے مرید ہیں - آغاز سلوک میں اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس میں رہتے تھے - مگر آخر میں
یہ لباس موقوف کر دیا تھا - اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا - تقوی کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہیں کیا - لیکن شاہ
نصیر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس میں رہتے ہیں - منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہیں - جو چند روز
تک عالم کون و فساد کے انتظام میں قطب رہے تھے - ہمیشہ اپنی گدائی کا حاصل - دوسرے حاجتمندون پر صرف
کیا کرتے تھے - کہتے ہیں شیخ امان پانی پتی - ابتدائے طلب میں سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید
عالم کی ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتہ تقدیر نہیں تھا - اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوا - ناچار دوسری
جگہہ دل نہاد ہوئے - اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے - یہ سرگذشت مفصل طور پر ذکر امانی
مین لکھی جاویگی - بِعَونِ اللّٰہِ وَ تَوفِیقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی - تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر - اسی تالاب کے کنارہ
ایک گنبد تعمیر کرا دیا تھا - آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے - عمارت مذکورہ میں رونق تازگی موجود ہے
زمین و آسمان کا خالق - اُس کو آفات سے محفوظ رکھے -

یاد سید احمد

آپ محمود کے بیٹے - اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین خنگ سوار نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہیں - تجرید و تفرید - اور
تحقیق و توحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق و شیفتگی کے دریا میں غریق - اور شوق و آلام کی آگ میں بالکل
جُھلسے ہوئے تھے - نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ سے
تونگری حاصل ہوئی - تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو
اپنا جانشین کیا - خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے - کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکھی - اور فرمایا - احمد - درویش
کے واسطے بہتر یہ ہے - کہ اپنے حجرہ سے بجز ایک ضرورت کے لئے - باہر نکلے - اور اپنا پاؤن کسی شخص کے گھر کی آمد و رفت
میں راستہ سے آشنا نہ کرے - مگر یہ - کہ گاہے ماہے - کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جائز سمجھے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت ہے۔ چلنے پہرنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔ اور صرف حجرہ کی چار دیوار۔ یا در دوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً اُن ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی۔ شہر والا مین تشریف رکھتے تھے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین آلہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش کر رہے تھے ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیز اللہ نے حضرت فرید الحق گنجشکر کے عرس کا ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگان شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بھیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیز اللہ مجلس کا انعقاد یکسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بھی نہ ہونے پاوے۔ آپنے اس قرار داد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے چھوٹے بھائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ اسی سلسلہ مین ان دالون کو یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارے والپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی معرفت کی باتین۔ دل کو الجھانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق ومحبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا نوع ادب یہ ہے کہ امتثال تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تھا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھہ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تھی۔ اسواسطے اُسنے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو نا موزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپکے کوئی لڑکا پیدا ہوجاوے۔ اور میرے عقر کی وجہ سے آپ کی نسل ضائع نہو۔ کلال نے جوابدیا۔ کہ محبت کی غیرت مجکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے مین کسی اور سے عقد کرون۔ عورت نے پہر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اُس مین رشک اور نقصان کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور اس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ماننا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بھی نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو جمال اور جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تھی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس جدید

کے ربط و رسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بھلا دی - اور اس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش - مرد کے صفحۂ خاطر سے قطعی دھو ڈالا - یہاں تک کہ ایک عمر کے بعد بھی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہیں آتا تھا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کر کے - جس گھر میں سواری کا جانور رہا کرتا تھا - گوشہ گزین ہو گئی تھی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست میں گزارتی تھی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان میں - آگ لگی - کلال کو بھی خبر پہونچی - کہ فلان گھر میں آگ لگی ہے - نوکرون کو پکار کر کہا - جلد دوڑو اور جو چیز اور اسباب اس مکان میں ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بھی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس نا اُمید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل میں خیال کیا - کہ میرا نام سالہا سال کے بعد آگ لگنے کے طفیل میں دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہیں ہے - کہ میں اس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلا دون ہر چند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تھی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کر دیا"

جب حکایت ختم ہوئی تو جوش و خروش شروع ہوا - آپنے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب و گل سے - جان و دل کی معراج کو کوچ فرما گئے تھے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ میں آئے - اور اس شعر پر نوبت پہونچی **بیت**

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگرست

سید کے اشتیاق کا شعلہ بھڑک اُٹھا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت میں موذن نے تکبیر کہدی آپ بحضور تمام نماز کی طرف متوجہ ہوئے - اور آخری سجدہ میں جان سپرد جانان کر دی - اور ابدی وصال حاصل ہو گیا - **بیت**

اگر آرزو بقدر گرفتاری دل ست	وصل ابد بغنی شکست آرزوے ما

[۵۱] کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شهور سنه ثمان مائة ونیف[۵۲] ومرقدہ فی روضۃ عمہ الشریف السید حسین قدس سرهما -

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبد الرحمن جامی کے ہم عصر تھے - طریقت اور حقیقت میں آپ کا قدم استحکام کے

---

[۵۱] یہ واقعہ ہجری سنہ کچھ اُوپر آٹھ سو کے محرم مہینے میں ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ میں ہے - قدس سرہما ۱۲ - [۵۲] عقد سے جس قدر بھی زیادہ ہو - وہ نیف ہے ۱۲ قاموس -

سلسلہ جما ہوا تھا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین ہمیشہ دوستی اور رازداری کی راہ سے آمد و رفت رہتی تھی۔ ایک روز بسلسلہ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا۔ کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہین ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو یہ کتابی تحصیل ترک کر کے اپنا زمانہ عمر یاد الٰہی مین گزارون۔ اور درویشانہ رفت و روب (جھاڑ پہنچہ) سے دل کا ویران مکان پاک صاف کر کے عرفانی شمع اُس مین روشن کرون۔ فرمایا۔ یہ مبارک خیال مولانا جامی کے حضور مین عرض کرنا چاہئے۔ چنانچہ تعمیل کی گئی۔ جواب ملا۔ جو کتاب تم پڑھ رہے ہو۔ پریشان حالی اور آشفتگی کے ساتھ جیسے ہو سکے۔ تمام کر کے ان مین سے بقدر ضرورت یاد کر لو۔ اس کے بعد خدا کے ہو جاؤ اور خودی کا گہر بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ پھینکو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ تھوڑا عرصہ گزرنے نہین پایا تھا۔ کہ اپنے وقت کے ارباب طریقت مین آپ سرگروہ ہو گئے۔ مصرع بہرہ سند از علوم ربی گشت۔

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے۔ اور فاروقی النسل ہین۔ فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جا ملتا ہے خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہین جن کی قبر نہروالہ مین ہے۔ کہتے ہین۔ آپ اور آپکے بھائی شیخ احمد دونون خردسال تھے۔ کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ مان کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ مین خواجہ رکن الدین چشتی کے پاس آئے۔ مان نے اپنے سر کی چادر بیٹون کو دیدی تھی۔ کہ میری نشانی ساتھ لیتے جاؤ۔ جب دونون بھائی خواجہ کے آستانہ پر پہونچے۔ تو خواجہ کی ضمیر مین عکس پڑا۔ کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دولڑکے دروازہ پر کھڑے ہین۔ خواجہ نے خادم کو فرمایا۔ اجازت دو۔ تاکہ اندر آجاوین۔ وہ دونون نوجوان ہاتھ پر چادر رکھے ہوئے اندر آئے۔ خواجہ نے بے نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی۔ چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کر کے دہلی کو واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ شیخ احمد کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی۔ مان کی خدمت اور فرمان برداری مین ہے۔ اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ درویش کے نام لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکھکر پان کی خدمت سپرد فرمائی۔ آپ کو بھی اس خدمت مین دلچسپی ہو گئی۔ ایک روز رات کو پان نہین رہے تھے اور رات آدھی سے بھی متجاوز ہو گئی تھی۔ قلعہ کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگین گے۔ اور نہ پا دینگے۔ تو بدخدمتی کے ساتھ نامزد ہو جاؤن گا۔ موری کی راہ سے باہر گئے۔ اور تنبولی کے گھر پہونچکر پان لے آئے۔ جب وقت ضرورت پان مل گیا۔ اور خواجہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ پان نہین تھے۔ اور فلان مشکل سے بہم پہونچائے گئے ہین۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ الٰہی فیض سے جو کچھ آج کی رات مین رکن الدین کو پہونچے گا۔ وہ تمہارے نام کر دیا جاوے گا۔ آپ ہی کہ جواسے لوگ کہتے ہین

کر بیان کرتے تھے - اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا - اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا - کہ خود بینی سے نجات مل گئی - چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آگئے - یہان شیخ احمد کھٹو[۵۱] سے ملاقات ہوئی ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچھا - اِس صوبہ کا پیر کون ہے شیخ احمد نے کہا - جو شخص جسم کے بار سے جلد سبک دوش ہو جاوے - انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے - اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ - اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بھیجا - آپنے قبول نہ فرمایا - اور کہا - درویشون کو دعا ہی کافی ہے - درویش جو کچھ لایا تھا - پھیر لے گیا - شیخ نے فرمایا - آپ اِس پردہ مین ایسا کہتے ہین - کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا - اچھا اس کو حفاظت سے رکھو - یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو - خلاصہ کلام یہ - کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے - دولت آباد دکن کا راستہ لیا - چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تھا - اور لوگون کے کاروبار کا بست و کشاد برہمنون کے ہاتھ نظر آیا - لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا - جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بھیجا - مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون - کہ سلطان استقبال نہ کرے - اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے - اور نہ کچھ ہدیہ بھیجے - سلطان نے یہ حکم سر آنکھون پر لیا - اور آپکے قدوم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی - چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ محرمان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا - آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکھنے پر سلطان راضی ہو - تو دریغ نہین ہے - اور قسم کا کفارہ سہل ہے - اِس کے بعد فرزندون کو گجرات بھیج دیا - اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے - شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعَنعَن (اَبًا عَن جَدٍّ) اپنے آباو اجداد سے بیان کیا ہے - ایک رات شیخ عزیز اللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا - حجرہ سے گھر مین چلے آئے - اور اندر والون سے پوچھا - کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچھ ہے - دایہ نے جواب دیا - کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودھ چھوڑایا ہوا ہے - اسواسطے اُس کے لیے - روٹی کا ٹکڑہ باریک کرکے ایک پیالہ دودھ مین بھگو رکھا ہے - فرمایا - باہر بھیجاؤ - اگر کوئی درویش نہ ملے - تو کسی جانور کو دیدینا - یہ کہکر پھر حجرہ مین چلے آئے - جب شیر خوار بچی نے بھوک سے رونا شروع کیا - تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی - اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا - آپنے اپنے پانْون کا انگوٹھا بچی کے مُنہ کی طرف بڑھایا - بچی انگوٹھا چوسنے لگی - اور رونے سے چپ ہوگئی - اِس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے ستره بار عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کی ندا سننے مین آئی - اُس وقت سے لوگون نے بھی آپ کو اِسی خطاب کے ساتھ نام زد کردیا مصرع چون نام خویش ہست عزیز خدا و خلق

---

[۵۱] - ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ -

یاد شاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے - اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہین - چونکہ منجھلے بیٹے تھے - لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے
معنی متوسط ہین - آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلون پر پہونچے ہوئے تھے - آپ کے اُستاد شیخ
سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے - عنصری جسم مین آپ کے نفس ناطقہ کا
نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو سترہ کی رات مین ہوا - اور آغاز زمانہ ہوش سے امیرون اور سوارون کے
میل جول سے دور - اور دانش و بینش کی تحصیل مین مصروف رہے - عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہین کرون گا - گو بادشاہ
ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش مین مقرر کر دیوے - چونکہ آپنے اس میدان مین قدم استحکام کے ساتھہ جمایا تھا -
لہذا - چند روز بعد اُس سرزمین کے تمام امرا اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے
نیز اپنے مکانون مین آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے - لکھا ہے - کہ جب صادق اور با اعتقاد
مریدون کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی - تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ مین سر رکھہ دیا کرتے تھے - جب یہ بات
اکثر لوگون کی زبانی سننے مین آئی - تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی بہروالہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا - شاہ
کی ملازمت مین آئے - تا کہ سجدہ کرانے سے روکین - کیونکہ شریعت مین یہ امر بالکل ناجائز ہے - زیادہ تر تعجب کی
یہ بات ہے - کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی - تو مولانا نے بے ارادہ سر زمین پر رکھہ دیا - اور
رسم سجدہ بجا لائے - شاہ نے فرمایا - مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے - مولانا نے جواب دیا - بیشک ایسا ہی
ہے - لیکن مین کیا کرون - مجھہ مین ضبط کی طاقت ہی نہ رہی - اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا - اور
بہت کچھہ اسرار کے معما حل کئے گئے - تریسٹھہ سال کی عمر پائی - اور بیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ آٹھہ سو اسی کو دوسرے جہانی
عالم کی طرف کوچ فرما گئے - آپ کی قبر رسول آباد مین ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے -

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے - بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے - یہ حال کہین لکھا
ہوا نہیں دیکھا گیا - آپ اپنے زمانہ مین عالمون اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے - کہتے ہین - جب آپ سفر
حجاز سے ہند مین لوٹ کر آئے - تو جو مومنہ آپکے نکاح مین تھی - وہ دختر کو چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئی - جب وہ
لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی - اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہو گئی - تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے
خواب مین ارشاد فرمایا - عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاء الدین صدیقی کے نام سے بر روز ازل نامزد ہو چکی ہے -

جو شادو (منڈو) مین گوشہ گزین ہین تم اسی منڈو مین جاؤ۔ اور تعمیل کرو۔ ناچار آپ گجرات سے منڈو مین آئے۔ اور شیخ بہاء الدین کو تلاش کیا۔ جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکور عمل مین لائی گئی۔ خود بھی آپ نے اسی شہر کی آخیر سرحد کے کنارہ ایک گوشہ اختیار کر لیا تھا۔ اور وہین رہے یہان تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا۔ آپ کی قبر پر سلاطین خلجیہ نے ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے۔ شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہین۔ آپ ہی کی لڑکی سے ہین۔

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنا فی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیان طے کر چکے تھے۔ اور **بقا باللہ** کے دریا مین تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے لکھا ہے۔ آپ کے جذبات اور حالات کا بیان تک جوش تھا۔ کہ جن ایام مین آپ کی توجہ عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی۔ اُن ایام مین بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز مینے ناواقفیت سے عرض کیا۔ کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لین۔ تو نا وقت نہین ہے۔ فرمایا۔ جامی یہ گمان نکرنا کہ اس گروہ کو خواب شیرین کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ارشاد سرزنش سنکر مین خجالت سے عرق عرق ہوگیا۔

غوثی اِس مین شک نہین۔ کہ تمام آدمی صورت و شکل مین باہم مشترک ہین۔ مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہین نکالنا چاہیئے۔ کہ معنی مین بھی باہم مثل ہین۔ بلکہ ایسا حال ہے کہ ایک شخص تو آنکھین بندکر کے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے اور اُسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلون مین سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے اونگھا کرتے ہین **بیت**

پوشیدہ چشم باتو نشستن بہ بزم فکر	قانون ہم نشینی اہل دیار ماست

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے۔ آپ حسام الدین کے بیٹے ہین جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے حسام الدین ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ اور شیخ محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی۔ ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن عشقی سے۔ اِن کو مولانا ابو المظفر ترک سے۔ اِن کو شیخ ابو یزید اعرابی سے۔ ان کو شیخ محمد مغربی سے۔ اور ان کو سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی۔ **قدس اسرارہم**۔ اِسی سبب سے اِس سلسلہ کو ایران اور توران مین عشقیہ۔ اور دار الملک روم مین بسطامیہ کہتے ہین۔ نکما ہے۔ دعوت کا علم۔ ذکرون کا طریقہ۔ اور شغلون کی روش۔ کہ انھین پر مشہور سلسلون مین سلوک و ہدایت کا دار و مدار ہے۔ یہ سب کچھ آپ عمل مین لائے۔ اور بزرگان طریقت سے حاصل کی تھے

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کے نام ترتیب دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الہی حقائق۔ اور طریقت وحقیقت کے دقیقے جو صفحہ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یہ یا تو وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۱؎ کی رہنمائی کی بدولت مبدء فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۲؎ کے حکم کے بموجب مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ ان سب باتون کو قلم کے ذریعہ سے اوراق مین ثبت کیا ہے تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اطلاق خلافتہ پر اور بھی صادق آئے نیز لکھا ہے۔ کہ نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین بہت سے ہادی اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام مین بخارا مین تھا اُس وقت مینے سنا تھا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور رہنے والے ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تھا اُس سے ہزار حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا۔ ایک عرصہ تک شیخ مظفر کی ملازمت کر کے نفی و اثبات کا ذکر۔ اور اُس کا تصور پلو کر لیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو شیخ ابراہیم عشق آبادی سے۔ ان کو سید نظام الدین حسینی سے ان کو شیخ محمد خلوتی سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تھا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا۔ آذربیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی۔ سید علی موحد کو۔ شریعت۔ طریقت۔ وحقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت کچھ فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتے ہین۔

آپ ہجری سنہ آٹھ سو نوے مین ترک تعین کر کے خلوتخانہ لاتعین کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ شادو (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین۔

شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور ہمراہی صوفیون کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کر کے فیض پہونچاتے تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ اثنائے راہ مین جس زمین اور مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کار توحید کے معنی کوئی شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تعلیم کر دیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مقیم لوگون کا بے رشتہ ہمت بندہ

۱؎ اور ہمنے اپنی طرف سے اُس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا۔ ۲؎ لوگو اگر تم کو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ لیا کرو۔

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید مسافر سے حاصل کر لیوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بھی بہم پہونچین - دشوارون سے ہاتھ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین پہونچے - تو حسب معمول یہی پیغام شیخ محمد عُلا کے پاس بھی بھیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلا نے جواب دیا - کہ ایسے فضول گو اشخاص - خراسان اور پارس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے شاہ صاحب نے جواب سنکر فرمایا - شیخ محمد عُلا کے کمالات کا ظہور - مجھ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے چیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - آپ نے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے آکر قلعہ مذکور کے نیچے آٹھہرے سلطان نے حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تھا - آپ کی توجہ کی بدولت اتنے تھوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہو گیا - کہ گمان مین بھی نہین آ سکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم او اعزاز کے ساتھ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب شیخ محمد عُلا نے چلہ کیا تھا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم کی ریاضت سے تعلق نہین رکھتی ہے - بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہو چکا ہے مجبوراً دشواری کے ساتھ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز تک کھڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتھے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچھ سرزنش کی اور بہو تر نصیحتین فرما کر معلومات سے گران بار کیا چند روز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کر کے وطن کو روانہ فرمایا

اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جو ان کا اول قدم ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ گروہ صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لا کر مقابلہ کیا - تو سوائے اِسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب مین صوفی اپنے تئین عین ذات جان کر سیدھی درسیدھی - عالم تعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور اِسکے بعد جیسے نزول کیا تھا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کی آئین چھوڑتا ہوا - پھر عالم الٰہ کو پہونچ جاتا ہے - اور جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب والا درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پھر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ لیتا ہوا - عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے - ان دو طریقوں کے مقابلہ سے یہ بات سمجھ میں آئی - کہ اول قدم سے
عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے - اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو - اور سوا
اسکے دوسرے معنی جس میں شکل خوبی پیدا ہوتی ہو - غالباً ہرگز مراد نہ ہونگے - بیت

برق صفت غوشیا گام زدی سالہا — لیک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او

جواہر این گزارش گوشوارہ مسامع جویندگان معانی القاب باد

جو اصحاب اسرار خانہ تحقیق کے پردہ دار ہیں - اور جو ارباب اسرار وحدت توحید کے محرم ہیں - ان کا دستور ہے کہ
آواز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار - اصطلاحات میں کیا کرتے ہیں - ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور
قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہوسکتی ہے - کہ سلوک میں ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد
کا جس سے مراد صوفیوں کی اصطلاح میں یہ ہے - [1] هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِعِبَادِهٖ ؀
اور حفظ کی دو قسمیں ہیں (ایک) حِفْظُ عَهْدِ الرُّبُوْبِيَّةِ (دوسرے) حِفْظُ عَهْدِ الْعُبُوْدِيَّةِ حفظ عہد الربوبیۃ
یہ ہے - کہ جمیع کمالات کی نسبت - رب کی طرف کی جاے - اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے - کہ تمام نقصانات عبد کی طرف
منسوب کیے جائیں - [2] عَلٰى مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ پس جس وقت موحد اور باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت -
رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اس حفظ کے آثار - صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو
پکڑ لیتے ہیں - تو اُس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے - اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے
[3] هِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ وَاَوْصَافِهَا وَاَحْكَامِهَا عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَارْتِبَاطِ الْاَسْبَابِ
بِالْمُسَبَّبِ وَاَسْرَارِ انْضِبَاطِ انْتِظَامِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ -
اور بحکم [4] مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا حکمت مذکور کی مفصلہ ذیل چاروں قسموں پر بھی صوفی کو
اطلاع عطا کی جاتی ہے یہ چاروں قسمیں ترتیب وار خیر کثیر میں داخل ہیں -

---

[1] اُس مقام پر ٹھہرنا جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کے لئے محدود کر دیا ہے ۱۲ [2] جیسا کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے - اے بندے اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے
تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے - تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ [3] اجمالی حکمت کے مفہوم میں امور ذیل داخل ہیں
(۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہیں - اُنپر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے - اُسپر علم
حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے - اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا - (۴) اقتضا سے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲
[4] جس شخص کو بات کی سمجھ دی گئی - اُس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

(اول) الحکمة المنطوق بها وهی علوم الشریعة والطریقة۔

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ شریعت اور طریقت کے علوم ہیں۔

(دوسری) الحکمة المسکوت عنها وهی اسرار الحقیقة

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت اولی ہے وہ اسرار حقیقت ہیں۔ جس کو وہ لوگ علی ینبغی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ جو استدلال اور تقلید میں گرفتار ہیں۔

كما روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان مجتازا فی بعض سکك المدینة ویتبعه اصحابه رضی الله عنهم فاقسمت علیه امراة ان یدخلوا منزلها فدخلوا فراوا نارا مضطرمة واولاد المراة حولها فقالت یا رسول الله الله ارحم بعباده ام انا باولادی فقال بل الله ارحم فانه ارحم الراحمین فقالت اترانی یا رسول الله احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی الله عبیده وهو ارحم الراحمین قال الراوی فبکی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال هکذا اوحی الیّ

جیسے کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک راستہ میں چلے جا رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ آپ کو ایک عورت نے قسم دی۔ کہ میرے مکان میں آپ جملہ اصحاب تشریف لے چلیں چنانچہ وہاں گئے وہاں جا کر دیکھا۔ کہ ایک آگ مشتعل ہے۔ اور اُس عورت کی اولاد آگ کے گرد جمع ہے۔ عورت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اللہ جل شانہ اپنے بندوں پر زیادہ رحیم ہے۔ یا اپنی اولاد پر میں۔ آپنے فرمایا نہیں اللہ ہی زیادہ رحیم ہے۔ کہ وہ ارحم الراحمین ہے پھر اُس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنے کسی بچہ کو آگ میں ڈال دینا گوارا کروں گی (اگر میں گوارا نہیں کرونگی) تو اللہ جل شانہ اپنے غلاموں کو کیسے آگ میں ڈالے گا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے راوی کہتا ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا میرے پاس بھی وحی اسی مضمون کی آئی ہے۔

(تیسری) الحکمة المجهولة وهی ما خفی علینا وجه الحکمة کایلام بعض العباد وموت الاطفال والخلود فی النار فیجب الایمان بها والرضا بوقوعه واعتقاد کونه عدلا وحقا۔

حکمت مجہول وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگوں سے مخفی ہے جیسے بعض بندوں کی تکلیفات اطفال کی موت۔ اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا اس حکمت پر ایمان لانا۔ اس کے وقوع پر راضی ہونا اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکھنا واجب ہے

(چوتھی) الحکمة الجامعة وهی معرفة

حکمت جامعہ میں یہ باتیں داخل ہیں (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ۔ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات	معرفت اور اوسپر عمل کرنا۔ (۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہم کو حق دکھا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل پر علم دے اور اُس سے اجتناب روزی کر بیشک تو دعاؤن کا قبول فرمانے والا ہے

اب سنئے۔ مطلب اصلی اس تمہید کا یہ ہے۔ کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ اور چارون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت۔ صوفی مذکور[۱] حجۃ الحق علی الخلق ہوجاتا ہے۔ جو عبارت انسان کامل سے ہے۔ او خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے۔ حریۃ۔ اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے[۲] ھی الانطلاق عن رق الاغیار اور یہ تین قسم پر ہے۔ (اولاً) حریۃ عامۃ۔ یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیاً) حریۃ خاصہ۔ یہ ارادات کی قید سے آزاد ہونا ہے[۳] بفناء ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق (ثالثاً) حریۃ خاصۃ الخاصہ۔ سالک کو جو نور الانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کردینے کی آرزو۔ اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھہ دلبستگی رہتی ہے۔ اس دلبستگی سے نجات پانا۔ یہ تیسری قسم حریت کی ہے۔ اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین۔ اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو۔ تو اُس کو احرار کہتے ہین۔

الحال فی اصطلاحھم ما یرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالرق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظھور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا۔ فاذا دام صار ملکۃ فیسمی مقاماً۔	اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض الٰہی بخشش سے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی۔ آزادی۔ غم۔ خوشی۔ بسط اور قبض اور وہ شے۔ نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہوجاتی ہے۔ خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھہ قایم ہے۔ تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اصحاب ولایت کے القاب انکے مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین۔ کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے یہ گزشتہ بیان ایک وجہ ہے۔

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین علیہ الرحمۃ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھہ نامزد تھے۔ خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین خواجہ

---

[۱] خلقت کے اوپر حق کی حجت ۱۲ [۲] حریۃ۔ اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے۔ [۳] عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہوجانے سے ۱۲

شہاب الدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمعیل قفال شاشی کے بزرگ دوستون مین سے ہین شیخ ابوبکر کشفی اور کسبی علم مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ خسا و ند طہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہین۔ جن کا سلسلہ سولہ[۱۶] واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیرارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی سنوی تھے جو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے حالات تھوڑے سے ہی لکھے گئے تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین کتاب راقم جو محض نمونہ کے طور پر حامل الاختصار ہے سوائے اجمالی دو[۲] تین[۳] حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجائش رکھ سکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالۂ قلم کرتا ہون۔

آپ کی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سو چھ مین ہوئی۔ اور آپ نے عمر اسی اور نو اسی سال کی پائی چوتھے سال کے آغاز مین تعلیم کا تعلق قدس الٰہی کے جناب مین تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر قیاس کر کے مین یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اللہ جل شانہٗ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو سکے۔ آخر الامر معلوم ہوا۔ کہ یہ میرا عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہری مین تھا۔ تو مجھکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تھی ایک روز بازار مین ایک گدا نے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تھی جس مین بخیہ (ٹلّے) آویزان تھے وہ دستار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا۔ یہ پاک ہے۔ اور دیگ دھونے کے واسطے موزون ہے۔ طباخ نے گدا کو ایک پیٹ کے لائق کھانا کھلا کر سیر کیا۔ اور دستار مجکو واپس دیتا تھا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

کہتے ہین۔ آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تھا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز سلوک مین عوام کی خدمت کیا کرتا تھا۔ حمام کے اندر ایک روز مین پندرہ[۱۵] سولہ[۱۶] آدمیون کی کیسہ لی اور مالش جسم کر لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہو گئی تھی۔ اس سبب سے دل حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے۔ طریقہ خواجگان مین **قدس اللہ اسرارہم**۔ ہمت اور خاطر مقتضیات وقت کے تابع اور اسی مین مصروف ہوتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بھائی کو کوئی راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو۔ کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ

خدمت کا ثمرہ - دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہونا ہے - اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے - اور وہ جو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے - یہ محض گمان ہی گمان ہے - خدمات مذکورہ کی تفاوت کی نسبت آپ کا فرمانا تھا - کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہی بلکہ خدمات کے آثار سے تعلیم پائی ہے - کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے - ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے بیجاتے ہین - اور مجکو جو اس بارگاہ مین پہونچنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے - اِس سبب سے محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے -

مصنف رشحات نے لکھا ہے - کہ آپ کا مال - منال - دیہات - اراضی - زراعت - گلہ مویشی - اسپ اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا - چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے تہے - سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسّی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عُشر (دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین - نیز فرماتے تہے - کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین اچھی برکت اور افزونی دی ہے - کبھی ایسا ہی ہوتا ہے - کہ خرچ غلہ کی میزان جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے - اور غلہ کے کوٹھون مین ابھی بہت سا غلہ ایسا ہے - کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے

نیز فرماتے تہے - کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا - ایک روز شیخ بہاء الدین عمر کے مکان پر گیا - آپنے حسب عادت دریافت کیا - کہ شہر مین کیا خبر ہے - مینے کہا - دو خبرین ہین شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین ہمہ از وست اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین - ہمہ اوست - فرمایا - اولین بات درستی کی کسوٹی پر چڑہی ہوئی ہے - تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین - اِس طرح بیان فرمائین - کہ اگر اُن کے مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے - تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے - آپنے معنا مین دلائل کی حقیقت بہی ظاہر فرمائی - کہ اس طرح پر ہے - پہر دوسری چند دلیلین بیان کین - اُن کا بہی ایسا ہی حال تہا - یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی - کہ اولین قول کا اقرار - اور پچھلے قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے -

نیز فرماتے تہے - جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین - تو مولانا کے سلوک سے مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا - جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا ہو - بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑہایا - فرمایا - ہم سے بیعت نہ کرو - اتنے مین مولانا کی

پیشانی پر میری نظر جا پڑی - تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقتہً تنفر ہوتا ہے - یہ دیکھکر میٔنے لوازم بیعت ادا کرنے مین توقف کیا - مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا - کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے - تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا - اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کئے -

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات) نام اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے - ایک روز آیۃ کریمہ لہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کی تاویل مین آپنے (خواجہ سے) فرمایا - مراد یہ ہے - کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلق کو واحد تصور کرتا رہے - اور انواع و اقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے - اُن سے گزر جاوے - ثمّ کلاسہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے - اس توحید کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا محقق سالکون کا طریقہ ہے - اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا - جذبہ کی علامت - اور مجذوبون کی عادت ہے - ؎۵۲ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ -

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو چھانوے کو ہوا - اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی - یہ عجیب لطیفہ اور نطیف نکتہ ہے - کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تھے - یعنی اٹھی اور نو تو اسی - شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض بھی آئے - یہ جو حدیث ؎۵۳ ہے حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا - آپنے دو خلف اپنے قائم مقام چھوڑے - جو آثار سلف سے آراستہ - خلافت و ہدایت کے واسطے شائستہ - اجازت و خدائی تقرب کے لائق تھے - سب سے بڑے خواجہ محمد عبید اللہ تھے - جو خواجہ کلان - اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین - دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے - کہ فرماتے تھے - جو بڑے ہین - وہ علم و فضیلت مین بہت بڑے ہین - اور جو سجادہ نشین ہین - وہ جذبہ بحالت - اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین -

راقم رشحات لکھتے ہین - جس زمانہ مین خواجہ محمد یحییٰ ہری مین تشریف لائے تھے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - ایک دفعہ

لہ اے پیغمبر کہہ دو - کہ (وہ کتاب) اللہ ہی نے (اتاری تھی) پھر اُن کو ٹیڑے جھک مارنے دو - ؎۵۲ اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین - ؎۵۳ ایک یوم کی تپ ایک سال کا کفارہ ہوتی ہے - ۱۲۰ -

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی - مولانا محمد روحی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے - مین بھی ہمرکاب تھا - صاحب مکان (مولانا محمد روحی) نے نہایت ادب کا برتاؤ مہمان عزیز کے ساتھ کیا - اور تواضع و تعظیم سے بہت کچھ گرمجوشی ظاہر فرمائی - لیکن ہم نشینی کا تمام وقت - طرفین کی خاموشی مین گذرا - مین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا - تو ظاہر و باطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی - جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا - تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین - خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا - میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین - یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے - کیونکہ اُس وقت مجھہ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گر تھی -

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے - تفصیل کے ساتھ لکھے ہین - یہان پر مین صرف آپ کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون - احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحییٰ سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے - کہ تمہاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھ کامل نسبت ہے - کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے - تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کر لیا اور ہجری سنہ نو سو چھ کے اولین عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحییٰ سے مواخذہ اور مطالبہ کر کے جو کچھ نقد و جنس مکانات مین تھا - سب سرکار مین خالصہ کیا - اور دیہات - اراضی - اور تمام مزرعے سرکاری نوکرون کے سپرد کئے - اور اُن کا قبضہ ہو گیا - خواجہ کو انتظار رہا - کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آکر دائمی آرام مل جاویگا - مگر ایسا نہین ہوا - اِس درمیان مین خان نے حکم دیا - کہ آپ مع فرزندون - مریدون - اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین - خلاصہ یہ ہے - کہ آپ کرمینہ کے راستہ سے خراسان کو روانہ ہوکے - جب آپ تاشقند سے نکل گئے - اور محرم کی تاریخ بھی وسط سے آگے بڑھ گئی - تو خواجہ کو حیرت ہوئی - اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحییٰ کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا - اور یہان تعویق نظر آرہی ہے - نہ معلوم - اِس مین کیا حکمت ہے - اللہ اعلم[۵۱] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے - ناگاہ صحرا مین اوزبک کی ایک فوج نے آکر ظلم و زیادتی شروع کی تیغ و تبر چارون طرف سے پڑنے لگے - بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحییٰ کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا - اور خواجہ عبدالباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

---

۵۱ - اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا - تینون نسبی اور حسبی بزرگون کی نعش - خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملائیون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی - اور قبر بنادی گئی - خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے - خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے - اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو -

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن - آپ خلفاے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک - سب سے زیادہ عالم - اور سب سے زیادہ بیش رو ہین - کہتے ہین - ایک روز زمانہ طفولیت مین - آپ کے پدر بزرگوار - آپ کو - قدم بوسی کے لیے - خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے - اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا - مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے - شہد کی طرف دیکھنے لگے - اِس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا - صاحب زادہ - تمہارا کیا نام ہے - جواب دیا - شہد - خواجہ نے تبسم فرما کر کہا - چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے - صرف اتنی سی بات پر - کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے - ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے - کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے - شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے - اگر اِس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے - تو ضرور اِس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی - لاموتیہ فیہ[^۱] - خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا - اور رسمی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے مصنف رشحات نے لکھا ہے - خواجہ احرار الاولیا - سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے - اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے - ایک روز اِس اختلاط کے بارہ مین اِس درویش کے دل پر گرانی کا اثر پیدا ہوا - اور قریب انہین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا - آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے - احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے - اور لطف پیدا کر کے فرمایا -

"ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے - خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے" "دریافت کیا - بادشاہون سے ادھر ملنا کیون ہے جس شخص کے ملنے مین بہت سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہون اور بہت سے" "گرفتار مظلوم رہائی پا دین - اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین یا طالبان علم کی" "تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے - اور اُس کی حقیقت اور حالات کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے"

[^۱]: اس مین کوئی شک نہین ہے ۱۲-

کونسے طریقہ کا اختیار کرنا اولیٰ اور اہم ہے۔ جواب دیا۔ ارباب دولت سے ملنا۔ اور عاجز غریبون کی حمایت کرنا۔"

اُسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا۔ اگر آپ ظاہر مین ایسا فتویٰ دیتے ہین۔ تو اس حکم کے عامل کی نسبت"
باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیئے"۔

حضرت مولانا نے درویش کے مرکوز خاطر پر اطلاع پاکر صدر الذکر سرگزشت بیان فرمائی۔ اور یہ اشتباہ گرانی دل سے دور کردی۔

دیگر مولانا قاسم آپ کو سایہ احرار الاولیا کہا کرتے تھے۔ چونکہ پیر کی پیروی مین اور **فنافی الشیخ** ہونے مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تھی۔ اسواسطے آپ کی ذات مین مثل سایہ خودداری تھی ہی نہین سلوک کے مقابلہ مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تھا۔ جناب حقائق پناہی۔ خواجہ احرار الاولیا کے جملہ اصحاب مین سے مولانا قاسم کی برابر کسی کے بھی معتقد نہ تھے۔ اور آپ کی تعریف خلا اور ملا مین بہت کچھ فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ چھٹی ذی حجہ ہجری سنہ آٹھ سو اکیانوین کو۔ غروب آفتاب کے وقت۔ آپ کے عنصری برج کا آفتاب وصال کے افق مین غروب ہوگیا۔ لفظ **فیاض** تاریخ رحلت ہے۔

دیگر میر عبد الاول۔ آپ نیشاپور سے آکر ماوراءالنہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور خواجہ کی ملازمت مین رہکر رابطہ اور طریقت اِن دونون کو استوار کیا تھا۔ مولانا حسین واعظ کاشفی تخلص۔ جن ایام مین کہ درسی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کررہے تھے۔ میر کے ساتھ ہم سبق اور ہم حجرہ تھے۔ مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخر الدین علی صفی۔ لکھتے ہین۔ کہ آپ سابقہ پدری شناسائی کا خیال کرکے میرے ساتھ کمال توجہ فرمایا کرتے تھے۔ نیز مولانا فخر الدین۔ میر سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے۔ جبمین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ تو مینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف کئے۔ اس مدت مین خواجہ بظاہر مطلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے۔ بلکہ دُکھہ درد جو صادق دردمندون کا حصہ ہے۔ مین برداشت کیا کرتا تھا۔ اور صبر۔ تحمل۔ اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکھتا تھا۔ جب برداشت کی طاقت نہین رہی۔ تو ایک روز حجرہ مین پاؤن پھیلاکر جا پڑا۔ سر اور منہ لنگی کے اندر ڈھک لیا۔ اپنے تئین لعنت ملامت کرنے لگا۔ اور ناصحانہ اپنے تئین تسلی دیکر کہا۔ عبد الاول۔ اس دنیا کے اندر بہتیرے آدمی ایسے ہین۔ جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین۔ تو بھی انہین مین شامل ہوجا۔ جفا اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تھی وہ تو کام مین لاچکا۔ مگر کوئی کشود کار نہین

ہوئی - اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے - ایک لحظہ نہین گذرا تھا - کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تھا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہوکر بدستور پڑا رہا - اتنے مین یکایک پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی - عبد الاول آرام کے ساتھ سوؤ - تمہارے تمام کام کامل طور پر درست ہو گئے ہین - یہ سنکر مین مضطربانہ اٹھہ کھڑا ہوا - کیا دیکھتا ہون حضرت خواجہ حجرہ سے باہر تشریف لیئے جاتے ہین - مین محروم عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا - اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ نصیب ہوا - یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پانچ آگیا - اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ فرمایا ہے - عالم شہادت سے کوچ - سفر وجود کی آخرین منزل - اور وحدت کے لامکان کا اولین مقام ہے - اور یہی اصلی وطن ہے - اسی کی طرف جانا ہوتا ہے -

دیگر مولانا جعفر - آپ عالم - عامل - عارف - عاشق - اور کامل تھے - بیخودی اور محویت - افاقہ وہوش پر - اور خاموشی - گویائی پر غالب تھی - ایک روز آپ کہتے تھے مین شروع شروع مین - رسمی علم کی تحصیل سے افسردہ خاطر تھا - اور طریقہ فقرا کی طرف - طبیعت کی کشش تھی - ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت حاصل ہوئی - مینے دریافت کیا - کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے - فرمایا - جب اپنے تئین فنا کردیوے - جب مین خواب سے جاگا - تو دل پر کمال اثر تھا - علی الصباح حجرہ سے نکلکر - آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا - جب قدم بوسی حاصل کی - تو فرمایا مولانا جعفر - بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے - جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کردیوے - اور آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑہی - بیت -

چون تو بنبودی کہ بود - جملہ خدا بود وبس		چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹھہ سو ترانوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے - اُس وقت تک طریقت کے سلوک مین آپنے کوئی دقیقہ نامرعی نہین چھوڑا - بالآخر فقر وفنا کے عنصری خرقہ کو خلد اور بقا کی خلعت سے تبدیل کر کے عالم علوی کو رحلت فرما گئے -

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ عالم متبحر تھے - آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال کو پہونچائی تھی - لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادرزاد عالم کہا کرتے تھے - ایک مولانا زادہ مولانا عثمان - دوسرے برہان الفضلا ختلانی - کہتے ہین - آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے رہے - اور آپ کو ایک لحظہ بہی جدائی کی طاقت نہین تہی - ہجری سنہ آٹھہ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

آہستہ روز بیشتر - آپ کے آخرین سفر کا سامان ہو گیا تھا -

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی - آپ مولانا برہان الملۃ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین - علوم شریعت
اور طریقت کے گویا آپ مالک تھے - اور بسط و بشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تھین
آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا - آپ کہا کرتے تھے - خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین
میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے - کہ مینے اپنے وطن مین ایک ذات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیئت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا - فوراً دل وجان
سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہو گیا - چند روز جب مین نے ایزدی مشیت کے بموجب حضرت خواجہ کی
ملازمت حاصل کی - تو ایک روز فرمایا - جو سعادت مند لوگ ہین - وہ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم السلام
کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین - اثنائے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی
جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا - جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا
اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا - اور خواجہ کی دوام حضوری کی بدولت علمی صورتون کے کمال کو پہونچا

دیگر مولانا شیخ - تزکیہ - تہذیب - تصفیہ - اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین پیر
بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام کا بہت کچھ تعلق آپ کی رائے پر منحصر تھا - ایک روز سلسلہ احراریہ
کے بہت سے با اعتقاد مرید - خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تھے - اور باہم راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - شدہ شدہ
سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا - چنانچہ ہر ایک مرید
اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا - مولانا شیخ - اِس جلسہ مین خاموش - اور سب کی باتین سننے
مین سراپا گوش تھے - جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی - تو آپنے فرمایا - کہ
آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا ماجرا بیان کرتے ہین - لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے
ایک حرف بھی زبان پر نہین لائے - جملہ حاضرین نے کہا - ہم لوگون کے کان - اس قسم کا کلام - مولانا کی فصیح البیان
زبان سے ہی سننا چاہتے ہین - مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر مجھ پر ثمرات
کوشش کا ظہور ہونے لگا - اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر و خوبی اپنا رنگ جمانے لگی - تو خواجہ نے مجکو
زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور
آنے کا باعث ہوئی - اس سبب سے مینے موقع تلاش کر کے - خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا - اور جیلہ

ہی تھا۔ کہ اپنی پریشانی اوقات کا حال کچھ عرض کرون۔ کہ حضور نے بنورِ ضمیر پر علم پاک ارشاد فرمایا۔ کہ اِس خانوادہ کے کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی خلوت در انجمن ہے۔ اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکھنا۔ کیونکہ غیرت دار صحب اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے۔ اور ظاہر کاموں میں مشغول ہونے کے سوا۔ اخفائے طریقہ کے واسطے کوئی اور برقع نہین ہے۔ میرے جی چاہا۔ کہ یہ عرض کرون۔ ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ نہین ہے۔ فرمایا۔ مردانہ قدم رکھو۔ حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے۔ اِس اثنا میں حضور نے میری کمزوری اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی۔ ایسی توجہ ڈالی۔ کہ جو شئے عمر آبر تکلف کے ساتھ گاہے ماہے میسر ہوتی تھی۔ وہ باطن پر حملہ کر کے آئی۔ اور ہمیشہ بنی رہی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ شئے کسی امکانی ضروری حالت میں بھی دل سے زائل نہین ہوئی۔

دیگر مولانا ابو سعید اوبہی۔ آپنے اولیاء اللہ کی طرح۔ علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتھ عقد کیا تھا۔ اور اِس سبب سے آپ بہت سے ثوابون کے اُمیدوار تھے۔ پینتیس سال کی عمر میں خواجہ احرار الاولیا کے حضور میں آمد و شد رکھتے تھے۔ کہتے تھے۔ حضور کی باعظمت خدمت میں تعلق پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں مرزا الغ بیگ کے مدرسہ میں رسمی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تھا۔ یکایک بلا سبب ظاہر۔ رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی۔ مینے بے اختیار ہو کر مدرسہ چھوڑنے کا عزم کر لیا۔ اتنے میں ایک آشنا ملا۔ مینے پوچھا۔ کہان سے آتے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ شیخ الیاس عشقی کی خدمت سے آتا ہون۔ جو کوہ نور میں رہتے ہین۔ مین اُسی وقت کوہ نور کی طرف سیدھا ہو لیا۔ راستہ مین خواجہ احرار الاولیا کے مدرسہ پر سے گذر ہوا۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ حضور سواری سے اُتر کر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے میرے دل مین آیا۔ کہ اِن بزرگوار کی ملازمت حاصل کر کے کوہ نور کو چلنا چاہیئے۔ جب مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑہی بیت

در کوہ چہ میروی بمن باش	امروز معاذ در جبل نیست

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت پر حیرت ہوئی۔ اپنے دل مین کہا۔ اگر اِس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال خیال فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بھی پڑہینگے۔ ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بھی نہین تھی۔ کہ خواجہ کی زبان مبارک پر میرا نام آیا۔ باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تھا۔ اور فرمایا۔ تمنے یہ بیت جو سنی شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے۔ اور پھر پڑہی۔ پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے۔

دیگر مولانا سلطان آپ خواجہ احرار الاولیا کے خاص خلیفہ ہین - اور عالم متبحر تہے - اہل ظاہر کے علوم اور اہل باطن کی بصیرت پر آپ کو کمال عبور حاصل تہا - خواجہ احرار الاولیا کی اجازت سے سفر حجاز کا ارادہ فرمایا - اور حرمین شریفین **زادھما اللہ تکریما** کے طواف سے آپ مشرف ہوکر پہر اپنے مرشد کی خدمت مین لوٹ آئے - اور فیض حاصل کیا کرتے تہے - ایک روز پیر کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تہا - اس واسطے - مینے یہ چاہا - کہ توجہ - یا مراقبہ کے ذریعہ سے جمعیت خاطر حاصل کرکے پیر کے حضور مین حاضر ہون - مگر جمعیت میسر نہین ہوئی - بالآخر نفی واثبات کے ذریعہ کسی قدر حضوری بہم پہونچائی - اُس کو محفوظ کرکے حاضر ملازمت ہوا تہوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا - سلطان کبہی نفی واثبات کا طریقہ بہی عمل مین لایا کرتے ہو - مینے عرض کیا جی ہان - فرمایا اسی وقت ایک نسبت پیدا ہوئی - جو نفی واثبات کا نتیجہ ہے - اور پہر فرمایا - کہ اگرچہ حضور **مع اللہ** ایک ہی شے ہے لیکن جو نسبتین توجہ یا مراقبہ - یا نفی واثبات کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہین - اُن کا ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے البتہ اس فرق کا پہچاننا اُن بزرگون کا کام ہے - جو علم لدنی کے عالم ہوتے ہین -

دیگر مولانا محمد قاضی قدس روحہ - آپ علوم شریعت کے عالم - اور سلوک طریقت کے واقف تہے چونکہ آپ کی طبیعت بلند - فہم ارجمند - عقیدت دل پسند - اور دل خورسند تہا - اسواسطے معرفت اور حقیقت بیان کرنے کے وقت - خواجہ احرار الاولیا کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تہے - گو مستعد عالمون کی جماعت کی جماعت اُس محفل مین حاضر ہوا کرتی تہی - آپنے ایک کتاب سلسلۃ العارفین نام تالیف فرمائی ہے جس مین خواجہ احرار کے اوصاف حمیدہ - عادات پسندیدہ - فضیلتین اور خصوصیتین جمع کی ہین خواجہ احرار الاولیا کی عقیدت اور محبت کے بحال مین آپ کس طرح سے پہنسے تہے - پہر سرگذشت بہی تفصیل کے ساتہ اس کتاب مین لکہی ہے - اور مصنف رشحات نے بہی یہین سے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے - اب اس بیان کے تکرار کی ضرورت معلوم نہین ہوتی سلسلہ احراریہ کے بعض اصحاب حقیقت سے منقول ہے کہ - کمان گردن کے موضع مین جس روز خواجہ احرار الاولیا نے آخرین سفر فرمایا ہے اُس روز عموماً اور خصوصاً فرزندون کی اور نیز دیگر لوگون کی جماعت کی جماعت سرہانے حاضر تہی - اُس وقت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حاضرین مین سے جس شخص کے مناسب مزاج فقر یا غنا جو کچہ بہی ہو - اُس کو چاہئیے - کہ آج مجہسے مانگ لیوے - منجملہ حاضرین کے - اولاً مولانا محمد قاضی سے بہی پوچہا - تم کو کیا پسند ہے - عرض کیا - جو کچہ حضور کو پسند ہے - جواب ملا - میری پسند تو فقر ہے - مولانا نے کہا بشری لنا - اس کے بعد خواجہ نے ایک کامعالہ کو حکم دیا - کہ چار ہزار تنکہ (سکہ رائج الوقت) زر شاہرخی مولانا محمد قاضی کو دیدو - جنہون نے فقر اختیار کیا ہے - تاکہ مولانا اس رقم سے اُن درویشون کی معاش کا انتظام کر دیوین

جو آپ کے پاس رہتے ہین - مولانا نے بنا بر تعمیل حکم - اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام مین خرچ کیا -

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کاربردازون مین سے ہین جب سلوک کا آغاز ہوا - تو قبول و اقبال کا خلعت تاشقند مین ملا - آپ کہتے تھے جس زمانہ مین پیر بزرگوار نے خراسان سے اپنے وطن مالوف مین آکر زراعت کا کام شروع کیا تھا - اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی - کہ مین حاضر ملازمت ہوا - خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھ عنایت اور التفات فرماتے تھے - اُن ایام مین طالبان علم نے جو ہوس مین ڈوبے ہوئے تھے - یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا - کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہین - لہذا علوم حاصل کرنا چاہیئے - اور اُن کی ترغیب سے مین سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا - مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہین ہوا تھا - پہلی ہی منزل مین ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا - ایک قدم بھی آگے چلنے کی طاقت میرے پانون مین نہین رہی - بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتھ عافیت نے بھی بازگشت کی - مین تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تھا اُسی قدر ضعف مجھسے دور بھاگتا جاتا تھا - **القصہ** اپنے معمولی حجرہ مین جب پہونچا ہون تو کمال تندرستی کی حالت مین تھا - نہایت انفعال کے ساتھ قدم بوس ہوا - پیر نے اول اول تو غضہ ہوکر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے اور اظہار عتاب کیا - مگر آخر کار - مرحمت اور عاطفت کے سایہ مین دونون جہان کے رنج و غم سے مجکو نجات بخشی -

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی - معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تھی اور آپ سراپا شائستہ خدمت - اور پسندیدہ کار تھے - رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[1] کے گروہ کے ساتھ آپ کو نسبت تھی - شہر تاشقند کے لنگر کا کہانا - اور نیز یہان کے مخلصون اور متعلقون کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا انصرام - آپ کے سپرد تھا - آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تھے - آخرین دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا -

دیگر مولانا نورالدین تاشقندی - آپ آغاز شباب سے - بلکہ خردسالی سے ہی - خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل مین رکہا کرتے تھے **شعر**

فصادف قلبی خالیا فتمکنا		اتانی ھویھا قبل ان اعرف الھوی[2]

[1] ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲ -

[2] میرے پاس اُسکی محبت آئی قبل اسکے کہ مینا محبت کو پہچانون ، اور چونکہ میرا قلب خالی تھا - اُس مین گہس گئی - اور قیام اختیار کر لیا ۱۲

بالکل آپ کے حسب حال ہے - وبا کے اولین سال مین کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تھا - نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تھی - خواجہ احرار الاولیا کے بائین پہلو پر برآمد ہوا - مولانا نورالدین نے اس دانہ کو اپنے اوپر لے لیا - اور اپنے تئین خواجہ پر فدا کیا - اُسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا - اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی - تین روز بعد مولانا کوچ فرما گئے -

دیگر مولانا زادہ اترار ی نامی - آپ کا نام محمد عبداللہ ہے - آپ بیان کرتے تھے - بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دیگر لوگون کی طرح مجھکو تلقین نہین فرماتے ہین - میری نیت پر خواجہ کو اشراف (علم) حاصل ہوگیا - تو فرمایا - ذکر کا سبق دوسرون کے مناسب ہے - اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت مین اور نہایت بلندی پر ہے - تم تعلیم ذکر کے محتاج نہین ہو - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپنے خواجہ کی خدمت مین ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کر کے سفر حجاز کی اجازت لی - اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی زیارت کر کے سعادت دارین پائی - وہان سے آپ صوبہ شام مین تشریف لائے - اور ان اطراف کی سیر کر کے - شہر دمشق مین اقامت فرمائی - اس ملک مین آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک لی عمدہ رجوعات رکھتے تھے - اور آپ اسی شہر مین عالم علوی کو رخصت ہوئے -

دیگر مولانا ناصرالدین اترار ی - آپ مولانا زادہ کے چھوٹے بھائی ہین - ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تھا - اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعین سمرقند والون کی آنکھون مین پہونچی نہین تھین - کہ خواجہ کی عجیب وغریب خبرین اور کرامتین سنکر مین کمال اشتیاق دل کے ساتھ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا - باوجودیکہ وطن مین ایک حسین منظر کے ساتھ میری آنکھ لڑی ہوئی تھی - اور دل تعلق عشق رکھتا تھا - مگر اسپر بھی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا - ان ایام مین خواجہ احرار الاولیا باغستان مین تھے - جو تاشقند کا پہاڑ ہے - چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق ومحبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے - ادہر جوان محبت کے شورش وولولہ اور ادہر کے پہاڑ کی شادابی - ان باتون نے دل کو پریشان کردیا - مینے چاہا - کہ رخصت مانگون - مگر میسر نہین آئی - نہایت تنگ دل ہوا - ایک روز خواجہ کے ہمرکاب باوصفیکہ دل ٹھکانے نہ تھا - ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا - وہان پر ہم سب ایک کھیت مین پہونچے - جہان لالہ زار کھلا ہوا تھا - حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پھول توڑ کر میرے ہاتھ مین دیا - اور جو باتین میرے دل مین مخفی تھین - تمام دکمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرما دین - مین مذکورہ بالا نہانی راز سنکر سر سے پاؤن تک عرق خجالت مین غرق ہوگیا - اسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی - کہ اسی طرفۃ العین مین جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا - اور یہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت مین حاضر رہ کر دینوی اور اخروی سعادت حاصل کی -

غوثؔ جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد - معرفت - مقامات - اور کرامات کے حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھہ لکھ چکے ہین - تو پھر اجمالی قلم سے تھارا دوبارہ لکھنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجھہ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکھنے سے مقصود ان اصحاب کے ماجرا کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے بیت

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست	جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے - دیکھکر سیراب ہون - للہ الحمد دائما -

یاد مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہر فرغیبانی کی نسل سے ہین - اور ہر شیبانی زمانہ جاہلیت مین فرمان رواے وقت تھے - اور امیرالمومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتھہ پر اسلام اور اعتقاد لائے تھے - بنی شیبان - بہت سے قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا پردادا - جو متقی اور عالم جو تھے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹھہ سو اٹھارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت کی تائید کرتا ہے - قصیدہ -

سنم چو گوئے بمیدان فسحت مہ و سال	بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال
ز اوج قلہ پرواز گاہ لاہوتی	بدین حضیض ہوا ست کردہ ام پر و بال
میان ہشصد و ہژدہ ز ہجرت نبوی	کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال
چو ہشصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز	تمام عزم درین تنگناے وہم وخیال

جام مین ایک مقام ہے زندہ فیل شیخ احمد - یہان کی زمین آپ کی زاد بوم ہے -

آپکے حالات لکھنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایکروز آپ کی خدمت مین آپکے اُستادون کی تحقیق کا ذکر تھا - تو آپنے فرمایا -

"جب تک مجکو عقل و ہوش نہین آیا تھا۔ تب تک اپنے وطن مین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکھتا رہا۔ پھر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرسون سے تحصیل علم کی۔ جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نپایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کھول سکون۔ تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹھیرا جسمین مولانا زین الدین تائبادی۔ اور مولانا سعد الدین انصاری رہتے تھے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم۔ اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمۡنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلۡمًا[۱] کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین۔ تاہم فنون عربیہ کی کتابین تھوڑے عرصہ مین مولانا جنید کے درس سے نکال لین۔ جو فن معانی مین اُستاد وقت تھے۔ نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کے درس سے چالیس روز مین فارغ ہو کر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کر لئے۔ نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے۔ اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تھوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہو گیا تھا۔

کہتے ہین۔ اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر۔ مولانا بایزید پورانی۔ مولانا محمد اسد۔ اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تھے۔ جن کی صحبت سے فقر و درویشی۔ اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تھی۔ ان اصحاب کی مصاحبت سے بھی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تھا۔ لیکن آغاز زباندانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا۔ البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ جیسے جیسے دلربا مظاہر کا جمال دیکھنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بھی۔ تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تھا۔ یعنی آپ شعر۔ علم۔ خوش باشی۔ اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دو وجہ سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ بہائیہ سلسلہ مین تلقین کی رسم اور اخفاء طریقہ ہے دوسرے یہ۔ کہ مبدء فیاض سے انوار قدسی کا فیضان۔ ابتدائے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تھا۔ تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکھ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے۔ غالبًا عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تھی۔

---

[۱] اور ہمنے اپنی طرف سے اسکو ایک (خاص) علم سکھایا تھا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اِس مدعا کی تائید ہوتی ہے - کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے - مین ایک انسانی مظہر کے جمال پر عاشق تھا - ایک دفعہ وضو کرنے مین اپنا ہاتھ مینے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا - فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کی طرف رجوع کیا اور دل مین یہ خیال آیا - کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوة علیہ السلام کی جیسی ہی - کہ ایک وقت آپنے فرمایا تھا **ہذہ ید اللہ** اور شار الیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالت اِس پردہ مین درویش پر ظہور کرتی ہے **القصہ** چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا - خدا شناسون کی سنت ہے - لہذا باوجود صدر الذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر قطب طریقت اور غوث حقیقت مولانا سعد الدین کاشغری کی خدمت مین - دلی خواہش سے حاضر ہوا - جو نقشبندیہ خانوادہ مین اُس وقت مسند ہدایت پر صدر نشین تھے - اور علی الاعلان مراسم بیعت ادا کئے -

مصنف تکملہ مولانا عبد الغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس طرح پر لکھتے ہین - ایک رات مجازی معشوق کی جدائی مین آپ کے اوپر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا - یہان تک - کہ ہوش - خرد - صبر - آرام - معرفت - ادراک - اور تمیز - بلکہ انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس سکانات تاخت و تاراج ہوگئے - ناگاہ غنودگی کی صورت مین بیہوشی پیدا ہوئی - اور بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا - عالم مثال مین کیا دیکھتے ہین - کہ مولانا سعد الملة والدین کے جمال باکمال سے آنکھین روشن ہین - اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار کی طرف کر جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے

بیت

زد سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر	کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل صحیح ہے - جب باری تعالیٰ کی پاک ذات چاہتی ہے - کہ کسی مظہر کو اُس کے مبدء کی طرف کھینچ لیوے - تو صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اُٹھا دیتی ہے - اور جو کمال اس کے حصہ کا ہوتا ہے - اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے - جب آپنے سلوک اختیار کیا - اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی اور ایک عمر گوشہ نشینی مین بسر کی - تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا - کہ کیا گفتار - کیا رفتار - اور کیا کردار - یہ جملہ امور جو طبیعت کو مانوس تھے - ایکدم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہوکر نکل گئے تھے - اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے - جب ابتدائے سلوک مین انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا - اُس وقت بار بار فرمایا کرتے تھے - کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہین کرنا چاہیئے - اِس سے بہتر کوئی کرامت نہین ہے - کہ کسی صاحب تاثیر کی صحبت مین کسی سعادت مند کو کوئی اثر اور کوئی وجہ حاصل ہو - اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے رہائی پالیوے

رباعی

یارے کہ بدیدار وے از دست شوی — آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
گر مے نخوری ز جام وصلش یارے — از شیوہ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ ہیچ اگر نیست این نہ بس کہ ترا — دمے ز وسوسہ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہین کے روشن نام پر مرصع کی ہے۔ اس مین لکھتے ہین۔ ؎

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام — بود شخص معین عالمش نام
بود انسان وران شخص معین — چو عین باصرہ بشناس روشن
وزان عین آن کہ چون انسان عین ست — جہان مردمی سلطان حسین ست

اس بے نظیر تعریف کے بارہ مین راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے ہرچند اکثر علم والون نے اپنے اپنے فرمان روا کی مدح مین ترکی اور تازی سخن آفرینی فرمائی ہے لیکن آجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی بافضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوۃ۔ اور لمعات شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھ تکلم جمع نہین ہوتا ہے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک صفحہ کبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر بھی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور قلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ نثر۔ فارسی مین شواہد النبوۃ۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر سوا رسالے بعض مین چند رسالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوۃ کے ترجمہ مین ہین۔ بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض معما۔ عروض

انشا کے علم مین چھین سیترہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح مین ہین ۔ نظم کلام آپ کا وہ نامہ ہے جس مین سات تو مثنوی ہین ہفت اورنگ نام ہے ۔ اور تین دیوان غزل اور قصائد ہین ۔ جملہ تینتالیس کتابین مشہور ہین ۔ اِن کے سوا آپ کے قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیے ۔ تعلیقات ۔ رقعات ۔ اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہین ۔

کہتے ہین ۔ جب آپ کی عمر عزیز کا شمار عدد کاس کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہوین محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانوین کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا ۔ آپ بزم وصال مین پہونچ گئے ۔ اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا ۔ اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ [۱] کا نقل تناول کیا ۔ یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش ۔ اور نماز کی کیفیت ۔ اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ مین اور امیر علیشیر کے رسالہ تذکیہ مین لکھا ہوا ہے ۔ شوقین صاحب چاہین ۔ تو اُسکو مطالعہ کر کے صدر الذکر حالات پر مطلع ہو سکتے ہین ۔

صاحب تکملہ لکھتے ہین ۔ کہ آخر زمانہ مین جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل آپ کو رہا تھا ۔ فرماتے تھے ۔ کہ دل کی عظیم کشش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے ۔ کہ خارج مین اُسکے وجود کا گمان بھی نہین ہوتا ہے ۔ اور تصنیف کے وقت مین باطنی شورش ۔ اور حرارت کے آثار ۔ آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے ۔ اور اس مین مبالغہ کرتے تھے ۔ یہان تک طول کو نوبت پہونچ جاتی تھی ۔ کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے ۔ اور آپ اُس حال سے باز نہین آتے تھے ۔ بالآخر جب پانون مین درد ہونے لگتا تھا ۔ تو ضرورتاً بیٹھ جاتے تھے ۔ حال آنکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ مین آپ کو تردد تھا ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تئین چھوڑ سے نہین ۔ اور جو حال اُس کو حاصل ہے ۔ اُس حال سے خالی نہ ہو ۔ تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے ۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے ۔ بیشک اولاً چراغ جلانا چاہیئے ۔ پھر بعد مین مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے ۔ اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزوون کی آندھی سے ریاضت کے فانوس مین محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے ۔ اور دلون کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے ۔ وہ معانی اور امور ۔ اعتباری نظر مین ظاہر ہو جاوین ۔

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے ۔ کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہین ۔ جب مولانا جامی کی خاطر مین خلش

[۱] ہم تو اللہ ہی کے ہین (اہم کو جس حال مین چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہین ۱۲ ۔

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کے ادا سے عبارت قاصر ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی لطیف طبیعت اس غلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشا پر غور کرتے تھے۔ مخاطب کی نور فراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے اور نیز توجہات کے ذریعہ سے وہ غذا اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگون کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہو جایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابین جو گزشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تھین۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والون کی فہم فکر مین نہین آتے تھے اُن کتابون کے مقاصد کو آپنے اپنے فارسی رسالون مین اس طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابون کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہوگئی ہین۔ اب تمام اشخاص متقدمین کی اُن کتابون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری مین مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابوسعید مرزا کے ہاتھ مین دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین مین اُٹھ آئے۔ جہان پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہین قیام فرمایا۔ چند روز بعد یہین آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنا لیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپکے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ مین جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشون کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) مین بوالہوسون کے ہجوم کی گنجایش نہین ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کرکے اسی پر اکتفا کرتا ہون ایک روز سنظر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اِس بیت پر نوبت پہونچی بیت۔

مثال قطرہ باران سرشکِ من ہمہ دُر شد
چنین اثر دہد آری طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے سب نے جن مین صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کرکے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا ”سرشک من ہمہ دُر شد“ بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو بجائے ”ہمہ دُر شد“ کے ”دریا شد“ کہو۔ چون کہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہین تھا اسواسطے اعتراض سے باز رہکر خاموش تھا معترضین نے کہا۔ آپ کیون کلام نہین کرتے ہین مینے عرض کیا۔ تقریر اعتراض درست نہین ہے

امیر حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے۔ حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے توچھوڑ دی۔ بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے۔ اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے۔ مینے التماس کیا جب حال اس طرح سے ہوگا۔ تو گفت وگو کا راستہ بند ہو جاویگا۔ البتہ اگر بیغرضی سے گفت وگو کی جاویگی۔ تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا۔ جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا۔ فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی۔ جو شخص فرستادہ تھا۔ وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا۔ جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تھا۔

مصرع "سخن درست وتعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگاکر خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہوکر لکھتے ہین۔ جس روز سے سوال وجواب کی آمد ورفت تحریر وتقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے۔ آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا۔

اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے۔ کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے۔

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین۔ اُن کا نمونہ یہ ہے رباعی

زان دم کہ ترا وافتاد سفر ست	تا بو کہ کنم گہے بخاطر گذر ست
گر مرغ پرد سوے تو یا باد وزد	خواہم کہ وہم بسا مہ درد ست

جب مینے قلم اُٹھایا اور غور وفکر سے کام لیا۔ تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جوان چند روزون مین بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اِس کے عذر کے سوا۔ کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی۔ نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی۔ اگرچہ یہ بھی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے۔ بیت

گر بنالم پیش تو آن نالہ دردسر بود	ور بجو اہم عذر این ذر دسر دیگر بود

لمحتی احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پر تھا۔ جب آپ نماز عشا پڑھ لیتے تھے۔ تو ایک گھنٹہ بھر مجلس ہوا کرتی تھی۔ جس مین حقائق کا بیان ہوتا تھا۔ اس کے بعد اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور پھر خلوت کے اندر ایک گھنٹہ بھر

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے
تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے - ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا - لیکن اخیر مین رات
کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا - اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا - اور فرماتے تھے
سحر کے شغل کی برکت تمام دن بہرہتی ہے - پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے - اور جب فرض پڑھ چکتے تھے
تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے - یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا
کر کے - تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہو جاتے تھے - اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح
خاطر کی لئے تھوڑی دیر کو متوجہ ہو جاتے تھے - اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا - کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر
بیٹھتے تھے **تعظیماً للحق وللخلقہ** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی - اور بیشتر
زمین پر بیٹھتے تھے - کبھی قبا کو جسم پر سے اُتار کر پانون کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ فقیرون
کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ بھی ہوتا ہے - اور پہننے کا لباس بھی ہوتا ہے - لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے
تھے جیسا بھی مل جاتا تھا - اُس کو اچھا جانتے تھے - کبھی قبا ہوتی تھی - اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے - کہ اس
ذات شریف کی جمیع حرکات، و سکنات کمال خوشنما اور پسندیدہ تھین - کلام کی لطافت - آپ کی فصیح البیان
زبان کا خاصہ - شورش انگیزی آپ کے سخن کا خمیر اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تھی - جو کوئی شخص شریف
یا غیر شریف - آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا - آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے - آنے
والہ کو جو کچھ تکدر یا غم ہوتا تھا - وہ رفع ہو جاتا تھا - اُس کے بدلہ مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا - اور پاس بیٹھنے
مین از روے مروت اپنے اوپر جبر یہان تک گوارا کرتے تھے - کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا - خود نہین اُٹھتے
تھے - چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض امراض بھی پیدا ہو گیے تھے - مجلسون مین اس بات کی تلاش رہتی تھی -
کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے - اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش
آوے - کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے - اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا
آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل داخل نہین ہوتا تھا - جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے - اگر کسی شخص کی نسبت
یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی دنیادی مال کا حاجت مند ہے - تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے - لوگون کے
اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تھی - دنیادی چیزین اصل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ
جاتی تھین - خیر کے کامون اور خیر کی جگہ مین صرف کیا کرتے تھے - شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کرا کر پورا کیا - خیابان

مین مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا - اور اُنہین اتمام کو پہونچایا - اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس کو مکمل کیا - اکثر ملکین مدرسہ خیابان کے نام سے وقف کین - جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین -

صاحب تکملہ نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین - اور آپکی دلکش باتون مین سے چند باتین نقل کی ہین - اور وہ یہ ہین -

کوئی شخص ایسا نہین ہے - جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھہ ہونا - ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے - اگر کسی دولتمند شخص کو یہ سعادت حاصل ہو - کہ حضور قلب دائم رہے - اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ ہو جاوے - تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین - اور خواجگان ماوراالنہر کے عرف مین اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور "یادکرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے - کہ پراگندہ گی خاطر پیدا نہ ہونے پاوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے - وفقنا اللہ بما یحب ویرضاہ[۱]

واضح ہو - کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل - یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے -

دوم - یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا - تو انسان اپنے تئین باقی رکھہ سکتا - اور فانی ہونے دیتا -

سوم - یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے -

چہارم - یہ کہ جو کچھہ عدم سے وجود مین آتا ہے - اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین جو بالذات موجود ہو - اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو -

علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے - بلکہ مشاہدہ کرتا ہے - کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین - جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہاے الٰہی مین سے ہے - نیز عقلی قوتین - اور ظاہری و باطنی حسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین - نعمت وجود

[۱] - اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے - جو اُس کو محبوب ہو - اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع - اور اُس کے علاوہ ہین - اِس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم **الانسان عبید الاحسان** اپنے مبدء کی طرف طبعًا جذب ہوتا ہے - اور یہ جذب کی ابتدا ہے - بعدہ اگر انسان خیال کرے کہ نفع یا ضرر جو کچھہ واقع ہوتا ہے - بحکم **لا فاعل فی الوجود الا اللّٰہ** تمام صانع کی ہی طرف منسوب ہوتا ہے - **تعالیٰ شانہ** اور ہمیشہ اس خیال مین رہے - تو اُس کا انجذاب وقتًا فوقتًا بڑہتا - اور لحظہ بہ لحظہ قوی ہوتا جاتا ہے - اور ممکنات کے ساتہہ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے - پہر پورا انقطاع ہو جاتا ہے -

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی - دوسری یہ - کہ انسان جب خیال کرتا ہے - کہ وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بے لذت نہین ہو سکتا ہے - اور لذت میلان خاطر کے تابع ہوتی ہے - اور میلان جس کی طرف ہو - وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے - کیونکہ ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا - تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا - اور ادہر انسان یہ بہی خیال کرتا ہے - کہ کامل مطلق لم یزل اور لا یزال ذو الجلال والافضال کی ذات اقدس ہے - کیونکہ حسن و جمال اور احسان و کمال جو کچھہ ہے - یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے - اور جو حسن و جمال اور احسان و کمال ممکنات مین پایا جاتا ہے - یہ فی الحقیقۃ حضرت ذو الجلال کے حسن و جمال اور احسان و کمال کا پرتو ہے **جل و علا** - اور ممکنات کے پاس مستعار ہے - کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے معدوم ہے - اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہو سکتا اور ممکن مین جو کچھہ نظر آتا ہے یہ مستقر نہین ہے - اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال مین ہے - جب انسان کا علم ان مقدمات پر حاوی ہوگا - تو شک نہین ہے - کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑ جائے گا - کیونکہ محبت پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللّٰہ **جل شانہ** کو ہی حاصل ہین - اور جب انسان حق کے کمال و بقا کا - اور خلق کے نقصان و فنا کا خیال مداومت کے ساتہہ کرے گا - اور کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللّٰہ** کا (ترجمہ - مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا - تو حضرت حق سبحانہ کی طرف اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بے تعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی - کہ ممکنات سے

تعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھہ غیر خدا ہے۔ سب کو بھول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑھا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہو گیا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ [1] یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اِس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام اِس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین علیہ الرحمۃ والرضوان آیا۔ اور کہا۔ مین ہرچند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک اللہ پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتھہ ہوینگی۔ اور خلق کے ساتھہ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ متبرکہ کو اِس بارہ مین دخل زیادہ ہے اِس لئے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ اللہ جل شانہ کے ساتھہ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان اللہ جل شانہ کے ساتھہ ایمان رکھتا ہو۔ مثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اصلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخییل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین بھی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر صرف اس تصور ہی مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

[1] یہ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے - انہیں میں شیخ کبیر محی الدین عربی ہیں قدس سرہ العزیز اور ذکر کرنے میں اکثر مشائخ کا طریق - تکلم بالجہر ہے - اور بعض - ذکر خفی ہے - اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً ط[1]

یاد مولانا علاء الدین محمد مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماے اُمت میں سے ہیں جنہوں نے امتی مثلی کے ارشاد کو عام کر دیا ہے مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے - لیکن راہ سلوک آپ کو طے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو ایک واسطہ سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہیں - نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی - آپ کی ہمت علو مرتبہ کو پہونچی ہے کہتے ہیں - ایک روز آپ فرماتے تھے شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی میں نے عرض کیا - جو ایزدی کلام بے توسل فرشتہ پیغمبر کے نفس ناطقہ پر نزول فرماوے - وہ حدیث قدسی ہے شیخ نے فرمایا - اس بنیاد پر تو اس گروہ کے والا درجہ اقوال بھی حدیث قدسی ہیں - اسپر سامعین میں سے ایک شخص نے کہا - اگر آپ ایسا فرما دینگے - تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی - جواب دیا - مساوات اس سبب سے لازم نہیں آویگی - کہ نسبت مذکورہ انبیا میں بالاصالتہ - اور اولیا میں بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آتی ہے - کہ جس حالت میں نفس الامر ایک جنس سے ہو - اور وہ مختلف الکیفیتہ افراد سے ظہور پذیر ہو - ایسی حالت میں اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا ہی - دلیری کے میدان میں قدم رکھنا - اور ادب آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے ویران صحرا میں جانا ہے - اور نام رکھنے میں - درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے - جیسے خرق عادت کی نمود و نمائش کہ جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے - اُس کے اعتبار سے - اُس کا نام بھی جداگانہ ہوتا ہے - نبی سے معجزہ - ولی سے کرامت - مومن سے معونت - اور غیر مومن سے استدراج مصرع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ و خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرخوی

آپ عالم - عارف - کامل - عامل - اور اندر باہر سے یک رو تھے - فرماتے تھے - مولانا عبد الرحمن احمد جامی باطنی محل کے کنگرہ پر چڑہتے وقت پرزن کو کھول کر جاتے اور آتے ہیں - لیکن مولانا علاء الدین محمد مکتب دار جانے اور آنے میں پر کھولتے ہی نہیں - کہتے ہیں اس بیان سے مراد یہ ہے - کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت میں اضطراب اور عجلت رکھتے ہیں - اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہیں - راقم کے ذہن میں لکھتے وقت

---

[1] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہی (لوگو) اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرتے رہو ۱۲ -

ایساآیا۔ کہ برکھول کر پرواز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اڑنا۔ مراد تعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کی برکات کا مخفی رہنا۔ اِس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اِس درجہ دُبلے اور منجھے تھے۔ کہ بیان میں نہیں آسکتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہم عصر ہیں۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبستگی اور محبت تھی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال میں ہی گزرتی تھی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابو المکارم ہے۔ ہرات کے پرگنوں میں سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہیں استقامت اور کرامت میں آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیزگار اور صالحہ تھیں۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی میں بہت بڑا تھا۔ یہ فرماتی ہیں۔ مجکو امید تھی۔ ایک رات مینے عالم مثال میں نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی زبان لہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی سے نوید پسر سنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ کہتے ہیں۔ آغاز زمانہ ہوش سے یکروا پسین نفس تک آپ کے سلوک میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت میں گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ چھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہیں۔ جو خلافت میں گیارہ واسطہ کے بعد سید ی احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو ہوپنچتے ہیں۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ پچیسویں ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزیں آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہیں مصرع ع جمالِ حق فروغ چشم او باد۔

یاد شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری

آپ پیر گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ قدس اللہ سرھما۔ ایزدی اسرار اور آلہی انوار کہ آپ خزانہ تھے اور زبر عکان

لہ۔ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں نہیں بناتے ہیں ۱۲

زمانہ کو آپ سے فخر تھا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دوربین عقل کی بدولت سمجھا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اور احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑہا کرتے تہے - مثنوی

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس	ازو پرس انچہ می پرسی نہ از کس
بپرس از عقل دور اندیش گستاخ	کہ چون شاید شدن بربام این کاخ
بپائے جان توانی شد برافلاک	رہا کن شہر بند خاک با خاک
مگو بربام گردون چون توان رفت	توان رفت از نام خود توان رفت
برین زرین حصار آن شد برومند	کہ از خود برگرفت این آہنین بند
کہ ملک و مال و فرزند و زر و زور	ہمہ ہستند با تو تا لبِ گور
ازین مشتِ خیال کاروان زن	عنان لبستان علم بر آسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنے والا اور پڑہنے والا دونون اویسیہ گروہ مین سے ہین - القصہ بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تہے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ بہی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتہہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تہے - اور ادب اور اہتمام کے ساتہہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تہے - آپ کی قبر جونپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - مصرع گنج اسرار ست خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تہا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک بہیانک جنگل تہا - اُس تلائی مین شیخ نے اور شیخ کے ساتہہ - دہلی کے چند خدا پرستون نے مخدوم جہانیان کی اجازت سے رہنے کو مکان بنالیا تہا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تہے - اور اس مین خوشی کے ساتہہ زندگی بسر ہوتی تہی - خوراک کا طریقہ یہ تہا - کہ دیگون کو پانی سے بہر کر چولہے پر رکہہ دیا کرتے تہے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تہے - گہی سے تر بتر کہچڑی اس قدر تیار ملتی تہی - کہ وہ کہانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تہی - اس عجیب و غریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑگیا - کہتے ہین ایک روز شکار کرنے کے وقت حاکم وقت کا گزر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچھے پیچھے پہرتا ہوا دیکہا - اُسی وقت دل مین ٹہان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی۔ کالپ نام ایک جن اُس کو گرا دیتا تھا۔ اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار کے لئے نیازمندانہ رجوع کیا۔ آپ اندرونی سبب سمجھ گئے۔ ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار میں لگا دی۔ اور محمد آباد نام رکھا۔ اور ہندیوں کے نزدیک یہ بات ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہ ہے۔ لفظ کالپی کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں۔ بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد۔ جنس۔ دیہہ یا باغ غرض جو کچھ بھی شیخ کے حضور میں پیش کرتے تھے۔ قبول نہیں ہوتا تھا۔ اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے۔ ایک روز آپ نے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا۔ کہ تم لوگوں کی قوت کے واسطے آب جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہیں۔ جو لوگوں کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی۔ یہیں جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا۔ اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرمان برداروں کے لئے چھوڑ دے۔ اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے۔ اِن دونوں دفعہ حکم کی تعمیل نہیں ہوئی۔ تیسری دفعہ عصا ہاتھ میں لیکر غصہ سے پانی پر مارا۔ فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بہلا سے کجی کے ساتھ بہنا شروع کیا۔ اور کم و بیش تین سو جریب زمین پانی میں سے نکل آئی۔ کہتے ہیں۔ اُسی زمین میں شیخ کی۔ اور شیخ کی تمام نسل والوں کی کھیتی۔ گھر۔ باغ۔ اور خوابگاہ آج تک ہے۔ مصرع۔ بادا نثار دُر سلامت روی برو۔

یادِ شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہیں۔ جو اجمیری ناگوری تھے قدس سرھما کمال دانش و بینش تھی۔ آپ نے شیخ ابراہیم قدس سرہ کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کر کے۔ خرقہ خلافت لیا تھا۔ شیخ ابراہیم شیخ عبدالعزیز ناگوری کے خلیفہ ہیں۔ شیخ عبدالعزیز شیخ فریدالدین ناگوری کے خلیفہ ہیں۔ اور شیخ فریدالدین ناگوری شیخ حمیدالدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا میں سے ہیں۔ قدس اسرارہم بعض کا کہنا یہ ہے۔ کہ خالد۔ خواجہ بزرگ معین الاولیا کی نسل سے ہیں قدس سرہ۔ تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے۔ اور اصول الانوار در باب تذکرہ ابرار یہ دونوں کتابیں آپ کی ہی تصنیف ہیں۔ اصول الانوار میں خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات اور نسبوں کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے حالات کے بارہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد کا بیٹا۔ مریدان معینیہ میں کمترین مرید ہے۔ اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہیں لکھی۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ مینے اجمیر میں شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابوالفتح کی ملازمت حاصل کی تھی۔ جو خواجہ معروف ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہیں۔ اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی۔ فرمایا۔ کہ ہمارے بڑے پانچ واسطہ

سے شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہیں قدس اسرارہم مصرع ہم نسب و ہم حسب ہر دو حجاب دل ست -

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین تہروالہ کے برادر زادہ (بھتیجہ) ہیں محبت - معرفت - عشق اور آگاہی کے دریا تھے - نوعمر لڑکے آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے - اور انہیں سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر بھی تھا - آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کر دیا تھا - کہ وہ ہمیشہ ہاتھہ میں رکھے - غرض اس سے یہ تھی کہ کبوتر کا بظاہر دیکھنا - مطلوب کا جمال دیکھنے کے واسطے بہانہ ہو - اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہ ہو - ایک روز کسی عرس میں آپ تشریف لئے جاتے تھے منظور نظر کو کہا - اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو جس سے نماز غارت ہوتی ہو - تو آگاہ کر دینا - جب مجلس سماع میں پہونچے - تو ایک گانون والہ کو فرمایا - کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کرو - مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا -

ہمارے گانون میں ایک کمہار تھا جس کو اپنی عورت کے ساتھہ عشق تھا - اُس کے بدون کسی وقت نہیں رہتا تھا - اور نہ بدون اُس کے کہیں جاتا تھا - اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی - کہ بہت عرصہ تک بیمار ہی چلی گئی - اُس عورت نے ایک روز از راہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا - میری خوشی یہ ہے - کہ آپ دوسرا عقد کر لیویں - مرد نے انکار کیا - اسی قسم کی گفت و شنید اس درجہ تک بڑھی - کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کر لی - اور شہوت پرستی سے اُس پر عاشق ہو گیا - پھر یہان تک نوبت پہونچی - کہ پہلی عورت سے کبھی ہم بستر نہیں ہوتا تھا - اس عرصہ میں گھر میں آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتھہ پکڑ کر باہر نکل آیا - اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری میں زمین پر پڑا ہوا چھوڑا اور پکار کر کہا - گدہا جو گھر میں بندہا ہے - اس کی رسی کھول دے - اور باہر چلی آ - وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تھی - فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹھہ کھڑی ہوئی - اور افتان خیزان گدہے کے پاس گئی - کہ اُس کی رسی کھولے - یکایک وہان آگ کی لپٹ لگی - اور اُس نے جلا کر راکھہ کر دیا -

یہ قصہ گانون والے سے سنکر سید کے دل میں سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی - فرمایا - انسان کو فرمان برداری میں کمہار کی عورت سے کم نہیں ہونا چاہیئے - اسکے بعد یہ بیت پڑھی بیت

جہان در چشم مجنون بود از دیوانہ ست	درین ویرانہ نتوان بود دیوانہ کم ستر

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن میں ہڈیاں پانی ہوگئی تھیں - نماز عصر کا وقت ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش میں آئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی - اور سلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بھی - الٰہی وصال کی بارگاہ میں بھیج دیا -
مصرع جان او مسند نشین پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نور الدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتوں میں سے ہیں قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد میں پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تھے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان میں ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے - اور ناہنجار نفس کے ساتھ لڑائی ٹھان کر فتح حاصل کی - یہاں تک آپ کا استغراق بڑھ گیا تھا - کہ سُکر کی حالت سے ہوش کی حالت میں کمتر آیا کرتے تھے - حتیٰ کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تھے - اور آپ کو ان بیابانی جانوروں کے ہونے یا نہونے سے قطعی خبر نہیں ہوتی تھی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تھی - اسواسطے آپ کو درندوں سے کچھ آزار نہیں پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتوں میں سے یہ باتیں بھی ہیں - جس کسی کو حق کے ساتھ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہوجاتے ہیں مصرع جان او با مہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (مانڈو) میں ہے -

یاد شیخ داؤد اساولی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری کے مرید ہیں - اللہ جل شانہ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تھے - کہتے ہیں - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الہ کہتے تھے - تو دیکھنے والوں کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بھی آپکے عنصری جسم سے سوائے پیراہن کے کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا - پھر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تھے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹھویں ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کر کے حقیقی دیدار کا احرام باندھا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر میں آرام فرمایا بیت -

اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد	دل بہ آتش بسپر و لب را بہ خاموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریائے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچے بندر کے راستہ سے صوبہ کو و بنگالہ میں آئے تھے - وہاں کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کردیا - اُس لڑکی کے ساتھ ایک

کنیز بہی تہی - جو حسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گہر رکہتی تہی - ملکہ کنیز کے ساتھہ اس قسم کی یک جہتی دیکہکر ہمیشہ غیرت کیا کرتی تہی - اور فرصت کی تلاش مین تہی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون کے ساتھہ گہر سے صحرا کو گئے تہے - ملکہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک گہڑے مین بہر کر دریا مین بہا دی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گہڑا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گہڑا نکال لائے دیکہا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تہا - یہ دل آشوب واقعہ دیکہکر آپ کے دل مین بہت کچہہ شورش اور وجد پیدا ہوا - ناچار مقتول کو سپرد خاک کیا - اور رضا نہ خدا کا عزم مصمم کرکے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان رنت[^1] نبور کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دار الخلافہ آگرہ سے مالوہ کی طرف پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ جدائی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو مین خوابگاہ اختیار کی مصرع خدا دارد بہ مطلوبش ہم آغوش -

پادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تحت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نور الدین کے بیٹے نور الدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تہے - جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ سابق دشت قبچاق سے ہند مین آئے تہے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ و قبیلہ کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے چہوٹے بڑے - عورت مرد - نیک و بد - بوڑہے اور جوان مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گہرون کے دروازون پر قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر و سرور مین گزارتے ہین - انواع و اقسام کی نذرین اور نیازین چڑہتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوؤن مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد مزاج - عنبرین جال کے پیچ در پیچ پہندے مین پہنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید و فروخت کرکے اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹہاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشاگاہ مین جا کر ہر قسم کے آدمیون مین گشت

[^1]: اس نام کے دو مواضع ہین - ایک بضلع شاہجہانپور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے - اور آگرہ سے تقریبا ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکہنے والے قلعہ اور پہاڑ مذکور بیان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ سے تقریبا پانچ ہی منزل دور بہی ہے ۱۲ -

بخشہ کر کے خط اُٹھایا ہے۔ بیت

	ہر ہمان عاشق و معشوق درکار		زرہ سہ صد متاع و صد خریدار

کہتے ہین شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہین۔ اور شیخ محمد ضیا کے رہنمائے طریقت۔ سید نظام الدین ہین۔ جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تھے۔ اور سید نظام الدین کا مرقد سونکی پٹن دکن مین ہے۔ یہ ایک شہر ہے دریائے بان گنگا کے کنارہ پر۔ جہان مورتی پوجن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بُننے والے مندیل اور کمربند ایسے عمدہ بنتے ہین۔ جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بھی یہان کے سوا نایاب ہین۔

یاد شاہ عبد اللہ

آپ شاہ یوسف بھائی قریشی کے بیٹے تھے۔ قدس سرہما۔ سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی۔ سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنالیا۔ نیکی کے آثار اور ولایت کی علامتین۔ بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تھین۔ بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا۔ آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تھے یہ سلطان کی لڑکی سے تھے اور اخیر مین دہلی کے شیخ الاسلام ہوگئے تھے۔ شیخ ابوالفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخر مین نصف حصہ مین مرجع صغیر و کبیر ہوگئے ہین شیخ الاسلام ابن عبد اللہ کے فرزند تھے۔

یاد شاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تھی۔ اور سردار فوج بھی آپ کے ساتھ مریدانہ سلوک کیا کرتا تھا۔ القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تھا۔ کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بہر گئے تھے آپ کی قبر دار السلطنۃ آگرہ مین ہے۔

یاد شیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین۔ باطن مین مخدوم۔ ظاہر مین خادم۔ دل سے آرزو۔ اور تن سے بندہ ہونا۔ یہ آپ کی عادت تھی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین۔ اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھ بھال۔ دہلی مین آپکے آبا و اجداد کے تعلق تھی۔ آج کل آپکے فرزندون سے اِن خدمات کا تعلق ہے۔ اُن کے نام شیخ زکریا۔ اور شیخ علاء الدین ہین۔

یاد میر ابوالنجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی - اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی - اور ان امور مین آپ کافی طور پر کامیاب تھے - ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے - دنیا جمع کرنے والون کے سامنے احتیاج نہین لیجاتے تھے - آپ کے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزین اہل زمانہ دیکھتے تھے - آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگون کو آیا کرتی تھی - آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ و روش مین - اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی - اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے - کہتے ہین - ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے - جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا - لوگو - دیکھو تو سہی - اِس خدا شناس نے بظاہر اس جہان مین - اور از رو ے معنی اُس عالم مین کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہے مصرع تن بصحبت دل بخلوت کار ماست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگون مین سے تھے - روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھہ تک نہین لگایا - اور افعال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھہ آدہا قدم بھی نہین اُٹھایا - ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تھا - جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے - اور شائستگی کے ساتھہ انجام کو پہونچ جاوے - وہان تم نہ جانا - کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگون کے واسطے جگہ تنگ کرنا ہے مصرع انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن -

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش بسنت اور کتاب کی پیروی سے کی تھی اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گہاٹیان بھی طے فرمائی تہین - آپ بزرگان عہد کے سرگروہ - اور سالکان تحقیق کے سردار تھے - ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیرون سے نہ تھی - خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایان تھی جب آپنے سفر حجاز کیا تھا - تو پارسا ے اولیا کا ساتھہ دیا تھا - جب تقلید پرستون کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا - تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تھے - کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے - اور خاموشی کا فائدہ اور لسانی کا نقصان جتایا کرتے تھے - قطعہ

سر حق آن را سزد آموختن ہر کرا اسرار کار آموختند	کو ز گفتن لب تواند دوختن مہر کردند و دہانش دوختند

یاد حاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپ کو باعقیقت درویشون کے مقامات حاصل تھے۔ اور طریقت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تھی۔ آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تھا۔ آپ کی زاد بوم لاہور ہے۔ خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دلون کی طرح آباد رہے۔) سات بار اس کے طواف کا عزم کرکے لاہور سے کبھی پیادہ اور کبھی سوار روانہ ہوئے۔ اور ارکان حج بجا لائے۔ گردہ ککھر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باعقیدت مرید اور دوست تھے۔ اور اپنے مال مین سے ہر سال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تھے۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ ہے۔ اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین۔ آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تھا۔ شیخ صدرالدین کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمٰعیل سے شیخ عمادالدین اسمٰعیل کو۔ اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید بہ کلانور سے۔ شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے۔ شیخ صدرالدین حاجی کو۔ اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابو الفتح فیض اللہ سے۔ شیخ رکن الدین ابو الفتح کو۔ اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابو المعالم محمد سے۔ اور شیخ صدرالدین ابو المعالم کو۔ اپنے والد عزیز شیخ بہاءالدین زکریا سے تھا۔ **قدس اللہ ارواحھم وتتمۃ السلسلۃ مذکورۃ فی الکتاب**[1] خلاصہ کلام یہ ہے۔ جب آپ ظاہری زندگانی چھوڑ کر آنجہانی ملک کو کوچ فرما گئے۔ تو آپ کے لائق فرزند شیخ عبدالشکور۔ آپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے۔ شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تھے۔ جب شیخ عبدالشکور نے بھی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کھڑا کیا۔ اور سجادہ ولایت بچھایا۔ شیخ منور عالم انھین کے بیٹے ہین۔ باقی حال ان کا جداگانہ لکھا جاوے گا۔

آخرین ساغر دور نہم صد از راح روح مزاح این فوائد لب ریز باد

سخن کی عروس۔ جو انسانی حقیقت کی ہمخوابہ ہے۔ مناسب نہین ہے۔ کہ خاموشی کی کھڑکی کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے۔ اور لایعنی بوالہوسون کی صحبت کا ارادہ کرکے۔ بہائم کی کریہ آواز کی ہمشیرہ بنے **بیت**۔

بنطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ گرنہ گوئی صواب

[1] باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲۔

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے۔ کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ ہمیشہ کے واسطے۔ آفریدگار ذوالجلال۔ اور منعم متعال کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے۔ اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہ ہو۔ تو اُس وقت بہتر یہ ہے۔ کہ اصحاب ولایت۔ اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس۔ عبرت کا زیور۔ اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف کے بیان کرنے مین۔ اپنے جمال باکمال کی آرایش دکھاوے۔ ان دوامرون کو چھوڑ کر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم۔ اور حُسن افزا خلعت نہین ہے۔

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ۔ اور کسی بیہودہ کا ہاتھہ کوئی مضرت نہ پہونچاوے۔ (۲) نیز جو اپنے قیمتی انفاس کے جواہرات کا پاس کر کے۔ حق کے ذکر مین۔ اور اہل حق کی یاد مین۔ زبان ولب کو مصروف رکھے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر۔ اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار کے لیے۔ اِن دونون محل (واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی اور دیدبین ظاہر پرست عقل کے آلات سے نہ کرے۔ کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے۔

صحیح بے لوث بات یہ ہے۔ خدائے تعالیٰ ایسا کرے۔ کہ ظاہر بینی اور نکتہ چینی کا خان ومان ہی تباہ ہوجاوے۔ جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے۔ تاکہ پھر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو۔ اپنی مالوفات اور عادات کی کسوٹی پر نہ پرکھنے پاوے۔ کیونکہ دشوار نما کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا۔ گویا ایسا ہے کہ شباب کو پہونچے ہوئے بالغ کے حال کا قیاس۔ کوئی نارسا لڑکا۔ اپنی حالت پر کرے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ؕ[۱] اور نیز خداوند تعالیٰ ایسا کرے۔ کہ اعتقاد کا ساز وسامان اور تسلیم کے محلات۔ خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین۔ جو ایمان بالغیب کے آباد کیے ہوئے ہین۔ (۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب وغریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے۔ تاکہ جو چیز عقل کی تیلسی ترازو پر کامل الوزن اُترے۔ اُس کو اعتقاد اور تسلیم۔ تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پھٹکنے نہ پاوے۔ تاکہ جو شے قوای مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈہل سکے۔ اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہوجاوین أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ؕ[۲] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیے۔ کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

[۱] کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [۲] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون۔ کہ نادانون کی سی م

ساتھ باغ توحید کی گلگشت کر رہے ہیں جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ
شکنجۂ ہوس سے نکل کر موضوع القلم ہو گئے ہیں۔ جن کے حالات کا صفحہ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے
ان لوگوں سے جو عجیب و غریب بات دیکھے یا سنے سب کو راست سمجھ کر۔ ایزد مطلق کی قدرتی ترازو میں وزن
کرے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ [1] کو اپنے عقیدت کے نگینے پر
کندہ کر رہے۔ فَالْقَلِیْلُ الَّذِیْنَ یعلمون ان اللہ علی کل شیئ قدیر یعترفون بانہ [2]
قادر علی خلق العجائب التی ہی بخلاف العادۃ الجاریۃ ویسلمون ما اظہرہ
علی ایدی عبادہ من الخوارق ویقولون انہ الحق من ربک فلا
تکونن من الممترین۔

الحمد للہ جل شانہ کا شکر و احسان ہے۔ اگرچہ میں کوئی کام نہیں بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہیں پہونچ سکا ہوں۔ بیت

	ہر چہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم		از چہ کیشم کس نمی داند مرا اما آنکہ من	

بلکہ وہم اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ لیکن بین الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا [3] کے گروہ میں شمار کرتا ہوں لیکن شصت سالہ زندگی اس طرح سے گذرا ہے
اولین پانچ برس نادانی میں نکلے۔ اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی میں بسر ہوئے۔ اور اسکے
بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری درسی علوم کی تحصیل میں۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی
ملازمت سے فیض پانے میں صرف ہوئے قدسنا اللہ باسرارہم جب دل ان مشائخ علیہم الرحمۃ کے سر ہائے
حقائق۔ انوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان خشر بنا کر جو خیالات۔ اندرونی خطیوں میں
سوئے ہوئے تھے۔ سب کو بیدار کیا۔ اس وقت کم و بیش سات سال اس طرح گذرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ
کے حالات سفر و سیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام با دیانت ثقہ لوگوں سے حفظ و کتابت کر کے
بہم پہونچائے۔ تین سال کے اندر عبارت لکھی گئی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

[1] اور اللہ اپنے ارادہ پر قادر ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ [2] جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف
کرتے ہیں۔ کہ اللہ اُن عجائبات کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اُسنے خرق عادت کی قوت
اپنے بندوں کے ہاتھوں میں رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ بس تم شک کرنے
والوں میں شامل نہ ہو جانا۔ [3] جن لوگوں کی دنیاوی زندگی کی کوشش گم ہو گئی۔ اور وہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں

کرنے مین صرف ہوا۔ اور اسی ایک سال کے اندر دو گوہر صدف برخورداری - نیرین آسمان سخن گزاری عبید الاول اور حسن محمد کی امداد سے زاد ھما اللہ علماً و عمراً مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے الحمد ہے - کہ اللہ تعالیٰ حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی استدعا قبول فرماکر قیل وقال کے دستار خوان پران ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے - اِن دونون امیدوارون کو اپنے اسم **الحفیظ** کے سایہ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے تمتعات سے کامیاب فرماوے - **آمین** اور اِس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے - بحرمت المذکورین[۱] فی ھذہ النسخۃ المترصدۃ للقبول -

[۱] جن اصحاب کے حالات اِس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے - اُن کے طفیل مین ۱۲

ابتدائے چھارمی چمن

اِس چمن مین دسوین صدی کے مفصلۂ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ وروش پہچاننے والے (۲) آلہی احکام کے پڑہنے والے -

(۳) - رسمی علوم کے عالم - (۴) دریاے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد - تو یہان سے جا - اور غور وخوض کو دریوزہ کرلا - دیکھہ - ہر ایک فرد کی حقیقت حال چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے نوخیز سبزے ہر ایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط - اور موٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین - جن کے ہر ایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن[۱] لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ؕ کے وصف کو ہمراہ لیے ہوئے نکلتا ہے - اور جس کی ہر ایک سطر کے ضمن مین اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے -

یاد شیخ محمد علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کر کے مشہور ہین - اور شاہ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین - ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ ومشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا - انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تھے علماے باللہ مین سرگروہ - اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تھے - نوین صدی کے اولین نصف حصہ مین جب شاہ عبداللہ شطاری ہندوستان مین آئے - تو گزر بنگالہ کی طرف بہی ہوا - اور مشائخ بنگالہ کے پاس

[۱] کوئی رطب اور کوئی یابس ایسا نہین ہے - جو واضح کتاب مین نہو [۲] مجکو جامع کلمہ عطا کیے گئے ہین ۱۲

کہلا بھیجا - کہ ایران و توران سے ایک درویش آیا ہے - وہ کہتا ہے - خواہ خلوت مین - خواہ انجمن مین - جس کسی کو جس صورت میں آسان معلوم ہو ملاقات کرے - اور کلام توحید کی معلومات باہم بیان کی جاوے - جس جانب مین کمی ہو - وہ جانب زیادہ والی جانب سے فائدہ اُٹھا کر کمال حاصل کرے - شاید اِس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس کمال کے میدان مین پہونچنا نصیب ہو - جو اُس کے نام زد ہے - جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی - تو اعتراض آمیز جواب دیا - اور مخلصانہ پیش نہین آئے - شاہ نے فرمایا - اخیر مین شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی طرف ہوگی - یہ بیان کسی قدر شطار الاولیا کے ذکر کے سلسلہ مین بھی تحریر ہو چکا ہے -

کہتے ہین - جب شیخ منڈو (مانڈو) مین بارادہ ملازمت شاہ آئے - تو شاہ نے التفات نہ فرمایا - ایک تو غربت تھی ہی - یہ شکستہ دلی اور اُس پر زیادہ ہوئی - عرض کیا - ہر گاہ کہ میری - ناتوانی - خواہش - اور غربت اتنی تمام چیزین یکسو ہوکر زبان حال سے مرحمت و نوازش کے واسطے گدائی کرین - تو پھر عنایت عاشقو یہ مناسب نہین ہے - کہ جزا اُس قسم کی دیجاوے - جو جنس عمل مین داخل ہے - بلکہ بہتر ہے - کہ میری گوشہ تقصیر پر دامن عفو فرمائی جاوے - یہ شکستہ دلی کی تقریر سنکر شاہ کے دل سے مہربانی نے جوش کیا - فرمایا - اگر اپنے آبا و اجداد کی رسم - اسم اور سلسلہ چھوڑکر خانوادہ درویش کی آئین اور نام پر اپنے تئین نام زد کرو - تو تمہاری التماس کے ساتھہ ساتھہ تلقین عمل مین آویگی - بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا - اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کمال اور تکمیل کے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے - اور باجازت مرشد اپنے وطن کو بازگشت کی -

یاد شیخ رحمتہ اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہٗ کے فرزند - مرید - اور نیز خلیفہ ہین - آپ نہایت عالی مقام پسندیدہ افعال سنجیدہ اقوال ضمیر شناس - اور باطن سے آگاہ تھے - جب پدر بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی - تو احمد آباد مین جاکر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا تھا - اور دوست دانشمندون نے ہر طرف سے بہ ترک سکونت آکر آپ کی ہمسائگی مین حجرے بنائے - اور صوف پوشون سے خانقاہ آباد ہوئی - اور اِس سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہوا کہتے ہین - جس زمانہ مین فرمان روائی گجرات کی نوبت - سلطان محمد کو پہونچی - تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام سے تازہ جاری ہوا - اُسنے بھائیون کا تخم و فتر ہستی سے مٹانا شروع کیا - زمانہ دگا رہتا کہ محمود چپارہ کو دیگھو[۵۱]

[۵۱] خیابندانہ قدیم مین سیجوالی نام اُس گاؤن کا ہو جس کو زمانہ حال مین سریع گالی کہتے ہین ۱۲ - مترجم -

مین ڈالکر دربار سے باہر لے چلے - جانے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہو کر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر سبزوالی پر پڑی - ہنس کر فرمایا - آفتاب مٹی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جا سکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین پڑی - تو اُس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اِس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کرودن گی - آخر کار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اُتار کر نیستی کے غار مین دھکیل دیا - تو کوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ بھی ظہور پذیر ہوا - بلکہ تمام شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھہ اور ہو گئی - یہان تک کہ اِس رونق پر بھائی کو رشک آیا آپنے فرمایا غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین مرنے والا ہون - اور تم مزدوری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کر کے جہان معنی کو سیرگاہ بنایا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کے فرزندون کی طرف منتقل ہوا - اور اِس عمل نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمت اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہر اللہ - بی بی نور ملک - اولین چار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچوین لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے - اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مثل ولیا تھا - جب اُنھون نے اِس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ ملاڑہ مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمۃ اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمۃ اللہ کے بعد - اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو اُنھون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار رفیع الملکی رتبہ پر پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو آباء کرام کی پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کر سکتا - وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس ہادی وقت سے جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمت اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریائے وحدت مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور حصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ وہ حالت بیہوشی بھی دعا کہہ جاتا تھا - آپ کی قبر بڑودہ مین ہے - اور بڑودہ ایک شہر گجرات کا ہے دریائے نربدا کے کنارہ پر تھے - لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات سے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفرِ ہوش آیا - توقلعہ آسیر کے تحت مین - ان کا جسم گرامی سپردِ خاک کر دیا گیا - قلعہ آسیر - اس صوبہ کے سلاطین
کا دار السلطنۃ ہے - شیخ نصر اللہ کے بعد اِن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے - بار خرقہ اپنے کندھے پر
اُٹھایا - جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی - تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک
ہو گئے تھے - لہذا اس ملک مین امیر اعظم ہوئے - شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بدی دولت کو قایم
رکھا - شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے - شیخ رفیع اور شیخ خواجہ - دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی
کوچ کر گئے - اور ہجری سنہ نوسو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی - اور اپنے سلسلہ کے واسطے
آخرین حلقہ یہی ہوئے -

یاد مولانا محمد تاباد کانی

آپ خوان اَدَّبنی رَبِّی[۱] کے راتبہ خوار - اور خرمن وَعَلَّمنَاہُ مِن لَّدُنَّا عِلمًا[۲] کے خوشہ چین
تھے شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے - شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی قبر سے - حقائق پناہی مولانا عبد الرحمن
جامی کی خدمت سے - اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی - اور بزرگی کے اسباب
جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین - یہ سب فراہم کر لئے تھے - آپ کے ہی حوالہ سے لوگ کہتے ہین - کہ
آپ فرماتے تھے - پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھنے مین - مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے - اول یہ - کہ نماز پڑھنے کے وقت
امام کے پانون کے نیچے جانماز نہ تھی - اور میرے پانون کے نیچے تھی - پیر نے فرمایا - اِس جانماز کو ہٹا دو - مینے عرض
کیا - میرے مذہب مین کچھ ہرج نہیں ہے - مین شافعی المذہب ہون - دوسرے یہ - کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک
کام کے واسطے ارشاد فرمایا - میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا - مین اُس کو پورا کر کے تعمیل حکم مین مشغول ہوا - اب اس
شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا - کس دروازہ سے تلاش کرون - کس سے پوچھون - اور کہان پاؤن - اس
قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ زندہ تھے - کہتے ہین - ایک بار حقائق پناہی
(مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے - حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تھین - مولانا نے دریافت
فرمایا - کون کون سی کتابین ہین - جواب دیا - ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے - جو اہل زمانہ کی
دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جاگزین ہوا ہے - مولانا کی طبیعت یہ دلخوش
کن بات سنکر بہت خوش ہوئی -

[۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۲] اللہ نے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یادِ شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرہما

آپ کی پیدائش شیر گڈھ کی ہے اور شیر گڈھ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے۔ آپ نے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبد الرزاق ابن شیخ عبد القادر حسنی جیلانی سے کی تھی۔ بعض کہتے ہیں ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت میں گزارا تھا۔ جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی۔ تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتیں حاصل ہوگئیں تو خرقہ خلافت مل گیا۔ آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا میں سے ہیں۔ آپ کا دم موثر تھا۔ اور نفس میں قوت آخذہ تھی بہت سے تسی القلب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نور آباد میں پہونچ گئے۔ اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت میں رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے۔

ان میں سے ایک آپ کے بھتیجے **شیخ ابو المعالی محمد** ابن شیخ رحمۃ اللہ بھی تھے جن کا دل صاف طبیعت موزون۔ اور فہم رسا تھی شیخ ابو المعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلیں سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف میں ہیں۔ رسالہ محمدیہ قادریہ بھی انہیں کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ۔ بہجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ اور مفتاح الاخلاص گیلانی۔ ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ اور اس میں اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس سے تشنہ کامان صحرائے سلوک مستفید ہوتے ہیں۔

دوسرے **شیخ سیف الدین عبد الوہاب** تھے۔ ان کی عادتیں اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تھے۔ واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے خیال کے بدون ایک سانس بھی نہیں لیتے تھے۔ اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے۔ ایک لحظہ بھی غفلت نہیں کرتے تھے۔ اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۵۱] کے گروہ میں سے نہیں تھے۔

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی میں عنصری خلعت اپنے جسم سے اتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر آپ کی زادبوم میں ہے۔

---

۵۱ بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس میں ہیں۔ ۱۲

یاد شیخ بدہن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل مین سے ہین شیخ حافظ جونپوری کی خدمت سے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین۔ دونون طرح کے علم حاصل کئے تہے۔ اور دونون جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کرکے بہت سے کمالات فراہم کئے تہے۔ سلطان سکندر لودہی کے عہد مین رہنمونی۔ حقائق نمائی۔ اور خداشناسی کو فروغ دیا تہا۔ بہت سے طالبون کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف۔ اور راقم گلزار کے دوست ہین۔ ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تہی۔

مصرع حق رزق او ز مشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ کشف۔ معرفت۔ اور کرامات کے عالم تہے۔ تصوف نامون کی نکتہ سنجی۔ اور مدارج توحید کی دقیقہ شناسی کو رونق صوفیون کی محفل مین آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تہی۔ نیستی کی چہری سے آپ تمام علاقون کو کاٹ کر حق کے ساتہہ مل گئے تہے۔ اور مشائخ وقت کے دریافت سے اور نیز درویشون کی مصاحبت کے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچہہ فراہم کرلیا تہا۔

یاد مولانا محمد صحرانی[1]

آپ ایک لاابالی درویش۔ اور سرمست فقیر تہے۔ ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت مین پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی۔ چند چلے کہینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اور روزہ رکہتے ہوئے جاکر حرمین محترمین کی طواف سے مشرف ہوئے ر۔

یاد امیر سید علی قوام

آپ سمانہ کے سادات مین سے ہین۔ خدا طلبی کی شورش کا ثمرہ یہ ہوا۔ کہ گہر بار سے آوارہ ہوگئے جب شہر جونپور مین پہونچے تو شیخ بہاء الدین جونپوری سے بیعت ہوئے۔ اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے۔ آپ کی آمد شد جذبہ اور سلوک کے درمیان مین تہی۔ بعض تذکرہ نویس لکہتے ہین۔ کہ آپ شطاریہ سلسلہ مین شیخ قاضن شطاری کے مرید ہین۔ اور بعض کہتے ہین۔ کہ آپ کو تمام مشہور خانوادون سے نسبت پہونچی ہے۔ اور تمام بزرگون سے اپنی استعداد کی بدولت گوناگون دانش و بینش حاصل کی ہے۔ آپ کسی مین

[1] عنوان بجائے صحرائی کے صحرانی [illegible] موقوف کہ تصحیح کا علم ہے[illegible]

لباس کے پابند نہین تھے کبھی خرقہ پہنتے تھے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تھے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا -
زیادہ تر زمانہ سکر مین گذرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بھی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا
تماشا کر کے خوش وقت ہوتے تھے - تو اُس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تھی - اور ندامت سے نالہ حیرت
آسمان تک پہونچاتے تھے - القصہ رونے سے اور سوز وگداز سے ایک لحظہ بھی رہائی نہین ملتی تھی ۹ ہجری
دسو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر - اعلیٰ علم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تھے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کھانے
اور کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کر دینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تو آپکے پدر بزرگوار آپسے بہت خوش تھے - اور مدام
علی الصباح آپ کے واسطے برخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تھے - انہین کی دعا کی
برکتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی اندرونی و بیرونی پیشوائی
سے اہل دانش و بینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین
اسمعیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کھٹو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا شیخ
جمالی دہلوی لکھتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت امبور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تھی - مین آپ کی
خدمت مین کسب سعادت کیا کرتا تھا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کے مکتوبات پڑھتے تھے -
اس درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھہ جگہ مدعو کئے گئے تھے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ
آٹھون جگہہ پہونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھہ بھی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو
دل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گھر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گھر کے ہر ایک
گوشہ مین کھڑا ہوا دیکھا سمجھہ گیا - کہ یہ نمائش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور
دل مین مضبوطی کے ساتھہ یقین کر لیا - کہ درویشون کو یہ طاقت ہے کہ ایک ہی وقت مین اکتسابی اور مثالی جسمون کے
ساتھہ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین علمائے زمانہ آپ کو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کر کے زانوئے
استفادہ آپ کے سامنے تہ کرتے تھے - اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اُس کے نزدیک والے کیا
خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تھے - اور جو مال نذر کے
واسطے لاتے تھے - قبول نہین ہوتا تھا - اور اسی بے نیازی کے ساتھہ زندگانی آپ کی - خدا کی ستائش

اور پرستش مین بسر ہوتی تھی - ہجری سنہ نوسو نوین کو کوچ فرمایا - قبر دہلی مین ہے -

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[۱] کا بیان ہے - آپ کا حلیہ یہ تھا - ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی - عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہو گئے تھے - حنفی المذہب تھے - اکثر آپ کے درس مین حنفی فقہ پڑہائی جاتی تھی - ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے - اور رمضان کا مہینا تھا مینے راستہ مین دیکھا - تو کہا - یا شیخ لو ترو حت راجلا قال یا اخی ما سمعت ان اجرک علی قدر تعبک و راح نا دبوم اور خوابگاہ دونون مکہ معظمہ مین ہین - مصرع اجراو باد القاے ذوالجلال -

یاد خواجہ مرتضی تابادی

آپ ایسے بلند ہمت اور عالی فطرت تھے - کہ نیستی اور بے نوائی مین بہی خوش دل رہتے تھے - مولانا زین الدین تابادی کی خدمت مین خویشی کا تعلق تھا - کہتے ہین - ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تہا - آپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تہی - تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے - جب آپ کی ہمت کو اور زیادہ صعود ہوا - تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا - اور غلامون کے سوا اور بہی جو کچھہ مال تھا - درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرا دی - پہر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگیرا - تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا - آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے - پہر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے - آپنے اس طور پر جواب دیا - **بیت**

گرچہ گرد آلودِ فقرم شرم باد از ہمتم ؛	گر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

ہمت کا ہاتھ - قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا - اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب مین کبھی نہین ڈالا -

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار - اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے - یہ چند کلمات - آپ کے متقیانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین - یہ کلمات مولانا محمود کمانگر ہمدانی نے آپ کے حوالہ سے بیان کئے ہین (۱) اپنا دہن فرہ دار کمانون کا پابند کر دیتا خواری اور خواہش بڑہاتا ہے - (۲) دل دنیا کی صحبت مین رہنے

[۱] پنواری بیاے فارسی و نون ساکن و واو مفتوح و الف و راے مہملہ مکسورہ و یاے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے سالار کالپی مین ۱۲ گلزار ابرار شیخ

کیونکہ دنیا ایک عروس نما بڑھیا ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳) جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے (۴) غفلت کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان اور دہن کو قفس بناؤ تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی ہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے وحشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتھ عالم جاوید کو کوچ کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرون گا - اور حاصل ہونا - ثمرہ جست وجو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کر سننے والون کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختۂ عشق تھے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تھا - آپ کے پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والے کی زبان سے - اور کسی لکھنے والے کے قلم کے ذریعہ سے راقم گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اِس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ منش تھے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تھے - جیسا کہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے واسطے دریافت فرمایا محمود - اِس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بھی وابستگی ہوتی ہے یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور اِن دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر دل خوشان
کوی نومیدی مرو امیدہاست	سوے تاریکی مشو خورشیدہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم بقدم مارتے تھے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بھائی - کیا آپنے یہ نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکالیف کی مقدار سے ملےگا - اور چلنے سے ۱۲ -

حقیقت کی آبدار باتین خمیر تہین - اور آپ کا یافروغ باطن معلومات کی تجلیات سے منور رہتا - آپ کی نصیحت کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دارالشفا اور آپ کی سوحدانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لیئے باعث صحت تہی - اور آپ نے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - بہر بہت کچہہ تصنیف اور تالیف بہی فرمایا منجملہ ان کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے ذریعہ سے بہت کچہہ عجیب وغریب معانی ادا کئے ہین - تمکہ جوذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش اڑ رہے - لکہتے ہین جب مین تفسیر پر لکہہ رہا تہا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بہی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اس بارہ مین بعض نوآموزانِ علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکہنے سے مراد یہ ہے - کہ لکہنے والے نے سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی اور اُسکے قائم رکہنے مین کمال رعایت مدنظر رکہی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات (اس درجہ پیروی نبوی) حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہوسکتا ہے -

یاد شیخ بہاءالدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معزالدین ابن علاءالدین - ابن شہاب الدین ابن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی مدنی ہین - سہیل بن خطاب کی نسل سے - جو امیرالمومنین عمر کے بہائی تہے رضی اللہ عنہ آپ کی زاد بوم احمدآباد گجرات اور جا بگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ ابن شیخ عزیزاللہ متوکل منتوی کے مرید تہے - آپکے جد تہے حادا مولانا احمد مدنی کے حالات لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ ابو مدین کے مریدون مین سے تہے - رسمی علم مین تبحر حاصل تہا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معاملہ مین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کرلیا کرتے تہے - ہمیشہ آدہی رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے - تو آپ کے واسطے حرم محترم کے دروازے - کشادہ ہوجایا کرتے تہے - یکایک دل مین سیر وسیاحت کی آرزو پیدا ہوئی - تو اپنے فرزند شیخ ملک کو ہمراہ لیا کچہہ سفر دوست طلبا بہی ساتہہ ہوگئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراءالنہر - اور سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپ سے بڑے بڑے لوگ محبت کرنے لگے - نیز نوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا لہذا والی ملک نے کمال عجز وعاجزی اور نہایت خواہش کے ساتہہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنایا

چند روز اِس شہر مین افادہ و استفادہ کا ہنگامہ - روز افزون ترقی پر رہا - بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ
شیخ ملک کو یہان چھوڑ کر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے - اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا -

اب مین حاجی معزالدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معزالدین
مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین - ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تھی - سات دفعہ حرمین
شریفین کی زیارت سے زادہما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تھے زاد بوم دہلی ہے - کہتے ہین - آپ کو اپنے
بزرگون کا وطن اور دیدار دیکھنے کی تمنا - اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تھا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ
انتظام راہ کر کے - جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تھین - وہ ظاہر کر دکھائین - سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت
حاصل کر کے پھر اپنے دارالاقامۃ مین چلے آئے - جب گجرات مین پہونچے - تو اس ملک کی خاک نے آپ کے
پانون کے ساتھ وَلدَل کا کام کیا - اُس کے ساتھ عیال داری جو ہو گئی - تو یہ کیچ مین پھنسے ہوئے
پانون کے واسطے زنجیر ہنی -

القصہ ہجری سنہ سات سو نوے مین شاہ باجن کی روح پاک - عنصری مظہر کے ساتھ پیوند پا کر عالم
طلسم کی سیر کے واسطے آئی - اور وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا ہوش بڑہتا رہا - بالآخر ادراک کامل ہو گیا جب آپ
کی عمر چار برس کی ہوئی - تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے - اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے - تو عقل آئی -
دست ارادت سے شیخ رحمۃ اللہ کا دامن پکڑا - اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا - اور
درجہ ولایت کو پہونچے - پھر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے - جب خراسان مین پہونچے
تو عالم مثال مین دیکھا - کہ حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین - کہ اپنے مرید سے کہہ دو
عنان حج جو کیا تھا قبول ہوا - اب لوٹ جاوے - اور برہان پور خاندیس مین قیام کرکے - وہان کے طالبون
کی رہنمائی کرے - اس کی تعبیر آپنے رحلت پیر سے کی چنانچہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہوا - چونکہ پیر کے کوئی
فرزند نہ تھا - لہذا پیر نے اپنے بھتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا - اور ایک خاص خرقہ
سپرد کر کے فرمایا - شیخ بہاء الدین باجن کو پہونچا دینا - جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے - جب آپ اکیس برس بعد
سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے - تو بتعمیل ارشاد پیر - امانتی خرقہ لیا - اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی
کے واسطے گئے - خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا - کہ گاؤین چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے - خلافت کی مبارکباد
غیب کی طرف سے آپکے کانون مین آئی - اطمینان خاطر روز بروز بڑہنے لگا - چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

مدت مین گزرے - پھر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوئے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت سلطان برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر مین پہونچے - بیدر مین شیخ منجھلے تھے - جو منصور زمان مسعود بک کے خلیفہ تھے - ان کی ملازمت مین آپنے چلہ کشی کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی - کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہوگیا - پھر آپ گجرات کو لوٹے - اور یہان پر آٹھہ سال تک پھر حجرہ کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتھہ لڑائی ٹھانے رکھی - اس کے بعد دیرینہ فرمان کی تعمیل عمل مین آئی - جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تھا - اور اس وقت پر منحصر تھا - خاناپور ایک موضع سواد برہان پور مین ہے - اس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت عذر و معذرت کے ساتھہ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گھر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی - راقم گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بھی پڑھی ہے - **القصہ** شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تھا - ایک رات آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تھے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح باجن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجئے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ایزدی صبح کے وقت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بھی عمل مین آئی - ایک سو دس سال کی عمر ہوئی - مصرع زندگی با معرفت ہم در طرفت ادا

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد مکتب دار کے بیٹے ہین - جوانی مین پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی ریاضت تھی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خدا شناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے ہین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تھا - ایک بار روم کے راستہ مین ایک سید کے گھر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تھی - مگر اُس رات دیرینہ الم سے تسکین رہی علی الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو روزمرہ کی تکلیف اور گریہ وزاری پھر پلیٹ آئی - مالک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رحلت اور معاودت عمل مین لائی گئی - آخر کار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تھا - وہ اُٹھہ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اس جوان کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہی اُس لڑکی کا آپ کے ساتھہ عقد کردیا - میر علائی آبیزی اُسی لڑکی کے بیٹے ہین -

یادِ مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست و شو۔ اور اندرونی جھاڑ پونچھہ مین مصروف رہے۔ مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور زبر مرید ہین۔ اپنے کلام مین آپنے لکھا ہے۔ مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور الٰہی حقیقتین حاصل کی ہین۔ مولانا محمد روحی از روے محبت چاہتے تھے۔ کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکھہ دون۔ مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا۔ کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون۔ اور مولانا محمد روحی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تئین لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے۔ مولانا نور اللہ فرماتے تھے۔ مکتب دار کے صاحبزادہ شیخ روحی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین۔ بلکہ سلوک کے راستہ مین اِن کا قدم اپنے باپ سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑھا ہوا ہے۔

یادِ میر علائی آبیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین۔ جو مکتب دار کے بیٹے تھے۔ آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال۔ ربانی جلال و جمال کا نسخہ تھے۔ کہتے ہین جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہو گیا تھا۔ تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گھر کا دروازہ کھول کر اندر گھسے۔ اُس وقت میر گھر پر موجود نہ تھے۔ میر کے لڑکے بچے۔ مارے خوف کے پریشان ہو کر بھاگ گئے۔ یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے۔ اور جو کچھہ ملا۔ لوٹ کر واپس چلے گئے۔ جب صاحب خانہ آئے۔ اور چھوٹے چھوٹے بچون کو ہراسان دیکھا۔ تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تھے۔ اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی۔ اُسی دم جس نے دروازہ کھولا تھا۔ گر پڑا۔ اور اُس کا ہاتھہ ٹوٹ گیا۔ جس کے کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے۔ اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتھہ ایسا رسوا ہوا۔ کہ پھر ہوش آیا ہی نہین۔ قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکھی۔ تو سخت تعجب کیا۔ اور اُسی وقت شرمندگی اور عذرخواہی کے ساتھہ میر کے مکان کی طرف دوڑے۔ خانہ نشین لوگ پھر آنے والون کا ہجوم دیکھکر مارے ڈر کے کانپنے لگے میر نے فرمایا۔ مت ڈرو۔ اور مت کانپو۔ یہ لوگ تمہاری دلجوئی اور عذرخواہی کے واسطے آتے ہین۔

یادِ شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین۔ جذبہ اور سلوک دونون ساتھہ ساتھہ رکھتے تھے۔ بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تھے۔ مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین رازداری کی باتین گرما گرمی کے ساتھ ہوا کرتی تھین - جلو نشین دشمن (نفس) پر جو آپ کو فتح حاصل ہوئی تھی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تھی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا کرتے تھے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تھی - مغاک کی مسجد مین جب آپ مثنوی پڑہا کرتے تھے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے جن کو بعض لوگ لکہ بھی رکھتے تھے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا بالکل جاتا تھا - تو ایک شخص آپکے مرید تھے **حافظ اشتر** اُن کا نام تھا - اُن کے کندھون پر آپ سوار ہو کر چکر لگایا کرتے تھے - آپ کی دعا کا انجام - آغاز اجابت کے ساتھ ہمیشہ روشن ہوتا تھا - آپکے لڑکے میر عبید اللہ تھے - ان کو سالک بامجذوب - یا مجذوب باسلوک کہنا چاہیے - دارالاسلام بلخ مین تلقین فیض کیا کرتے تھے - اور آدمیون کو آدمیون کی عادت - اور برادری اخلاق کے ساتھ موصوف ہونا تعلیم دیتے تھے - جس وقت جذبات کو توجہ ہوتا تھا - اُس وقت **العیاذ باللہ** اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال بھی دل مین لے آتا تھا - تو بے تامل ایسے سخت رنج و تکلیف مین مبتلا ہوتا تھا - کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا -

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپ کا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن مکتب دار کے فرزند ہین - آپ عالم عامل عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تھے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت کی اشاعت اور امور خلاف اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی تو مواس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہو کر قندہار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین - جب آپ کا آغاز جوانی تھا تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نور اللہ کی خدمت مین سبق کی اجازت چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام - مقری یا متولی بنو - اور اس گروہ والون کے افعال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچھ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین ہے - جس پر مخفی ہون - پس بہتر یہ ہے - کہ ان عالی منصبون کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے کارنامہ سے عبرت حاصل کر کے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - مینے عرض کیا - نہین - بلکہ میری یہ آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیف اور عجیب و غریب رموز - اور حدیث نبوی **علیہ السلام** کے عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کرون - اور پوچھنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بھی زیادہ پڑھو گے - تم کو مبارک ہوگا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا کہ کن کے درس مین کتاب کھولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تھوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہوگئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان وقت ہوئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تھے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تھی - ایک عجیب پندنامہ تھی - اور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہوگیا - وہ مستفید ہی ہوکر نکلا - مالیعد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہوگی - وہ کبھی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹھاوے گا - رباعی

عاشق کہ زہجر دوست داوے خواہد		یا بر در وصلش التیا وے خواہد	
ناکس ترازد کس نبود در عالم		کز دوست بجز دوست مرادے خواہد	

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[2] کے خزانہ سے تونگر تھا دینی اور کسبی علوم مین - اور الہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تھے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ بھی نہین پڑھنے پائے تھے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا - جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہوگیا - آپ لکھتے ہین - شیخ عبد الکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تھے - کہ بہت جلد اِس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین ہوجاویگا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کرکے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - مجکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - اور مجکو نصف قرآن نظماً اور معنیً ایک رات مین یاد ہوگیا تھا - اِس کے بعد تحصیل علم اور حقائق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو نور الٰہی راست روی کے ساتھ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتھ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[1] اللہ (ہی کے نور سے) آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [2] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بھرے پڑے ہین ۱۲

یادِ شیخ میر جان

آپ زینیہ خانوادہ مین شیخ علی صوفی کے مرید ہین۔ دار الاسلام بخارا مین آپ واعظ باعرفان یا عارف باسوا عظا تے جب آپ پند و نصیحت شروع کرتے تھے۔ تو حسب تقاضاے وقت زبان سے ایسی باتین فرمایا کرتے تھے۔ جو دلپسند اور خرد آفرین ہوا کرتی تھین فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان۔ ضرورت سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تھی۔ ناموری کی خوشی کو پوچ اور ہیچ سمجھکر اس شعر کے ساتھ ترنم فرمایا کرتے تھے بیت

نام مشہورم کہ بیزارم ازان		درمیانِ خلق آمد میر جان	

یادِ شیخ جلال مستو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین۔ اور خوابگاہ برہان پور مین ہے۔ تصوف و تحقیق اور تمکین و توحید کی آپ میزان تھے۔ بہت سے سالکان طریقت۔ آپ کی ملازمت سے الہی معرفت اور بیداردلی کے اعلی درجہ کو پہونچ گئے۔ منجملہ ان کے

ایک سراپا محبت و درد اور مجسم سوز و گداز سید ابراہیم بھکری تھے۔ جن کی رفتار مین عرفانی جھلک نظر آیا کرتی تھی۔ اور اقوال سے حقیقت تراوش کیا کرتی تھی۔ آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ سلوک کے راستہ پر بڑھکر اصلی مقصد کو پہونچ گئے۔

دوسرے **شیخ زین الدین** شیشہ گر تھے۔ عرفانی مقامات اور منازل کے گلزار مین بہار آپ ہی سے تھی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا ظاہر ہوئی تھی۔ عالم علوی اور مکان بہشت کو کھلی آنکھیون سے دیکھا کرتے تھے۔ صرف حقیقی جمال کو دل کا قبلہ گاہ بنا رکھا تھا۔ جس وقت آپ کو یاد حق مین گرمی آجاتی تھی تو آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تھے۔ یہان تک کہ ہمسایون کو خیال ہوتا تھا۔ کہ آپ کے گھر مین آگ لگ گئی ہے۔ اور گھبرا کر بجھانے کے واسطے دوڑے آتے تھے۔ یہان آکر آگ کا نام و نشان بھی نہین ملتا تھا۔ اور اصلی حقیقت پر بھی آگاہی نہین ہوتی تھی۔ اس سبب سے حیران رہ جاتے تھے۔

تیسرے **میان پیارجی** تھے۔ آپ حقیقی وصال کی مجلس کے محرم۔ اور دریاے شہود و کشف کے تیراک تھے۔ آپ کے رونے مین یہ اثر تھا۔ کہ جس سے دوزخ کی آگ بھی بجھ جاوے۔ اور آپ کے تبسم سے باغ ارم مین شگفتگی پیدا ہوتی تھی۔ تمام عمر درود و سلام بھیجنے مین گزاردی اور حضور اقدس سرور انبیا علیہ و علیہم السلام کا حلیہ مبارک آپنے انہین جسمانی آنکھون سے مشاہدہ کیا تھا۔ اور سلام اور جواب سلام کے

شرف سے بھی مشرف ہوئے تھے **مصرع** چشم او روشن ز نورِ احمدِ مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہیں۔ تحقیق۔ توحید۔ مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزیں آپ کو حاصل تھیں۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیاں تھا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپ کے علم میں تھے۔ خوابگاہ برہان پور ہے۔

یاد شاہ میاں جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین ابن شیخ بہاء الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہیں۔ زادبوم اور خوابگاہ دونوں مندو میں ہیں آپ چھوٹے ہی تھے۔ کہ آپ کی ماں نے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ آغاز شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ مگر خردسالی میں ہی مر گئی۔ پھر الٰہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہو گئیں۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ یا آپکے دل میں آتا تھا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گھڑا اُس کے سر پر تھا آپنے اُس کو پاس بلا کر فرمایا۔ اپنے گھڑے کو اوندھا کر دے اور اس میں جو کچھ ہے۔ گرا دے۔ اُسنے ایسا ہی کیا ایک مرا ہوا سانپ دہی میں سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ عنصری جسم میں رہکر حاجتمندوں کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تھے۔ سلطان محمود خرد کے عہد میں تیرہویں ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نوسو اٹھارہ تھا۔ کہ آپنے جسمانی مکان سے رخصت ہو کر عالم ربانی کو کوچ فرمایا **مصرع** نثار روح او نور ازل باد۔

آپ کے ایک بھائی تھے **شیخ جمن** نام۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اعتبار اور مقبولیت بھی اچھی تھی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بھائی کے برابر میں ہے شیخ جمن کے ایک لڑکے تھے شیخ نور الصمد نام تھا۔ اپنے عم مکرم اور پدر بزرگوار کی جگہہ سجادہ نشین تھے۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس میں جسمانی جہان سے روحانی عالم کو کوچ فرما گئے۔ وارث۔ سوائے ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہیں چھوڑا۔ دختر کا نام **خدیجہ بی بی** تھا خدیجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو میں جب خدیجہ بی بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گلزار بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے روضہ کی یادگار کے شہر مندو (مانڈو) میں چلی آئیں۔ اور روضہ مذکورہ کی خبر گیری بقدر استطاعت کرنے لگیں

آپنے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ اپنی اقامت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے۔ اس مین شک نہین۔ کہ عارفات کے گروہ مین اس طرح کی ثابت قدمی۔ جوانمردی۔ ایثار اور قناعت کے ساتھ مثل خدیجہ بی بی کی دسوین صدی مین کوئی نہین ہے۔

یاد شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری

آپ مولانا ظہیر غزنوی کے بیٹے ہین۔ آپ کے عنصری جسم کی اقلیم۔ جو جسمانی اور روحانی حصون کو شامل ہے۔ شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تھی۔ اور آپکے امکانی بدن کی کشور۔ جو ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محمدیہ شریعت اور طریقت سے **علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام** پر رونق تھی۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار غزنین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکھا کرتے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو نتیس مین آپنے علم الٰہی کے باطنی شہر سے۔ عالم وجود کے صحرا مین نزول فرمایا۔ ایک سال بعد نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہو گئے۔ کہ ہم خوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ اُس صالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے۔ بمجبوری دودھ نہ پہونچنے کے سبب سے نوزاد کے نازک ہونٹھ خشک شہد کی مانند ہو گئے۔ اور اُس کا ناز کے ساتھ جو ہنسنا تھا۔ وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے تبدیل ہوا۔ باپنے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودھ پلانے والی دایہ مقرر کر دی۔ دوش عاطفت پر اُٹھا کر سب جگہ اور سب حال مین ہمراہ لئے پھرتا تھا۔ اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بھی گوارا نہین کرتا تھا۔ اس اثنا مین ایک رات قافلہ والون پر ڈاکوؤن کا گروہ آپڑا۔ اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گزا زخم سے شہید کر کے اُس لخت جگر کے دل کو داغ یتیمی دیا۔ ایسا سمجھنا چاہیے۔ کہ مان کی وفات کا رنج۔ باپکے مقتول ہونے کے درد سے حاملہ تھا۔

القصہ۔ جس قصبہ کے متصل اور اُس کی حدود مین قافلہ اُترا ہوا تھا۔ علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا۔ تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے۔ اور لٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے۔ وہان جا کر دیکھا۔ ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا۔ رو رہا ہے۔ کمال مہربانی اور آزردہ کے ساتھ گود مین اُٹھا لیا۔ اسی درمیان مین ایک گھائی کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی۔ اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا مین اس یتیم کی دایہ ہون۔ مقدم کے دل کو جو یہ فکر تھی۔ کہ اس شیر خوار بچہ کی غم خواری مین کیسے کرون گا۔ اس سے اُسکو نجات ملی۔ اور خوشی پر خوشی ہوئی۔ بچہ اُسی دایہ کے سپرد کر کے اپنے گھر لے گیا

بدرلنہ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کرکے مغز قضیہ لکھتا ہے۔ جب اُس خرد سال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل مین بھی آپ کا یہ عمدہ طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہنچایا۔ جب تحصیل علم کے ذریعہ سے آپ کے دل مین پوری فراست پیدا ہوگئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑکر گوالیار مین قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہین۔ اُن کا داد و ستد شروع کردیوین۔ اور علم کے بازار مین عرفانی کی دوکان کھولین۔ یہ کاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اس درمیان مین ازلی حکم سے آپ کے سینہ مین خداشناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت مین راہ ملی۔ اور یہان پر اپنے تیئن آپنے سلسلۂ بیعت مین مسلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ مین کامگار مرشد کی یا معرفت تلقین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہوکر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو مخدوم زادۂ حقیقی شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت مین رہ کر توفیق ازلی کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر سن سے چالیس برس کا چلہ پورا ہوگیا۔ اور ادھر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپنے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابوالفتح نے نامدار خانوادون کی خلافت کا خرقہ عطا فرماکر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابوالفتح کے ذکر مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہان پر دیکھ لینا چاہیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہوگیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگون اور عارفون سے راہ تصوف مین معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلی درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ مین شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیزالدین عبداللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابوالوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطہ مرید ہین۔ انواع و اقسام کی اثر بخش دعائین اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزین امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تہین۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کرکے عنایت ہوئی تہین۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہنچین۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ - اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا شیخ محمد غیاث چشتی - خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین - اور خواجہ معین الاسلام - شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے -

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے - کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان ادا کر کے مدینہ معظمہ کے طواف کا عزم فرمایا - اور وہان پر چالیس برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضہ اقدس کی جاروب کشی مین بے انتہا شوق کے ساتھہ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی - تو ایک روز مواجہہ مین ادب کے ساتھہ کھڑے ہو کر عرض کیا - حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آدبایا - اور ظاہری فرزند کوئی ہے نہین - پس یہ ان احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے - جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین - اور نہ جو مکاشفہ مین بزرگان امت حضور کی پیروی سے فراہم ہوئے ہین - اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے - جس طرح ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین دو خردسال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور خیالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کر دی گیئن - اور ارشاد ہوا - یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین - وہ تمہارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین - اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا - اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا - کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے - جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے - تو چند روز بعد جو حلیہ خواب مین دیکھا تھا - وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا - یہ دیکھکر بہت کچھہ شکر الٰہی بجا لائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی - اور خداشناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نوخرام تھے - آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا - اور ناسور خانوادون کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین - اُن کے اطوار اور اسرار - بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار - دعوت کا فن اذکار کی طرز - اور اشغال و تصورات کی سندین - غرض کہ کل چیزین دو سال کے اندر تعلیم و تلقین فرمادین شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی طرف سیر کو چلے - اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان مین حجرہ ریاضت کے اندر حصول معرفت کے واسطے مشغول فرمایا - پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش شیخ محمد سے کر کے حصول فیضان کے واسطے اُن کے پاس روانہ کیا - شیخ محمد نے بھائی کی گرہ کشائی - پیر کی خدمت سے سمجھکر لوٹا دیا - اور اس بات آپ کے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاءاللہ تعالیٰ یہ ماجرا ان دونون بزرگون کے ذکر مین ایک متوسط تفصیل

کے ساتھ لکھا جاوے گا۔

کہتے ہین۔ تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت فرمائی۔ مرید کو مراد کے ساتھ کامیاب پایا۔ اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین۔ مرید نے بھی ایام ریاضت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر ترتیب دیکر۔ ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ جسکا نام جواہر خمسہ رکھا تھا۔ یہ کتاب شریعت و سلوک کے اطوار۔ اور طریقت و تصوف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ اور جمیع خداشناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے۔ جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی۔ جو حالات عرفان کو شامل ہے۔ اور اس کا انجام بھی عرفان ہے۔ تو پیر نے خوش ہو کر فرمایا۔ اسرار اور اعمال کے جواہرات۔ جو میرے تصرف اور قدرت مین تھے۔ وہ قبل ازین تم کو حوالہ کر چکا ہون۔ اور مینے اپنے پاس نام کے سوا کچھ نہین رکھا تھا۔ اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین جو معلم افعال ہے۔ تمہارے اوپر تصدق کرتا ہون۔ اس کے بعد اللہ تعالی **جل شانہ** کا شکر بجا لا کر فرمایا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اس تنگ کوچہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکھتا تھا۔ یہان سے جاتے وقت اُس وقت کے ہم رنگ ہون اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتھ تاریخ بائیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نو سو تیس کو فرق کی تفرقہ سرا (عالم دنیا) سے جمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ بہار اور سارن کی زمین پاک مین ہے۔ جس کا طواف چھوٹے بڑے اب بھی کرتے ہین۔

مصرع طواف مرقد مردان نصیب اینان باد

یاد شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین۔ **قدس سرہما** آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تھے بزرگان زمانہ کے تلقین محل مین دانش و بنیش کا چراغ جلا رکھا تھا۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے۔ شیخ ظہور حاجی حضور آپ کے باپ کے خلیفہ ہین۔ اُنھون نے آپ کی رہنمائی مین بر ساتھ ہمت اور عزم کو کام فرما کر روحانی کمالات سے مستفید کیا۔ اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرا دیے یہان تک کہ آپ مسند ہدایت بخش ہوئے۔ بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپ کے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تھا۔ وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا۔ اور کہا۔ شیخ **قدس سرہ** نے یہ خرقہ آپ کے لیے میرے سپرد فرمایا تھا۔ یہ آپ اس کو پہنین۔ اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین۔ اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت مین

کوشش کی - خرقہ خلافت آپ سے لیا - اور اپنے تئین شیخ ابو الفتح کی خلافت سے مشہور کیا - کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا - تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا - اور جب دار السلطنۃ آگرہ کو واپس آنے لگا - تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لیا - اثناے راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی - اور فشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابو الفتح نے حاجی پور مین قیام فرمایا - اور واپسین نفس تک یہین رہے - جب زمانہ زندگی پورا ہوا تو اُسی جگہہ آپ کی قبر بھی بنی - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے - صورت و سیرت - علم و عمل - اور حال و قال مین بدر بزرگوار کی مثل تھے - باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوکے - شیخ کمال الدین سلیمان قریشی جو - راقم کے معلم ہین شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین -

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے - عبارت آرائی - اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا - سلطان محمود کلان کے عہد مین آپنے وطن ترک کرکے - اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی - اور آپ کے التفات سے سلطان محمود العاقبۃ نے بہت کچھہ فائدہ اٹھایا - **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے - تشبیہ - توجیہ - تمثیل - اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شور انگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے - اس کتاب کے واقعات پڑہنے سے تاریخ پڑہنے والون کا دل خوش ہاور عبرت و تجربہ اور حیرت و آگاہی سے مالامال ہوتا ہے -

یاد شیخ بخشو

آپ خداداد ست ہین **فرق من اللہ** (ولادت) اور **وصل الی اللہ** (بعد وفات) کا آپ کا مکان وشود (مندسور) مین تھا - کھجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیف کے واسطے پیتے ہین - چونکہ آپ کا قدم - شریعت کے راستہ پر استوار تھا - اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے گھڑون کو توڑ ڈالا کر پینے والون کو پینے سے روکا - اس عداوت سے یہ لوگ ایک رات اس بات پر آمادہ ہوئے - کہ شیخ کو عالم ہستی سے ہی نیست و نابود کر دینا چاہیے - جب فراہم ہوکر آپ کے حجرہ کے پاس پہونچے - یکایک اندہے ہوگئے - یہ کرامت دیکھکر ناچار تمام لوگ عذر و معذرت کے واسطے روتے جھینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے - اور سر زمین پر رکھ دیا - آپنے ازراہ مہربانی اندھون کی طرف نگاہ کی - جو زخمی چشم

جاتی رہی تھی - وہ پھر پلیٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نو سو سولہ مین - آپ نے مکان ہستی سے کوچ فرمایا - تین بیٹے چھوڑے - شیخ بڈہن شیخ حسن اور شیخ معین الدین - ان مین اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتھ پیراستہ باطن مین فلریغ - اور ظاہر مین پاکیزہ تھے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی النسل سے ہین - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تھے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہ قرار دیا - ایک سو بیس[12] سال زندگی اور زندہ دل کے ساتھہ گزارے - بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین پائی تھی - یہ حال کچھہ تھوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت مین بھی انشاء اللہ لکھا جاوے گا -

مصرع ع عطاہائے الٰہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبداللہ بیابانی

آپ شیخ سماء الدین دہلوی کے بیٹے ہین - علم اور معرفت مین کمال رکھتے تھے - آبادی سے بھاگ کر بیابان مین بسر کرتے تھے جب بھوک کی آگ بھڑکتی تھی - تو خود رو گھاس کھا لیا کرتے تھے - جارون فصلین آسمان کے نیچے گزارتے تھے - ربانی کلام حفظ تھا - ایک بار روزمرہ ختم کیا کرتے تھے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش باہر پر مد آپ کے دیدار کے واسطے آکر چارون طرف گرد جمع ہوا کرتے تھے - جب آپ اشارہ فرماتے تھے - تب اپنا اپنا راستہ لیتے تھے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تھا - کہ منڈو (مانڈو) مین آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بھلا معلوم ہوا - ایک مدت تک آپ نے وہین بسر کی - لوگون کی صحبت کم رکھتے تھے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی کے ساتھہ پیشگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع چھتری مین ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب اور مغرب کے گوشہ مین - آپ کے کوئی لڑکا نہ تھا - البتہ آپ کے چچازاد بھائیون مین ایک ضعیف العمر شخص تھے شیخ بڈہن نام تھا - شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تھی - راقم گلزار کے ساتھ ملاقات رکھتے تھے - شیخ جمالی کنبو مصنف سیر العارفین کے اشعار جو شیخ سماء الدین کی مدح مین ہین - وہ شیخ حسین کو یاد تھے - موقع اور محل پر پڑھا کرتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کوچ فرمایا - ایک لڑکا چھوڑا نام بینا - شیخ گھوڑن نام - بنیاسے علی الاطلاق اس کو باطنی نور عطا فرماوے -

یادِ شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے - دینی علوم - پرہیزگاری - بلند ہمتی - ایثار - توکل - شانِ بزرگ - اور جلال پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تھین - آپ افضل زمان شیخ ابوالفضل مبارک ابن خضر کے جد مادری ہوتے ہین - ایک روایت سے شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید ہین - جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تھے - آپ فرمایا کرتے تھے مرد کے واسطے عین عنایت الٰہی سے کہ صور علمیہ الٰہی سے مراد ہے - چار چیزین کافی ہین - علم و عمل - عمر - اور عافیت - اور یہ چارون چیزین - طینت بشری کے خمیر مین داخل ہین - ان کے حصول کے لیئے دعا کے ذریعے سے خواہش کرنی چاہیئے - جب عبودیت کا رتبہ کمال کو پہونچے گا -

یادِ شیخ ابوبکر قریشی

آپنے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین - اصلی وطن سے آکر دار السلطنۃ آگرہ مین اقامت اختیار کر لی تھی - رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تھا - اپنے وقت کے پرہیزگار تھے - وصایای امام محمد رحمۃ اللہ پر - اور اصول بزدوی پر ایک شرح لکھی ہے جو مشکلون کو حل کرنے والی - اور نکتہ آرا ہے - کہتے ہین - ایک رات عالم مثال مین - خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی - حضور سے ارشاد ہوا - جاؤ - وہ زمین - جس مین عصا گاڑا گیا ہے - اُس مین ایک کنوان کہدواؤ - علی الصباح اُس زمین کو جاکر جو دیکھا - تو ایک گڑہا نم ناک پایا - جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تھا - آپنے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتھ کی اب اُس جگہ ایک کنوان ہے - جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے - آخرین سفر کے بعد جو گی پورہ مین دفن کیئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے -

یادِ شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے - ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تھے - تمام فنون متداولہ - اور علوم درسیہ تحصیل کیئے - اِس کے بعد خداشناسی کا ولولہ دل سے جوش کر اٹھا - رہنما مرشد کی تلاش ہوئی - اُن ایام مین شیخ بہاء الدین انصاری ملتانی شہر منڈو (مانڈو) مین تھے اُن کی - فیض بخشی کا شہرہ آپنے سنا - کان کہڑے ہوئے - ناچار گجرات سے منڈو مین آکر بہائیہ مریدون کے زمرہ مین داخل ہو گئے - اور چند سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش و بینش کا حصہ لیا - جب آپکے پیر - حاکم مالوہ سلطان محمود خلجی سے رنجیدہ ہوئے - تو آپ نے بھی پیر کے ساتھ دولت آباد دکن کا عزم کیا - یہان پر نا لکار نفس کی

کی لڑائی مین کمال کوشش کرکے فتح حاصل کی - بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی اجازت مانگی - اور ملی - جب سفر حجاز کو گئے - تو دل مین یہ ٹھانی - کہ اگر زندہ واپس آؤن گا - تو جس شہر مین رہنے کا حکم ہوا ہے - اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر وجماؤن گا - اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری لاحق ہوئی - جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا - بے علاج قافلہ سے تنہا - اور آبادی سے دور ایک جنگل بیابان مین رہ گئے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین - ایک شتر سوار - اوگھٹ راستہ سے آنکلا - اور بیمار کا مقصد پوچھنے لگا - کیفیت عرض کی گئی - پھر آپنے شتر سوار کے کہنے کے بموجب آنکھین بند کرلین - شتر سوار نے ہاتھ پکڑکرا ونٹ پر سوار کرالیا - اور جلدی سے اُتار دیا - جب آنکھ کھولی - تو آپنے اپنے تیئن مناکے بازار مین پایا - نہایت خوشی ہوئی - اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا - چند روز بعد جو لوگ ہمراہی مین تھے - وہ بھی پہونچ گئے اور آپ کے پہونچنے کی سرگذشت سنکر کمال حیرت ہوئی - القصہ حج اور عمرہ کے ارکان اداکر کے ہند کی طرف معاودت فرمائی - اور برہان پور مین آکر گھر بھی بنایا - اور خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کرکے الہی معرفت کے درجہ کو پہونچایا -

کہتے ہین - ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا خرقہ جو مجکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے - اُس خرقہ کو بیدر مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچادو - جو ہمارے خاص خلیفہ ہین - چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش نہین تھی - لہذا بجائے پانون کے بازوئے ہمت پر پرواز مین ڈالا اور غُدُوُّهَا[۱] شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ کی طاقت ظاہر فرمائی - پالکی والہ کہار کہتے تھے - کندھون پر پالکی کو - اور زمین پر پانون کو مس نہین ہوتا تھا - سلیمانی تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی - وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا - جا پہونچے - اور تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے -

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال متو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا - جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر آرہے ہین - دریافت کیا - کس کام کے واسطے مامور ہوئی ہے - فرمایا - شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین - شیخ جلال متو نے اپنے تیئن مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان شروع کردین - اِس اثنا مین ایک دوست آگئے - اور بیان کیا - آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

---

[۱] اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور (اسی طرح) اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے۔ ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تھا کہ ایک شخص مجلس مین ایا۔ اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی۔ تاریخ تئیسوین ربیع الاول ۹۸۱ ہجری سنہ نوسو اٹھائیس تھا آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تھی۔ کہ بنائی گئی۔

یاد شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے۔ اور فرزند قاضی مجدالدین کے ہین۔ جو قاضی شمس الدین کے پوتے تھے۔ نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین۔ جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے دوست تھے۔ کہتے ہین شیخ احمد سات بھائی تھے۔ جو تمام۔ علم۔ اور پرہیزگاری کا لباس رکھتے تھے۔ لیکن علم۔ عمل۔ عمر۔ اور عبادت کے اعتبار سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تھی۔ کہ زمانہ کے تمام علما پر علمی بحث مین آپ غالب تھے اور دولت مندون کی محفل مین بالانشین تھے۔ اٹھارہوین سال مین رسمی طور پر بیعت کر کے مجلسون مین بیٹھنا۔ اور مباحثے کرنا ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آپہونچے۔ روز مرہ آدھی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا کے روضہ پر جایا کرتے تھے۔ یوسفی اعجاز سے دروازے کھل جاتے تھے۔ اور اُس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک سوائے ورد۔ دعا۔ نماز نفل۔ اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تھے۔ نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تھے۔ اس کے بعد سونے کے وقت تک درس۔ قیلولہ۔ نماز فرض۔ اور مستحب۔ دعا خوانی۔ وعظ گوئی۔ اور تفسیر مین مشغول رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بھی اپنے اوپر جائز نہین سمجھتے تھے۔

القصہ۔ اسی طرح پر ستر برس اُس جگہہ گزارے۔ ہجری سنہ نوسو بائیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہونچی تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ اس شہر پر ایک عظیم آفت آنے والی ہے۔ لہذا آپ اپنے مریدون کا گروہ ساتھہ لیکر راناسانگا کے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جاپہونچے۔ تین برس بعد المدین مجذوب سرراہ آپ کے مقابل ہوئے۔ اور کہا۔ احمد۔ دوڑو۔ عنقریب پیغام طلب آتا ہے۔ ناچار آپ سرگردان اور پریشان ناگور پہونچے۔ دوسرے سال چھبیسوین صفر ہجری سنہ نوسو ستائیس مین عالم علوی کو کوچ فرما گئے۔

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچھہ اوراد ہین۔ اُن مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین جس زمانہ مین کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتھہ مین بھاری لڑائی کر رہا تھا۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ مینے خواب مین دیکھا۔ شیخ شرف احمد یحیی منیری۔ بہار اور بنگالہ کے مشایخ کبار کا گروہ ساتھہ لیے ہوئے۔ دریائے گنگا کے کنارہ کھڑے ہوئے ہین۔ اور اِس درویش کو بلاتے ہین۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو ملازمت مین حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا۔

ناگور تک تم ہماری سلامتی پوچھنے بہانہ کیا۔ تو قبول نہین ہوا۔ فرمایا۔ آج قطب زمان شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے۔ اور حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام نماز جنازہ کے واسطے تشریف لائے ہین۔ مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین۔ یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا۔ اور ہو کہا۔ ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے۔ اُس صوبہ کے مشایخ وہان منتظر تھے سب کے فراہم ہو کر ایک ساتھہ مغو جو کہا۔ تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا۔ ناگاہ حوض بر تلے کے کنارہ ایک تابوت نظر آیا۔ جس کے نزدیک سرور انبیا علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے گروہ کھڑے ہوئے تھے۔ اس درویش کو اولین صف مین بلایا۔ اور شیخ فریدالدین عطار کی طرف ارشاد ہوا۔ کہ اپنے فرزند سے کہو۔ کہ امام بنے۔ کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا۔ عرض کیا گیا۔ یہ ڈرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اس جگہہ ہے بہی نہین۔ فرمایا۔ کہو۔ امامت کرے۔ مینے عرض کیا۔ نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجکو اچہی طرح معلوم نہین ہے۔ یہ نا واقفیت کا عذر بہی حضور مین پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ جنازہ کی نماز مین کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے۔ بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔ اس پر درویش نے ترکیب کی تعلیم کے لئے التماس کیا۔ فرمایا۔ کہو الصلوۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر۔ اور ہر بار آنکہہ بندکرو۔ اور کہولو۔ اور اللہ اکبر کہو۔ یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہو جاوین۔ مینے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ کو سپرد گور کر دیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچا کر۔ کوچ فرمایا۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا۔ اور اپنے تکیہ مین لے آئے۔ جب آنکہہ کہلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے۔ آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی علیہ السلام کی محبت مین گویا ہمہ تن تہے۔ ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین۔ اور محرم مہینے کے اولین دس روز مین ماتمیوں کی طرح بیا اور دُہلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے۔ اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر۔ اور سر پر ہاتہہ رکہے ہوئے۔ نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے۔ اور کہانا اور شربت جو کچہہ ہاتہہ سے بن پڑتا تہا۔ درویشون کو اور یتیمون کو دیا کرتے تہے۔ اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعوی پیش کرتا تہا۔ تو آپ منت اور سماجت کے ساتہہ ایسی صورت پیدا کرتے تہے۔ جس مین سید کی جانب داری نکلتی ہوتی تہی۔ اور کہا کرتے تہے۔ سادات کے ساتہہ از روئے مروت پیش آنا چاہیے۔ نہ از راہ شریعت۔ آپ کی خوابگاہ سلطان التارکین حمیدالاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے۔

یادِ شیخ عبدالوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جد امجد تھے - کہتے ہین - سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - احمد آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبار سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا - اولاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنالیا - اور گھر والی بھی بہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تھا مجذوب **ابوالغیث** نام - جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا تھا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈھال دیتا تھا - پدر بزرگوار لودہی کی ترقی اور سلامتی کی خواہش رکھتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجئے - کیونکہ امسال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بھی اِس جگہہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیر الدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑہائی کی - لودہی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بھاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بھی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سنہ نوسوتیس تھا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے برابر مین ہے پرانی دہلی کی حدود مین -

یادِ شیخ سالار ناگوری

آپنے بامداد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اِس ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تھا ایران اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچھ فیض پہونچایا - بالخصوص مخزن جواہر علوم و اسرار شیخ مبارک نے آپ کی خدمت سے آلہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا مصرع مقام روح قدسی جان او باد ٭ شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپکے حالات موقع موقع سے لکھے ہین - اِن تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجائش نہین رکہتا ہے -

یادِ شیخ جمال بتہری

بتہری ایک موضع ہے احمد نگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگان سلف غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ کو پہونچتی ہین - آپ کے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین آئے

تے - اور بتھری کے اندر ببرین کر قیام کیا یہان تک کہ رحلت فرما گئے - اُس وقت شیخ جمال خرد سال تے - چونکہ اس موضع مین آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تھے - لہذا نام موضع کے ساتھہ نامزد ہو گئے - سلطان بہادر گجراتی جس سال دکن مین آیا تھا - اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بھی ارادہ کیا تھا - مگر یہ چاہا - کہ شیخ مجکو تعظیم دین شیخ کا حال یہ تہا - کہ دنیا کے ساتھہ وابستگی رکھنے والون کے لیئے - تعظیم کو جگہہ سے اُٹھا نہین کرتے تھے - لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی - بدستور بیٹھے رہے - جب سلطان آپ کی خدمت سے لوٹا - تو ندیمون نے دریافت کیا - کہ خیال تو یہ تھا شیخ - شاہنشاہی تواضع کے واسطے اپنی جگہہ سے اُوٹھین گے - اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا سلطان نے جواب دیا - کہ داہین اور بائین دونون طرف سے دو شیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تھے - اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ غضب کو پست کرتا تھا - اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہو سکتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتھہ گجرات مین لایا - اور احمد آباد مین گھر اور خانقاہ بنا دی - آپکے پانچ بیٹے مشہور تھے - امین اللہ - یتیم اللہ - صوفی - حسین اور بدر الدین - یتیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا تہا - یتیم اللہ ایک عالم آدمی تھے - درس دیا کرتے تھے - اور باپ کے جانشین بھی ہوئے - راقم بھی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام احمد آباد اُن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا - کم و بیش پانچ برس بعد سنا - کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع یاد اجمال دوست ضیا بخش چشم او -

یاد سید حسینی

آپ عرب زادہ ہین - جس زمانہ مین رانا سانگا نے چندیری کی لوٹ مار کی تھی - اُس زمانہ مین اہل اسلام کو آفت کا دن دیکھنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹھنا نصیب ہوا تہا - اور ہر ایک ملک مین دربدر دیوانہ پھرتے تھے - اس زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تھے - چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوئے - جب دسور (مندسور) مین پہونچے - تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت مسواک کر رہا تہا - اس حالت مین راجپوت کی نظر درویش پر پڑی - آپ کے ہمراہ دو شخص اور بھی تھے آپ نے راجپوت کی طرف رخ نہ کیا - پیکر پرست مذکور برہم ہو کر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا - آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکھی تھی - فوراً آپنے وہ تلوار اُٹھالی - اور راجپوت کا سر تن سے جدا کر دیا - جب

یہ کیفیت راے گنگوڑ گوجر کو معلوم ہوئی - جو راما کا امیر اعظم اور سور (مندسور) کا جاگیردار تھا - غضبناک ہوا - اور لوگون کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو سنگسار کرکے شہید کردیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندھا گرا - جب صبح ہوئی - تو اُس نے چند اشخاص اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانون کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولون کو دفن کردین - چنانچہ تعمیل کی گئی - آپ کی خوابگاہ اُسی بہشت نما زمین مین ہے -

یادِ شیخ علاء الدین علیسی دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس اللہ تعالیٰ سرھما - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین کنبو کے مدرسہ مین تحصیل کئے تھے - جو علماے وقت مین سب سے زیادہ عالم تھے - اور باطنی علم کی تحصیل شیخ ابوالفتح ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تھی شیخ ابوالفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہین - جب آپ بیان فرمایا کرتے تھے - تو مختلف مذاق و مختلف وجوہ کے ساتھ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تھے الغرض آپ دو جہانی کمالات کے ساتھ بغلگیر یا یون کہئے - ہمدوش تھے - آپ کے فرزندون مین سے دو شخص درویشی مین مشہور ہین -

ایک **شیخ کمال الدین عجائب** ہین - انہون نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف رسالے قتلق خان کی خدمت مین پڑھے تھے - اور نیز علم باطن سے بھی مستفید تھے - شیخ کمال الدین کے بھی دو بیٹے تھے - **شیخ رکن الدین** اور **شیخ حاجی شطاری** دونون خدا شناس اور باطناً فارغ البال تھے اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ ولی شطاری کی خدمت مین رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تھے -

دوسرے **شیخ بہاء الدین عرف زکریا** - ہین - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگون مین سے ہین - راہ تحقیق کے سلوک مین بہت کچھہ ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا - شیخ عبدالقدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر مشائخ وقت کی صحبت سے فیض وفائدہ حاصل ہوا تھا - شیخ محمد سعد ودلاری کو درس مین تصوف کی کتابون اور حقائق کے مشہور رسالون کے پڑھتے مین آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تھے ہجری سنہ نو سو تیرہ مین جہان فانی سے رخصت ہوئے - میر محمد خان شروانی اُس زمانہ مین بڑے مقرر عالم تھے - عرش آستانی اکبر شاہ کے دربار مین بھی امراے اعظم مین شمار تھا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سمجھتے تھے - مگر شیخ زکریا کے ساتھ مخلصانہ اعتقاد ضرور رکھتا اور ان کے مخلصین شیخ زکریا کی تعریف سے خالی نہین ہوا کرتی تھین -

یادِ شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلا ے زمانہ مین سر برآوردہ تھے۔ طریقت کے سلوک مین بھی ایسا عالی مرتبہ پایا تھا۔ کہ اپنے جد بزرگوار گنجشکر کے زمانہ کی روح رواں شمار کئے جاتے تھے۔ احمدآباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل و خل رکھتا تھا۔ اُس کے آپ مصاحب تھے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمدآباد مین ہے۔

یادِ شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبدالغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے۔ شیخ امان علم تصوف مین آپکے شاگرد تھے۔ **قدس اسرارہم**۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتھہ جما ہوا تھا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تھی۔ وجد اور اسرار وجد کے صحیفے آپکے مطالعہ سے نکل چکے تھے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبدالرحمن جامی سے تھی۔ ظہیرالدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین **طالب شراہ** آپ ہند مین آئے۔ اور دارالسلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کرکے خوشی کے ساتھہ زندگی گزارتے تھے۔ پھر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تھے۔ اِس جنبش کے دو سبب تھے۔ (ایک) شیخ عبدالغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی محبت مخصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھہ دیا۔ اور اِن کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعے سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کی درس مین گزار دی۔ ہجری سنہ نوسو سینتیس تھا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سرا سے خیمہ اُٹھا کر باہر جا گاڑا۔

یادِ خواجہ خانون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپنے ناگور سے نکل کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتھہ شامل ہوکر ہجری سنہ آٹھہ سو تریسٹھ مین عالم دنیا مین آئی تھی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانہ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکھکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکھا۔ ہجری سنہ نوسو چالیس مین۔ نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے مٹا کر۔ سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتھہ حضور قدس کو روانہ ہوگئے۔ آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے طریقت کے تمام مقامات

اور سلوک کی کل منزلیں طے کر کے۔ اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرمست سے خلافت پائی تھی۔ خواجہ حسن سرمست توحید اور تصوف کی مجالس میں پرانے میگسار تھے۔ اجازت رہنمائی۔ اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے رکھتے تھے شیخ سالار۔ کعبہ تحقیق کے مسافروں میں قافلہ سالار ہیں۔ اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمر سے ملی تھی۔ خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ میں برگزیدہ تھے۔ خرقہ خلافت۔ خواجہ محمد سعدی سے پایا تھا۔ خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب اعظم ہیں قدس اللہ اسرارہم۔

شیخ معروف دہاروال نے اپنے شجرہ میں لکھا ہے۔ کہ خواجہ خانون کو خرقہ خلافت شیخ حسین ناگوری سے بھی ملا تھا۔ جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہیں۔

کہتے ہیں ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا۔ اسواسطے آنے والوں کی تعظیم کے لئے۔ اٹھا نہیں کرتے تھے۔ جب وجہ دریافت کی گئی۔ تو فرمایا۔ ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے۔ اور تکلیف کے ساتھ بعض کے لئے تعظیم مخصوص کرنا۔ درویش کے مناسب حال نہیں ہے مصرع فیض الیشان بجان ما برسان۔

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب فرید الدین احمد۔ اور خطاب جہانگیر ہے غوث الاولیا کے بڑے بھائی۔ اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہیں۔ بے نہایت لوگوں کے دل آپ کے پنجہ تصرف میں تھے۔ شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت میں مریدانہ زانو تہ کرتا تھا۔ اقسام دعوت بہت کچھ یاد تھیں۔ آپ کی ظاہری خواہشیں۔ اور باطنی قوتیں دوائی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھیں۔ اور وحدت کے سبزہ زار پر خراماں خراماں پھرا کرتی تھیں۔ دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے۔ اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونوں چیزیں آپ کے حصہ میں آئی تھیں۔ جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا۔ ان ایام میں مولانا جلال الدین تتوی بڑے صاحب عقل عالم تھے۔ ہمایون بادشاہ کے اُستاد۔ اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے نیز اُن کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا۔ اور نیز انہیں ایام میں ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبند خانوادہ میں بیعت و تلقین کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ ان دونوں اصحاب نے مجبورانہ اتباع ہمایون کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی۔ اُس زمانہ میں بہت سے علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے۔ ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں شیر شاہ سور نے فتح پائی۔ اُس وقت صدر الذکر دونوں کامل اور اُستاد وقت نواح قنوج میں گمنام ہو گئے۔ آپ فرماتے تھے۔ شیخ فنسل اللہ بنگالی میرے

بھائی شیخ محمد - اور فقیر بہول - ہم تین آدمی چنار کے کوہستان میں ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے باشندون نے بیان کیا - کہ دو سو برس ہوئے - ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اِس غار مین ایک درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لاوے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم دو منزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر ہمنے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے وہ پیر ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑہا - بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار و حقائق اپنی تقریر مین ظاہر کرکے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی - اس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تھوڑی دیر بعد ہم لوگون نے واپس آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اِس سفر کا سامان اُس غار مین مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لاکر نعش سپرد خاک کی شیخ بہول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی حدود مین ہے - ایک بلند پہاڑ پر - ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمیذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - کہ آپ کے بزرگون نے ہند مین آکر کالپی مین بود و باش اختیار کی تھی - آپ کے وقت مین آپ سے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تھا آغاز ہوش سے رسمی علوم پر کبھی دل نہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے ضرور دلبستگی رہی - آپ کا ظاہر پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تھا - آپ کا پانون - تلاش روزی کے راستہ مین کبھی نہین چلا - اور درہم کبھی آپ کے ہاتھ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر احیاناً بہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجتمندون کے نام زد کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کرکے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِن مِّن شَیْءٍ[۵] اِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهٗ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے بعد کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تھا - دو بیٹے چھوڑے سید محمد اور سید احمد آخرین حیات کو پیچ کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوئے مصرع سیادت با تلاوت ہم قرین خاست

[۵] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

یادشیخ ابراہیم ابن عمر سندھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی حدود مین قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگون کے میل جول سے - اور دل لبھانے والی چیزون سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تھے - بعض کہتے ہین - قاضی قاضن سندہی کے ہم نشینون مین سے ہین - جنہون نے وحدت وجود کے بیان مین بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگہ مین پروئے ہین - اور نیز اُس کی دلیلین قایم کی ہین - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین مین سے ہین قدس سرہٗ جن کو اُن کے پیرون کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدویتہ کے دعوی پر سید محمد کافی دلیل رکھتے تھے حاشا کہ اہل شناخت سے ایسا دعوی اور ایسی تصدیق - حالت سکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتین کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت مین لکھی گئی ہین - اور نیز جہان کہین - تقریب آئی ہے - وہان ہر ایک جگہہ ازروے عقل ونقل اُن کی بریت کی نسبت اشارہ کیا گیا ہے

یادشیخ مبارک بالادست

آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونون جھنجانہ مین ہین - میر سید علی قوام سانہ کے مرید ہین - جو شیخ بہاءالدین جونپوری کے خلیفہ تھے قدس اسرارہم - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تھے - آپکی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ الہ بخش گڈہ مکتیسری جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور پیشرو ہین - آپ کے خرق عادات کی گرماگرمی کا حال لوگ بہت کچھہ بیان کرتے ہین -

یادقاضی محمود ابن جایلدہ (دریائی بیرپوری)

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد وعشق - اور سوز وگداز کے آپ مالک تھے - سماع وسماع گویا آپ کی زندگی تھا - جس وقت اولیاءاللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت مین طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچھہ وقوع مین آیا کرتی تھی - غلبہ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تھا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندھا کرتے تھے - ہندی عبارت مین اور ہندی مقامات مین دلپسند طرز ہوتی تھی - قوالون کی ایک جماعت آپ کی روش کو کمایچی کہتی ہے - اور یہ لوگ کمایچہ کی علامت سے اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط مین ممتاز ہین -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہون - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہین - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقہ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تھا - اور بعض اصحاب آپ کو بھی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ آغاز ہوش مین آپ کا قیام شہر احمد آباد مین تہا۔ ہجری سنہ نوسو بیس مین بہ قصبہ بیرپور آئے۔ اور سکونت اختیار کر لی۔ یہ قصبہ بمضافات احمد آباد مین ہے۔ مگر اس مین آدمیون کی بساوت کم ہے۔ آپ کی عمر گیارہ برس کی تہی۔ کہ آپکو طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر۔ ایک جنگل تہا عمارت سے دور۔ وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تہے۔ اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پہر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تہے۔ اسی طریق پر پچاس اور چہہ چہپن برس گزار دئے۔ جب عمر سرسٹھہ سال کو پہونچی۔ تو تاریخ تیرہوین ربیع الثانی کو کہ ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو تہے۔ عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگی اس ملک فانی سے باندہ لے گئے۔

روایت ہے۔ آپ کے جد امجد کا نام قاضی محمد تہا جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چہہ لڑکیان ہوئین۔ تو قاضی جی کو لڑکے کی خواہش ہوئی۔ تاکہ نسل محفوظ رہے۔ قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے۔ کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتہہ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی۔ کہ دوسری عورت کے ساتہہ نکاح کر لیجئے۔ اور یہ بہی پیغام دیا۔ کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے۔ کرنا آپ کو ضرور ہے اور مین بہی راضی ہون۔ قاضی جی نے جواب دیا۔ آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا۔ اور پہر حضور کا جیسا حکم ہوگا۔ عمل مین لاؤن گا۔ مقصد کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین فرمایا۔ محمد۔ تم کو مبارک ہو۔ اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے۔ کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکہدیا۔ اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد۔ اور تیسرے کا نام حمید رکہا۔ اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبد الکریم ابن عطاء اللہ نہم وہی

آپ نامی علماء شیراز مین سے تہے۔ سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈہنگ پیدا کر دیا تہا۔ طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے۔ بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے۔ نظر مین رکہکر طبقات کو لکہا ہے۔ آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے۔ اور سلطان محمود کے والیمین سفر تک کہ ہجری سنہ نوسو پندرہ تہے۔ انبیا۔

اولیا - علما - شعرا - سلاطین - وزرا - اور امرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھہ لکھے ہین - اُمید ہے
کہ جو اصحاب عقل وفہم کے ساتھہ واقعات کی تواریخ پڑہنے کے شائق ہین - اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت
پیدا کریگی - آپ کے ایک لڑکا تھا عطاء اللہ نام - ماجرائے گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار
کا پیرو تھا - نام اور نامہ نے آپ کو مشہور کردیا مصرع باد امقام او شان للہ در قائل -

یاد سید عطیۃ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین - ان بزرگ سادات مین سے ہین - جو حسنی حسینی ہین خطہ شیراز کے
بڑے علما مین تھے - امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس - اور مولانا جلال الدین محمد دوانی
کے ہم عصر تھے - سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تھا - کہ شیراز سے صوبہ گجرات مین آئے - اور چانپانیر مین - جو یہان
کے سلاطین کا پُرانا دار الخلافت ہے - قیام کیا - آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تھے - اس نیر اعظم کے
طلوع سے زمین گجرات برج شرف بن گئی - اور طلبا کے ہاتہون مین علم کے خزانون کی کنجیان آئین
آپکے کئی بیٹے تھے - جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے - آپ نے علم ہیئت کے اندر ایک فارسی
شرح اثنائے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تہی - اس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بہی ہین جیسے
(۲) استی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن - (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵)
علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سودمند لکہا ہے - جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع
ہے - آپ کی جملہ تصنیفات کو علماے زمانہ نے پسند کیا ہے - خدا کرے - آپ کی تالیفات کے طفیل مین اس
گلزار کو بہی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو - آپ کے سب لڑکے سعادت مند تھے - ان سب مین فرزند رشید
شاہ کمال الدین محمد ہین - جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تھے - ان کےبہی بیٹے اور بھتیجے
ہین - سب مین بڑے شاہ ابوتراب ہین - شاہ ابوتراب کو ہجری سنہ نوسو بیاسی مین شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ
نے میر حاجی کا خلعت عطا فرمایا تھا - اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تھا - شاہ
ابوتراب اس اعلی سعادت سے مشرف ہوئے - اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہندمین آئے - ہجری سنہ
ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے - خوابگاہ احمد آباد مین ہے - شاہ ابوتراب کے بہی ایک لڑکے ہین - شاہ
گدائی نام - سپاہیانہ لباس مین سادات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت - بقدر امکان کرتے ہین - اور
اس کو غنیمت سمجھتے ہین - باوجودیکہ ان تمام سادات کے آبا و اجداد کی سیادت صحیح ہے - لیکن یہ تمام

سادات سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا ضرور رکھتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے والے مخدوم شیخ احمد کھٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبدالقدوس حنفی

آپ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین یکتائے وقت تھے - بعض کی رائے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان یہ ہے حنفی اس سبب سے کہتے ہین - کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے - شیخ محمد ابن شیخ عارف - ابن شیخ عبدالحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - انوار العیون جس کی ترتیب کی بنا ساتون فن پر رکھی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکھا ہے - کہ ظاہرا میری بیعت مخدومی شیخ محمد سے ہے - لیکن مجھکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی ہے - ان کی تعریف بھی اس فن مین بہت کچھ ہے کہ آپ نیز شیخ عبدالقدوس کو درویش قاسم اودہی سے بھی خلافت اور اجازت تھی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - لوگون کی صحبت سے پناہ مانگتے بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تھے - اور غنودگی کو آنکھون مین آنے نہین دیتے تھے کسبی علوم اور متداول فنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسہ مین بہت کم پڑھے تھے - لیکن علم لدنی کے دروازہ آپ پر کھل گئے تھے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ کے زور سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین سلطان نصیر الدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے عالمون اور عارفون کی ایک جماعت ساتھ لیکر استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - اس جماعت مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے بلند لوگ ہوتے تھے - اُس وقت روحانی اور ربانی انجمن گرم ہوا کرتی تھی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تھین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بھی تصوف کے حقائق - اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تھین وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہو جاتی تھین - اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بھی ظاہر ہوا کرتی تھین -

آپنے ہجری سنہ نوسو پچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی سے متعلق ہے - تین لڑکے چھوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تھے - سب سے چھوٹے شیخ عبدالمجید

عبدالمجید علم عارف سجادہ نشین - اور رہنما تھے - اور منجھلے لڑکے شیخ رکن الدین محمد بھی اکابر وقت مین تھے - باوجودیکہ عمر ضعیف ہوگئی تھی - مگر سماع کے بغیر صبر نہین کرسکتے تھے - مولانا عالم کابلی نے اپنے مذکرہ مین لکھا ہے - مین ایک روز آپ کی ملازمت مین ایسے وقت پہونچا - کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تھا جب وجد کا اضطراب ذرا فرو ہوا - تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی نسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑھکر جواب دیا بیت

	باگم شدگان سخن گموئید		من گم شدہ ام مرا مجوئید

تمام سننے والون مین بالخصوص مجہہ ناتمام مین ایک عظیم تغیر پیدا ہوا - اور مجلس سماع از سر نو تازہ ہوگئی شیخ رکن الدین نے ہجری سنہ نوسو تراسی مین جہان فانی کو ترک کیا - اِن کے فرزند شیخ احمد تھے - ایزد طلب خداشناس - اور رسمی علوم کے اچھے عالم تھے - کہتے ہین - آپ کا قول تھا - ہمارے خانوادہ کا پرانا قاعدہ ہے کہ اولاد لڑکون کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہین - اِس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت کراکر قطبیت اور غوثیت کے درجہ کو پہونچاتے ہین شیخ احمد نے ہجری سنہ نوسو بہتر مین رحلت فرمائی - اِن کے بیٹے شیخ عبدالغنی رسمی علوم سے آراستہ تھے - خاص کر علم حدیث مین اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تہی - اور عرش آستانی اکبر شاہ کی تمام قلمرو کے صدر الصدور تھے - دوبار سفر حجاز کو گئے - اور آئے - پچھلی دفعہ جو لوٹ کر آئے - تو صدارت کے عہدہ سے اُتار دئے گئے تھے - اور شاہنشاہی عتاب ہوا تھا - اس سبب سے چند روز ان پر تنگی کے ساتھہ گزرے - بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرہوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اکیانوین کو بہ تعمیل حکم طلب رحلت فرمائی -

یاد شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق مین ترک وطن کرکے سفر کرتے ہوئے جب رہتک مین آپ کا گزر ہوا - تو اِس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے - ناچار بود و باش اختیار کرلی - رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے - دہلی سے بیس کوس دور - آپ عالم متوکل - اور فانی فی اللہ تھے - کسی شخص سے کچھہ نہین لیتے تھے - کہتے ہین - ایک سوداگر - آپ کے خاص مریدون مین سے تہا - ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لاکر پیش کیا - آپنے عذر فرماکر اُس کے قبول کرنے سے انکار کردیا - اور لانے والے کو بدستور واپس فرمایا - آپ کی رحلت - دسوین صدی کے اولین نصف حصہ مین ہوئی ہے - رحلت کے پیچھے چند روز تک کا برخانہ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہوکر علمی مجلس کیا کرتے تھے - اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہوجاتے تھے - اعتقاد صحیح - اس مشکل نما

مسئلہ کا حل کرنے والا ہے۔ مصرع خوابگاہش مخزن اسرار دان۔

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ کی زادبوم ملتان ہے۔ آپ سپاہی درویش ۔ یا درویش سپاہی تھے ۔جب اُس ملک مین شورش ہوئی تو مع اہل وعیال آگرہ مین آکر قلعہ مین گھر لے لیا بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے ۔لیکن ہمیشہ رات کے وقت نماز تہجد غسل کرکے پڑھا کرتے تھے ۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے ۔کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر جانے سے اور قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا ۔ اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جنسون کی غلامی سے نکال کر خدا پرستی کے شہرستان مین سوکشان لے گئی ۔ دنیاوی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا ۔ وہ جاتا رہا ۔ دلگیر ہو گئے ۔ اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا ۔ روحانی کمالات تحصیل کرنے کی فرصت حاصل ہوئی ۔ طلسمات و کمانے والے نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد ۔ ملک ستی مین آنے جانے لگے ۔ کہتے ہین ۔ ایک روز مراقبہ مین سر جھکا رکھا تھا ۔ اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ اپنے چہرہ پر برقع رکھو ۔ آپ نے جواب دیا ۔ برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھ مین نہین ہے دوسری بار پھر آواز آئی ۔ کہ اگر برقع رکھنا منظور نہین ہے ۔ تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو ۔ مینے عرض کیا ۔ مجکو پہلی بات منظور ہے ۔ اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبھر آئی ۔ اور سر سینہ پر جا پڑا ۔ جس وقت دیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی ۔ تو آپ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھکر سر اُٹھایا کرتے تھے ۔ تب کہین ۔ اُس چیز کو دیکھ سکتے تھے ۔ اخیر دم تک یہی حالت رہی جب آپ کی زندگی کا سامان ۔ اُس جہان کو روانہ ہوگیا ۔ تو آپ کے بیٹے **شیخ یعقوب** نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکھا ۔ اور اُسی روش کے نقاب مین سالکان طریقت کی طرح یہان تک کوشش کی ۔ کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین اپنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی رتبہ کی برابر کردیا ۔ شیخ یعقوب کے بعد ۔ ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے اثناے چاکری مین بہت کچھ تحصیل علم کی ۔ کہتے ہین ۔ ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے ۔ چونکہ سپہ گری ۔ گوشہ نشینی کے ساتھ ممکن نہین ہے ۔ جہان پیمائی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۔ اسواسطے میرے اُستاد نشو نمضمون سے زیادہ زیادہ ہون گے ۔ جس وقت مین ہمت کرکے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھ مشغول ہوا ۔ اور عالم جوانی نے کوچ کیا ۔ تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے کی چار طریقہ سپہ گری چھوڑ کر گوشہ خاموشی مین بیٹھ گیا ۔ واپسین دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی ۔ اور متعلقین کے

کہانے پینے کا صرفہ کتابت کی مزدوری سے پہونچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نو سو تینتالیس کو صحرائے وحدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاند والد میان جیو جی

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر معرفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر حجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی القصہ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمد آباد کے اندر ایک اور شخص بھی مرا تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھہ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر مین سے ایک شخص نے اُس ستمگار مردم آزار کو مرفہ الحال۔ اور مشل مغفورون کے خواب مین دیکھا متحیر ہوکر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات کمترین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ کے آخرین سفر کی رات تھی۔ عاملان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات مین واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ فرمان بردار ہو یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ افعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ کے طفیل مین بخشش کے قلم سے خط النسخ کھینچ دو۔ اس مین شک نہین۔ اس تاریخ کے مرنے والون کو اس سے بہتر نجات کا کوئی ذریعہ نہین تھا۔

صدر الذکر تقریب کے سلسلہ مین ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہون۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ گجراتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج مین تھا۔ ایک لڑائی مین وہ شہید ہو گیا۔ بہت سے آدمی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہین۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چارون طرف سے جس قدر داور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہین ہے۔ اس کی وجہ سمجھہ مین نہین آتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی۔ کہ جس طرح۔ مبارک ساعت مین پیدا ہونا۔ بچہ کے حق مین ریزافزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید مین مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کو مفید نتیجہ بخشتا ہے۔

یہان پر راقم کی خاطر فاتر مین یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اس بات پر منحصر نہین سمجھنا چاہئے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا اچھا تھا۔ یا کواکب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی شخص کے جانے کے ساتھہ۔ یا کسی سعادت مند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھہ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بھی اس کی شائستگی کا اثر پہونچے۔

مصرع ع بادرفیقم چو او در سفر واپسین۔

یادِ شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔ آپ کے آباو اجداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین قدس سرہم آپ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جونپوری کے مرید ہین۔ خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تھی۔ ظاہر اور باطن کے مالک تھے۔ نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تھے۔ پچاس سال برابر مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام مین اعتکاف کر کے گزارے تھے۔ بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔ بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام سے اور نیز سرچشمہ ولایت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے علم قرأۃ یاد کیا تھا۔ تمام مشائخ زمانہ نے جیسے شیخ عبدالقدوس حنفی۔ اور شیخ جلال چشتی ہین۔ آپ کی تعلیم سے قرأۃ کی تصحیح کی ہے۔ اپنے ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کر لئے تھے۔ تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تھا آپ جناب خضر علیہ السلام کی ملازمت مین بھی پہونچے تھے اور ہر ایک کی روش پر۔ اس کثرت سے ریاضت کی تھی۔ کہ ولایت کی جھلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تھی۔ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تھے۔ مین ہجری سنہ نو سو چھتیس مین۔ خداوند تاج بدخشان میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان۔ کے ہم رکاب بشیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ ایسی رازداری کی باتین ہوئین۔ کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پُر ہو گیا۔ جب نوبت کلام اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔ تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹھ سو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تھی۔ اُس وقت تمام باشندگان شہر ہر ایک سمت کو جلا وطن ہوئے۔ ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین قیام کیا۔ اِس سبب سے ہم کو لوگ منڈووالا کہتے ہین۔ منڈو سے گردش زمانہ ہم کو گجرات کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا۔ ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔ آہستہ آہستہ اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔ مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب و دانہ نے پاؤن پھنسا رکھا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا - کہ آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ تھی - اور بعض لوگون کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے - بعض لوگ اسی بنیاد پر آپ کو ابو الرضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو پینتالیس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشاة آباد کو کوچ فرما گئے - آپ کی قبر جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے - اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے

آپ کے دو بیٹے تھے - **شیخ داؤد** اور **شیخ محمود** دونون صاحب زادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تھا - انہون نے عالم شباب مین ہی دنیا سے سفر کیا - پچھلے صاحب زادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے - اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام - جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین - آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تھی - چند روز ہوئے - کہ بنا جاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے - لیکن با انیہمہ اندرونی صفائی - اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہ قایم ہے - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ [1]

مصرع بیرون منہ ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دو آب - وہان آپ گوشہ گزین تھے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین - آپ کو جذبہ و سلوک دونون مرتبے تھے - مشہور سلسلون کے طریقون پر قدم استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا - اپنے پیر کو خضر **علیہ السلام** کی طرح زندہ سمجھتے تھے - ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تھے - اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چھپا دیا گیا ہے - لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین اُسی حالت زندگی کی طرح - طالبون کا رہنما ہے - **مصرع** دل زندہ کن - کہ مردن تن شادی آورد -

یاد شیخ نصیر الدین هنڈونی

آپ کی شہرت کیمیا گری کے ساتھ ہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خلیفہ ہین - کیمیا بنانے مین اس صنعت کے جاننے والون سے بیش قدم تھے - بہت طرح کی اکسیر بنانا جانتے تھے - اور بناتے تھے - جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ اس فن مین اپنے تئین آپکا شاگرد سمجھتا تھا - شیخ فرماتے تھے - ایک روز ایک بوڑھا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا - مین اپنے گھر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بھر کوشش کی - اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی - یہ ہنر مینے اُس سے حاصل کیا ہے - بعض کا کہنا یہ ہے - کہ وہ بیمار جناب خضر **علیہ السلام** تھے - کہتے ہین علم کیمیا

---

[1] - ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے - (اے بندے) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے - تو سمجھو کہ خدا کی طرف سے ہے - ۱۲ -

آسمانی علم ہے۔ توریت مین تہا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تہے۔ قارون نے آپ سے ہی سیکہ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گمر خزانہ کے جمع کر لئے تہے۔ مصرع کیمیائےست قناعت کہ نظر بر زر ازو ست۔

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تہے۔ سماع سے باز رکہنے۔ اور بدعت کے توڑنے مین ہزارہا آدمیون کی برابر طاقت کام مین لاتے تہے۔ اور سماع و سرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کر رکہی تہین جن کو وہ بیان کیا کرتے تہے۔ جب آپ سلطان سکندر لودہی کی مجلس مین پہونچے۔ تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے۔ سلطان نے فرمایا۔ آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روایتین بیان کرین۔ اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین۔ پہر بلا کوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا۔ جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تہی۔ آپ بہی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہو گئے اور ہاتہ پٹکنے لگے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو شیخ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی حالات غالب آگئے۔ تو ظاہری آئین سے خود بخود فرو گذاشت ہو گئی۔ ایک روز ارادہ کرلیا۔ کہ کتب خانہ مین آگ لگا دی جاوے۔ پیر نے فرمایا[۵] الحق فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر۔ وہاں نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی۔ اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا[۵۲] نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ نَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔

مصرع دانش آمد مایہ بخش دین و دولت مرورا

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تہے۔ یہان پر آپنے صرف ایک حجرہ کے اندر۔ اپنے جسم کے گہلانے۔ اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گزار دئے۔ فرمانروا مالوہ خان جہان کے بیٹے۔ سلطان محمود کہ آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی۔ تو چشت خان کو بہیجکر منڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا۔ پہر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بہی نہین رہا۔ کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی۔ اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا۔ سلطان غیاث الدین نے ایک روز چشت خان سے دریافت کیا۔ کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے۔ اور کس طرح گزرتی ہے چشت خان

---

[۵۱] حق کتابون مین ہے۔ اور اسلام دفترون مین [۵۲] ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی کہ نادانون کی باتین کرین۔

نےجواب مین مضمون شکرگزاری عرض کیا۔ اور شیخ کی لاعلمی مین شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان کے روبرو پیش کی۔ سلطان وقت نے کچھ مال حشمت خان کے ہاتھ بھیجا۔ آپنے اس مال مین سے کچھ تو لانے والے کو دیا۔ اور جو باقی رہا تھا۔ وہ حاجتمندون کو تقسیم کردیا۔ دوسری بار پھر سلطان نے درمیانی شخص سے پوچھا کہ آپکے کمانے پینے کے اسباب کیا اور کہان سے ہین۔ عرض کیا گیا۔ روزی تو آسمانی ہے۔ اور اسباب نامعلوم کیونکہ سلطان محمود تو عالم بہشت جلدی سے فرماگئے۔ اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ مین قدم رکھا نہین فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ دیدار سے نور باطنی حاصل کیا اور وہ آبلوگانون آپ کے فرزندون کے نام سے لکھکر سپرد کردئے۔

کہتے ہین۔ نصیرالدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے۔ اپنے باپ سے لڑائی شروع کردی تھی۔ نصیرالدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر مین تھا۔ اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تھا گذشتہ زمانے مین دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تھے۔ جب آسمان کسی کے ساتھ کج ادائی کرتا تھا تو وہ بیچارہ درویشون سے استمداد کرکے اپنے نیک و بد کے انجام پر خبر پالیتا تھا۔ لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ نہایت ہی نایاب ہین۔ یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تھا۔ عرض کیا۔ کہ اگر سلطان شیخ حسین کی گرامی صحبت مین پہونچ جاوین۔ تو غالبًا یہ شکایت جو سلطان کو ہے۔ شکر و سپاس کے ساتھ تبدیل ہوجاویگی۔

القصہ سلطان دہی کا پیالہ ہاتھ مین لیکر دیہات کے شخصون کی طرح شیخ کی مجلس مین حاضر ہوا۔ آپ اندرونی راز سمجھ گئے۔ اور آیۂ کریمہ[1] كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ؕ پڑھکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بھی ہوا۔ چند روز بعد نصیرالدین جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اور زمانہ نے ہاتھ پکڑکر محمود کو شاہی تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود بھی شیخ کی خدمت گذاری پہلے کی طرح کرتا رہا۔ یہان تک کہ اُس کا عہد پورا ہوا۔ کہتے ہین سلطان بہادر مالوہ سے گجرات کو بھاگا۔ اور جنت آشیانی ہمایون شاہ عقب سے آپہونچا جب ہمایون شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کرلیا۔ تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ نے شاہی ابریق (جہاگل) طلا اور جواہرات مین ملمع کی ہوئی دیکھی۔ تو آبدار کے ہاتھ سے لیکر اُس سے طلا جدا کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے متقی بادشاہ کے واسطے آبخورہ شرع چاہیئے۔ ملا محمد فرغلی عذر خواہی کے واسطے اُٹھے اور حسب حکم شاہنشاہی ابریق شیخ کے سامنے نذر کی۔ شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے۔ حاجتمندون کو تقسیم کردئے

[1] اکثر اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میر فرغلی - امتحانی مضمون دل مین قرار دیکر شیخ کے دیدار کے
واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہرایک کے اندرونی قرارداد پر علم ہوگیا - اتفاقاً آدہی رات کے وقت شاہ تاجو
مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بکاری کے ہاتھہ دو سیخ کباب - شیخ کے واسطے بھیجے تہے - اُن کبابون مین
سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹھاکر میر فرغلی کو کہانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا -
اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا - کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا - آئین دوستی کے
خلاف ہے - اگرچہ آم اس غیر فصل مین پیدا ہوسکتا ہے - لیکن قابل پسند نہین ہوتا -

آپ بارہون مہینے نماز طہارت کبریٰ (غسل) کے ساتھہ پڑہا کرتے تہے - ایک روز غسل کے ارادہ پر
باہر گئے تہے - چورون کی ایک جماعت ملی - وہ جماعت آپ کو تونگر سمجھکر اپنی مخفی جگہہ مین لے گئی - اور پانون
مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹہا دیا - آپنے فرمایا گرفتار دل والون کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے
اور جو لوگ آزاد ہین - اُن کو پابند صرف محبت کرسکتی ہے - ستارقون نے اس بات کو بادہوائی سے زیادہ وقعت
نہین دی - اور زنجیر پر پہرہ مقرر کرکے - ہرایک اپنے کام مین لگ گیا - شیخ اُس جگہہ سے ایک پلک مارنے مین
سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے - کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو اُنیس سال کی تہی - خوابگاہ
اورسہ مین ہے - یہ ایک دیہہ ہے منڈو (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر - ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین دنیا
کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی مصرع آفرین خدائے بروے باد -

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نور الدین المعروف بہ فیل مست کے بیٹے - اور گنجشکر کی نسل سے ہین - **قدس اسرارہم**
اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودہنی کے مرید تہے شیخ منور اجودہنی کو اہل زمانہ
گنجشکر - اور شیخ فرید ثانی کہا کرتے تہے - اور با اعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر - شیخ منور اجودہنی
کی شکل مین نظر آیا کرتے تہے - صاحب کشف علیقلی خان کہتے ہین - جب میرے سلوک کا آغاز تہا - تو مین
اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے - خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف
ہوا - خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی - مینے
گستاخی کی - جو اس امر کو قبول نہین کیا - اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا - اور چند بار یہی اشارہ ہوا - بالآخر
میرے کان مین آواز آئی "علاء الدین قطب الدین ہین" ناچار مجبور ہوا - اور بے تامل آپ کے پاس حاضر ہوا

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور فرمایا۔ یہ کلاہ قطب اولیا کی طرف سے ہی ہے خوش وقت رہو۔
پندرھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا۔ خوابگاہ قلعہ دہلی۔
مصرع کلاہ عفو تو جوید سر برہنہ من۔

یاد شیخ علاء الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین۔ قدس اسرارہم کہتے ہین۔ آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے ساتھ پیوند ہجری سنہ آٹھ سو بتیس مین ہوا تہا۔ زمانہ طفلی سے ہی۔ ولی ہونے کے آثار۔ آپ کی پیشانی سے عیان تھے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا۔ تو ساٹھہ برس تک آپنے ہدایت فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت کمال درجہ تہی اسواسطے لوگ آپ کو علاء الدین جوانمرد کہا کرتے تھے ہجری سنہ نوسو اڑتالیس مین دامن ہستی گرد علائق سے جہاڑ دیا۔ اور کوچ فرما گئے۔ اجودھن مین اپنے جد بزرگوار کے حظیرہ مین دفن کئے گئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ جین سے چاند سورج کی طرح۔ نسب وحسب کا زمین وآسمان منور تہا۔ ممکن اور واجب مین انہین دونون صاحبزادون کی خاص روش سے انتظام تہا۔ القصہ۔ سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کر کے دونون صاحبزادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحبزادہ شیخ معز الدین کو معز الملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار اُن سے لیا اور بالآخر اُن کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا۔ ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی۔ دوسرے شیخ علم الدین تھے اِن کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا۔ شیخ علم الدین دنیا اور عقبیٰ دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تھے۔ ان سے بہت سے لوگون کو فیض پہونچا تہا۔ مصرع ساغر اسرار او پُر راز مے توحید باد۔

یاد شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سر برآوردون مین سے ہین۔ پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت کی تہی۔ اور خدمت سے فائدہ بہی اُٹھایا تہا۔ لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تھے۔ اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھہ قدم رکہکر دانش وبینش حاصل کی تہی آغاز سے انجام تک جسم کے گہلانے۔ اور روحانی جوہر کے بڑہانے مین مصروف رہے۔ آخرکار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ عالم ارواح کے چلنے پہرنے والون مین شامل ہوگئے۔ اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھہ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی۔ آپ ہمیشہ آرزومندان کے ساتھہ مروت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تھے۔ رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تھی۔ یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تھا۔ کلام پسندیدہ ہوتا تھا۔ سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مکتوبات پر ایک عمدہ شرح۔ اور سنجیدہ اور مفید حاشیئے لکھے ہین۔ ہجری سنہ نوسو پچاس مین عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حسن عقیدت رکھتے ہین۔ منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہی ہین شیخ احمد مفتی اسفیدونی۔ شیخ حسین بانی پتی۔ شیخ عمر سوانی۔ میر سید علی لودیانی۔ اور یہ چار شخص۔ شیخ احمد۔ شیخ جمیل الدین۔ شیخ طیب اور شیخ صابر۔ قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین۔ شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام کو فراہم کر کے۔ ایک مفید جلد بنائی تھی۔ شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تھے۔ اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ بھر روزہ رکھتے تھے۔ یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین۔ سب کے سب طریقۂ ولایت کے رازدار۔ اسرار طریقت کے مشکل کشا۔ خدا شناسی کی انجمن کو رونق دینے والے۔ اور طالبان ہدایت کے رہنما تھے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ مصرع رہنمایان جہان را سند عالی بود۔

پادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قریشی النسل ہین۔ آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آ کر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پھرتے تھے اتفاقاً۔ قلعہ رنتھنبور[۱] کے آس پاس کدخدا ہوئے۔ ہجری سنہ آٹھ سو پچاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت شکم والدہ سے باہر آئی۔ اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ بنی۔ جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی۔ تو یتیم ہو گئے۔ اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجھکر خبرگیری چھوڑ دی۔ سونے کی جگہہ اور کھانے پینے کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہو گئی۔ آپ ایک دم شیشہ فروشون کی ہمراہی مین۔ تن تنہا منڈو (مانڈو) مین چلے آئے۔ یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیر کی تختی پلٹی۔ اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہو گیا۔ سلطان وقت ناصر الدین خلجی تھا۔ اُسنے آپ کی خدمت اپنے ذمہ لے لی تھی۔ ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی۔ اس کا انتظام سلطان نے اس طرح کیا۔ کہ ایک ضعیفہ تھی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی مسئلہ یجوز و لا یجوز تعلیم کیا کرتی تھی۔ اُس ضعیفہ کی ایک حسین و جمیل لڑکی تھی۔ راحۃ الحیات نام تھا۔ سلطان نے اُس لڑکی کے ساتھہ آپ کا عقد کر دیا۔ شادی کے مراسم۔ عروسی لوازم۔ اور خانہ داری کے ساز و سامان کا کافی طور پر انتظام کر دیا گیا۔ اسی اثنا مین سلطان ناصر الدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا۔ اور اب فرمان روائی کی نوبت سلطان ناصر الدین

[۱] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲ جسے آجکل رنتھنبور کہتے ہیں۔

کے بیٹے۔ سلطان محمود کو پہونچی۔ پیکر پرستون کی ایک جماعت تھی۔ جس کا مذہب راجپوتون کا سا تھا۔ یہ لوگ پوربیہ کرکے مشہور تھے۔ اس جماعت نے سلطان کو قید کیا۔ اہل خلجی حرم نشینون مین عام پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی۔ اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تھا۔ راحۃ الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گھر مہمان نو کی آمد ہوئی **قطب الدین بہکاری** نام رکھا۔ اس کے بعد راحۃ الحیات کو مرض الموت ہوا۔ کہ وہ مرگئی۔ اور باپ چونکہ **فنافی اللہ** کے دریا مین غرق تھے۔ ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کرسکتے تھے۔ دربانان شہر آپ کے ہمسایہ تھے۔ کارکنانِ قضا و قدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت۔ اُنکے محلہ پر لکھدی۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو خدمت والدین مشغول ہوئے۔ باپ کے خرق عادات۔ اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین۔ ہجری سنہ نوسو پچاس تھا۔ کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریۃً تھا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چھوڑ گئے۔

شیخ بہکاری۔ اپنے حسن خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت۔ صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آگے سے کیسی کہی وقت۔ ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہہ ہوتا ہی نہین تھا۔ تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کہانے کہلائے جاتے تھے۔ اور کہانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچھہ فرق نہین کیا جاتا تھا۔ بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ **تاجو قدس سرہٗ** شیشہ فروش کے لڑکے ہین۔ مجذوب اور حضور تھے۔ اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے۔ شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین۔ جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہوگئے۔ یہ کہنا صرف گمان ہے۔ جو راستی اور درستی سے بعید ہے۔ **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکیست	نیست درین عصر یکے ہم چو او
نہصد و دو آمد و رفت از جہان (۹۰۲)	سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو (۹۷۲)

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چھوڑے۔ سب سے بڑے **شیخ سعدی** تھے۔ جن کا ظاہر اور باطن سیدھے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتھہ آراستہ تھا۔ باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تھا۔ چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلہ اختیار کیا۔ بعدہ ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا۔

دوسرے زادے **شیخ کمال** تھے۔ جنہون نے دل کی سلامتی شکستگی کے ساتھہ جمع کی تھی۔

اور مولیٰ کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے۔ اُنہون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عاریتی سرائے چھوڑی۔ جو تھے لڑکے **شیخ جمال** تھے۔ جو اصحاب حضور آلہی مین باریاب ہین۔ وہ آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصۂ شہسوار میدان وحدت وحقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرہما** سے پیراہن خلافت آپنے ہجری سنہ نو سو پچاسی مین زیب بدن کیا تہا۔ اور سالک شاہراہ تجرید وتفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت مین چند سال رہکر خدمت کی بدولت فیض پایا تہا۔ اور اجازت نامہ لیا تہا۔ **راقم گلزار** کے جرا نے یکدل دوستون مین آزاد مزاج کشادہ پیشانی۔ خلوت پسند۔ اور تپاک سے ملنے والا۔ آپ کے مانند کوئی نہین تہا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لڑکا دوازدہ سالہ چھوڑا ہے **شیخ شریف** نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے۔

یاد سید نظام مندوی

آپ سید شرف کے فرزند ہین۔ جو سید غیاث کے بیٹے تھے۔ اور سید غیاث۔ سید محمد گیسو دراز کے پوتون مین سے ہین آپ جسم کو گھلاتے۔ اور روح کی پرورش کرتے تھے۔ اور نفس پر فتحیاب تھے۔ کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد مین مالوہ کی طرف آئے تھے۔ اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تہا جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے۔ وجہ معاش پیشہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایک روز زر نقد سے بہرا ہوا ایک برتن۔ ایک دیوار کی جڑ مین سے نکلا۔ آپنے اُس کو مٹی مین چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی۔ کہ مال زمین مین دبا ہوا ہے۔ اُٹھا لے جائیے۔ تاکہ کہدائی کا کام جاری کیا جاوے۔ مالک مکان نے جواب دیا۔ جو شے نکلی ہے۔ اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے۔ کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے۔ ایک گہنٹہ بہر اسی طریق سے باہم گفت وگو رہی۔ آخر کار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے۔ کہ مبادا آیندہ پہر ایسا ہی موقع پیش آوے۔ حرص کو حرکت۔ اور دل کو میلان ہو۔ اور ہاتھ اُس کی طرف بڑہے۔ اس پیشہ سے ہی درگذر کی۔ اور اس کے بعد اینٹ اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

اس عرصہ مین ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے۔ کئی سیر آٹا لیا۔ اور اُسی اینٹہن سے جو دوکان مین تہا روٹی پکا کر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی۔ آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا۔ اور فرمایا۔ زاہدان خشک کی

رفتار چھوڑدو اور عاشقان عارف کے خوان کی چاشنی چکھو۔ کہتے ہیں۔ اِس ذکر کی مشق آپنے یہاں تک بڑہائی۔ کہ شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے۔ تو وہ اعضا پھر مل جاتے تھے۔

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تھا۔ تو سید کی ملازمت میں بھی گیا تھا۔ اور نذر میں بہت ساماں پیش کیا تھا۔ آپنے قبول فرماکر سب کو عمارت کے کام میں لگادیا۔ اور ایک بہت بڑا گنبد بید بزرگوار کی قبر پر تعمیر کرایا۔ اور پھر بعد میں جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) میں ہوا۔ تو اُس نے بھی عزم دیدار کیا مجلس گرم ہوئی اور رازداری کی باتیں ہونے لگیں۔ بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتیں ہوئیں۔

کہتے ہیں۔ آپ کے جو بائیس ۲۲ بیٹے تھے۔ اِن سب میں سات بیٹے گویا بیش بہا موتی تھے۔ سید داؤد سید حمید۔ سید حسن۔ سید برہان الدین۔ سید کمال۔ سید سالار۔ اور سید فرید چند فرزندوں کو رسمی علم حاصل تھا۔ اور چند آلہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگوں کے پیشوا ہوگئے تھے۔ اور داماددوں میں سے یہ چار شخص ممتاز تھے۔ اوّلاً آپ کے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ جلال ابن شیخ برہان چشتی۔ دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتھے شیخ شرف الدین۔ اِن چاروں میں سے ہر ایک اہل عرفان۔ اہل ذوق۔ اور اہل وجد تھے۔

سید نظام نے تاریخ انیسویں ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جہ دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ خوابگاہ باپ کا گنبد جو ساگرتال سے نزدیک ہے۔ مصرع ع صفا در مردہ او کوئی حق شناسی بود۔

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تھے۔ جو جلال ابن زاہد کے فرزند تھے۔ آپ اصل میں سادات ترمیذ سے ہیں۔ آپ کے آٹھویں دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمیذ سے آئے تھے۔ اس وقت آٹھویں صدی کا آغاز تھا اور قصبہ سارن میں جو سرکار جونپور کی مضافات میں سے ہے گوشہ گزین ہوئے۔ اِن کے دو بیٹے تھے۔ سید علا۔ اور سید جلال۔ یہ سید حسین جو ہیں۔ دوسرے بیٹے کے پوتوں میں سے ہیں۔ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے آپ کے والد ماجد سید محمد۔ سلطان ابراہیم لودہی کے عہد میں قصبہ سارن سے جو آپ کے آباے کرام کا وطن تھا۔ گوالیار میں آئے تھے۔ انہیں ایام میں حاکم قلعہ تتارخان سارنی تھا۔ اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال کرکے ضروری ضروریات نہایت عجلت کے ساتھ بہم پہونچائیں۔ اِسی عرصہ میں چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا شیخ محمد غوث **قدس سرہٗ** بھی شرقی ملک سے جوان کا قیام گاہ تھا۔ گوالیار میں آ گئے۔ **القصہ** جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا۔ تو دار الخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا۔ نا تجربہ کار ندیموں نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی **حافظ**۔

شہر خالی ست زعشاق بود کز طرفے		مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تہ اندیش تھا۔ کہ ہوائے فرمان روائی اُس کے کانون مین بھر گئی۔ اس بارہ مین دولت و دست ناکار کردہ (حریت) کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول۔ ہمارے بادشاہ کے پیر ہین۔ اور شیخ محمد غوث پیر کے بھائی ہین۔ جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کر دئے جائینگے۔ میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی۔ شیخ بہول۔ دار الخلافہ آگرہ مین موجود تھے۔ ان کو وہین شہید کر دیا۔ اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکھتے تھے۔ اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دار الخلافہ مین روانہ کرو۔ اتفاق سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے۔ اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون لشکر تھا۔ لیکن گھر اور **ما فیہا** لٹ گیا۔ اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی۔ جب ہمایونی علم واپس ہوئے۔ اور وہ شورش فرو ہوئی۔ اور شیخ محمد غوث بھی اپنے وطن مین آ پہونچے۔ تو یہ بات ذہن نشین کی گئی۔ کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گھر پار اور بال بچون پر پہونچی تھی۔ یہ سب سید محمد ساربنی کے کہنے سننے سے پہونچی تھی۔ اور پھر جن لوگون نے یہ چھچھوندر چھوڑی تھی۔ انھین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گھر والون سے مکرر سہ کرر یہ جا کر جتایا کہ تمہاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش جلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکھی۔ کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکھکر یوسفی حسن یاد آتا ہے خدمت مین بھیجے۔ اور تو ہمی تقصیر کی عذر و معذرت کر کے معافی کے لئے التماس کرے۔

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے۔ تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکھا۔ جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑھتا چلا گیا۔ جب سترہ سال کی عمر ہوئی۔ تو مرید ہو گئے۔ اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کر کے خدا شناسی۔ حق دانی۔ اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے۔ اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتھ غالب آئے۔ یہان تک کہ

سلوک سے سازرکیکر تیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی - جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے شیرخان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے - اُس زمانہ مین آپ ہمرکاب تھے - ایک روز ایک جگہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تھی - چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بھی گزر وہان سے ہوا سرے کر مجلس مین گھس گئے - اور پانی کا ایک برتن اُٹھایا - مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین - چور خیال کیا - سمجھہ کو کچھہ کام مین نہین لائے - غصہ سے کام لیا - اِس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش اُٹھا - اور تلوار کا ہاتھہ مارکر آپ کو شہید کردیا - خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے -

مصرع بود سالے نہصد و پنجاہ و دو

یاد سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے - آپ کے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین - رسول علیہ السلام کے مدینہ سے ہند مین آئے تھے - جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے - تو قصبہ ردولی مین ایزدی مشیت کے بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر بچھا دیا - اور خدا سے لو لگائی - چند روز بعد آپ کے دادا کی بیویان بھی ہوگئین مکان بھی بن گیا - خاندان بھی ہوگیا - فرزند - خویش متعلقین - درویش بہت سے فراہم ہوگئے - جب سید سلیمان کی زندگانی کا تخت برباد ہوا - تو انہون نے اپنا متروکہ نقد - کپڑا - دیہات - اور زراعتی زمین بہت کچھہ چھوڑا تھا - اس سبب سے فرزندون مین باہم جھگڑا تنازعہ پیدا ہوا - شیخ علاول سب مین چھوٹے تھے - اور کریم الطرفین تھے - اِس سبب سے چند بھائیون نے اِن کے مار ڈالنے کا قصد کرکے - آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی - ان کی مان ان پر محبت کی نظر رکھتی ہی تھی جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا - تو وہ سفر حجاز کا عزم کرکے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی دن مین گرگ طینت بھائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چھپے رہتے تھے - اور رات مین جتنی طاقت کام دیتی تھی - راستہ چلتے تھے - **القصہ** - جب تک اِس خوف سے امن حاصل نہین ہوا - اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے - چونکہ صادق نیت کا درخت - ہمیشہ مرادون کے پھل دیتا ہے اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا - پھر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کردی - ایک تو غربت کی محنت تھی اسپر درد فرقت اور بڑھ گیا بیت

مرہم لوا مہ نیست میسر علاج چیست	پردرد عشق داغ جدائی فزودہ اند

ناچار شغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہکر رسمی علوم تحصیل کئے - اور شاگرد کتاب ہوگئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطہ ہند سے ہوا تہا - اخیر مین پہر اُسی نقطہ پر آگرے [illegible] مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کے درس مین بیٹھکر تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب المدار پر حاضر ہوکر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تھے جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تہا - اور دار الخلافہ آگرہ کے قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کرلیا تہا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اِن ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تہا - برد مضجعہ

آپ کے کشف و کرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون :-

شیخ منور چشتی لکہتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پہنسے رہتے تھے - اور اس سبب سے مجکو حیرت دامنگیر ہوتی تہی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاء الدین کا تو گل کاری کا شغل چند روزہ ہے - اِس سے زیادہ نہین ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہوگے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تہا - ویسا ہی وقوع مین بہی آیا -

شیخ حاتم سنبہلی اُس زمانہ کے باعمل علمامین سے تھے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکھکر کرامات اور مقامات کا دعویٰ کرتا ہے - جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکہے تھے - عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہوگئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تہا - کہ شافی بیان کے ساتہہ آپنے جواب دیدیا -

دانائے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تھے - جب مین گجرات سے دار الخلافہ آگرہ مین آیا - اور آپ کی ملازمت مین حاضر ہوکر - امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوش خبری سنائی - کہ اسی سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہیے - تمہاری خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتہہ یہ بہی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گزا آفت - اور مہلک فتنہ پیدا ہوگا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

[illegible]

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى انجام کار خیریت ہے۔ شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپکے دل خوش کن فرمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تہے۔ ان کو اِن کے پیر نے ان مجذوب الٰہی کی خدمت مین بہیجا تہا۔ اور فرمایا تہا۔ جس مقام مین قیام کے واسطے آپ اشارہ فرمادین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجہنا چاہئے جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہہ نارنول ہی ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اُسی مقام کے ساتہہ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین آویگا۔ آخر کار وقوع مین بہی۔ اُسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپنے ظاہر فرمایا تہا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپکے ہم عصر درویش تہے۔ چونکہ آپ دریاے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے تہے۔ ربودگی کی موجین کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تہی۔ اسواسطے ایک روز شیخ عبد اللہ بخاری آپ کی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لا دین۔ اس عرصہ مین ایک کوزہ قند کا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتہہ مین دیدیا۔ بخاری نے دو ٹکڑے کرکے یہ کہا۔ کہ جو لذت دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی زبان سے اس طرح بیان کین۔ کہ ناصح کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور جان لیا جو کچہ نہین جانتے تہے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تہے۔ اِن کو اِن کے پیر نے دار الخلافۃ آگرہ مین اِس غرض سے بہیجا تہا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی شیخی کے واسطے بہیجا ہے۔ یہ عمہ کا کوچہ۔ اور خالہ کا گہر نہین ہے۔ اِس جگہہ، ہنا شیرون کے ساتہہ پنجہ کرنا ہے۔ تم جیسی بکری سے یہ کام کیونکر ہوسکیگا کہتے ہین۔ دو تین روز نہین ہوئے تہے۔ کہ دستون کی بیماری ہو گئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اُتنی ہی زیادہ بیماری بڑہتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چہوڑ کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا غم نہ کرو صحت ہو جاویگی اور تمہارے اجراے کار کی جگہہ قصبہ امروہہ ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹہے تہے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے اپنے سر پر باندہ کر وہاں کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ ماجو نام ایک جوان۔ بنی اسرائیل گروہ مین سے تہا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کرلیا

تھا۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہوگیا۔ آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی اُس کو دشوار تھی۔ ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا۔ اُسنے کمال تواضع سے اور نہایت ادب کے ساتھ ہونٹوں سے اُٹھالیا۔ اور نگل گیا۔ جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو قصبۂ آبار میں بھیجا۔ وہاں پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑگئی۔ اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا۔ وہ مباحثہ کرنے لگا۔ شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کرکے۔ اپنا گرویدہ بنالیا۔

اس قسم کی عمدہ عمدہ کرامتیں اور خرق عادات آپ کی بہت کچھ بیان کی گئی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس قسم کی گفت وگو کے لئے کم گنجایش رکھتی ہے۔ لہذا حوالۂ قلم نہیں کی گئیں۔ سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے معتقدین میں سے ہیں۔ اُنہوں نے ہجری سنہ ایک ہزار نو میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس میں آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ خدا کرے۔ وہ شائقین کے مطالعہ میں آوے۔ اے جوئندہ یابندہ بنے۔ بیت

	من طلب کردم وصالش روز و شب		یافتم اینک بحکم من طلب	

علاؤ الدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے۔
سنہ ۹۵۰ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہیں۔ گجرات کے بنادر اعظم میں سے ایک بندر کوکہ نام بھی ہے اس بندر میں آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا۔ اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو بہونچکر سلسلہ رہنمائی جاری کر رکھا تھا۔ بہت لوگوں نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا فرہ پایا ہے

مصرع ناستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد پور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم جندیری ہے۔ قادر شاہ کے عہد میں مالوہ کے شیخ الاسلام تھے۔ آپ کے چوتھے دادا شیخ علاء الدین مقتول ملتان سے آئے تھے۔ اور مشیت ایزدی سے گوالیار میں قیام فرمایا۔ لیکن فرزندوں کو ہمیشہ یہ خوف دلاتے رہتے تھے۔ کہ بیکہ پر ستون کا ایک غلبہ ہونے والا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی۔ شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمٰعیل تھے۔ شیخ اسمٰعیل اہل تجرد کی جماعت ساتھ لیکر جندیری کو گئے۔ اور وہیں مکان بھی بنالیا۔ اسی جگہہ شیخ نصیر الدین ابن شیخ اسمٰعیل۔ اور شیخ نعمۃ اللہ ابن شیخ نصیر الدین کی علمی صورتیں اُن شرائط کے ساتھ جو وجود خارجی کو لازم ہیں۔ ظاہر وجود میں ظہور پذیر ہوئیں

اور اسی جگہ کمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہوگئین۔ صوفیون کی اصطلاح
مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچھلی حالت کا نام عدم اضافی ہے۔ اِن حالتون کو مبدء اور معاد
بھی کہتے ہین۔ ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب رانا جیتور نے چندیری کو
شکست دی۔ تو آپ فرزندان اور عزیزون کو ساتھ لیکر دوسرے لوگون کے ہمراہ چہترہ مین چلے آئے چہترہ
ایک قصبہ ہے سرکار کالپی کا۔ یہان کا حاکم احمد خان فیروز یہ نیک شخص تہا۔ اسنے آنے والون کو عزت اور
تعظیم کے ساتھہ لیا۔ اور حکم دیا۔ کہ یہان کے باشندون کو چاہیے۔ چندیری کے آفت زدون کے ساتھہ برادرانہ
سلوک کرین۔ اور اپنا سامان اور سرمایہ آدہون آدہ تقسیم کردین تاکہ اِن لوگون نے جو تکلیف اُٹھائی ہے۔
اُس کو بہول جائین **القصہ** اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی۔ تو
اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا۔ اور قلعہ جیتور کا محاصرہ کیا۔ جو رانا کا پرانا وطن ہے۔ اور بڑی
بہاری لڑائی ہوئی۔ چونکہ لڑائی کے ذریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی۔ لہذا علما نے جمع ہوکر فتویٰ لکہدیا کہ
اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے۔ کہ جو غیر مطیع اسلام ہین۔ اُن کو قسم اور صلح
کے ساتھہ قبضہ مین لاکر مار ڈالے۔ اور فریب بہانہ کے ذریعہ سے اُنپر فتح یاب ہووے۔ چنانچہ رانا کو صلح کے
بہانہ سے پکڑکر تلوار سے مار دیا۔ اِس کے بعد سلطان شکار کہیلتا ہوا۔ رائسین کے قلعہ مین پہونچا۔ جو لوگ چندیری
سے جلاوطن ہوکر چہترہ مین آئے ہوئے تہے۔ اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا۔ وہ لوگ بتعمیل حکم
رائسین مین آئے۔ سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تہا۔ فرمایا جلد پیش کئے جاوین۔ اور جلد ان
کے اندرونی زخمون کا علاج کیا جاوے۔ چنانچہ کچہہ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب جس کے مقدار مین
جتنا لکہا تہا۔ مل گیا۔ اور کچہہ لوگ جہان اُترے ہوئے تہے۔ وہین پڑے رہے۔ اور قناعت پر دل نہاد ہوے۔ انہین
ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا۔ اور ملو خان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تہا۔ خبر پہونچی۔ کہ
شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رائسین مین ہین۔ جن کی روزی آسمان مین ہے۔ یہ سنکر محبت اسلام
جوش مین آئی۔ ایک دلسوز دانشمند کو بہیجا۔ اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتھہ اُجین مین لے آیا۔
آپنے بقیہ العمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹہکر ہدایت جاری رکہی۔ اور جو لوگ سالک تہے اُن کو تیز روی سکہائی
دسوین صدی کا آغاز تہا۔ کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی۔ دو لڑکے چہوڑے۔ شیخ جمال۔ اور شیخ عبدالقادر

مصرع باد ادل سلیم نصیبش ز کردگار

یاد مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہین - جو دوست محمد کاشانی قلیچی کے بیٹے تھے - اور دوست محمد کاشانی شیخ برہان الدین قلیچ کے پوتون مین سے ہین - جو صدیقی نسب حنفی مذہب تھے - اور کاشان فرغانہ مولد تھا - آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تھا - اور نیز تلقین کے آئینہ مین شاہی حقیقتین نظر آتی ہین مولانا محمد قاضی کے مرید تھے - جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا مین سے ہین - آپ کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو انچاس تھا - اور ہجران کا زمانہ جس کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہین - اٹھتر سال بتاتے ہین - جن ایام مین والی ملک ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا - اُن ایام مین سلطان ابراہیم لودہی ملک دہلی کا بادشاہ تھا - اُس کے ساتھہ بڑی بھاری لڑائی ٹھنی - چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی تو سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے حلیہ احراریہ کا تصور کیا - ایک سوار نظر آیا - جس کا گھوڑا اور لباس دونون سفید تھے - اور اُس نے فوج دشمن کے ساتھہ تلوار سے مار دہاڑ شروع کردی - تھوڑے عرصہ مین وہ لڑائی فتح ہوگئی اور لودہی کی فوج نے بھاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجھا - سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے اُس حلیہ کو عبارت مین لکھہ لیا - جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا - تو مینے یہ واقعہ دانشمندون کے روبرو بیان کیا - جو میرے پاس تھے - اُس مجلس مین اس خانوادہ کے بزرگون مین سے بھی ایک صاحب تھے - اُنہون نے فرمایا - کہ یہ حلیہ مولانا خواجگی احمد کا ہے - مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم مین سے تھے وہ حلیہ کا ورق اور اُس کے ساتھہ بہت کچھہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا - اور یہ چند بیت نیاز نامہ مین لکھکر اپنا ضمیر آپ پر ظاہر کیا - قطعہ

در ہوا ے نفس گمرہ عمر ضائع کردہ ایم
پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم

یک نظر بر مخلصان خستہ دل فرما - کہ ما
خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نز خویشانیم
لیک از دل و جان معتقد ایشانیم

دور است مگوی شاہی از درویشی
شاہیم و لے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تھے - کسی قدر آپ کی معرفت اور ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا - اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے۔ انشاء اللہ العزیز - خدا کرے - یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین -

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے - لہذا اُس کو جولانی مین سرپٹ نہ کر کے - تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے - ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان - اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے - راقم اس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا پھول نثار کرتا - بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لا کر تحفہ پذیر آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا - لیکن پھر بھی بحکم مصرع

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبارا

تحریر سے کام معلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لیا ہی مصرع مدح او از شمار بیرون ست

یاد مولانا محمد مجد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی - سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا - کہ آپ حجاز سے گجرات مین آئے تھے - سلطان آپ کا شاگرد ہوا - اور خدا کا شکر ادا کیا - اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی - کہ آپ کی ٹال ٹول چنیاں نہ کر کے - جملۃ الملکی کا منصب اور خداوند خانی کا لقب عطا فرمایا - اسی طرح پر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم مین باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا - جن ایام مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے بر دو مضجعہ صوبہ گجرات فتح کیا - اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑ کر دریا بار کے جزائر مین بھاگ گیا - تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے - جنت آشیانی سے ملاقات کی - تعظیم و تکریم کے مدارج ادا ہوئے - شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی - یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا - ناچار قیام کرنا پڑا - شیر شاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ دار السرور کو روانہ ہو گئے آپ طبقہ مغربیہ احمدیہ مین بیعت تھے - اور اُسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے -

یاد شیخ چندن دِسوُری (مندسوری)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے - اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جیجو تھا - شیخ صدر الدین خاموش چشتی کے مرید مین - ہموترودم مسیحائی انفاس - اور ظاہر و باطن کی شست و شو کمال درجہ پر رکھتے تھے - ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے - آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھہ پر کھلے ہوئے تھے - ہمیشہ کیا نقد اور

کیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگارون کو بے تامل دیا کرتے تھے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کر کے - غیر ذی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تھے **القصہ** سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تھے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد با ارادت تھا - اس سلطان کے زمانہ مین پورب راے رایسینی کے ساتھ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بھاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجہ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجھو اجمیری سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آ گئے - تو ایک بھاری زنجیر اپنے پانون مین اس شرط پر ڈال لی تھی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بھاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہنا لون گا - اسی طریق پر منزل در منزل طے کرتے ہوئے - دسور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - اول شیخ منجھو نے اِن بزرگوارون کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کھولنے کی شرط بھی بیان کی - اِن بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہو جاوے گا جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - تو اُسی دم مرید ہو گئے - **بیت**

زبار ہستی خود گر کسے جریدہ شود	ببارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود

اس قسم کی آپ کی باتین جو خارق عادات ہین - لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو تریسٹھ مین آپ عالم علوی کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڈی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ کہتے ہین - آپ کے جدامجد شیخ جھجو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکھتے تھے - تقدیر سے ترک وطن کر کے سیاحی کا ارادہ کیا تھا لیکن آخر کار آب و دانہ کی زنجیر آپ کے سیلح پانون مین پڑی - اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا - شیخ موسی اُجینی - شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان پدر بازبہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بھی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تھے - **رحمہم اللہ**

شیخ چندن کے بیٹے شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچھ لکھا گیا ہے - یہ سب انہین کے بیانات پر سے لکھا گیا ہے -

یاد سید زاہد

آپ شاہ بدہا کے بیٹے تھے۔ شاہ بدہا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تھا۔ قدس اللہ اسرارہم آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون قصبہ سارن ہین شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہین۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچھ جانتا ہی نہین تھا۔ اور آپ کی آنکھین گریہ شوق کی سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہین کرتی تہین۔ آپکے سینہ مین شورش عشق کی سوا کسی قسم کا خیال نہ تھا اور آپکے ضمیر مین یاد مولیٰ کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تھی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ اور انتظار مین ہی گزار دیا شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبد اللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپکے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ بن شیخ قاضن شطاری دربیر بابا حاجی حمید الدین حضور آپ کی دختر سے ہین مصرع دفتر اہلا من بادا نامۂ اعمال او

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین۔ جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تہا۔ قدس سرہما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تہا۔ والافعات اصحاب جو دوئی سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجھنے مین آپ یکتاے زمانہ تہے۔ آپکے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپکے حوالہ کردیا کرتے تہے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبد العزیز کو بھی آپکے سپرد کر دیا تہا۔ تاکہ آپ اُن کو خدا شناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کردین۔ اس قدر زیبا بخش جو پیرزادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا النصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد علینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہجرت کرتے ہوئے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود و باش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانشمند اور خداشناس تہے سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تہے۔ جو دینداری۔ طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکہتے تہے۔ یہی باپکے بعد جانشین بھی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بھی کئی بیتے تہے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تہا۔ دو جہانی کمالات اِن کے گرداگرد گشت کرتے رہتے تہے۔ ان کے بعد ان کے لڑکے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑہائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتہ

آراستہ تھا۔ ان مذکورہ بالا چاروں شخصوں کی خوابگاہ احمدآباد ہے مصرع بادہ لبالب از می دیدار جام شان

یادشاہ منصور

آپ شاہ بھکاری کے مرید ہیں۔ جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس میں ہے الٰہی جذبات میں بیخود تھے۔ اور دریائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے۔ عالم جوانی میں سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تھی۔ ایک روز پیر کی خانقاہ میں عام دعوت تھی۔ آپ کندھے پر تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے۔ اور زور کے ساتھ کھانا مانگا۔ پیر نے فرمایا۔ کیا درویشوں کا سکھایا کھانے کی تم کو طاقت ہے۔ جواب دیا۔ ہاں۔ یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتھ سے ایک لقمہ آپ کے منہ میں دیا۔ لقمہ ہنوز حلق میں اترنے نہیں پایا تھا۔ کہ بیہوش ہو گئے۔ بہت دیر تک یوں ہی خاک پر پڑے رہے۔ اس کے بعد چند روز تک کوچہ و بازار میں مجنونانہ پھرتے رہے۔ جب کسی قدر سکون ہوا۔ تو قلعہ کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ صبح سے لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیوں کا ہجوم بنا رہتا تھا۔ آپ جو کچھ کہہ دیتے تھے۔ آخر میں ویسا ہی ہو جاتا تھا گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بھی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تھا اور آپ کے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سیر کر کے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لاد جو راقم کے ہمسایہ ہیں۔ اس مجمع میں حاضر تھے۔ فرماتے تھے۔ اول آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اس کے تین پر اکھاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا۔ تو اس تیر کو پھر ترکش میں رکھ دیا۔ اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتھ سے غصب کر لیا۔ اور اس کا پانی زمین پر گرا دیا جب اس میں تھوڑا سا پانی رہا۔ تو ابریق پھر آبدار کے سپرد کر دی۔ اس وقت چند رمز شناس بزرگ حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا تیر کا ایک پر باقی رکھنا۔ علامت اس بات کی ہے۔ کہ فرزندان بادشاہ میں سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا۔ اور ابریق میں تھوڑا سا پانی باقی رکھنا۔ خبر دیتا ہے۔ کہ بادشاہ کی عمر کم رہ گئی ہے۔ بالآخر جو تعبیر دی گئی تھی۔ وہی موافق تقدیر ہوئی۔

ملک زین الدین جنابانی فرمان روائے گجرات کے وزیر تھے۔ ان کے علم کی عروس عمل کے زیور سے آراستہ تھی بیان کرتے تھے۔ کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تھے۔ آغاز جوانی میں میرے یہاں دنیاوی زر و زیور اور سامان سلطنت بہت کچھ تھا۔ ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی۔ جو تاثیر کر گئی۔ یعنی اس نظر سے سر میں شورش پیدا ہوئی۔ جب میں اپنے گھر آیا۔ تو میں نے اپنی رازدار بیوی سے کہا۔ میرا دل دنیاوی خیالات سے سیر ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل کے روز جو کچھ میری ملک میں ہے سب حاجتمندوں کو اور فقرائے ہمسایہ کو دیدوں۔ اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے - صرف اُسی پر قناعت کردن - بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت تھی - جواب دیا - کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی بات نہین ہے - یہ پاک خیال جو دل مین پیدا ہوا ہے - اس کو اِسی وقت عمل مین لانا چاہیئے - اور بے تامل اپنا زیور - بدن پر سے اُتار کر اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کر محتاج ہمسایون کو تقسیم کر دیا - سواے اُس قدر کے جو ستر عورت کو کافی ہو - گھر مین کچھہ نہین رکھا - رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑھنی شروع ہوئی - یہان تک کہ مجکو ننگی کی بھی خبر نہ رہی

ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے - کہ ایک روز چند بزرگانِ دین نماز کے واسطے تیار تھے - اتنے مین بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے - اور آکر امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے - اور الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ[1] بتکرار کہنا شروع کئے - میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان ان تعبد کانک تراہ[2] کی تجلی مینے مشاہدہ کرلی - ایسا اثر ہوا - کہ میرے دل کی آنکھین روشن ہوگئین - اِس درمیان مین بابا نے پھر کر میری طرف دیکھا - اور فرمایا نیک ایسا ہی چاہیئے - - اور نہایت عجلت کے ساتھہ صف مین سے نکل کر چلے گئے اس وقت تک اُس ایک لحظہ اقتدا کی - اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہین جاتی ہے - اور مینے اپنی عبادت مین ویسی ربودگی پھر کبھی نہین دیکھی -

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبد اللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے - آغاز ہوش مین تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا - آپ اپنے شہر سے چل کر ہری مین پہونچے - اور جہان اب زیارت گاہ ہے - وہان بود و باش اختیار کی - سب سے اول یہ کام کیا - کہ حافظ محمود تایادگانی کی خدمت مین کلام ربانی حفظ کیا - ایک صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے - ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ مینے عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ افضل التحیۃ کی تعلیم سے کسبی اور وہبی علوم کی مشکلات حل کی ہین - اور چالیس برس کامل خواجہ خضر علیہ السلام کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے - آپ نے کلام مجید حفظ کرنے کے بعد اِن حافظ صاحب کی ملازمت مین شاگردی کی - اور عثمانیہ فضیلتون سے مشرف ہوئے - آپ شیخ زین الدین خوافی کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کے اِس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہین - جب سلطان سکندر لودہی نے متواتر عرضداشتین بھیجین - اور اُن مین آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی - تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا - خانہ مروت کی عمارت

---

[1] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین ۱۲ [2] خوبی کی بات یہی کہ اے حق طلب تو اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرے - کہ گویا تو اُس کو دیکھتا ہے ۱۲

دُہا دینا ہے - لہذا آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دارالخلافۃ آگرہ مین تشریف ارزانی فرمائی - اور یہان پر بےشمار لوگون نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا - ایکسو تیس سال کی آپ کی عمر ہوئی - اِس تمام مدۃ العمر مین رفندی آسمانی ہی رہی - کسی فرمان رَوا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچہ نہین لیا - ماہ رجب ہجری سنہ نوسو چہہ مین ملک معنوی کو رخصت ہو گئے - خوابگاہ آگرہ -

یادِ شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپکے مرید بہی ہین - اور خلیفہ بہی ہین - اور آپکی خوابگاہ بہی اُنہین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما شیخ احمد رئیس - اور ملک شیر خلوتی پسر ملک مشائخ - یہ دونون شخص آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین اِن دونون بزرگوارون کا بیان ہے - ایک روز آپ کی ملازمت مین اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجودیکہ ضعیفی - لاغری - اور ریاضت - حد درجہ کی بڑہی ہوئی ہے - مگر مخدوم کا جوش و خروش - سماع کے وقت اِس قدر دیکہنے مین آتا ہے - کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب مین بہی میسر نہوگا - فرمایا - کم و بیش سات برس کی عمر تہی کہ مرض چیچک مین مبتلا ہو گیا تھا - اور اُس بیماری مین بدن سے جان نکل گئی تہی - پدر بزرگوار کی خدمت مین خبر پہونچی - کہ عبدالحکیم گذر گیا - فرمایا - جس طرح سے ممکن ہو - یہان تک لاؤ - جب مین حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللہی گودڑی اور مسعودی خرقہ مین مجکو لپیٹ دیا - اور یہ بات زبان پر لائے - کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونون میننے اِن دونون بزرگوارون کے باطن کو سپرد کر دی ہین - اور خود بہی از راہِ عجز و نیاز اپنا سر مراقبہ مین جہکا لیا ایک گہنٹہ بعد میرے بدن مین حس و حرکت پیدا ہوئی - اور صحت و تندرستی کا چشمہ ابل نکلا - آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع مین دیکہتے ہین اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہیے ورنہ مجکو عجز - اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکہہ دیا ہے -

آپ یہ بہی فرماتے تہے - شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تہا اور تہوڑا سا پرِ سبزی شوربا مین سے بہی دیا تہا - اور انواع و اقسام کی مہربانیان فرماکر یہ خوشخبری سنائی تہی کہ جس قدر فیض و فضیلت بزرگانِ دین سے باجن کو ملی تہی - آج کے روز عبدالحکیم کے حوالہ کی گئی -

مصرع باد دل گنجِ الٰہی حکمتش ؎

یادِ شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہین - درسی کتابون کی تحصیل آپنے اپنی زاد بوم مین کرکے خوشنویسی

مین بھی ناموری حاصل کی تھی۔ کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس۔ شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا۔ اُس نے شاعرون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا شروع کیا۔ آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا۔ اوران دونون مقدس بافیض مقامات مین ایک عمر تک رہ کر حدیث کی سندوہان کے علما سے صحت کے ساتھ حاصل کی۔ اور پھر دریا پار کے راستہ سے گجرات مین آئے۔ اُس وقت سلطان مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا۔ یہان پر چند روز بزرگون کی ملازمت مین رہ کر افاضہ و استفاضہ کا بازار گرم رکھا۔ جب سلطان سکندر لودھی کا زمانہ شروع ہوا۔ تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لودھی نے آپ کی خدمت گذاری۔ دلجوئی۔ اور تعظیم کی۔ اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا۔ چونکہ التماس کا قبول کرنا عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے۔ لہذا آپنے کندھے سے کملی اُتار کر مکان بنانے کے ارادہ سے زمین پر بچھادیا۔ اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا۔ اِس کے بعد لودھی اور نیز جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا۔ وہ آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا۔ وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا۔ روایت ہے کہ اکثر پرستاران خانہ۔ خوش خطی۔ صحیفون کے سرورق کی صفائی۔ اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل مہارت رکھتی تھین۔ اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا۔ آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے۔ شیخ زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے۔ اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے

مصرع ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنو و ٭ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن سے تاریخ جو تھی۔ ہجری سنہ نو سو چھپن کو صفحہ دنیا سے رقم ہستی مٹائی۔ اور قلم سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کر کے خط نیستی ختم کیا

مصرع نام او برلوحِ دل مرقوم باد ٭ آپ آگرہ مین دفن ہین۔

یاد شیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبد الملک ابن عبد الغفور ہے۔ قدس سرہما۔ شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین۔ اور خلافت بھی رکھتے ہین۔ اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود میدودلاری کے شاگرد ہین جن کے کسی قدر حالات لکھے جاچکے ہین۔ وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد آتا تھا۔ فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات بآسانی بیان فرمایا کرتے تھے۔ ہمیشہ ہم رازون سے کہا کرتے تھے۔ اگر اہل زمانہ۔ خودداری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین۔ تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی و نقلی دلائل سے ادنیٰ و اعلیٰ کے ذہن نشین کر دئے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - بینے سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ و تاریک کوچہ سے نکل کر الٰہی معرفت کے میدان مین قدم رکھا ہے - اور کشف و کرامات کے بارہ مین دو تین میدان سب سے آگے ہی بڑھ رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف طاقت عقل سے باہر سمجھکر کشف صحیح کے حوالہ کر دیا کرتے ہین - آپنے عنایات ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی مقام کی سرحد تک پہونچاکر سولہ معقول دلیلین باسپر قایم کی ہین - مولانا جامی **قدس سرہ** کی کتاب لوایح پر ایک شرح لکھی ہے - جو علم تصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین اس شرح مین بھی لکھی ہین - جو شخص تلاش کریگا - وہ اِن کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا تاریخ بارہوین ربیع الآخر ہجری سنہ نو سو ستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہو کر دائمی خوابگاہ اُسی شہر مین ختیار کی جس مین بزمانہ حیات قیام تھا **مصرع** باکشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی بلیتا

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابو المفاخر ابن یسین منڈو (مانڈو) والا تھا - آپ نقلی اور عقلی دونون علمون مین یکتائے زمانہ تھے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - الٰہی مشیت سے بھائیون کی مخالفت نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل صحیح ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو پہونچا کرتے ہین - **القصہ** - جس سال رانا ے چیتور نے فتح پاکر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بھی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتھ ہجرت کر کے ایک مدت تک جتھرہ مین بسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کی درویش دوستی اور آنے والون کے ساتھ عزت اور حرمت سے پیش آنے کا شہرہ سنا - تو جتھرہ سے دار السلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے جس کو آپ کے ساتھ نسبت خویشی بھی تھی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپکے آنے سے ملوخان کو آگاہی نہین دی - اِس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تھے - اتفاقاً کسی تقریب سے ایک دوسرے وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپکی تشریف آوری کا حال عرض کر دیا - کہ ایسا عالم شخص جتھرہ سے آیا ہے - اور سیف خان نے حضور سے چھپاکر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پاکر دونون کو مجلس خاص مین بلایا - اور آپ کی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے تیسرے دادا شیخ لیسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تہے۔ یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنا ہم نشین کیا۔ مصرع یاد روزی اور جنایہ قضا ؎

یاد شیخ چکن کھندوتی

آپ کا باطن اخلاص اور اخلاق کے ساتھ آراستہ۔ اور آپ کا ظاہر زہد اور صلاح کے ساتھ پیراستہ تہا۔ قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے۔ یہی آپ کا وطن۔ مولد۔ اور مرقد ہے۔ آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تہے۔ ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تہے۔ یوسفی ولایت بہی رکہتے تہے آنے والے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہوجایا کرتے تہے جس سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیر خان سور پر چڑہائی کی ہے۔ چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تہی۔ اسواسطے رقعہ لکہا۔ کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے۔ کہ ایک پرند کا بچہ۔ ایک باز کے بازو پر بیٹہا ہوا باز کے سر پر ٹہونگین مار رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ کہ لشکر کشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکہی جاے۔ اِس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا۔ اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکہی ہوئی تہی۔ اُس کا ظہور ہو گیا ہجری سنہ نوسو اکسٹہ مین عنصری جسم چہوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے۔ مصرع باد وحدت سیرگاہ جانِ او۔

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبداللہ کے بیٹے۔ اور شیخ یوسف کے بہائی ہین قدس سرہم۔ عبارت آرائی۔ ادائے معانی اور کاغذی حروف کے سمجہنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تہے۔ آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر تہی۔ کہ کلام ربانی حفظ کر لیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کر کے بیسوین سال مین اپنے درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسے مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سر گروہ ہوئے۔ اٹہتالیس سال نشاط زندگی حاصل کیا۔ پہر ہجری سنہ نوسو اکہتر مین ایسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے۔ الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے۔ اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے۔ کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیر خان سور آنجہانی ہوا۔ جو فرمان رواے وقت تہا۔ تو تاریخ چودہوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دوش لا کر دار الخلافہ آگرہ مین آپہونچا۔ پندرہوین تاریخ گوشہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا۔ بن

کوٹھون کے دروازے بند تھے - اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا - قفل توڑے گئے - یہ توپخانہ تھا بارود سے بھرا ہوا، اتفاقاً یا ہمراہی تو پچیون مین سے کسی توپچی تے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی - ایک چنگاری گرا دی - چنگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین - یہانتک کہ سنگین دیوارین ہوائی پرندون کی طرح اُڑ گئین - اِن اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتھر کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جلال کے سر مین آکر لگا - اِس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے - لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی - بعدہ سولھوین تاریخ کو پچھلے دن مین اعلیٰ علیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندھ کر چلے گئے -

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہندمین ہرات سے آئے تھے - اور مہوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے - بموجب حکم الٰہی - گوشہ گزین ہوئے گھر بنالیا - اور خانقاہ بھی بنالی - ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے - اور قرآن پڑھتے رہتے تھے - لیکن نماز جماعت سے نہین پڑھا کرتے تھے - اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے - اس سبب سے قاضی ابراہیم ابن محمد منواری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے - ایک اور شخص تھے آزاد مزاج - قاضی حسین نام تھا - اتفاقاً اِن کے ہمراہ قاضی ابراہیم مہوبہ مین آنکلے - اور ہمراہی کے سبب سے خان کے پاس بھی گئے - آپنے فرمایا بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین - اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے - اِس سبب سے خود جواب اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے - پھر فرمایا - درویش مثل میت ہوتا ہے - اُس کا دیکھنا - زیارت گور کی مانند ہے - اور خاکی تودہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام اوقات قرآن کے پڑھنے مین لگا دئے ہون - اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے - اس کے بعد آپنے فرمایا،

"مینے سنا ہے - کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحیٰی منیری جماعت مین نہین آیا کرتے تھے - ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے - امام کے گھر کے صحن مین ایک کنوان تھا - اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا جو کھلا رہتا تھا - اِس خوف سے کہ کہین کنوئین مین نہ جا پڑے - نماز کے اندر دل بچھیرو کے باندھنے کی طرف گیا - یہ حالت دیکھکر شرف اولیا نے نیت نماز توڑ دی - اور کہا - امام تو بچھیرے کے انتظام کے واسطے چلا گیا - مجھ مین اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے - سوائے اس کے جو نائب ہے وہ خود واقتدا کے لائق نہین ہے

ناچار نماز از سر نو پڑھی - امام نے بھی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا ہے

پھر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - ماں کے حسن پر زیب نہیں دیتا ہے - لیکن پھر بھی اُسی کی لڑکی ہے اور اکثر امام خانۂ خدا (دل) کو تو بیل اور گدہے کی چراگاہ بناتے ہین - اور روے توجہ خانۂ خلیل (خانۂ مکہ) کی طرف کرتے ہین بیت

وہ بُود نے دل ست آنکہ درو	گاو و خر باشد و ضیاع و عقار

کہتے ہین ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان و طلب بجایا جاتا تھا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب اور کیا مقیم مساکین فراہم ہوا کرتے تھے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تھے - اِسی طرح جب کہ وہین سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نو سو تریسٹھ تھا - تو ہر دم بیخود ہو جاتے تھے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تھے - دریا نام ایک خادم تھا - وہ جواب دیدیا کرتا تھا - جب خادم نے کہا - ہنوز مینے کچھ نہین دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف مین سے دیدو جو تخت کے نیچے ہے - چونکہ ظرف مین پیسہ بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تھے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کرون - پھر آپنے دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دون - فرمایا پانچ پانچ رائج الوقت قرص دیدو خادم نے دیکھا کہ پیسے اتنے کم ہین سکہ چار آدمیون کو بھی کفایت نہین کرینگے - لہذا اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا - پھر آپنے فرمایا جلدی کرو - دیدو - خادم نے پھر عرض کیا کتنا دون - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹھی - یہ سنکر اور بھی زیادہ حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار مین اینٹون سے چنائی کرتا ہے معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام مین اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بھی گارا اور اینٹین پہونچانے مین اُتنے ہی زیادہ چالاک ہون گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹھی پہونچ گیا - اور ابھی ظرف خالی نہین ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ سب نے پا لیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کھینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا جتیس برس تک - اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکھا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت مین زیر خاک سو رہا

مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمد ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تھے - خوابگاہ کابی ہے - آپ کی عادت ایسی خوب تھی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تھی - جیسی آپ کی حسن تقریر - حفظ ملت

عمدہ لکہا کرتے تہے - فنا کی چادر کندہے پر تہی اور اُستاد کے ساتہہ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکہتے تہے - کہتے تہے اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندہ لیوین - تو محمد طاہر ظہور زنار باندہ لیوے گا - زنار کے ساتہہ پیشانی پر قشقہ بہی لگادے گا - اور برہمنانہ ناقوس بہونکے گا - اگر ایسا نہ کرے تو معظم کا بیٹا نہ ہوگا باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین کانۃ ٹہوڑ تہے - بیت

نہصد و شصت و سہ زعالم رفت	عالمے در لباس ماتم رفت

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ - اور باپ کا نام کبیر ابن محمود چشتی ہے - شاہ فخرالدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین - زادبوم لکہنو اور جنوالگاہ منڈو (مانڈو) ہے آپ رسمی علم کا خزانہ - اور صلاح و راست کرداری کی کان تہے - زمانہ کے لوگون کو آپ کی ذات سے رونق تہی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تہے - ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجدہ کو کندہے پر اٹہا کر ہمراہ لے گئے تہے - پہر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی - اگرچہ نہروالہ مین جو آج پٹن کے نام سے نامزد ہے - وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تہی - لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی - اور یہان کے لوگون کی محبت اور ربط ضبط نے بہی جنبش نہین کرنے دی - لہذا یہان پر گہر بنالیا - اور کدخدا بہی ہوئے سلطان ناصرالدین خلجی کے زمانہ سے بہلول خان افغان کے عہد تک تقریبًا پچاس سال منڈو مین رہکر ہر ایک قسم کے علوم پڑہائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - ایک سو بیس سال کی عمر پائی - بغیر عصا کے رات مین راستہ چل سکتے تہے - اور ہم نشینون مین کہا کرتے تہے مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی اور یہ بہی فرمایا کرتے تہے - کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتہہ اکثر ضعف آتا ہے - یعنی تجاوز کو ناتوانی لازم ہے - اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکہتی ہے - اگر عصا ہاتہہ مین نہ لیوے - تو تعجب نہین کرنا چاہیے ہجری سنہ نو سو تریسٹہہ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتہہ سپرد کردیا - اور عنصری چادر جو جان کے کندہے پر پڑی ہوئی تہی - خاک پر جہٹکا دی - آپ کے ایک لڑکا تہا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل کمالات باپ کے درس سے کی تہی - آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلزار کے مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تہے - کہتے تہے - کہ شیخ فرمایا کرتے تہے - مینے سید محمد جونپوری کو جو بعض کے زعم مین مہدی ہین - منڈو مین دیکہا ہے - مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تہا - تو سید محمد نے جواب دیا - کہ یہ بات

۵ل جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہو کر عصا نہین تہاما - گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲ -

مینے نہین کہی ہے۔ اور نہ مین کہتا ہون۔ یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع از خدا آفرین خطابش باد۔

یاد شیخ آدھو حصاری

آپ پیران سہروردہ اور چشت کے سلسلہ کا دم بہرتے تھے۔ ذکر و شغل توکل و تسلیم۔ ہمت و ایثار۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین۔ کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدون ایک جن۔ آپ کی فرمان برداری اور خدمت گزاری مین رہتا تھا۔ جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو لاتے تھے۔ تو دو تین [۳] شخص کا کام دو تین [۳] روز کا وہ جن تنہا تھوڑی دیر مین پورا کر دیتا تھا۔ لوگ جن کی محنت دیکہکر متعجب ہوا کرتے تھے۔ اور جن کو دیکھکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تھے۔ آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخرین نصف حصہ ہے۔ خوابگاہ قلعہ فیروزہ مصرع حصار نفس شکستش بکمال فیروزی ست۔

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور نے۔ شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین۔ تصرفات اور کرامات بہی رکہتے تھے۔ ہر روز پانسو مظفری سکہ فی السماء رزقکم [۵] کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تہے اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے ایک روز فرمان رواے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا۔ آپنے قبول نہین فرمائی۔ اور کہا۔ یہ مال مخلوق کا ہے۔ ہماری تقدیر کا نہین ہے۔ چند روز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا۔ کہتے ہین۔ اُس وقت کا ذکر ہے۔ کچھہ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے۔ کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تھے۔ جن کا کہنا گویا الٰہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا۔ اُن کا کہنا بے کم و کاست واقعات کے موافق ہوجایا کرتا تہا۔ آپنے فرمایا۔ اگر زمانہ سلف کے بزرگ اِس پتھر سے کہدیتے کہ زر ہوجا۔ تو کیا اُسی وقت یہ پتھر زر ہوجاتا بات ابھی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتھر نے طلا کا رنگ بکڑنا شروع کیا۔ آپنے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ اے سنگ مین تجھہ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون۔ مین تو نہسی مین ہم نشینون سے بات کہتا ہون مصرع بادکشا دبروے درہاے آسمانی۔

یاد سید ابوسعید ابن سید راجو

آپ متوکل۔ عالم۔ عارف۔ عاشق۔ اور شاعر تہے۔ جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا۔ اُس وقت مین آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تھے۔ اور وہین مکان بنالیا تہا۔ قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تہے۔ کبھی کبھی قصیدہ بہی کہا کرتے تہے۔ آپ آزاد تہے مگر ساتہہ ہی عیال داری کا بار بہی

[۵] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲۔

کندہ بر کما ہوا تھا۔ باانیہمہ کبھی تنگ دل نہین ہوئے۔ پچاس برس تک فرمان روا سے وقت کی طرف احتیاج نہین
لے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکھا تھا۔ جب آغاز شباب تھا۔ تو علاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے
یوسفی جمال سے پیدا ہو گیا تھا۔ مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا ایک روز
ایک نوجوان غلام ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا۔ کہ بجلی اُس پر گری۔ حال آنکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سید بھی بجلی
کی چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے۔ بس ہاتھ کی ایک انگلی مین کسی قدر جنبش تھی۔ اس کے
بعد زندگی از سر نو ہوئی۔ پھر آپ نے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تھا ہجری سنہ نو سو چھیاسٹھ مین حقیقی معشوق کے
یہان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے۔ آپ کی خوابگاہ اور زادبوم دونون کالپی ہین مصرع ع یاد حق شش روشن از دیدار

یاد خطیب ابوالفضل شیرازی

آپ معقول اور منقول علوم بہت طرح کے جانتے تھے۔ اور فروع و اصول کی بہت سی کتابین۔ پڑھی ہوئی
تھیں۔ سلطان محمود کے عہد مین شیراز سے گجرات مین آئے تھے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس مین
شان نزول کے متعلق انواع و اقسام کے لطیفے۔ اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکھے ہین جو اصحاب علم
دقیقہ شناس ہین۔ وہ اِسکی خوبی کو پہچانتے ہین۔ جب تک زندہ رہے۔ تب تک دولتمندون کے ساتھ اس طرح
سلوک اور برتاو رکھا۔ کہ دوسرے علم والون کی عظمت اور آبرو مین افزونی ہی ہوتی رہی۔

مصرع ع فضل او شیراز معنی ساختہ گجرات را

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین۔ ریاضت اور مجاہدہ کی منزلین۔ اور مراقبہ کے مرحلے آپ طے کر چکے
تھے۔ ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچھ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تھا۔ کہتے ہین۔ جب زمانہ
سعید خان کا تھا۔ تو دار السلام سمرقند مین آپ کے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان مین کچھ عرصہ تک مناظرہ
جاری رہا۔ اور یہ مناظرہ سلسلہ کے تعصب (حمایت) مین تھا۔ چونکہ مولانا نہایت شیرین زبان اور فصیح البیان
تھے۔ لہذا مناظرہ مین کامیابی آپ کو ہی ہوئی۔ مگر فرمان روائے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تھی
اس سبب سے نہایت غصہ آیا۔ جس سے اُس کی آنکھین بند ہو گیئن۔ اور اندھیرا چھا گیا۔ اس اشتعال مین آ کر
مولانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی اُن لوگون کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہین۔ ناگہانی آفت سے
اور اُن لوگون کو جو توانا ہین نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکھے۔

یاد خواجہ بہاء الدین محمدؒ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہین - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری مین فہرست ایجاد کی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکھا ہوا تہا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم مین آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکہا گیا - اور توحید کے طغرٰی اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور یہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) مین تقدیر کا شحنہ - کرامات کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ مین جو کارپرداز ہین - اُن کو سپرد کر دیوے - کہتے ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تہے - اور ہدایت بہی انہین سے پائی تہی - اور نیز اپنے بڑے بہائی - خواجہ کلان سے بہی کچہ حصہ کمالات کا پایا تہا -

یاد مولانا ولی میان کاپلی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - بخارا مین ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب مین واقع ہوئی ہے اور وہان پر ایک مسجد بہی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ مین آپ کا قیام تہا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر مین آپ مستغرق رہتے تہے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام مین لاتے تہے اور کلام کا دروازہ کہولتے تہے - تو ہم نشینون سے عقل و ہوش اور خودداری ہوا ہو جاتی تہی - اور مولوی معنوی کی مثنوی مین عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تہے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل تہا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم مین اہل زمانہ کے اُستاد اور علماء زمانہ مین سب سے زیادہ عالم تہے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تہا - تو گجرات مین آپ کا درس کمال رونق پر تہا شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسیٰ احمدآبادی جیسے باعلم اصحاب نے بہی آپ کے روبرو کتاب کہولی تہی - اور آپ کے درس سے استفادہ کرکے رسمی اور اعلم العلمائی کے درجہ کو پہونچے تہے قدس اسرارہم

مصرع طارم دانش فزائی راستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے مین اور بصیرت کے حاصل کرنے مین شیخ وجیہ الدین علوی

اورقاضی عیسیٰ احمد آبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بھکری - شیخ نظام الدین ابن سیر
ملا طیب سندہی - اورقاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین
آپ کے شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع بادا انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد - رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ
سے عالم اجسام کا (دنیاوی) معما حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی لڑائی کے ذریعے سے اس معما کے حل کرنے
مین کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین
جن کو سندہی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تھا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز - اور قدوری پڑھنے سے
معرفت کی مہک ذرہ برابر بھی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے
برے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳)
لا کس کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکھتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے
دیکھا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اس سے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے ختم ہون - اور ہر بات
کی لطافت - اُسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے
قالب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی - جن کی قبر کا قبہ برہانپور سے
قطب شمالی کی طرف ہے - آپ کے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ - بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ
تھا شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تھین - اُن کو مطالعہ کے
زور سے حل کیا تھا - اور حاشیے اور تعلیقات لگا کر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کر دیا تھا
صحیح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکھا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے -
محقق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا لمبا حاشیہ لکھا ہے - علی ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام
کی اکثر کتب متداولہ پر مفید حاشیے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق
رکھتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سنہ نوسو سینتالیس تہا کہ غوث الاولیانے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تہی - اُن ایام مین میر جی گجرات مین ہی تشریف رکہتے تہے - غوث الاولیا نے کلید مخازن - جو اُنہین کی تصنیفات سے ہے - میر کی خدمت مین اصلاح کے بہانہ سے پیش کی شیخ صدرالدین ذاکر فرماتے تہے - کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین ایک تقریب سے ذکر کیا - کہ ہیئۃ اور حکمت کے جو مشکل مسائل - سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریر و دن اللہ ترمون سے حل نہین کر سکے تہے - کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتہ آگئی عجیب ایک نامہ ہے - جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے - اس نامہ کا سمجہنا - دوستون کو روزی ہو - کہتے ہین - چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تہے - خوابگاہ دولت آباد دکن ہے - جس کا پرانا نام دیوگڈہ تہا -

مصرع خانمان دولت آباد از طفیل دین اوست

یاد شیخ شاہ محمدؒ

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین - جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین - صاحب کشف والہام تہے - اور ہر اقسام کے علوم و فنون جانتے تہے - آپ کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے - بہت برسون تک حرمین شریفین مین مجاور رہے تہے - اسی اثنا مین ایک روز سید عبدالوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین قدس سرہما - آپ کو خوشخبری سنائی - کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اس ہندی شیخ زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہ صبر کیا ہے - لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ - آپنے جواب دیا - کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا - تب تک ملک ہند کو نہین جاؤنگا - جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے - تو جو کچہ آپنے فرمایا تہا - تعمیل کرنی پڑی - اور ہندہی مین اخروی سفر بہی اختیار کیا - کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تہے - جب آپ خانوادہ قادریہ مین گہسے - تو امان اللہ بن شیخ عبدالغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت سے مشایخ نے آپ کی پیروی کی شیخ امان اللہ ہندوستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین - مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود ؒ

یاد پیر باجر مست دوالہ مجذوب

آپ کو الٰہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تہا - اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپسے صادر ہوا کرتی تہین - اکثر برہنہ رہا کرتے تہے - ایک روز راقم گنہگار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین الجہہ گئے - تاکہ کچہ ماموں صاحب سے لیوین - ماموں صاحب نے کہا میرے پاس کچہ نہین ہے - مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہ ڈالا -

اور کمین سے ہمیانی کھولی - اور اُس مین سے دو مظفری سکے لیئے - پہر ایک مظفری ماموں صاحب کو واپس کر دیا - کہ ہمیانی مین ڈال لو - ماموں صاحب کہتے تہے - کہ واپسی کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کی برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تہا - جو آپ کے ساتہہ انس رکہتا تہا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبون کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہوگئی - ناچار کہچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجرہ کو خبر لگی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو واپسین سفر پر مستعد بیٹہا ہوا تہا - اور کہا - کہ تمہاری بہشیہ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتہہ پیدا ہونگے - لہذا ابہی مرنا موقوف رکہو - کہتے ہین - اُسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہوگئی - اور وہ شخص نہین مرا - جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علیٰ ہذا القیاس یہ واقعہ بہی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیر خان کے بیٹے سلیم خان کا سپہسالار تہا - ہجری سنہ کم و بیش نو سو چہیاسٹہ مین اُس کے سر کے اندر یہ مالیخولیا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اسی خیال مین پیر باجرہ کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتہہ پر ہاتہہ مارا - اور کہا - تاگا دوہرا نہین ہے - اِس کو ہاتہہ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی آسمانی گردش بہی ہوئی -

اس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچہہ لوگون کی زبان زد ہین - اِس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجایش نہین ہے - مسند مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے پائین مین آپ کی خواب گاہ ہے - نعلچہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی جو بہ زمان حیات آپ کا قرارگاہ تہا - اور قطب رویہ ہے - اس مقام پر خم کی طرح ایک گڈہا سردیابی سے بارہ مہینے بہار رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والون کو اس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع باد غریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ ...

آپ دہلی کے بزرگ زادون مین سے ہین - اور مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تہے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تہے - اور اگر کوئی شخص مجبور کر کے کپڑے پہنا دیتا تہا - تو جلدی سے اُتار کر قوالون کو دیدیا کرتے تہے عشقِ صورت پر - اور حسنِ صورت پر فریفتہ اور ٹکٹکی باندہے رہتے تہے - بعض بزرگون نے آپ کو خواب مین اس طرح پر دیکہا ہے - کہ حضور خاتم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ کہڑے ہوئے دستِ مبارک

پرپانی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپکو حرم مکہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے
یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری خسروانہ نشین بساط پر اپنا قدم رکھدین - مگر آپنے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ
تمہارا قالین نشاط تہ ہوجاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس
طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تھے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہوجاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت
سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تھی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول و براز
مین بھی بدبو نہ تھی - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ساٹھ تھا - کہ آپنے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن
کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین
سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین تھا - شیر شاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نوسو ساٹھ
مین شہید کیا تھا -

یاد شیخ جلال ابن طیب جا نپا نیری

آپکے اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تھا - آپ کے دور مین خداشناسی کا پیمانہ بھرا ہوا تھا - آپ کی روزی
حریر فروشی پر مقدر تھی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین
ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش مین غوث الاولیا کا مرید کرادیا تھا - خود بھی حاضر باش خدمت
رہے - اور بہت کچھ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس آپنے ایک ہی پیراہن مین اس طرح
گذار دئے کہ اگر آستین پھٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگادی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ
ہوگیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگادیا - غرض جو قطعہ بیکار ہوا - اُسی جگہہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کر لیا - القصہ جب
تک زندہ رہے - اُسی پیوند دار جامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبھوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف و شہود کے مالک تھے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے
خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدوہ گنج روان سے ملا تھا - شیخ سدوہ معرفت
اور خداشناسی کے جواہر پر کامل تصرف رکھتے تھے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے
بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت نادر شاہ کے زمانہ مین جس کا نام ملو خان تھا - اپنے وطن سے دارالاسلام
منڈو (مانڈو) مین آگئے تھے - اور دریاے نربدا کے کنارہ موضع کھاون مین قیام فرمایا تھا - موضع کھاون منڈو سے

جنوبی سمت مین تین کوس پر ہے - اور وہان پر زمین نالہ کے وسط مین ایک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک مدت
دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپنے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کر لیا تھا - اور ہمیشہ ہنی
نفس کے ساتھہ لڑائی رکھی - آخرکار فتح پائی - برسون تک توکل و تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھہ اُسی
حجرہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھہ قبول نہین کیا
جب عیال داری کے تعلقات بڑہ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دیے تھے
اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تھا - اس کے بعد آپنے کچھاون مین گھر بنا لیا مسجد بھی بنائی
اور مقبرہ بھی بنایا مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانے والے درویشون کے ساتہ خدائی صحبت
رکھا کرتے تھے - اور درویشانہ خوان بچھا کر دعوت خلیلی کے مراسم ادا کیا کرتے تھے - اور حاضرین کے ساتھہ
خود بھی کھایا کرتے تے - جب آپنے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو ساٹھہ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند رشید
شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بھی فقر کے طریقہ پر درویشی کے راستہ مین کھڑے رہے اپنے والد ماجد
کی رسمین جاری رکھین - اور ہجری سنہ نوسو بچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کچھاون
مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے - شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ
منجھن تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کر کے - پرگنہ حاصل پور مین جا رہے
ہین یہ پرگنہ سرکار سرہند مین ہی ہے - فقر و فاقہ کے علاوہ - او خدا کے ساتہ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے
لڑکے اپنے باپ کی عبادتگاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب کو
نصیب ہون - آمین -

یاد امیر سیدؒ جلال

آپ سید صدرالدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کر کے یہ بات
حاصل کی تھی - کہ تہی دستی مین آرام پاتے تھے - آپ کے بزرگ گردیز سے ہند مین آئے تھے چونکہ قصبہ اودہ کی آب و ہوا
موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن بھی کر لیا تھا - ہجری سنہ آٹھہ سو ستانوین مین جب کہ سلطان سکندر لودہی
کا زمانہ تھا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو آتش معرفت کی
ہوا لگی - شیخ راجے سید نور کے مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار کی پیروی مد نظر تھی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے تھے
اتنے مین وہ وقت آیا - کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ میں مارا گیا۔ اسی جنگ میں آپکے پدر بزرگوار نے بھی ۔سامان ہستی ۔ عالم ناسوت سے ۔ باندھ کر عالم لاہوت میں جا کھولا ۔ زخمہائے کاری آپکے بھی آئے تھے ۔ مگر مرہم پٹی سے اچھے ہو گئے ۔ اس کے بعد آپ قصبہ سرہرپور میں آئے ۔ جو جونپور کی مضافات میں ہے ۔ اور شیخ الہداد احمد شریف جونپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ الہداد شیخ دقین کے نام سے مشہور تھے ۔ چار سال تک ایزدی کمالات اور الٰہی معرفت تحصیل کرتے رہے ۔ چونکہ آپ کے بال بچہ دارالخلافہ آگرہ میں تھے ۔ لہذا شیخ الہداد نے آپ کو فرمایا ۔ کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت سید معین الدین کے تصرف میں ہے جو بیانہ میں خوابگاہ رکھتے ہیں ۔ لیکن ہمنے التماس کر کے دسواں حصہ تمہارے نام سے لیا ہے ۔ بہتر ہے ۔ کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی ۔ چونکہ درویشی اور بھوکا رہنے کی عادت تھی ۔ اسواسطے کسی فرمانروا سے زندگی کی خاطر ۔ وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہیں کی ۔ اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے ۔

کہتے ہیں ۔ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے ۔ اور زنجیر ہلائی ۔ خادم باہر آیا ۔ قلندروں نے کہا ۔ ہمارا سلام صاحب خانہ سے کہدو ۔ نام پوچھا ۔ تو جواب دیا ۔ خود جانتے ہیں ۔ خادم نے ماجرا گذری ہوئی کیفیت بیان کی ۔ آپنے تھوڑی دیر سر جھکا کر تامل فرمایا ۔ اور پھر کہا ۔ کہ جاؤ جمال ۔ اور حسین کہہ کر بلاؤ ۔ قلندر اپنا نام سنکر سخت متحیر ہوئے ۔ جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے ۔ تو بیعت کے واسطے التماس کیا ۔ آپنے التماس قبول کر کے فرمایا ۔ درویشوں کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل میں نہ آنے دینا ۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہ یکساں حال نہیں رہتا ہے ۔ لہذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہیں رکھنا چاہیے ۔

کہتے ہیں ۔ جب آخری سفر کا وقت نزدیک آیا ۔ تو ہجری سنہ نوسو انہتر کی ربیع الاول مہینے میں بڑے بیٹے سید بدرالدین کو پیروں کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا ۔ اس درمیان میں چند خادموں نے کھڑے ہو کر دوسرے فرزندوں کی بھی یاد دلائی ۔ آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تھا ۔ سو ایک کو دیدیا ۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ پہونچاویگا اور اُسی سال میں نماز عید الضحیٰ سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوگئے ۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ جلت شیخ جہان پائی ہے ۔ خوابگاہ آگرہ ۔

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہیں قدس سرہما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی ملازمت سے ملا تھا ۔ رسمی اور ذوقی علوم کے ساتھ آراستہ تھے ۔ دسویں صدی کے اواخر میں عاریتی جہان کو رخصت

کرکے۔ شہر آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ فخر الدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہین۔ آگرہ خوابگاہ ہے۔ اگرچہ شیخ الہداد صالح سرہندی کے مرید ہین۔ لیکن اکثر علوم متداولہ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کے درس سے تحصیل کیے تھے۔ کہتے ہین جس زمانہ مین آپ بشکل بیابانی رہتے تھے۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز آپ ملک پور مین ایک حوض کے کنارہ وضو کر رہے تھے۔ اتنے مین سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کا گھوڑا مشکی تھا۔ اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا۔ اور سامنے اردلی مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے۔ کہ سوار تو نظر سے غائب ہو گیا۔ اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا۔ اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کر دی۔ یہان تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان ادائے حروف پر قادر نہین ہوئی۔ ایک روز پھر وہی سوار راستہ مین مل گیا اور تازیانہ دکھا کر ڈرایا۔ کہا۔ بات کیا کرو۔ یہ سنکر اسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی مین پایا۔ لیکن زبان مین کسی قدر گرفتگی باقی تھی۔ اس کے بعد آپ قصبہ جنید نوس مین جو سرکار بہار مین ہے۔ شیخ الہداد ابن ضیاء الدین کی خدمت مین گئے۔ ان دونون بزرگوارون کی صحبت گرم ہونے لگی۔ کیونکہ دونون سہروردیہ سلسلہ مین تھے۔ کم و بیش نو سال ایک دوسرے کے رازدار رہے۔ اور آپ درس علوم بھی دیتے رہتے تھے۔

اس اثنا مین سید آدم پسر سید جمن۔ باجازت پدر بزرگوار رہیلہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈارہی منڈوایا کرتے تھے۔ جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا۔ آپ نے سید آدم سے فرمایا۔ سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے۔ سید آدم کو غرور جوانی تھا۔ جس کے سبب سے غصہ آیا۔ اور رہیلہ جا کر پدر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک درویش۔ شیخ الہداد کے ساتھ ہمراز ہے۔ میرے ساتھ اس طرح سختی سے پیش آیا۔ اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا۔ شیخ جمن نے فرمایا۔ صاحبزادہ۔ اُس درویش کا کہنا صحیح اور سچی نصیحت ہے۔ اور عمل کرنے کے لائق ہے۔ نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے۔ آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا۔ اس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگین اور کسی قدر برنج دیکر آپ کے پاس بھیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کر کے یہ عذر کیا۔ کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے۔ خادم جس وقت پہونچا۔ درس جاری تھا۔ تبرک اور پیغام دونون پیش کئے۔ آپ نے طرز بیان سے حسن طلب سمجھا۔ اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب سید جمن کو اطلاع ہوئی۔ کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین۔ تو اُنسی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بھیجکر اپنی ملازمت مین کھینچ بلایا۔ اولین دیدار کا تصرف یہ تہا۔ کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحۂ خاطر سے بالکل صاف ہو گئے۔ پہر سید جمن نے فرمایا خانقاہ کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو۔ چنانچہ دیدیا گیا۔ چند روز آپ وہان رہے۔ اور پہر التماس کیا۔ مین چاہتا ہون کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہو جاؤن۔ سید جمن نے فرمایا۔ فخر عالم جمن جاہل کے مرید ہو جاوین یہ بات زیبا نہین ہے۔ جب آپنے مکرر التماس بہت کچھہ عجز و نیاز کے ساتہہ پیش کی۔ تو سید جمن نے اپنے منہ مین کا پان آپ کو دیا۔ علمی چراغ جو گل ہو گیا تہا۔ وہ از سر نو روشن ہوا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ بہار مین شیخ شرف الدین کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو۔ اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو۔ چنانچہ اپنی تعمیل کی۔ خواب مین صاحب روضہ سے سنا۔ کہ تمہاری ہدایت سید جمن کی رہنمائی پر موقوف ہے۔ اُنہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ۔ چنانچہ آپ لوٹ کر سید جمن کی خدمت مین آئے۔ اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا۔ سید جمن نے سنی ہوئی بات تو قبول کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پہیر دیا۔ ساتہہ ہی یہ ہدایت بہی دی۔ کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے۔ ہاتہ سے مت لوٹانا۔ اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو۔ تو آگرہ کی اجازت مانگنا۔ سید جمن یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے۔ شیخ فخر الدین کو خبر لگی۔ کہ سید نے تماشا گاہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے رخصت فرمایا۔ چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہو چکی تہی۔ اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا۔

جب آپ قصبہ بانگر مئو مین حوض کے کنارہ پہونچکر رات کو رہے۔ تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ رہنے کی اجازت دی۔ اور فرمایا۔ سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچھہ نہ لینا۔ اور جو درویش اُس جگہہ کا بزرگ ہو۔ اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا۔ بالآخر آپ آگرہ مین آئے۔ اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ تہے۔ اُن کے دیدار کے واسطے گئے۔ اس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا۔ اس کے بعد آپ شیخ علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ شیخ مجذوب نے فرمایا۔ تم سلیمہ سے آتے ہو۔ لیکن تمہاری جگہہ تو سرہند ہے آپ نے جواب مین لا یا نعم کچھہ نہین کہا۔ پہر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا۔ کچکول سے نکال کر آپ کو دیا۔ اور فرمایا۔ پنجاب کو چلے جاؤ۔ وہان گیہون ارزان ہین۔ اس دفعہ بہی آپ جواب دینے سے خاموش رہے پہر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا۔ ایک سیر ہے آدہا تمہارا اور آدہا میرا۔ اس دفعہ بہی آپنے کچھہ نہین کہا۔ پہر شیخ مجذوب نے چوتہی دفعہ خطاب کیا۔ اس وقت تک یہان مین تہا۔ اب تم رہو۔ آپنے جواب دیا۔ اگر آپ کی یہ رائے ہے۔ تو آپ جگہہ میرے واسطے چہوڑ دین۔ اور خود دوسری جگہہ تجویز فرمالین۔ شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنالیا -

کہتے ہین شیخ فخر الدین کو جب بیماری پیش آتی تھی - توخوش گلو قوالون کو بلاکر سرود وسماع کی مجلس کیا کرتے تھے - اور اسی سماع کی اندر بدمزگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تھی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - توسماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تھے - سب اِس بات پر جمع ہوئے تھے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین لیکن قبل اس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے راجی نام مطربہ کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - بیت

ماقصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند		جان ساختہ کردیم بہ جانان کہ رساند	

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا - فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کوجانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ انیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نوسوستہ کو ایک سو پچیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالکی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپکی تاریخ رحلت الفاظ کوفخر دین مین پائی ہے -

یاد شیخ سعد ابن بدہن خیرآبادی ۹۷

آپ صاحب دانش وبنیش تھے - طریقیت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکھتے تھے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تھے قدس سرہم کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپکے اُستاد سے پڑہتے تھے - ایک روز آپنے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اِس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تومیری طبیعت کافی ہے - اور اس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن ہے جوذی کشف ہے - پہر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جوکچہہ کہا - بجاہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کہینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بہروسہ کرنا ارباب رعونت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - بیت

بخیر آباد شد سعد آنجہانی		سعادت خیرباد این جہان کرد	

یاد شیخ بدہا

آپ کا نام عبد الوہاب تھا۔ شیخ ابو الفتح کی کے بڑے بیٹے ہین۔ عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش وبینش سے پیراستہ تھے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تھی۔ بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل طور پر یاد تھی۔ وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تھے۔ کہ جس طرح درس سے۔ آپ کی مجلس مین خدا کی یاد۔ اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا صلوات اللہ علیہم دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تھین علم سیر اور تاریخ کے بہت کچھ عبرت افزا واقعات یاد تھے۔ جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تھی۔ اگرچہ کچھ پاس نہین ہوتا تھا۔ اور ایسے وقت مین اچیانا کوئی حاجتمند آجاتا تھا۔ تو گھر کے اسباب مین سے جو کچھ ہاتھ پڑجاتا تھا۔ اہل خانہ سے چھپا کر اُس کو دیدیتے تھے۔ کہتے ہین۔ ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تھا۔ کہ اس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بھی قرض نہ دیوے مگر باینہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچھایا جاتا تھا۔ اور کوئی سائل اپنے مطلب سے ناکام آپ کی خدمت سے نہین لوٹا۔ شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپ کے محلہ مین ایک حجرہ بنالیا تھا۔ اور اسی مین واپسین دم تک رہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تھا شیخ عبد الوہاب کو ذکر وشغل کی تلقین۔ اور حقائق وتصوف کی تعلیم۔ انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے۔ شعبان کی چاندرات کا دن اور ہجری سنہ کم وبیش نوسو ستر تھا۔ کہ دوئی کی سرا سے وحدت کے دار السرور کو آپ روانہ ہوئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

انجمن اصحاب شہود وارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار رہبرون اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکھا ہے۔ کہ اس خانوادہ کے سر دفتر راس الواصلین رئیس المحققین۔ شیخ عہد۔ قطب عصر۔ مرشد زمان۔ عارف جہان۔ ابو یزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان بسطامی ہین۔ اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکھتے ہین۔ یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے درجات۔ صدق اور صفا کی منازل۔ مبدء اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کر کے السَّابِقُونَ[۵۱] السَّابِقُونَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہین۔ چنانچہ تلوین[۵۲] وتمکین۔ حجاب واکشاف

---

[۵۱] جو آگے (سامنے بڑھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بٹھانے کے قابل) ہین (کہ) یہ (بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین ۱۲

[۵۲] تلوین وتمکین وغیرہ تمام الفاظ۔ مقامات سلوک کے اسما ہین ۱۲

قبض و بسط۔ منع و عطا۔ ہست و نیست۔ تنہائی و ہمراہی۔ کنج و میدان۔ خموشی و گویائی۔ غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یک دیگر ہیں۔ ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے۔ یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی سوحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں۔ کسی حال مین اور کسی مقام مین دوام بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین۔ بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا۔ اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا۔ یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے۔ عراق۔ عرب۔ عجم۔ ایران۔ اور توران مین جو فروغ ہے۔ بہی پہونچا ہوا ہے۔ یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو تیس مین اس گروہ کے سر برآوردہ۔ محمد صادق شیخ نے۔ ماوراء النہر کے شہرون مین علم ہدایت نصب کیا تھا۔ اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے۔ تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے۔ ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ و تاریک مکان کو اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا نور آباد بنایا۔ وہ شاہ عبد اللہ شطاری پسر حسام الدین عبد اللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جنھنے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا۔ اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار اشغال۔ اعمال ابرار و اخیار۔ اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی۔

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف اور رقم نہین لکھی ہے۔ لیکن ایک رسالہ ہے لطیفہ غیبیہ نام۔ جو آپکے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے۔ اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے۔ کہ خدا شناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمدی عَلٰی صَاحِبِھَا مِنَ الصَّلوٰۃِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُھَا سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین۔ (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار۔ اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد۔ ذکر۔ شغل۔ فکر۔ کشف

---

[۱] اللہ (ہی) کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جد اجداد رکھتا ہے۔ اور اپنے خاص طریقہ کے بموجب۔ صاحب استعداد کامل ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے۔ کہ ۱؎ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے مضمون پر نظر کرکے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بہی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیا علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی بنسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی ان کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے۔ اور جو حکم رسولون کو ایمان کی نسبت ۲؎ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سے ہے اس پر قیاس کیا جاوے۔ تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتہہ موصوف ہو۔ اور جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے زمرہ مین قرب۔ وحی کتاب۔ معجزات۔ نسخ۔ عدم نسخ۔ اولوالعزمی۔ امت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا۔ دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ بانبیاے بنی اسرائیل ہے۔ لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بہی افضلیت۔ سرعت سیر۔ بطوء سیر۔ ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجہی جاوے۔ اور احوال۔ درجات۔ مقامات۔ اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب مناسب سمجہی جاوے۔ آیہ کریمہ ۳؎ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین۔ اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے۔ کہ اس لقب کی خصوصیت۔ منازل طریقت کے طے کرنے مین تیز روی کے اعتبار سے ہے اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ

اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ۔ لغت کی وضع پر نظر کرکے۔ مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہین۔ بیا قرب بصواب ہے۔ نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بہی فرماتے ہین۔ کہ جو اولیا اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہین۔ ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے۔ پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کرکے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتہہ جاتا ہے۔ اس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے یہ بہی ایک وجہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

۱؎ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ ۲؎ ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بہی) جدا نہین سمجہتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ ۳؎ یہ پیغمبر جو ہمنے بہیجے ہین۔ ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲ -

حصہ ملا ہے منجملہ اِن کے شیخ حافظ جونپوری ہین۔ جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے مین مثل
قمر سریع السیر تھے۔ اور اِن کے نامور خلفا ہر ملک مین ہین۔ جو جونپور مین شیخ بدہن ہین۔ اِن کی قبر
پانی پت مین ہے شیخ بدہن کے بھی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی مین شیخ ولی شطاری۔ ظاہری
اور باطنی کل فضیلتین۔ امکانی اور الٓہی جملہ معرفتین۔ اِن کی ذات مین جمع تھین۔ اُنھون نے ہجری
سنہ نوسو چھبین مین عالم بقا کو کوچ کیا۔ اور خلفاے کامگار دنیا مین چھوڑے۔ اِن مین سے ایک شیخ
فادن تھے۔ بڑے پرہیزگار تھے۔ اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے۔ اپنے زمانہ مین اپنا مثل
نہین رکھتے تھے۔ امیر سید علی قوام کے بھی پیر ہین۔ شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ
بہاء الدین زکریا تھے۔ جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہین۔ اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ
علم الدین عجائب برادر زادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے۔

جب شاہ عبد اللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا۔ تو چند سال اور چند واسطے کے بعد خرقہ خلافت
درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا۔ اگرچہ واسطین کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ مین بالتفصیل مذکور ہے۔ اور
شجرہ کا وصف خاص یہ ہے[ملہ] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بھی تحریر
کرتا ہون۔ یعنی شاہ عبد اللہ شطاری سے اولاً خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا۔ جو شیخ قاضن کرکے
مشہور ہین۔ شیخ محمد علا سے اُن کے بیٹے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا۔ شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ
سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت مین منتقل ہوکر آیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب کی
یادداشت مین حسب مقتضاے وقت لکھی گئی ہے۔ اور نیز لکھی جاوے گی۔ اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت
سے منصب ہدایت و اجازت اور خرقہ قطب الاقطابی۔ وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا۔ جنھون
نے اِس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتین اور حقیقتین بیان کرکے نئی وضع کی انجمن بنایا۔ شطاری خیر خوار
بچون کو نوزادگی کی پستی سے اُبھار کر شائع کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا۔ اور توحید و ایمان کے
درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعہ بہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی۔ تاکہ درخت
مذکور افراد انسانی کے باغ مین ازلی توفیق کی باغبانی پاکر بارور ہو۔ اس مین شک نہین۔ جس نے آپ کی خدمت
مین چند روز منافقانہ بھی عمر گزاری۔ وہ بھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ مین پہونچ گیا پھر مخلص کا تو ذکر ہی کیا ہے

ملہ۔ اُس کی جڑ مضبوط ہے۔ اور اُس کی ٹہنیان آسمان مین ہین ۱۲۔

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے -

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتبار ی حسن پر عاشق تھے - اسواسطے حسد اور ناتوان بینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھہ دشمنی کرنے لگے - منجملہ ان کے شیخ عبد المقتدر ربانی نے اپنے چہوٹے بہائی کو - گوشہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بہیجا - کہ ہمیشہ حاضر حضور رہ کر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے - جن پر انگشت اعتراض رکہی جا سکے - اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچاوے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو - کہتے ہین - اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا - کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے - جواب ملا - کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے - انشاء اللہ جو سکبا[ا] فقرا کے لنگر سے تم کہاتے ہو - یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا - بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا - اور اس کی آنکہہ حقیقت بین ہوگئی - چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تہی - کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے جو اخلاص کے ساتھہ اپنا سر اُس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکہے - بیت

دعوی زہد تو آن روز مسلم دارم | کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا - اُس کے سر کی - اور نیز دل کی آنکہون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہو گیا - اور اُس مین حقیقت بینی کی قوت آگئی - یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا - کہ کیا ہند اور کیا سندہ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد - اور رہنما خلفا جا بجا پہونچے - اور اُن کے قدوم کی برکات سے خلا محال ہو گیا - جن کی فہرست یہ ہے -

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے - جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا - عمدہ طور پر انجام دیتے ہین - نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمؤ کے باشندہ ہین - یہ بہی یہین تہے - جامع علوم تہے اور ظاہری و باطنی صفائی بہی رکہتے تہے - کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا - نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - یہ بہی گوالیار مین ہی تہے - اُنہون نے کلید مخازن - اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور سود مند حاشیے لکہے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین -

دار السلطنۃ آگرہ مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہہ

[ا] کہانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی۔ اور شیخ عبداللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین تھے۔ روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور روحانی مقامات حاصل کئے تھے۔

برہان پور خاندیس میں شیخ اکمل الدین برہان تھے۔ ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے۔ لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرتے ہین۔ یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے۔ اور آخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا۔ اور ان کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا۔ کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی۔ نیز شیخ لشکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا۔ نیز اسی شہر مین قاضی سراج محمد بنیانی تھے۔ معرفت کا چراغ۔ اور علمی و عینی جزئیات کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی۔ شیخ نظامی گنجوی کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے۔ اس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپ نے حل کر کے۔ اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے۔

برودرہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر تھے۔ آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا۔ اور شیخ حبیب شطاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی تعلیم کیا کرتے تھے۔

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمٰعیل ہین **مدظلہما** ان کے نانا۔ سلامی سادات مین سے ہین۔ اور سید ابوتراب کے عم مکرم ہین۔ ان دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اشغال۔ اور جواہر خمسہ کے رموز۔ ان علوم کے عامل ہین۔ **کما ہو الحق**۔ اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونون مین آراستہ۔ اور پیراستہ ہین۔ خدا کرے حال مین۔ کمال مین۔ اور آل مین روز افزون ترقی ہو۔ نیز احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی۔ جن کے فیضان سے طالبان علم و عرفان کے دل زندہ۔ اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی فقیر بنگالی ہین۔ انھون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا۔ اور عمل مین لائے۔ اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے۔ خاصکر علم ہیئت۔ نجوم۔ حکمت۔ اور رمل اچھی طرح جانتے تھے۔ اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے۔ آپ نے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اس کو قرب معارف سے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا۔ ایک محققانہ شرح لکھی ہے۔

سنبھل مین شیخ محمد عاشق۔ طالبان حق کا کام انجام دیتے ہین۔

اجمیر۔ مین مولانا عبدالفتاح ناگوری۔ لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے۔

سرہند مین شیخ محمد جمال نے مسند ارشاد کو حسن دے رکہا تہا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تہے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبدالحی نام تہے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بہی خدا پرستی کا طریقہ عمل مین لا چکے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش و بنیش کو رونق دی تہی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر رکہا تہا۔ اور رضا بقضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تہے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجہن تہے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکہی تہی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علوم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپکو کان سمجہنا چاہیئے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تہے **سلمہ اللہ تعالیٰ**

یاد شیخ ابوالمؤید محمد الملقب من عند اللہ بالغوث

آپ خطیر الدین کے فرزند ہین۔ جو شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتہہ خطیر الدین ابن عبداللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیر الدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین **قدسنا اللہ باسرارہم**۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تہے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تہا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائے جاتے تہے۔ ظاہری و باطنی بودونون سلسلے کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشائخ کی اجازت آپ کو حاصل تہی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپنے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات بمضمون ذیل درج کئے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تہا۔ کہ مجکو درد خداطلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیہ کریمہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[ا] کے مفہوم نے اُمید بندہائی۔ پس اسی پر دل شاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تہی

[ا] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بہی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکہا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہین جاتی ہے - بحکم آیۂ کریمہ[۵۱] اِنَّ سَعْیَکُمْ سَوْفَ یُرٰی کئی دفعہ
عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت
سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیئے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی کلید
کی کنجی سے ہی کہلین گے - اِس غیبی خوشخبری پر بہروسہ کر کے - مینے اپنا تمام ملک و ملکوت (جسم و جان)
حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کردیا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو
نگرانی کا رنج نہین اُٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان مطلوب کے ثمر سے باردار ہوا -
اور حاجی حمید کے سایۂ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ
احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تھے - حاجی صاحب
نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہشیاری کے بلوغ کا - نیا سیاح - طلب کے باغچہ کا نونہال - اور شوق کے
جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام
والصلوٰۃ نے حسب ارشاد ملک علام اِس حضور کا فرزند بناکر احسان کیا ہے - اور اس تقریر
کے اخیر مین[۵۲] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ پڑھ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے
مجکو سرفراز فرمایا - چند روز بعد باطنی علوم کے جواہر[۵۳] وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ
کے دریائے بیکر سے میرے دل مین انڈیل دئے - اور ظاہری عنایات کے موتی[۵۴] وَیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ
کی کان سے میرے حوصلہ پر اشیار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان چنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی
کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے قبول کر کے - ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ
پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کر کے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لاکر مسودہ
سے صاف کرلیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکہکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب
اور مکمل بنایا - اب اسی وقت مین - فقیر کی عمر بائیس سال کی تھی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا
سایۂ عاطفت مجھ سوختہ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دست آویز

---

[۵۱] بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی ۱۲ [۵۲] جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے
بیعت کر رہے ہین ۱۲ [۵۳] اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکھتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ [۵۴] اور جس نے
قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب دے گا ۱۲ -

بناکر اپنے زمانہ خلوت کی کیفیت عرض کی۔ پیر نے حد سے زیادہ عنایت اور التفات فرماکر اپنے پیرہن خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا۔ اور بیان کیا۔ یہ رسالہ ایسا مخزن ہے۔ کہ جس روز لہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی ندا ہوگی۔ اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل کرنے کے واسطے دستور العمل بن کر مددگار رہے گا۔

کہتے ہیں۔ ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا تھا۔ جو شیر خان سور کے سرداروں میں سے تھے۔ اس سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایوں شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار کرلی تھی۔ اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرما گئے تھے۔ یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے۔ جو **فنا فی اللہ** اور **بقا باللہ** ہیں۔ بڑا مکان۔ اور بڑی خانقاہ تیار ہوگئی۔ یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے۔ **بیت**۔

دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشان ست

مسعود الآثار شیخ محمود جلال فرماتے تھے۔ جب غوث الاولیا گجرات میں آ پہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے اس مضمون کا صحیفہ پہونچا۔

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر لم یزل از کرو ہا دشواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعاے ایشان و جمیع درویشان بآسانی برآوردہ۔ و از سوانح روزگار فتنہ انگیز انچہ پیش آمد۔ بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب تیرگی دل نہ گردید۔ و در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد این اندیشہ بود۔ کہ آن دیو سرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند۔ چون شنید۔ کہ در ہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت بدیار گجرات فرمودند۔ دل از ان اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت۔ و پیوستہ از صدق عقیدت امیدوار ست کہ بفیض فضل کردگار۔ ہمچنان کہ از تنگنا ے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دستبوسی کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی بدولت آسانی نکال لیا۔ اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا۔ وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا۔ بجز محرومی ملازمت کے۔ اور ہر دم اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا۔ کہ دیکھا چاہیے وہ دیوزاد لوگ حضور کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آئے ہوں گے۔ جب سنا۔ کہ اُسی اثنا میں حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرما گئے۔ تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر رہائی پائی۔ اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں۔ کہ جس طرح

لہ آج کس کی حکومت ہے ۱۲

(اصل خط)

از بند ما نجہا کی کہ گرفتار بود رہا ساخت - از محنت مفارقت صوری نیز خلاص بخشد -

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس و شکرگزاری تلقین باطن نشین آن رہنمائے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ است در جمعیت و وحدت سویدائے قالب باندازہ یک ذرہ قصورے و فتورے راہ نیافتہ - راہ آمد و رفت قافلہ دعائے خیر پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خدائے مفضل کے فیض نے تنگ و تاریک کوچے سے نکال کر اس ذرہ کو آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشے گا -

سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین کا شکر کس طرح ادا کروں - باوجودیکہ اسباب پریشانی بہ کثرت کے ساتھ ہیں - کہ بظاہر جسم کو چاروں طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویدائے قالب کی جمعیت اور وحدت میں - ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہیں ہوا ہے - قافلہ دعائے خیر کی آمد و رفت اور راہ آمد و رفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیے -

نیز فرماتے تھے - اس خط خوشی کے آنے سے آپ کے آشناؤں کے غمگین دلوں میں ایسا ایک حال پیدا کر دیا کہ ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہیں کر سکتے ہیں - اور خط کا جواب تلقین اور تسلی کی شان میں تحریر فرما کر حوالہ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تھا -

(اصل جواب)

وصول نامہ نامی سلطانی و مطالعہ صحیفہ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این حدود رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب دولت بر داد - آنچہ بکلک وقائع نگار قلمی بود مطابق نفس الامر است - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ثم **المرام** سر خداوند افسر از اندوہ ہائی سرگشتہ شوریدہ مباد -

مصرع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ہرگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ سعادت مند خود را میخواہد بدرجہ کمال رساند - پرورش باسمائے جمال و جلال ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامہ نامی اور ہمایونی صحیفہ گرامی پہونچا - یہاں کے مخلصوں کو زندگانی کی مبارک باد دی - اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہیں اُن کی خیر و عافیت بھی معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکھا ہے - فی نفسہ ایسا ہی ہے - اس میں کسی طرح کا تکلف نہیں -

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل خلاصہ کلام یہ ہے کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم و اندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو **مصرع** در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی اپنی سعادت مند بندہ کو درجہ کمال پر پہونچا دے - تو جمالی اور جلالی دونوں قسم کے اسمائے

یک دور جمالی گزشت - اکنون چند روز نوبت جلالی ست بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیرا کہ بقانون عربیہ یک عسر میان دو یسر واقع شدہ - و از وجہت آنکہ سطح محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط است پس عنقریب زود مراد بر منصہ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالےٰ

للہ الحمد من قبل و من بعد۔

اُس کی پرورش فرماتا ہے - یہ ایک دور جو گزر گیا جمالی تھا - اب چند روز دور جلالی کی باری ہے بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بہت جلد پھر جمال کی نوبت آ جاتی ہے - کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے - اور چونکہ محاط کا سطح مسافت کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے کمتر ہوتا ہے - لہذا عنقریب کل مراد ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ - اللہ تعالیٰ کا شکر جو اول بھی ہے آخر بھی

ہجری سنہ نوسو چھپن تھا - چند ہیچمدان خلفا و با اخلاص اصحاب سنج جواہر خمسہ کے اُن بعض مقامات کے متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے - عرض کیا - اگر اس عبارت کو اجمال سے نکال کر واضح اور بسیط کر دیا جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو - حصول مراد میں سہولت ہو جاوے گی - آپنے التماس کرنے والوں کی درخواست قبول فرما کر - جس طریقے سے وہ چاہتے تھے - اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس میں کر دیا - اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر - اقسام عبادت کے بیان میں ہے - نماز - روزہ - دعائیں - نیز سوائے اس کے اور جو کچھ بھی ہر مہینے - اور ہر ہفتے کے روز سے اور اُس کی راتوں سے تعلق رکھتا ہے - یہ سب اس جوہر میں مذکور ہیں - ان کا عمل میں لانا - تمام طالبوں کو اولیائے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر میں آراستگی اور صفائی بخشتا ہے - اور باطن کو فیض طریقت کے واسطے مہیا کرتا ہے - ان چیزوں کے عاملوں کو ابرار کہتے ہیں -

دوسرا جوہر - زہد اور پرہیزگاری کے اطوار کے بیان میں ہے - ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو پنجگانہ خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ہونے کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے - خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے تعلق رکھتا ہے - نیز اس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے - لیکن خطرات کے رفع ہونے کی علامت یہ ہے - کہ خطرات

اگر شیطانی ہیں - تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہیں -

اگر نفسانی ہیں - تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں -

[۱] بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر ملکی ہین - تو تسبیح سبحان ذی الملک والملکوت الخ گیارہ بار بتکرار پڑہنے سے
دفع ہوجاتے ہین -

اگر رومی ہین - تو کلمہ طیبہ بہت پڑہنے سے دفع ہوجاتے ہین -

اگر دفع نہ ہون - تو جاننا چاہیئے - کہ خطرات رحمانی ہین - پس خدا کا فکر بہت زیادہ کرنا چاہیئے - تاکہ خطرات
مذکورہ سالک کے دل مین ثابت اور قائم ہوجاوین ۵ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ
جن صاحب کو یہ حالت پیش آتی ہے - ان کو اخیار کہتے ہین -

تیسرے جوہر مین - اسماے اعظم - ادعیہ ماثورہ - اور احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی
شرطیں ذکر ہین جب سالک اپنے اشغال کو مذکورہ بالا دو جوہرون سے مزین کرلیتا ہے - تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر
افاضہ کرتا ہے - تاکہ عالم الٰہی کے - اور نیز دیگر عظیم الشان حالات - سالک پر منکشف ہون - اس کے دل کی آنکھ
مین نور بصیرت پیدا کرین - اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو - یہ
جوہر پندرہ فصلون پر مشتمل ہے -

اولین چودہ فصلون مین بتفصیل مابعد - چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے - (۱) دعوت حروف تہجی - (۲)
مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات - (۶) سفر الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) اربعہ
(۱۰) مجموعہ (۱۱) خمسہ (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودھوین فصل مین رد دعوت اور دفع سحر کا بیان ہے -

پندرھوین فصل مین چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے -

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتون کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل مین لکھے گئے ہین - اس فن کا جو
شخص طالب ہو وہ وہان سے معلوم کرسکتا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات
کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے - اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن مین اس طرح پنہان ہین
کہ جس طرح جرم آفتاب ابر مین پنہان ہوتا ہے - یعنی دعوت کا شغل کرنا - کثرت امکانی کے بادل کو ہوا ے
فضائی کے کرہ سے بالکل دور کردیتا ہے - اور وحدت وجود کا علم الیقین - عین الیقین کے درجہ کو پہنچا دیتا ہے

چوتھے جوہر مین مشرب شطار کا بیان ہے - جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہرون کے عمل اور کسب

۵ خدا مٹا دیتا ہے منسوخ کردیتا ہے - وہ جس کو چاہتا ہے اور قائم کرتا ہے - اور اُس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ موجود) ہے ۴۴

بر قادر ہو جاتا ہے - تو اُس وقت مین اُس کو مشرب شطار کی جا فشانی چکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے - اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہو جاتا ہے - کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربون کی بہ نسبت دو ممتاز وجہون کے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے - (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والون کے واسطے نہ فنا ہے - نہ فناء الفنا - بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ مین غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود - اور بقاء البقا کے ساتھ باقی ہوتے ہین (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولاد نبوی علیہ السلام والصلوٰۃ کے واسطے خاص ہے - جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نوبت پہونچی - تو جب تک آپ جسمانی ترکیب مین رہے - تب تک اپنے عالی شان فرزندون کے سوا - اور کسی کو تلقین نہین فرماتے تھے - لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے انتقال فرما گئے - تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی ہی - اسواسطے آپنے عالم روحانی مین اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد پیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ مین آیا -

واضح ہو کہ اس جوہر کا مقدمہ اذکار ہین - اور اذکار کی دو جنسین اعلیٰ ہین - جہر اور خفی - اول مین جنس ذکر جہر کی چھ نوعین ہین (۱) نفی اور اثبات کا ذکر ہے اور نفی و اثبات کے افراد جو دو ہین (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے اس کی دس قسمین ہین - (۳) اسم ذات کا ذکر ہے - اس کے دس افراد ہین (۴) اسم ہو کا ذکر ہے - یہ سات افراد مین منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہین - جن کے نام مرشدان کامگار نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت دیکھکر رکھی ہین جیسے ذکر لاہوتی - ذکر ملکوتی - ذکر جبروتی - اور ذکر ناسوتی - جس کے ثمرات اسی عالم کے حقائق کا کشف ہے و قس علی ہذا ما بقی من افراد ہذا النوع کہ وہ بیس ہین - اور یہ چار مل کر تیس فرد ہو جاتے ہین (۶) وہ اذکار ہین - جن کو مشائخ نے بزور کشف پرندون کی آواز سے معلوم کیا ہے - یہ چار فرد ہین - اور ان کے اسماء ان پرندون کی طرف منسوب ہین جن کی وہ آوازین ہین - ذکر جغد - ذکر عنقا - ذکر فاختہ - اور ذکر شکر خوارہ -

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعین ہین (۱) پاس انفاس - اس کی سات قسمین ہین - (۲) ذکر قلب - اس کے تین افراد ہین (۳) ذکر استیلا - اس کی دو قسمین ہین - اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے - تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہین - اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے -

ذکر کی دو جنسین جو اوپر مذکور ہو چکی ہین - جلسہ - ضرب - کشش - کوب - تصور - الفاظ - اور ثمرات کے

اعتبار سے اِن جانشینوں کی نو نوعیں اور ستاسی فردین ہوتی ہین - اِن کو مشرب شطار کے جوہر سے مطالعہ کر کے یاد کر لینا چاہیئے - جہان ایک مضمون تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہین - اِس مختصر رسالہ مین تو صرف درویشون کے ظاہری حالات اور ماجرا کا بیان نمونہ کے طور پر کیا گیا ہے - دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا جہان کہین تقریبًا ذکر آجاتا ہے - وہان فقط مقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے -

جب تحصیل اذکار کی بدولت صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے - نیز صوفی اشغال اور مراقبون کی ریاضت مین کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہو جاتا ہے - اور تمام کو اپنی ذات مین اور اپنی ذات کو تمام مین مشاہدہ فرماتا ہے - تو پھر پانچوین جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے -

پانچوین جوہر مین اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے - واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے اور وہ کونسی وجوہ ہین - جن کی بنیاد پہ سالک وارث حق ہو سکتا ہے - تاکہ ۵ اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ کی خوش خبری وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی بشارت فرمازبان ہے اُس سالک کے بارہ مین بالخصوص سمجھی جاوے

اب معلوم کرنا چاہیئے - وارث کی دو نوعین ہین - صوری اور معنوی - صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت کے ساتھ مشروط اور موقوف ہے - اور معنوی ارث مین یہ صورت محال ہے - پس دونون قسم کی ارثون مین جو مناسبت ہے - وہ یہ ہے - بدون محنت اور بدون کسب کے مال کا حاصل ہونا اور آثار مین تصرف کرنا - صوری ارث کے واسطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے - اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے جس کا ادراک سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہین ہو سکتا ہے ۲ ۱۵ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ اور ۳ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ ایسے ہی وقت مین اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے - اشغال ورثۃ الحق کی شمار اِس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان مین (۲) مشاہدہ کے بیان مین (۳) دل کو مدور تصور کرنے کے بیان مین (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان مین (۵) حقائق اشیا کی معرفت کے بیان مین (۶) فنائے شہود کے بیان مین (۷) صفات سبعہ کے بیان مین (۸) وحدانیت ذات کے بیان مین (۹) تصور عالم خفی کے بیان مین (۱۰) سبعہ سواد کے بیان مین (۱۱) حضرات خمس کے بیان مین - اشغال کا بیان تمام کرنے کے بعد آپنے اِس جوہر کو ایک موحدانہ - عارفانہ - محققانہ اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

---

۵ یہی لوگ اصلی وارث ہین ۲، ۱۵ اور (اے پیغمبر) ایمان والون کو خوش خبری سنا دو ۲، ۲۵ ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا فرمایا ۳ بیٹا اپنے باپ کا راز ہے ـــ

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

احدا۔ توحید صرف وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ

با صورت ما و من بما منما۔ کہ تجلیات صفات تست

این ہمہ نشو و نما۔

صمدا۔ آنچہ از غفلت بر سر ما گذشت۔ بہ ہشیاری مگیر

از خود عذر فَهُمْ غَافِلُونَ بپذیر۔ و تباۓ اِنَّا كُنَّا

مِنَ الْغَافِلِيْنَ دست گیر۔

علیما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ

با فراموشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔

مبدل مساز۔

قدیرا۔ آنچہ در نہاد ما نہادۂ از آن اندیشۂ ما باز دار

تا آنچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا

اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بے شفقت بشریت۔

احدا۔ صرف [1] وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید

کو ما اور من کی صورتون مین ہم پر ظاہر نہ کر۔ کیونکہ یہ تمام

نشو و نما جو کچھ بھی ہے۔ تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

صمدا۔ غفلت کے سبب جو کچھ ہمارے سر پر گزر گیا۔ اُس کو

ہوشیاری مین قرار دیکر گرفت نہ کر۔ خود ہی [2] فَهُمْ غَافِلُوْنَ کا

عذر قبول کر۔ اور [3] اِنَّا كُنَّا مِنَ الْغَافِلِيْنَ کو اپنا ہاتھ پکڑنے کا

علیما۔ جب ہم بھول جاوین۔ تو ہمکو [4] وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ

ہوشیاری مین آنے کی توفیق دیکر۔ اس ہوشیاری کو [5] نَسُوا اللّٰهَ

فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ کی فراموشی سے تبدیل کرکے ہم کو بھول نہ جا۔

قدیرا۔ تونے جو چیز ہماری سرشت مین رکھی ہی ہے اُس

چیز تک ہمارے اندیشہ کو پہنچنے ہی نہ دے۔ اور جو چیز ہماری استعداد مین ہے

فَلَا تَعْلَمُ [6] نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ اور فرط شفقت

ز لطف آنچہ مطلوب است و مقصود۔ مہیا کن بوجہ آنکش زود	ز لطف آنچہ مطلوب ہے اور مقصود ہے۔ مہیا کن بوجہ آنکش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہوگیا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ

جہان کہیں بھی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کرکے مطابق کر لیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چھ برس

اور گجرات مین قیام فرما کر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکھا جب ہجری سنہ نو سو ترسٹھ آیا۔ اللہ جل و علی علم ملک

ہند مین پیرآ منصب ہو گئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابو الفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکھکر تخت

سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیا نے بھی اللہ جل شانہ کا شکر بجا لا کر ملک گجرات سے گوالیار اور

گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچھ مراسم تعظیم ادا کرکے استقبال کیا۔ اس کے

[1] ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲ [2] یہ لوگ غافل ہین ۱۲ [3] ہم غافل تھے ۱۲ [4] اگر کبھی بھول جایا کرو تو اپنے پروردگار کو

یاد کر لیا کرو ۱۲ [5] جنہون نے خدا کو بھلا دیا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے ۱۲ [6] کوئی شخص

بھی نہیں جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُن کے لیے پردہ غیب مین موجود ہے ۱۲۔

بعد آپنے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پھر ہجری سنہ نو سو ستر مین - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نفسانی ہوا کے طوفان سے صحیح وسالم بچا کر وحدت کے جزیرہ مین لنگر کردیا - اور عالم قیود کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اور اوغوث الاولیا مین لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اس درویش کو قبول فرماکر خلعت خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار مین رہ کر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - گنگا کے کنارہ ایک درہ مین حسب الارشاد مینے ایک سالہ چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُس نے بہت کچھ منت وسماجت کی - کہ مجکو اپنا مرید فرما لیجئے - مینے ہر چند ممانعت کی اور انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ ہوا کہ کامل تین مہینے مہلک بیماری مین مبتلا رہا - جس کی وجہ سے ضعف سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا اسی طرح تین بار گرفتار بلا ہوا - یہ حال دیکھکر یقین ہوگیا - کہ ابھی مین حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہین ہوا ہون لہذا کسی کو مرید نہین کرنا چاہئے - مگر یہ خلش دل مین ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہین - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہین پہونچتا ہے - مجھ کو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچتا ہے اس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہین ہو اس عمل سے چند روز صبر کرو - تاکہ حقیقۃ بیعت لینے کے قابل ہو جاؤ - بیشک جب مین سب طرح کی ریاضتین کر چکا - اور عالم باطن مین مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے عرفہ سے اجازت مین چکا - اور مرید کرنے سے جو آزار اور آفت پاتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ مین آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہین - اُن کو تا وقتے کہ پیران ظاہر و باطن سے اجازت نہین ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہین ہوتے ہین - اس خلافت کی تفصیل شائقین اُن چند مکاشفوں سے معلوم کر سکتے ہین - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ مین لکھے گئے ہین -

مذکورہ بالا دو نسخون کے علاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابین اور بھی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہین - جن کے نام یہ ہین -

(۳-) کلید مخازن عجیب وغریب رسالہ ہے مبدء و معاد کے متعلق - اس مین علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور معائنہ کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آگئی تھی - میر عبدالاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میر نے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا - اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ مافیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح پر غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم رسائی ذہن کے سبب سے بآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپ کے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جریدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصوری اشغال پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سنیاسیون کی دو جماعتین - ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور انہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجاے اُس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے اُن مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[۱] اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپ نے اُکھاڑ لئے اور اُن کا گچھا بنا کر - اُن خداوندان عزت و تکریم کے تاجون مین لٹکایا - جو[۲] اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام مین داخل ہین لِلّٰہِ الْحَمْدُ دَائِمًا اُمید ہے کہ اس کتاب کے حالات سننے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہوگا - اُس کے شکنجہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا - جلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیکر یقین کے

---

[۱] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ۱۲ [۲] بیشک دین (حق) تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے (اور بس) ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا۔

(۵) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے۔ اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے۔

قیل اقسام الایمان عند اھل الذوق خمسۃ

کہتے ہین۔ ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین۔

الاول تکلیفی اعم من الکل ویشتمل کل فرد من نوع الانسان مومناً کان او کافراً

اول۔ ایمان تکلیفی ہے۔ جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔

والثانی۔ تقلیدی عام یعم کل مومن مقلداً کان او محققاً۔

دوسری۔ ایمان تقلیدی عام ہے۔ جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق۔

والثالث۔ استدلالی خاص تختص بہ العلماء من المومنین۔

تیسری۔ ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علمائے مومنین خصوصیت رکھتے ہین۔

والرابع۔ حقیقی اخص منہ ویتصف بہ الاولیاء منھم۔

چوتھی۔ ایمان حقیقی ہے۔ جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور اس ایمان کے ساتھ اولیاء مومنین متصف ہین۔

والخامس۔ عینی ذاتی صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیۃ وجالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقیۃ ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ وبعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ

پانچوین۔ ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیہ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے۔ بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ کرکر کثرت کو دیکھتا ہے۔

فاعلم ان صاحب ھذہ المنزلۃ الجامعۃ کان فی کل قرن علی بسیط الارض واحدا ففی القرون التی صرفت عنا کان سلطان

واضح ہو۔ کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روئے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے۔ پس جو قرون ہم سے پہلے گزر گئے اُن

المحققين وبرهان العارفين الشيخ محمد
المخاطب بالغوث العطاري نسباً والشطاري
مشرباً قدس الله اسراره هو ثم كان رئيس
المحدثين الشيخ محمد ابن ابی الحسن البکری
الشافعی المصری قدس الله روحهما وافاض
علینا برکات انفاسهما. وفی القرن الذی
کنا فیه هو عین الزمان مسیح العاشقین
الشیخ عیسٰی ابن قاسم مد الله ظلال
ارشاده علی روس المشتاقین الی
جمال هذه الولایة المذکورة والی
صاحبها علیه التحیة والسلام وعلی
تابعیه بالکشف فی ادراک
عالم الجمع والفرق علی
حکم الفرقان المجید المحفوظ المحیط
بما له وعلیه۔

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد
المخاطب بالغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے
اللہ تعالیٰ آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پہر آپکے
بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی
مصری ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو
مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاس کی برکات
کو ہمارے اوپر ابنذیل دیوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔
اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسیٰ ابن قاسم
ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ اُن
اصحاب کے سرون پر مبسوط رکہے۔ جو اس مذکورہ بالا
ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفیٰ)
کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز اُن صاحبان
پر درود وسلام آلہی نازل ہو جنہون نے مع متعلقات
قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک
مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبد المومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی
مقامہ خلیل۔ اور خانہ جلیل دونون گہرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر مسندرد
نشقم سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تھا۔ شیخ عبد المومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تھا آپ
کو بارہ سال کی عمر مین خدا شناسی اور خدا پرستون کے دیدار کی آرزو۔ گہر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی
تھی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندہ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے
بعد بارہ سال تک جابجا ملکون کی سیر وسیاحت کرکے پہر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چہ مہینے۔ خواجہ معین الدین
کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گذارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگر دین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) مین قیام کی بنیاد قایم کی اس اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر بھی نوے سال کی ہو ئی تھی اس نوے سال مین جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ مین رہکر درویشی - تن گدازی اور ہمدانی بسنتش مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سراے سے نورانی آباد بستی کی طرف کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبد الملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بہرے تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کئے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی ہیکر خاک مین مل گئی -

مصرع از وصل دوست خاطر او باد شادمان

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کمن ابن قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے قریشی النسل بیٹے ہین - آپ کی پیدائش کی جگہہ چندیری ہے - علیسوی ملک اور اولیسی ولایت پر آپ کا قبضہ تھا - جس سال چتور کے رانا نے چندیری فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنا لیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون مین نفرت پیدا ہو گئی تھی - ایک روز آپنے کچھہ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جا کر اپنا حصہ مانگا - تو جواب ملا - کہ وہ تو کہا لیا گیا - آپنے فرمایا - جس نے کہایا ہے - وہ مر جاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے مر گئے - آخر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کر دیا تھا - اور خاموشی کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑہنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کہولا - تو آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر - اپنے تئین نیچے گرا دیا - دربان نے خیال کیا - کہ ایسا کم زور بڈھا ایسے اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

توآپ آرام کے خیال سے - اور روزون سے زیادہ تیز راستہ چل رہے ہین - کہتے ہین - ایک بار بہت کچھہ جستجو
سے تین روز بعد ایک جنگل مین ملے - کیا دیکھتے ہین - آپ ایک پتھر کے پاس پر نماز پڑہ رہے ہین دریافت کیا گیا
کہ آپ کہان سے کہاتے تھے - جواب دیا - وہی کنیز کھانا دیدیا کرتی تھی - جو روزانہ دیا کرتی ہے - ایک دن مین اگر کئی بعد
کھانا دیدیا جاتا تھا - تو کہا لیتے تھے - اور اگر بہت روز تک کہانا نہین ملتا تھا - تو خواہش نہین کرتے تھے - صاحب تجرید
حقیقی مبارک خان ہردمی کے مصاحب تھے - ہجری سنہ نوسوستر مین لوگون کی نظر سے عنقا کی طرح مخفی ہو گئے - ہرچند
تلاش کی گئی - پتہ نہین لگا بمصرع ع یاد رفیق عیسیٰ ہمنشین باد -

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان و مکان طے کرنے کی قدرت حاصل تھی - قصبہ جھوسہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے - قاضی ہوملی مجرد
چشتی کے مرید - اور قاضی سعد الدین شرف جہانی کے پیر ہین - ایک روز قاضی قطب کے پیر نے - مرید کا لنگی باندہنا
دور سے دیکھہ لیا - فرمایا بہت مضبوط باندہنا چاہیئے - آپ نے جواب دیا - اگر پیر کا حکم ہو - تو دونون جہان کے
واسطے باندہ لون - پیر نے فرمایا - نہین - صرف اسی عالم مین جسمین ہم اور تم دونون وصف تجرد کے ساتھہ
مشہور ہین - بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندہے پر ناز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی مین
درخشان ہو سکتے ہین - ہر روز پنجگانہ نماز - کعبہ معظمہ کے حرم مین ادا کیا کرتے تھے بہت لوگون کی یہ خواہش رہتی تھی
کہ آپ کے ساتھہ نماز پڑہین - جب مقام معین کا نام پوچھا جاتا تھا - تو فرما دیتے تھے مجکو معذور رکھیے - مین بھی دعا دوں
سے جس مسجد مین کچھہ جماعت ہوتی ہے - پہونچ جاتا ہون - ایک بڑہیا قصبہ جھوسہ کی تھی حج کرنے کو گئی تھی - کہ
سے قافلہ چلا آیا - اور موسم گذر گیا - اس سبب سے مکہ مین رہ گئی - ایک روز بہت تنگ دل ہوئی - اور چیخنے
پکارنے لگی - کہ کیون کر اپنے وطن کو پہونچون گی - ایک بزرگ نے ازراہ مہربانی اُس سے کہا - غم نہ کرو جھوسہ
کے قاضی پانچون وقت حرم محترم مین آتے ہین - تم کو بتا دینگے - جب بڑہیا کی نظر قاضی جی پر پڑی - تو اُس نے
قاضی جی کا دامن پکڑ لیا - اور طرح طرح سے آنکھون سے آنسو بہانا - اور لبون سے فریاد کرنا شروع کیا - یہان تک
کہ قاضی جی کو انکار اور بہانہ کی گنجایش نہین رہی - کہا آنکہ بند کر - آنکہ بند کرنا کہ مین تھا - اور کھولنا اپنے گہر مین -
القصہ - یہ گزری ہوئی کیفیت بڑہیا ضبط نہ کر سکی - اور لوگون نے زبان زد ہو گئی -
ایک بزرگ سید مینا تھے - رتبہ فنا فی اللہ حاصل تھا - اُنہون نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے
سپرد کی - تو عام لوگون کی زبان مین کچھہ کا کچھہ بکنے لگیں - کہ ایسا بزرگ ہو کر اپنا جانشین نفس کلمہ طیبہ پر سپرد نہ کرے -

سید مینا کے بھائی کو لوگوں کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہذا دل میں استحکام کے ساتھ ٹھان لیا۔ کہ ایسے بھائی کو جلا دونگا۔ لوگوں نے منع بھی کیا۔ مگر اسنے کچھ خیال نہ کرکے۔ جلانے کا سامان فراہم کیا۔ اس اثنا میں سید مینا نے کفن سے سر نکالا۔ اور بلند آواز سے کلمہ پڑھا۔ ملامت کرنے والے حیرت میں رہ گئے اور خجالت میں ڈوب گئے۔ سید مینا نے یہ بھی کہا تھا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتیں پڑھنے کی جس شخص نے مداومت رکھی ہو۔ اُس شخص کو مینا کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ مجبوراً قاضی تعلب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد قاضی نے کہا۔ اب کہ راز بازاروں میں اور گھروں میں عام طور پر مشتہر ہو گیا۔ لہذا لوگوں کی نظر سے پنہان ہو جانا ہی اولیٰ ہے۔ اسی عرصہ میں آپ عالم خاک سے روضہ قدس کو روانہ ہوئے مصرع؎ باد و عالم دست در آغوش باد۔

یاد شیخ برہان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہیں۔ آغاز شباب میں ہمیشہ شیخ عبد الملک کی شاگردی میں حاضر رہا کرتے تھے۔ اس غرض سے۔ کہ اُستاد دوسروں کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کریں۔ ایک روز صبح کو اُٹھکر۔ مدرسہ کی طرف جاتے تھے۔ راستہ میں ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ کہا۔ برہان۔ کہاں جاتے ہو۔ تمہارا نہ یہ کام ہے۔ اور نہ یہ راستہ ہے۔ لوٹو۔ گوشہ نشین ہو جاؤ۔ اور زانو پر سر رکھ لو۔ کیونکہ جو لوگ کشائش چاہتے ہیں۔ وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہیں۔ آپ پیرمرد کے کہنے پر دل شاد نہیں ہوئے۔ اور چلے گئے۔ دوسری بار پھر اسی طرح پیرمرد نے آپ کو روکا۔ یہ بھی کارگر نہیں ہوا۔ تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکھا۔ تو اُس پیرمرد نے آپ کا گریبان پکڑکر زمین پر دے پٹکا۔ کہ آپ کا پانوں ٹوٹ گیا۔ اور کہا۔ جب تک اس طرح نہ توڑینگے۔ پانوں جانے سے باز نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ہوش پیدا ہوا۔ اور ایسے تنگ حجرہ میں گھس بیٹھے۔ جس میں پانوں پھیلانے کی بھی گنجائش نہیں تھی۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی۔ پکا ہوا کھانا بالکل ترک کردیا۔ کسی قدر دودھ۔ اور کسی قدر دہی پر گذر تھی۔ آپ کے بدن کی رگیں اور ہڈیاں ایک ایک شمار میں آتی تھیں۔ چونکہ سجدہ میں سر بہت بڑا رہتا تھا۔ تو آپ کی پیشانی کے داغ کو [1] سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا۔ دلآویز تقریر اور شور انگیز کلام کے دوست تھے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان میں کہا کرتے تھے۔ آپ کے فراق نامہ میں ایک ایک حرف درد اور سوز سے بھرا ہوا ہے۔ بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہیں۔ لیکن یہ بات تحقیق نہیں ہوئی مصرع؎ باد ہم بغض با یک جان تو

---

[1] اُن کی شناخت یہ ہے۔ کہ سجدہ سے کئے گئے اُن کی پیشانیوں پر ہیں ۱۲

یاد مخدوم عباس

آپ جلال سندھی کے بیٹے ہین - آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر - اور سامان خواہشات کو خاک پر بٹھایا تھا - آپ کی ولادت اور نشوونما دونون موضع پاتر مین ہین - جب زمانہ شورش کی پریشانی نے آپکو زادبوم سے دور نکال پھینکا - تو تقدیری فرمان کے بموجب آپنے موضع ہنکودھ مین اقامت اختیار کی - جو مضافات بھکر مین سے ہے - بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکھا - اور آپ کی ہدایت کے خوان برادن عام تھا - قاضی عبد السلام سندھی - دار الاسلام برہان پور مین - فرمان روا ے خاندیس علی عادل شاہ فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تھے - قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے ہین - جب قاضی جی سندہ بار مین تھے - تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تھے - قاضی جی کا بیان ہے دین - دیانت - دانش - بینش - طبیعت مین نرمی - اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت مین داخل تھے - آغاز ہوش سے واپسین دم تک طلب کے واسطے کسی کے گھر - اور کسی کے سامنے عدالت مین آپنے قدم کو گرد آلود نہین کیا - اب باستحقاق جانشین اُس مسجد مین اور دعال کے مدرسہ مین مسیح الملقوب شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز - اور پرہیزگاری مین وہان کے جملہ فضلا سے زیادہ مشہور اور باستحکام ہین - مصرع دیدہ او منظر دیدار باد -

یاد شیخ شاہ علی احمد آبادی، ما، ن معقہ،

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا - اور آپ کی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا - کوئی حرف نہین نکلتا تھا آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین - روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بھائی ہے - آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین - قدس سرہما - ملک محمود بیارا - جن کے عرفانی حالات اُن کی یادداشت مین لکھے گئے ہین - اور ملک الشرق گجراتی جنھون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائی اعمال کی کھیتی کا تخم بنایا تھا - اِن دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرما جانے کے بعد آپ کو قطب عالم بتوہ کے پائین مزار دیکھا ہے - اور نیز احمد آباد اور بتوہ کے دوسرے بزرگون نے بھی اس خرق عادت کے متعلق گواہی دی ہے - ہجری سنہ نوسوستر مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرما کر جسمانی مسکن کو رخصت کیا تھا کبیر رفاعی بڑے بزرگ شخص تھے شافعی مذہب ہین - ہجری سنہ پانسو اٹھاسی مین آپ کا وصال ہے - اور خوابگاہ معبودیہ مین مین ہے - اُن کے کوئی فرزند نہ تھا - اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بھائی کی

اولاد میں سے ہے۔

یاد شیخ شکر

آپ نائتہ قوم میں سے ہیں۔ نام و بوم اور خوابگاہ دونوں بیدری ہیں ہیں۔ دابیول بندر کی طرف احمد نگر دکن سے تین منزل دور۔ جو نظام الملک کا دارالسلطنۃ تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ بہت برسوں تک دوسروں کے درس میں بیٹھے۔ اور تحصیل فضائل کی۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے مدرسہ میں آئے۔ اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا۔ اخیر میں تمام قیل و قال۔ زر عہد طالبی کی عوض۔ نزہت کرکے پیر طریقت کی رہنمائی کی بدولت سلوک میں آگئے۔ چند روز بعد وحدت الٰہی کے جذبہ کی آگ۔ ایسی بھڑک اٹھی۔ کہ جس نے وجد میں عقل کا خرمن جلا کر راکھ کر دیا۔ اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم میں ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر تھا۔ کہ اس عالم ہستی کو خیر باد کہا۔

یاد شیخ وہبان سندہی

آپ شیخ ابراہیم کلہورا کے مرید ہیں۔ حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ در بہت بڑا ظہور۔ آپ کی ذات میں تھا۔ ایک روز چلتے چلتے سر راہ ایک حور سرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی۔ فوراً گوش دل میں ندا آئی۔ ابھی آنکھ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے۔ اسی دم آنکھوں سے قوت بینائی زائل ہو گئی۔ اسی طرح آپ دل کو محنت و سوز سے۔ اور جان کو شوق و غیرت سے مالا مال لئے ہوئے گذرتے بسر کرتے تھے یہ عادت ہے۔ کہ چلنے میں ہاتھوں کو آمد و رفت رہتی ہے۔ آپ کا ہاتھ زیادہ ہلتا تھا فرمایا۔ اے ہاتھ۔ تو ہم سے پیشتر پہونچنے کا خیال بھی نہیں کرسکتا ہے یہ کہنا تھا کہ اسی وقت ہاتھ خشک ہو گیا اور جنبش بھی جاتی رہی۔ خوابگاہ برہان پور مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد۔

یاد شیخ کمال الدین

آپ سلیمان قریشی کے فرزند تھے۔ اور زاد بوم کالپی تھی۔ تقوی۔ توکل۔ تسلیم۔ اور رضا کا مقام آپ کے حالات کی چہل قدمی کا میدان تھا۔ آپ شاہ ارغون ملاری کے مرید ہیں۔ آپ کو اسمائے الٰہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تھی بازہاد افغان پسر سجاول خان کا زمانہ تھا۔ جب آپ منڈو (مانڈو) میں آئے تھے۔ راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہو گئی۔ جو در شیرے ہوئے تھے ہمسایہ میں لے آئے۔ پانچ سال کی عمر تھی۔ کہ راقم۔ تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت مین سپرد کیا گیا - دو سال کے عرصہ مین آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کر لیا - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سو برس کی عمر توکل مین گزاری - کسی شخص کے سامنے اپنا راز و نیاز نہین کہا - کسی آشنا یا بیگانہ کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہین کی - ہجری سنہ نوسو تہتر تہا - کہ وا پسین سفر اختیار کیا - خوابگاہ منڈو مانڈو ہے - پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونون جہان کے رفیق مل گئے -

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحبزادہ ہین - باوجودیکہ آپ صاحب تعلقات تہے - آزاد دل بہی تہے اور اپنی ہمت سے - تونگری کو درویشی کے ساتہہ دست بدست رکہتے تہے - تمام چیزون کو وقتی ضرورت کے موافق بہی اپنے قبضہ مین نہ رکہکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتہہ کے سامنے لے آتے تہے - بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کرکے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی تہی - جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین معنوی سفر اختیار کیا - تو سنہ چہیالیس مین آپ کو شوق حج - راہ حجاز کی طرف لے گیا - وہان حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کرکے اس شرف سے بہی مشرف ہوئے - پہر مدینہ منورہ سے لوٹ کر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی - اور اوس کی بدولت بیداد دلی حاصل کی - ہجری سنہ نوسو پچاس تہا - کہ ہند مین سعادت ہوئی - اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال اپنے بزرگون کے طریقہ پر رفتار رکہی - ہجری سنہ نوسو ہتہتر مین الہی وصال کا پیغام آپہونچا ظاہری دوری سے رہائی پاکر نعلچہ مین جو منڈو (مانڈو) کے پائین مین ہے - خوابگاہ قبول کی مصرع نفس ہیچون قرین جانش باد -

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ - تمام رسمی علوم سے مستفید - اور کل عقلی فنون سے صاحب سرمایہ تہے - نور الہدی ابو الکرامات کی نسل سے ہین - جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تہے - اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہین - جو حربیون کا ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند مین آئے تہے - اور جنہون نے راجا گرڈ گونڈ کے مار ڈالنے بعد قصبہ سرہٹ جو صوبہ بنگالہ مین ہے - نور الہدی کے حوالہ کیا تہا - یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت مین بہی لکہے گئے ہین ایک کتاب شرح نزہۃ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے - راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کرکے لکہتا ہے -

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا - تو خدا طلبی - حق پرستی - اور خدا شناسی کے درد نے دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر ویسے دانا کی جستجو مین وطن سے آوارہ کیا - جو رہنمائی کے ذریعہ سے علاج کرے - اتفاق کی بات ہے - جس شناسا کے سامنے اندرونی درد بیان کیا - اُس کی تلقین نے کوئی درستی دل کی نہین کی - **القصہ** - ایک رات قصبہ اودہ مین اسی اندیشے کے اندر غنودگی پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثالی صورت - مشاہدہ کی - اس مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - اب ان آرزوؤن کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگانِ دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکہری مین پہونچا - تو یہان پر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا - جب مدارج بیعت طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اس کے بعد مینے چند سال آپ کے خدمت گزارون مین کھڑا ہو کر بہت کچھ فیض حاصل کیا - اتنے مین پیر بزرگوار نے - افغانان سور کی بد باطنی دیکھکر - گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہمرکاب بھڑوچ تک گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا - اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر حجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بھڑوچ سے واپس ہو کر احمد آباد مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ کے ساتھ دشمنی کا بہانہ ڈھونڈنے لگے - اور نادانستہ اور نافہمیدہ باتین آپ کی نسبت کہ کر اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہ کا رہنا آپ کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت کا باعث پیدا ہو گیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا - مگر درویش کو اُسی جگہ چھوڑا اور آپ کے ارشاد کے بموجب شرح نزہتہ کا تتمہ قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا"

کہتے ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر مین شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کو چہ سے لاہوتی نزہت آباد کو روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یادشیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا - تو بہت برسون تک بیخودی رہی - اور پرندون کی طرح ایک درخت پر رات دن پڑے رہتے تھے - اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے - ایک رات کا ذکر ہے - حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ہندجانے کی اجازت دی - اور فرمایا سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے - وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہوجاؤ - آپ کہتے تھے - جب مین سائی پور مین پہونچا - تو میرے جی مین یہ بات آئی - جب مین خانقاہ مین پہونچون گا - تو شیخ مجکو خلوت کے اندر بلالین گے - اور جو کلاہ آپ کے سر پر ہوگی - بغیر میری التماس کے مجکو اوڑھا وینگے - اور میری عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرماوینگے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا - تو شیخ نے خادم کو فرمایا - کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے - اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے - خادم چلایا شیخ حسین کون ہین - اندر آوین - مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندھ رکھا تھا - اسواسطے کہا - مین شیخ نہین ہون - لیکن نام میرا حسین ضرور ہے - خادم لوٹ گیا - اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا - عرض کیا - ارشاد ہوا یہی شخص مطلوب ہے - اندر آجاوے - چنانچہ مین اندر چلا گیا - اور جو باتین میرے ضمیر کے اندر تھین - وہ سب کی سب ظہور مین آئین - مینے اُس خانقاہ مین دو چلے کھینچے - اس کے بعد اجازت ہوئی - کہ عماد الملک کا سکندرہ دہلی سے دو روز راہ کے فاصلہ پر ہے - اُس مین جاکر رہنا چاہیے - اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کرکے معنوی ملک کا راستہ اختیار کیا - تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے - اور شیخ علیہ الرحمۃ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہوکر کی تلقین فرمائی - چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا - شان درویشی سے بعید ہے - اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی - جو لوگ گرفتاران رسوم تھے - وہ بڑھ بڑھ کر باتین مارنے لگے آپنے جواب دیا - رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے - جو دور ہین - اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمۃ سے ملنے کا موقع درپیش ہے - دوروز کے اندر آسودگان دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی - اس کے بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا - جب سکندرہ مین پہونچے - تو ایک گلکار کو بلایا - اور اپنی مسجد کے صحن مین جگہہ تجویز کرکے اُس سے کہا - کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے مقبرہ

عمارت لازم ہے - وہ بھی تیار کرو - گورکن کو اس کام پر مامور کر کے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہو چکی - اور وداع سے بھی فراغت ہوئی - تو فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ہجری سنہ نو سو چھبیس مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص مین آزادون کے عاشق - شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خدا شناس بھی ہین - اور شیخ حسین کی خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکھکر بھیجی ہے

یاد شیخ عبد الملک بنبانی عباسی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - اپنے بڑے بھائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تھی - علم حدیث اور تفسیر مین ترقی پاکر عام اہل زمانہ کے اُستاد ہو گئے تھے صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تھے - ہمیشہ حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تھے - گھر مین کمتر جایا کرتے تھے ضعیفی کے سبب سے آنکھون کی روشنی جاتی رہی تھی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑھ گئی تھی - تمام علوم کا درس بحفظ دیا کرتے تھے توکل اور تجرید مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تھا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو اوجین مالوہ کے مفتی تھے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر تھا - کہ ملک تقدس کو کوچ فرمایا - مصرع مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبد العزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور پدر بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تھا - آپ جونپوری ہین قدس سرہم ہجری سنہ آٹھ سو چھیانوے کا آغاز تھا کہ آپ کا قدسی نفس - عنصری جسم کے ساتھ وابستہ ہو کر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زاد بوم سے ترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے وہان پر چند روز زندہ رہے - پھر اُخروی سفر پیش آیا - اسواسطے انہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفر آبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات پیدا ہو گئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تھے - ستر اور سات - ستتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر بیٹھے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تھین - نصوص الحکم اور نیز دیگر کتب حقیقت اچھی طرح جانتے تھے - اور عمدہ درس دیتے تھے - ہجری سنہ نو سو پچھتر مین - اللہ

ایک بیان کے بموجب ۹۰۳ھ میں عالم قدس کو روانہ ہوئے - خوابگاہ دہلی میں ہے - آپ کے خلیفہ شیخ محمود دہیلی نے رحلت پیر کی تاریخ میں ایک قطعہ لکھا ہے - **قطعہ**

عزیز الحق کہ چون عزم سفر کرد	منازل در مقام لامکان یافت
چو تاریخ وفاتش باز جستند	خرد گفتا حیاتِ جاودان یافت ۹۰۳ھ

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ خطوط میں اپنا نام ذرہ ناچیز عبد العزیز لکھا کرتے تھے - تقدیر سے **ذرہ ناچیز** کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایاں ہیں - بیان فرمایا -

"ایک بزرگ نے عالم مثال میں شیخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کی خدمت میں التماس کیا - کہ عرس گاہ میں جو کثرت کے ساتھ ہجوم ہوتا ہے - اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہیں ہے جواب ملا - البتہ جس عرس میں عزیز آتے ہیں - ہم بھی آجاتے ہیں - اور ان کی صحبت سے خوش ہوتے ہیں"

یاد مولانا پاینده قلتی

ہنی نا پایندگی کو حقیقی پایندگی سے ہارکر ایسے زندہ ہوئے - کہ پایندہ رہے - عقیدت میں نسبت مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے - نقلی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیان تھے - بہت طرح کے فن فراہم کئے تھے - اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا - ظاہری درس دینے کی شان میں - آپ باطنی معرفتیں لوگون کو تعلیم کیا کرتے تھے - اور ریا کے گرداب سے صحیح وسالم نکل کر سلوک کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے - اس شکل کے ساتھ لوگون کو آپ کی فیض رسانی عام ہوگئی تھی - سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر میں داخل تھا - کہتے ہیں - آپ کی روح کرامات کی منزل سے نہایت سبکی کے ساتھ اوپر کی طرف خرامان چلی گئی -

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہیں - **مِنَ اللہ** آپ کا خطاب ہے - اپنے پدر بزرگوار کے مرید اور تلقین یافتہ ہیں - بہت سے چشتیہ - سہروردیہ - اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا آپ کے دل کو انواع واقسام کے رسمی علوم سے فروغ تھا - یکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

کہ علمی گھر بار سب لٹ گیا - اور اخیر مین ہواے نفسانی کی مخالفت اور ویوسرغبت نفس کی لڑائی کی بدولت
بصیرت کے حضور مین باریابی ہوئی - گفتار کی قسم مین سے یاد مولیٰ کے سوا - اور خاموشی کی قسم مین سے
عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا - کچھہ باقی نہین رہا - ضعیفی کے زمانہ مین سماع کا ولولہ پیدا ہوگیا تھا باوجودیکہ
ظاہری پیری عارض حال تہی - مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھہ کیا کرتے تھے - اور بہت سے
لوگون کو رولایا کرتے تھے - ہجری سنہ نو سو چبتیس مین عالم قدس کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جونپور -

مصرع سیمیاے عشق پیران را جوانی میدہد

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابوحنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور
ایجاد سخن کا رتبہ حاصل تھا - نیک عادت منکسر المزاج - بردبار اور ذی مجت تھے - جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی
تو افضل روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا - اور یہ خیال آپ کو بغداد سے شیراز مین کھینچ
لایا - ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر جملہ علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی - میر قوی کو تجرید کی
شرح پر علت و معلول کی بحث مین ایک اعتراض تہا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تھے - اور اس سبب سے
سب نے خاموشی اختیار کر رکہی تہی - سواے شیخ حسین کے جو نو وارد تھے آپنے فرمایا - دو روز کے واسطے شرح
تجرید مجکو دیدی جاوے - تاکہ اس بحث کے اندر تامل کرلون - اور پہر جو کچھہ خیال مین آوے - گزارش کرون - خیر
خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی الجھنون کو کہولا - صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری -
اس سبب سے مشکل کشا نو وارد کو خارجیت کے ساتھہ متہم کر کے حاکم سے عرض کیا - کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس
شہر مین رہنا مناسب نہین ہے - حاکم نے دل مین انصاف کر کے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت سے
ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو - اُس کو شہر بدر کرنا - بہتر معلوم نہین ہوتا ہے اور اس مشکل
کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے - اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا - چند روز بعد دونون بزرگون
کی صحبت مین ایسی گرما گرمی پیدا ہوئی - کہ بغدادی کا سینہ - معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہوگیا
اور سیر و سفر کی باتین موقوف ہوئین - اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا - اور اس شورش نے دوستی کا اور
بود و باش شیراز کا پیوند توڑ دیا - جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی - تو سیاحت ہند کا
خیال آیا - جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمد آباد مین پہونچے - تو اسادل کی گلی محلہ

شاہ ابوتراب سلامی مین اُترے - اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی جس کے سبب سے پیمائش زمین کی ہوس دل سے نکل گئی - نیز یہان کے بزرگون کی خواہش - آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمند بی مجبوری آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے - بہت سے طالبون کا سینہ - آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گنجینہ بنا - بالمخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندھی - اور مولانا عبد القادر بغدادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین - آپ کی شاگردی سے - استادی کی سند ملی - جب آپ کی عمر چہتر کی منزل مین آئی - تو ہجری سنہ نوسو ستتر مین آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا - رسول آباد مین دفن کئے گئے تقدیر کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین - اولاً سیر مجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا - بعدہ سیاحی کی شورش سر مین بہری - اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا - تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کردی ۱؎ حَتّٰی یَاتِیَہُ الیقین ؎ مصرع علم اہل اسباب بزم وصل باد -

یاد شیخ بہاءالدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی - قریشی - اسدی - ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہ آپ رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تہے - غوث العرفا شیخ بہاءالدین کی نسل سے ہین - سعادت - عقیدت - اور خلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تہی - اور انہین کے جانشین تہے - اپنی بزرگی کا لحاظ نظرانداز کرکے - بیچارون کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کے دولت خانون پر چلے جایا کرتے تہے - جس زمانہ مین سلطان حسین نے بکر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ وفساد برپا کیا ہے - تو اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلاوطنی کا خیال پیدا ہوگیا تہا - آپنے بہی اپنا وطن چھوڑدیا - اور ظہیرالدین بابر بادشاہ کا زمانہ تہا - کہ شہر آگرہ مین آکر بودوباش اختیار کی - بہت سی چھپی ہوئی ضمیر کی باتین - آپ کے آئینۂ نما دل کو ظاہر ہوجایا کرتی تہین -

کہتے ہین - اسحق نامی ایک حافظ تہا - آپ کا سفارش نامہ سلیمان کررانی کے نام سے گیا - جو شرقی ملک کا فرمان روا تہا - اس سادہ لوح کی زبان پر یہ بات آئی - کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو ہمارے نام رقعہ لکہنے کا کوئی حق نہین ہے حافظ کا دل یہ تقریر سنکر ناامیدی سے مکدر ہوا - رات کے وقت سفارش لکہنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شخص کو

۱؎ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئی ۱۲

تنبہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین لاکر کامیاب کیا جاوے چنانچہ تعمیلِ حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبدالرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تھا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارھوین شوال ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید و فروخت آتا جاتا تھا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تھا - اور سامان سفر باندھ رہا تھا - کہ ایک بدنیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکھا تھا - اُٹھا کر فرار ہوگیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تھا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت فرمانے کی غرض سے - شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکھا - کہ آپ سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے - مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ - آپ کے پائے مبارک پر رکھ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو - اطمینان رکھو - کہ بھاگے ہوئے شخص اور ہے گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمھاری روزی کی زنجیر مین پھنسا ہوا ہے - لہذا جلد پہونچا ہوا سمجھنا - عبدالرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اِس خوشخبری کا ظہور ہوگیا - آدھی کوڑی کی برابر بھی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یادِ شیخ مبارک سندھی

آپ کی زاد بوم موضع پاتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جدِ امجد مسیح القلوب کے آبائے کرام - اور شیخ طاہر کے پدرِ بزرگوار کے ساتھ متفق تھے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لا ڈالا - اور چند سال آپ اِس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹھے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپ نے قبول فرما کر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چھپایا اُس وقت مین فرمان روائے صوبہ بہار کا وزیر اعظم تفاول خان تھا - اُس کی التماس قبول فرما کر چند روز

بعد آپ روانہ ایلیچپور ہوئے - وزیر اعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ استقبال کیا - اور شہر مین لا کر اُسی پایہ تخت کا مدرس کر دیا گئے ہین - آپ کافی گانے پر - اور شیخ لاجی سندہی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے - ہمیشہ آنکھون مین پانی بھرا رہتا تھا - بیداری آپ کی ایسی عادت ہو گئی تھی کہ رات دن کے ساتھ ہم رنگ رہتی تھی - بالآخر آپ وہان سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہانپور کو پھر لوٹ آئے اور تمام چیزون سے دل ہٹا کر شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت مین لگا یا شرح قیصری کا مقدمہ پڑھنا شروع کیا - اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر شیخ القلوب نے چند علوم متداولہ آپ سے حاصل کئے - **القصہ** روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اٹھتر کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ برہانپور شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی کے حظیرہ مقدس مین **قدس سرہم** -

مصرع مبارک برمبارک باد دیدار :

یاد سید مرشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی و نقلی علوم - اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تھے - تمام صوفیہ اوصاف و اخلاق کے ساتھ بالخصوص سیرت - سخاوت - اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے - ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا - کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہین کرتی تھی - اس سبب سے خزانچی اور دیگر کار پردازون نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن مین سید کی آمد و رفت کے راستہ پر لا کر انبار کیا - جب آپ کی نگاہ اُس ڈھیر پر پڑی - دریافت فرمایا - یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکھا ہے - عرض کیا گیا - کہ یہ بخشش کا زر ہے - جس کی نسبت فلان شخص کے لئے حکم ہوا ہے میان - اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے - کہ ملاحظہ سے گزر جاوے - فرمایا - ہم تو سمجھتے تھے - کہ جو کچھ ہم نے دیا وہ کافی ہوگا - مگر یہ تو بہت کم ہے - اسی قدر - اور اس پر زیادہ کر دیا جاوے - تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتھ مین رہے - **بیت** .

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود		ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است	

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ مین ہے -

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی مین سے ہین - آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان مین اونچا تھا - اور آپ کی سنہ

حدیث اور فقہ مین بلند تھی - ایک روز مشکوٰۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری - جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکھاوے گا جس کی ظاہری آنکھہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی - پاک ہوگی - آپنے اُسی مجلس مین دعا کے لئے ہاتھہ اُٹھایا - کہ آنکھہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہوگئے - اس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فردعی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑھا کرتا تھا - تو آپنے فرمایا تھا - اگر معاملات فقہ پڑھنے کی غایت فتوی - قضا - مدرستانی ہے - تو تم کو اس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم توکل پر نہین ہوگی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تھا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہوگئے -

مصرع ناصر میر باد نصرت حق -

یاد شیخ عبدالحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے - جب حاجی عبدالوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بھی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دور تک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تھا - محمود خان کی مسجد کی برابر تالاب ہی مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تھا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر **علیہ السلام** کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نوسو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے شیخ عبدالشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی [illegible] سے نذر کے طریقہ پر کبھی کچھہ نہین لیا - اور محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکھی - اللہ تعالیٰ جل شانہ شیخ عبدالشکور کی توفیق مین دوام اور عمر مین درازی بخشے - **بیت** -

هرچه بر من میرسد از نیک و بد	حکمت بے [illegible] او باعث است

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین - شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے - آپکا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا - آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی نہین - رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے - اگرچند دوست اور مرید - سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے پہونچ جاتے تھے - تو دور سے ہی لوٹ کر غصہ سے پکارتے تھے "تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو - اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو - کہ جو کچھ تمہاری آرزو ہے - وہ مجھہ مین نہین ہے - اور جو کچھہ تم چاہتے ہو - وہ مجکو نہین ملا ہے" کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو اسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دہو ڈالا **بیت**

اگرچہ او درنہصد و ہشتاد رفت	لیکن از قید جہان آزاد رفت

یاد شیخ راجی محمد عینی

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے - جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو پہونچتے ہین - رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے - اندرونی فروغ - آزادگی - بیخودی - فیض رسانی - سلامت روی - بردباری - نہان دانی - اور مشکل کشائی - یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تھین - کہتے ہین - گیارہ سال کی آپ کی عمر تھی - کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بہاگے - تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آپہونچے - دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے - اندرونی جوش فرو نہین ہوا - لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کر کے شہر بیدر مین پہونچے اور یہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے - بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ - اشغال صوفیہ مین گزارے اور پیر کی پرورش اور حضوری سے - کسبی دانش - اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو پہونچے **مصرع** خوب رو را گر بیارا یند زیبا تر شود -

آپ فرماتے تھے - ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا - کہ گمس ! ادنیا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش و طیور آپ کے گرد محو جمال ہین - ان سب مین سے آپنے میرا نام لیکر بلایا - اور مصلے کے نیچے جو خس و خاشاک تھا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جھاڑ دیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینۂ دل پر تھی وہ صاف ہوگئی اب مصلے پر بیٹھو - اور یکتا نے بے نیاز کی نماز پڑھو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری - بے منت اُس ہجوم مین مجکو دی - اس کے بعد پیر نے بہی خرقۂ خلافت عطا فرماکر اُجین مین رہنے - اور لوگون کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نوسو تیس تھا - کہ آپ اُجین مین آئے - چندروز چہرہ پر برقع رکہا - اس خیال سے کہ کسی جگہہ چشم ہوس نہ جا پڑے - اور کسی جال مین نہ پہنسا دیوے - اخیر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین خلج کے امراے اعظم مین سے تہے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بہی تہا - سید صاحب نے دانشمند لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کردیا - اس کے بعد خانہ داری کے سازو سامان کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہوگئین - پچاس برس تک درس دیا - اور طریقت کی تلقین کر کے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچادیا اور پہر ستائیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک سے کوچ کا نقارہ بجا دیا - قطعہ -

شیخ راجی از محمد آنکہ بود	شاہد و مشہود در چشم شہود
رفت از کوے ہوا در ملک ہو	در شمار مقصد و حشتا ودود سنہ ٩٨٢

آپ کے چہ بیٹے تہے - عبد الرحمن - عبد الرحیم - عبد الکریم - یہ تین ایک مان سے - اور عبد الحلیم - عبد المعبد - عبد المجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تہے -

عبد الرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کر گئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود - پچہلے بیٹے محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہوگیا - اور مفقود الخبر ہوگئے - بہائیون کو دہوکہ دیکر ایک روز رات کو نکل گئے - **مصرع** یوسفے از برادران گم شدہ - آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبد الکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تہی - جوان مرد - پرہیزگار حق شناس - خدا پرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البالی یہ جملہ صفات آپ مین موجود تہین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے۔ دو فرزند چھوڑے۔ ایک شیخ عبدالعزیز۔ جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین۔ انہون نے اولاً رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبدالکریم غفر اللہ کی خدمت سے کیا تھا۔ پھر بعد مین وجیہ الملۃ والدین علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹھکر کتب مبسوطہ کی تصحیح کی۔ آپ بحکم لہ کو مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ الملوک[1] اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات بآسانی انجام پاوین۔ بظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبدالرحیم خان خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب۔ اور نیز نواب کی مجلس کی مصاحبت قبول کر لی ہے۔ مگر باطن مین سرمو وابستگی خاطر کو پاس پھٹکنے نہین دیا ہے۔ راقم زمانہ ہوش سے ان کے حالات کا محرم ہے۔ شیخ عبدالکریم کے دوسرے فرزند عبدالقادر ہین۔ جو اپنے آبائے کرام کے وطن مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین سلمہما اللہ

یاد حافظ عبدالکریم بصیر

آپ شیخ عبدالملک قاری کے شاگرد ہین۔ قدس سرہما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تھین اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اُس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے۔ بالکل حفظ تھا۔ آپ کی قرآن خوانی مین بہت کچھ تاثیر اور دلربائی پائی جاتی تھی۔ آپ کی بینائی۔ آنکھون کی سیاہی سے کم کر کے سویدائے دل مین زیادہ کر دی گئی تھی۔ آپ کا باطن۔ قرآنی نور سے ایسا منور تھا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے۔

حافظ جی کے حالات کا بیان کرتے ہوئے۔ یہ خرق عادت یاد آ گئی۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار چھ (؟) تھا شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑھائی کی تھی۔ راقم کو بھی اس یورش کی سیر کا خیال ہوا۔ جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح پر مشہور ہین۔ کہ زائرین کے حالات۔ آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین۔ ایک روز فقیر۔ مولانا محمد رضا شکیبی تخلص۔ اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یولقلی بیگ تھا۔ ہم تینون شخص ملکر مجذوب صاحب کی خدمت مین گئے۔ جواب سلام کے بعد آپ نے آیہ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا[2] پڑھی۔ جب آپ کے نزدیک سے ہم لوگ اُٹھ آئے تو یولقلی بیگ نے فرمایا۔ کہ مجکو احتیاج غسل تھی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے فرصت نہ ملی۔ ورگنہ غسل کے واسطے تیار تھا۔

---

[1] اکثر نبی۔ ایسے ہین جو ملوک کی خدمت کرتے ہین ۱۲ [2] اگر تم ناپاک ہو۔ تو پاک ہو جاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پیر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکہتے تہے - سخاوت کو فقر کا سرمایہ کیا تہا - اور الفقر فخری کی سیڑہی ہے وحدت کے عالی شان محل پر چڑہ گئے تہے - آپ فرماتے تہے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جاملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض وکمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکہتا ہون - ہجری سنہ کچہ اوپر نوسو اسی تہا - کہ منزل خاک کے مقیمون کو خیر باد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہوگئے -

یاد شیخ حسن محمد

آپ - میانجی احمد کے بیٹے ہین - عالم - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تہے - شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی نسل سے ہین - زادبوم اور خوابگاہ دونون احمدآباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اولاً نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور رسمی درس مین مشغول رہتے تہے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتہہ کسی قدر کہانا کہاتے تہے قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تہے - اس کے بعد وعظ ونصیحت کی مجلس شروع ہوجاتی تہی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد ورد اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تہے - پہر نماز مغرب پڑہتے تہے - ذکر جہر شروع کرکے وقت عشا تک جاری رکہتے تہے پہر نماز عشا ادا کرکے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تہے - نماز کمال نیاز کے ساتہہ ادا کرتے تہے - رات مین تنہا بیدار رہتے تہے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام ازسرنو شروع کردیتے تہے - القصہ ایک پلک مارنے کی برابر بہی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تہے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کردینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین مصرع نور ایمان باد شمع تربتش ؂

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری جوئبار وحدت کے سرو تہے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکہتے تہے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اولاً اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تہے - اگر وہ شخص سعادتمند ہین

مین ست ہوتا تھا - تو خواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کردیتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - طالبانِ خدا کی کشائش کی کنجی - خواجہ جوئباری کے ہاتھ مین دیدی گئی ہے - اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا - تو دعا دیکر رخصت کردیتے تھے - ایک ناظم نے یہ **بیت** لکھی ہے جو آپ کے ہم عصر تھا -

مرید خواجہ جوئبار باش و شاہی کن	بہ دولت شہر بخارا و ہر چہ خواہی کن

ہجری سنہ نوسو اسی مین ناسوتی سرائے سے ملکوتی گلشن آباد کو کوچ فرما گئے -

یاد شیخ لھرہ

آپ کا نام عبدالرزاق تھا - شیخ عبدالفتح مکی کے چھوٹے بیٹے ہین - صاحب کمالات اور بخشایش شعار تھے - نان دہی - آپ کے ہاتھ مین تھی - کہتے ہین - ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہوگئی تھی - آپنے از روے نصیحت خائن سے کہا - ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی - اُس نے آپ کے بابرکت سر پر جھوٹا ہاتھ رکھکر قسم کھائی - کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو - تو کرنے والے کی آنکھین کور ہوجاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا - کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکھون کو پہونچ گئی - شب جمعہ بیسوین جمادی الاخری ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی - ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکھا ہے **قطعہ**

بزرگ دین و دنیا شیخ لھرہ	کہ سوے جنۃ الماوی گذر کرد
شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ	ازان روشد شب جمعہ سفر کرد سنہ ۹۸۴ھ

یاد شیخ محمد ابن طاہر نہروالہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقوی کی محفلون کی مسند کو زینت تھی - اور کتاب و سنت کے نقد کا امتحان ہوجاتا تھا - حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین - اس فن مین آپ ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تھا - مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح - احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے - وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکھی ہوئی ہے - کہتے ہین - آپ فرمایا کرتے تھے - میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل البشر - اور خداوند ولایت صدیق اکبر تھے - وہ فرماتے تھے - میرے بعد تم بھی اس رفیع الشان درجہ کو پہونچو گے - مہدویہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے - اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُجین اور سارنگ پور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثنائے راہ مین آپ پر آ گری - اور شہید کر دیا۔

اِس واقعہ کا آغاز اور انجام اِس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تہا - آپنے عہد کیا تہا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہو نہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسواسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور نہروالہ مین شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتہہ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپکے پگڑی چہوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اِس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دارالخلافہ احمد آباد کی حکومت - اُن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نام زد تہی - اِس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اِس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی رسمین بیخ و بنیاد سے اُکہڑ گیئن - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تہی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امرائے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تہے صوبہ ما: گجرات کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تہا - اِس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیردار کے ساتہہ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکہکر شیخ نے سر سے دستار کہول دی - اور دارالسلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اِس خیال سے کہ پیشگاہ حضور مین جا کر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہنچکر - وداعی مراسم ادا کئے اُستادی شیخ وجیہہ الدین اِس عزم سے مانع تہے اور فسخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تہے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکہنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اِس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

"گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچہی طرح معلوم ہے - کہ اِس نظم و نسق کے ساتہہ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اِس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کہلا رہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتہہ وابستہ ہے۔

اور اپنے عربی کے آثار و احکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچہہ رفتار ہے یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اس کے تقابل پر نظر کرکے وہ رفتار مخالف اور منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر موسیٰ کو اپنے فرعون کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم۔ حقیقت شناس مفسرون کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ایک قسم ایجابی (دوسرے) ایجادی۔ قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین بہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر لو ایجادی ہے۔ اور جس آیۃ مین بہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود ایجابی ہے۔ **فافہم**۔

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اس کی عنصری پیکر سے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بند و بست اور سعادت اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر اعصاب جیسے کثیف عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے

اب برادر من۔ سیاست فراست کی بات نہین ہے۔ اور مشغول حق کے ساتھ ہی ہونا زیبا ہے۔ نہ خلق کے ساتھ[۱] ھٰذِہٖ اٰوَانُ السُّکُوْتِ وَ اِلْتِزَامِ الْبُیُوْتِ

اُستاد کی شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمائیش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قائم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول مین جگہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اُس کے راستہ پر چل نکلے۔ پھر راستہ مین پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آباے کرام کے تکیہ مین اسپرد زمین کر دیا۔

یاد سید عبد اللہ اندہی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بار سے سبک دوشی ہو کر آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خورد کے زمانہ مین زاد و بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری سید جلال الاولیا مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو صوبہ مالوہ کے امراے اعظم مین سے تھے۔ جب آپ کے مخدوم سید مبارک

---

[۱] یہ زمانہ سکوت اور مکانون مین بیٹھنے کا ہے۔

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو نوکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کی چشم اعتبار مین - دوسرے امیرون کی ملازمت پوچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ ایک دور دراز غم مین پڑے ہوئے تھے اپنی مزاج دان ہمخوابہ سے بطریق استصواب دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات اب کون سے سبب اور کون سے حیلہ سے بہم پہونچائی جاوین - ہمخوابہ نے یہ رائے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کر کے - جینو اور درویشون کے حلقہ مین شامل ہو جانا چاہیئے - اس کو دوسرے الفاظ مین اس طرح کہ سکتے ہین - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا ٹپکا (دوپٹہ) سید کی کمر مین باندھ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونون کی رائے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیئے - کہین ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ کا رہنا دل مین ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قایم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود پھینکے - پس گجرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع بھنٹر یہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہو کر بہت برسون تک خوش وقتی کے ساتھ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والون کے عین راستہ پر واقع ہے - اس واسطے آپ کا گھر بدون مہمان کے نہین رہتا تھا - **راقم** جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اُجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت مین بھی قیام کیا کرتا تھا - جس کچھ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور ایزدی معرفت کی صفائی اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - **القصہ** جبتک آپ کی زندگی رہی - تب تک جاگیردارون سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہین کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے آپ کو **آنندی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آنند** ہندی زبان مین خوشی کو کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو نوے مین عالم قدس کو رحلت فرما کر اُسی مقام مین خوابگاہ اختیار کی جہان زندگی مین رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زاد بوم - ماہم کیلی - اور خوابگاہ بندر سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - کہتے ہین درسی کتابین کما ینبغی تحصیل کی تھین - اور کما حقہ پڑھاتے تھے - اکثر کنارہ دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علمی حصہ رکھتے ہین - دسوین صدی کے چوتھے ربع مین عالم سورت سے جہان جنی کو روانہ ہو گئے

یاد قاضی عبد القادر بن علی

آپ میانجی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تھے - رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تھے - قرأۃ کو اچھا جانتے تھے - اور تلاوت بہت کیا کرتے تھے چند جریب کی کھیتی - موضع کانتھامین کر رکھی تھی - جو مضافات دیپال پور مین ہے - اور دیپال پور مندو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے - مکان بھی اُس موضع مین بنالیا تھا - کھیتی سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا - اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تھے - واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تھے - کوچ کا سامان کر لیا - اور کہا - بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے - آٹھوین شعبان ہجری سنہ نوسو چوراسی کو گذر گئے - آپ کے پانچ بیٹے - اور ایک لڑکی رہی - قطب الدین - عزیز اللہ - موسیٰ - حسن - عائشہ - اور شرف جہان - اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑ کر اور خدا سے جوڑ کر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تھے - اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تھے - وہ جوان مرے - اور انھون نے کچھ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچھی کی - تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سو رہے - اب موسیٰ ہاتھ پاؤن مارتے ہین - اور حسن حسرت کرتے ہین - عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گئین - بیوہ ہونے کے بعد انھون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفریدگار کی بندگی کے ساتھ شریک نہین کیا - اور مردانہ زندگانی گزارتی ہین مصرع ع دلا مردانگی زین زن بیاموز - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین یہ بھی اَنجہانی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام چایلدہ ہے - عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین - قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے - مکان تھا - آپ - ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے - اور مجاہدہ کی آگ مین پگھلے ہوئے تھے - بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اُٹھایا تھا -

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ - خواجہ کا خواجہ کر کے مشہور ہین - آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین عبید اللہ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین - ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تھے - باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تھے - اپنی حقیقت شناس نظر سے - آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مد نظر رکھتے تھے - اور اپنے جسم و جان کو فروگذاشت کی اجازت

نہین دیتے تھے۔ آپ کے دادا چار واسطہ سے حضرت بابا ماچین کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابو سعید مرزا کو حسن عقیدت تھی۔ لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش۔ آداب۔ اور خدمت گذاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر۔ بالاستدعا سمرقند مین آکر بساط اقامت بچھادی۔ اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات مین لکھی ہوئی ہے۔ خدا کرے۔ شائقین کو دیکھنا نصیب ہو۔

کہتے ہین۔ اس عرصہ مین سیادت ونقابت دستگاہ امیر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی۔ یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیہ عزیزہ کی نسبت امیر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی۔ اور میر کی صبیہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا۔ کہتے ہین۔ میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین۔ جن کے نامی نام یہ ہین۔ خواجہ عبدالہادی۔ خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق۔ محبوبہ سلطان بیگم۔ زینت سلطان بیگم۔ جب دختر میر کی ہستی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا۔ خواجہ نظام الدین۔ خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام کے بھائی۔ اور صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہین ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے۔ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک۔ ابن خواجہ عماد الدین۔ ابن خواجہ جلال الدین محمد۔ ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ۔ اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین۔ خواجہ عبدالعلیم۔ خواجہ عبدالشہید۔ خواجہ ابو الفیض مہ کلان بیگم۔ خانزادہ بیگم۔ سواے اس کے ایک اور ہمخوابہ تھی۔ جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف۔

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین مین عبادت خانہ اور بود و باش کا مکان تجویز کرلیا تھا۔ لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین وہان سے مقررہ اوقات مین ہی آنا ہوتا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے۔ باپ او بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہین آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے۔ مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہین۔

”ایک روز مین آپ کی خدمت مین بمحلہ درسین بیٹھا تھا۔ ایک تقریب سے آیۂ کریمہ

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کی تفسیر کا ذکر نکلا - تو آپ نے علماے ظاہر و باطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کیے - اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے - کہ نار سے مراد - نمرود کی آتش غضب - اور برد سے مراد شعلہ غضب کا فرو ہونا ہے - اس تاویل کے رد مین معقول اور حکمی دلائل سے ثابت کردیا - کہ وہ نار عنصری نار تھی - اور برودت اُس کی ماہیت پر عارض ہوئی "

ایک ہدایتی فرمان جس مین پدر بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے - یہ ہے -

"فرزند نور چشم - تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہیے - کہ جن باتون کا جاننا تمھارے اوپر فرض ہے - اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے - جیسے اعتقاد صحیح رکھنا - اور علم کا اور احکام الٰہی کا جاننا - ان باتون سے تم جلد اپنے تئین فارغ کرلو اور ظاہری و باطنی دائمی عبادات مین مشغول ہوجاؤ - اس امید پر - کہ حق سبحانہ وتعالی تمھارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم اور دید دور کرکے - تم کو ہمہ تن اُنھین تمام امور مین مشغول کردیوے - جو تم سے مقصود ہین - خداوندا جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار تعظیم - اور دید سے نجات دی ہے - اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین - حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو - جس کے لیے تیری عنایت - رافت - اور رحمت کے سوا - کوئی ایسی جگہ نہین ہے - تمام گرفتاریون سے رہائی عطا فرما - **بمنہ وکرمہ - بیت -**

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست	تیغ لا برکش کہ آن معبود تست "

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے - جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہوگیا تھا - تو آپ لوگون کے آثار اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کرکے - اپنے وطن سے بحکم [۱] الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اندجان کی طرف ہجرت فرما گئے - اور اُس جگہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا - اسواسطے جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لیے - آخرین سفر کا سامان باندھ لیا - آپ کی نعش کو لوگون نے اُس ملک سے شہر تاشقند مین لاکر - آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا -

[۱] - جن تکالیف کی برداشت کی طاقت نہ ہو - اون سے بھاگنا - رسولون کی سنت ہے - ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبداللہ

خواجہ عبدالہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض - اور بخشش و بخشا ئش
مین ابر کی طرح باہمت تھے - فقر و تجرید مین خزان دیدہ شاخ کی شکل - اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پربہار
نوجوان درخت کی صورت رکھتے تھے - جدامجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی - آپ کو سفر حجاز کی
توفیق ہوئی تھی - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین
مین بحکم سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ چلے گئے - جو قدم رکھا - آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکھا - اور ان اطراف
کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا - ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاو مین
اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا - اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تھوڑا سا نقد و جنس
ہی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا - بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تھے - ہر ایک کے
ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاو فرمایا - روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرا دیا - اور
بزرگان دین اور امتیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کرکے نفیس یادی کے بوجھ سے گران بار ہوئے کر -
کہتے ہین - حقائق پناہی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا
طریقہ بہت پسند کیا تھا - اور جب تقریب ہوتی تھی - تو تعریف کیا کرتے تھے - جب آپنے سفر مذکور سے بازگشت
فرماکر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی - تو خواجہ احرار الاولیا نے کار پردازون کو حکم دیا - کہ دو لاکھ بسی ہزار
مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبدالہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کر دئے
ہین - قرض خواہون کو فوراً ادا کر دئے جاوین - کیونکہ اس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور
خواجگی کی ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے - خواجہ عبدالہادی کے دو بیٹے تھے خواجہ عبدالکافی
اور خواجہ قاسم اولین فرزند عالی ہمت - بلند فطرت - صاحب شجاعت - اور اہل کرم تھے - جنت آشیانی
ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تھے - جنگ خوشاب مین تیر کھاکر پانی مین ڈوب گئے - دوسرے
فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی - جس قدر عمر باقی رہی تھی - اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار
دی - اور یمن اور روم کی زمین مین چل پھر کر ان شہرون مین جو اولیاء اللہ زندہ یا آسودہ تھے - ان کے قلوب
کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے - مولوی اسمٰعیل شروانی - خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ خلیفہ صاحب
کرامات و مقامات - اور اہل علم و معاملات تھے - ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت ادا کی - طریقہ رابطہ

کی تلقین سے اپنے باطن مین صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت مین مخفی رکھی۔ مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا۔ مین خواجہ عبد الہادی کا فرزند ہون۔ جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے۔ اور مخدوم خواجہ محی الدین عبد الحق۔ مکہ معظمہ مین تشریف لائے۔ تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت مین تجدید بیعت کی۔ ان کی اولاد کرام مکہ معظمہ مین تھی۔

خواجہ خاوند محمود۔ آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے دوسرے صاحبزادہ تھے۔ شہاب الدین آپ کا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل و مقامات تھے۔ آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ آپ کو طریقت کی تلقین سے۔ اور نیز اپنے جد بزرگوار کی دعا سے بہت کچھ فیض حاصل ہوا تھا۔ سفر حجاز کی سعادت۔ اور حج وعمرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تھے۔ اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے۔ اور اُن کے قلوب کے قبول سے اپنا باطن منور کیا تھا۔ حقائق پناہی مولانا عبد الرحمن جامی اور جلال وقائق وکشاف حقائق۔ مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علوم تحصیل کئے تھے۔ علم طب کے اندر رئیس الاطبا مولانا عماد الدین محمود کے شاگرد ہین۔ اِس باب مین مسیحائی اعجاز۔ آپ کی حذاقت سے نمایان تھا۔ اہل تصوف کے اقوال کی شرح کرنے مین۔ آپ کی زبان۔ اہل زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گوئی سکھاتی تھی۔ ہند کی فتح کے بعد۔ آپ دہلی مین تشریف لائے۔ جنت آشیانی نے لائق وفائق ارادت اور عزت کے ساتھ پیش آکر اظہار اخلاص کیا۔ آپ کے تین فرزند تھے خواجہ نور الدین۔ خواجہ جلال الدین قاسم۔ خواجہ معین الدین۔ اولین فرزند درویش سیرت۔ فقیر دوست۔ غریب پرور۔ اور شکستہ نواز تھے۔ دوسرے فرزند کو جذبہ۔ استغراق۔ خرق عادات اور سنجیدہ حالات حاصل تھے۔ اس گروہ کے باعرفان اقوال کی حقیقت کو اچھی طرح پہونچتے تھے۔ جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تھی۔ تو اہل زمانہ کے کان۔ حقائق اور معارف کے موتیون سے بھر جاتے تھے۔ گو آپنے عالم قدس کو رحلت ہندوستان مین فرمائی تھی۔ مگر آپ کی نعش مبارک آبائے کرام کے مزار مین سمرقند کو پہونچائی گئی۔ تیسرے فرزند کو جاہ و جلال۔ مال و حال۔ اور بخشش و بخشائش یہ سب کچھ حاصل تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان مین یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تھا۔ ہمیشہ سفر و حضر مین باہم شریک رہتے تھے۔ آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تھی۔ میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہین۔ ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین میرزا کے طالع کا ستارہ۔ شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا - اِن کے حق مین رعایت کی گئی - کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے - ان ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کرکے - عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تھی - رخصت لیکر ہند مین تشریف لائے - خلافت دستگاہ - خلائق پناہ نوش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا - اِس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کی افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا - جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی - تو پانون اُکھڑ گئے - اور راسے مین استحکام نہین رہا - اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی - اور یہ بہانہ کرکے دارالسلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی - میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تھا - لہذا گجرات کی سرحد مین آپہونچے - بااینہمہ خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکھا - خواجہ نے چند روز تو خجالت و انفعال کے ساتھہ اوقات گزاری کی - لیکن بعد مین سفر حجاز کے لئے رخصت لے لی - جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے - تو فرمان طلب حضرت رب العزۃ سے صادر ہوا - خواجہ قبول کرکے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہو گئے - لوگون نے آپ کی نعش کو انواع و اقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کرکے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو کشتی جہاز مین روانہ کیا - جہاز مذکور ہنوز تھوڑا سا راستہ بھی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا ۔ فَوَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یہ بالکل سچ ہے - مصرع بحر معنی را بود دریاے صورت خوابگاہ -

خواجہ عبدالحق - آپ کا لقب محی الدین ہے - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے تیسرے فرزند ہین قدس اللہ اسرارہما - آپ کا ظاہر بہت سے کمالی اطوار اور پسندیدہ آثار کے ساتھہ آراستہ - اور آپ کا باطن معرفت اور آہی تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا - آپ نے خواجہ احرار الاولیا سے بلا توسط احدے باطنی سبق لیا تہا - اور طریقت کی تلقین پائی تہی - اور اس ذریعہ سے کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرار الاولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا - آپ سے کہا - تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو - آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے - خواجہ نے فرمایا - آج سبق ہم تم کو پڑہا دینگے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُس روز سبق کے عوض - اس مضمون کا تفویض نامہ لکھکر حوالہ کر دیا -

فرزند نور چشم - (۱) اپنی تمام ہمت اس طرح پر رکہنا - کہ تمہارے دل مین حق سبحانہ کے سوا دوسری کوئی خواہش نہ ہو - (۲) حق سبحانہ کے سوا جو چیز تمہارے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے لا الٰہ الا اللہ کہنے سے اُس چیز کو دل سے دور کر دینا - اور ایسا کرنا - کہ تم اُس چیز کو

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھہ یہ طلب کرنا - کہ وہ اپنے سوا - کسی چیز مین تم کو نہ پہنساوے (۴) پاکی کے ساتھہ طہارت کرنا - اور خلوت مین نماز پڑہنا - زمین پر سر رکہکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا - کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا کرے - اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجہنا - کہ حق سبحانہ کے خاص بندے اپنے دل مین تمہاری جگہہ دیکر - حق سبحانہ سے یہ چاہین - کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین جگہہ کرے قطعہ

ترا یک پند بس در ہر دو عالم ؛ کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاسِ انفاس ؛ بسلطانی رسانندت ازین پاس

آپ ہی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تھے - میرزا کامران آپ کے ہی مریدین - خطوط کے اندر جو سوال و جواب جنت آشیانی سے ہوا ہے - یہ کسی قدر میر عبد الحی کی کتاب جمع مین لکہا ہوا ہے - اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف - رمد - درد سر اور کمالسنی کے مرض مین گزرا ہے - باوجود اس قدر ناتوانی کے جمیع عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو - یا حضر ہو - کمال چستی - چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تھے حتی کہ آپ کے افعال مین - کسی مستحب کا بہی ترک نظر نہین آیا - کہتے ہین - جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا تہا اُس وقت مولانا مصطفی اردمی فرماتے تھے - کہ اِس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی - کہ جسم کی ایسی لاغری اور کمزوری پر بہی آخرین سفر کے وقت تک - اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی - حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی - اور از راہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی - اور فقرا کی عمدہ خدمت اور نذر و نیاز کا انتظام کیا - فرماتے تھے - جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تہا جب کو آٹہون بہشت کی صورتون کا ہیولی کہنا زیبا ہے - تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان دیکہنے مین آیا کرتی تہین - یہ دیکہکر دل مین خلش ہوتی تہی - کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل - ان خادمون سے زیادہ شائستہ ہونے چاہئین - اور یہ کانٹہ کی سی کھٹک ہمیشہ دل کے پاؤن کو زخمی رکہتی تہی - ایک روز رات کے وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہوگئی - تو یکایک کان مین ایک آواز آئی - اور کندہے پر ہاتہہ کے رکہے جانے کا احساس ہوا - آواز کا مضمون یہ تہا - کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خانہ زاد ہین - اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے - یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہوگئی - اور تمام

اعضا اور حواس - تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غوثی - اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی - کہ خوبان روزگار کی بارگاہ مین جو خدام حاضر رہتے ہین - اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق مین - مروت کو کام مین لانا چاہیئے - قاضی کے حکم اور مفتی کے فتوی پر نظر نہین ڈالنی چاہیئے - کیونکہ جرم معاف - اور اپنا حق ساقط کر دینا جائز ہے -

خواجہ عبد العلیم - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے چوتے فرزند تھے - آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنی بزرگی آپ کی مانند تھی - حالانکہ شرفیلین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری مین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے مین بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے - خود اپنے کامون کو پس انداز کر کے دوسرون کی مہمات انجام دینے مین مصروف ہوجایا کرتے تھے - بیکسون کی حاجتین پوری کرنے مین جانا - گرمی - سفر - اور حضر کو خیال مین نہ لا کر رات دن مشغول رہتے تھے - خواجہ محی الدین عبد الحق فرمایا کرتے تھے - برادر عبد العلیم خواجون کے خاندان مین راسخ پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہین - ان کے کامون مین تردد اور تزلزل کو دخل نہین ہے - اور ان کی صلفات حمیدہ - شمار حساب سے زیادہ ہین - جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشون اور فقرا کو فقر اور درماندگی کی تکالیف اٹھانی پڑین - تو آپ کو آشناؤن کے حالات دیکھنے کی برداشت نہین ہوئی - ناچار سفر کاشغر کا ارادہ کیا - جو دو تین[۳] سال عمر کے باقی تھے - وہ وہان بسر کر کے - عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے -

یاد خواجہ عبد الشہید

آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے بیٹے ہین - جو خواجہ کے خواجہ کر کے مشہور تھے - اخلاق آلہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیئے - رکھتے تھے - کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک مین یہ دونون آپ کے رفیق تھے - جب آپ کی ولادت سے محلہ درسین مین بلکہ تمام سمرقند مین خوشی مانی گئی - تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی - اور اُس محلہ مین تشریف لے گئے - پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت مین پیش کیا - دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین مین تھی اُنھون نے اُس باغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونون ہاتھون سے از روئے محبت اٹھا لیا - اور اُس کو ہر عرفان کے کان مین اذان کہی - اور منہ مین شہد چٹایا اور نام رکھا - جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی - تو فرمایا - اِس فرزند کے گوشہ چشم مین عرفان کا فیض اور حضور آلہی کا نور عیان ہے

لوگون کا بیان ہے - کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے - تو یہ فرمایا کرتے تھے - کہ جس حضور اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی - اُس کا کچھ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے - لیکن چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے - اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری ضرور باقی رہے گی - لراسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد	جز آرزوے وصالت کہ پاے او لنگ است

بیشک یہی امیدواری تو ہے - جس سے بہت کچھ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے - کہتے ہین - آپ کے اوقات چار قسمون[۲] پر تقسیم تھے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی **علیہ السلام** کے ذکر مین گزرتا تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ) شب کی نماز اور شغل باطنی مین - اور باقی وقت اگر کچھ رہ جاتا تھا - تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھ مین تقدیری کرشمہ - اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ - آپ کو ہندوستان کی طرف کھینچ لایا - اُن ایام مین فرمان رواے زمانہ اکبر شاہ دار السلطنۃ آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اُٹھا رہا تھا - بہت کچھ عجز و نیاز اور بکمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا - اور اس طریقہ سے سلوک کے ساتھ پیش آیا - کہ با اعتقاد مرید بھی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے - آپنے کم و بیش پندرہ سال تک اپنی تکمیل سے اس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض بخشا - کہتے ہین - ایک رات آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزوان آپ کے سپرد کیا - جو رقعون سے بھرا ہوا تھا - تعبیر اس واقعہ کی اس طرح بر ظاہر ہوئی - کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خداشناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار سے زیادہ تھے - بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی - اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک مین داخل ہوئے - معلوم ہوا - کہ وہ ہر پارے کاغذ اس جماعت کے نامہ ہاے طریق تھے - قصہ کوتاہ چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے - لہذا پیری نے آکر آباے کرام کا اُخروی وطن یاد دلایا ہجری سنہ نوسو بیاسی مین واپسی کا عزم - اور سفر کی تیاری کرکے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے - منزلون پر قیام کرنے - اور سامان و اسباب کو لینے مین دیر پر دیر پیدا ہوتی تھی - اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے مین - آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے - خاصکر جب قافلہ دریاے آمو کے کنارہ پہونچا - تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے - جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

مزعت باعث اس کا ہے - جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے - انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا - اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا - لیکن آپنے سوائے اس کے کوئی جواب نہین دیا - کہ مجکو ان ایام مین ہر لحظہ شوق کے سبب سے ایسی حالت پیش آتی ہے - جس کا مخاطب کو سمجھانا ناطقہ اور زبان کے امکان مین نہین ہے - اور منجملہ اُس کے جو کچھہ بیان کیا جا سکتا ہے - یہ بھی سنکر سننے والون کو حیرت ہوگی - لراسمہٗ

	زبان حال واردنالۂ من فہم مے باید		چہ شد گر آرزو ہا را زبان گفتن نمی داند	

اور نیز فرمایا - کہ واپسین سفر کا آغاز اس ظاہری سفر کے انجام کے ساتھہ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور غالب گمان یہ ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین مدت اقامت سے تخلخل پیدا نہین ہوگا - اور باینہمہ چند روز سے میرے کان مین طلب کا مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے - بلکہ ابھی انہین ایام مین حضرت قطب الواصلین خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے - صاحب زادہ - اب آیندہ سستی اور درنگ نہ کرو - اور اپنے تئین نہایت تیزی کے ساتھہ ہمارے مقام مین پہونچاؤ - اِس سبب سے مین چاہتا ہون - کہ جہان تک ہو سکے - اپنے تئین بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے بافیض فرار کے قدمون مین پہونچا دون - اور ان اصحاب کی ہمسائگی مین اُخروی آسائش گاہ اختیار کرون کہتے ہین جب سمرقند کی سرحد مین پہونچے - تو فرمایا - اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کر دینے چاہین شاید سمرقند مین سر منڈانے کی بلکہ سر کھجانے کی بھی فرصت نہ ملے - القصہ اپنے وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچھہ کم زندہ رہے - اور یہ وقت کوچ کے انتظام مین گزرا - میر عبد الحی اپنی کتاب جمع مین لکھتے ہین - جمعہ کا دن تاریخ ساتوین رمضان کی تھی جامع مسجد سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے - تمام فرزند - خویش - متعلقین اور اندرونی وبیرونی خدام باری باری سے رخصت ہوکر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تھے - یہان تک کہ شام کا وقت آیا - آپنے تیمم فرماکر - مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی - اور مجکو اپنے نزدیک بلاکر اپنا دست مبارک کمال مہربانی کے ساتھہ میرے سر منہ - اور کندھے پر پھیرا - اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا - خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکھتے تھے - حافظون کو فرمایا - یٰسین ختم کیجئے - آپ نے آنکھین کھول کر فرمایا - جب وقت آجاوے گا - تو اُس کی طرف اشارہ کر دیا جاوے گا - اس پر ایک لحظہ نہین گزرا تھا - کہ فرمایا - وقت ہوگیا ہے - خواجہ ہاشم سمجھے - کہ نماز عشا کا وقت دریافت فرماتے ہین - جواب دیا - کہ ہنوز شام ہے

پہر فرمایا نہین - وقت ہو گیا - اُس وقت ذہن مین آیا - کہ آپ کیا فرماتے ہین - حافظون نے تلاوت یٰسین شروع کی - اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہوئے - تھوڑی دیر اِس حالت پر گذری تہی - کہ احساس حرکت موقوف ہوا - مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - جب ہمنے تحقیق کیا - تو ایسا ہی تہا - یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری نقش - زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹاکر - علم الٰہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش جاجمایا[۹۸۳] - کما کان قبل ذالک

کہتے ہین - جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا - قلمدان منگاکر میری چند باتین لکہہ لو - جو وصیت کے طور پر ہین -

(اوّل یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرناچاہے - اُس کو چاہیئے - کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا بناوے - اور لوگون کو چاہیئے - کہ وہ بہی اُس کے ساتہہ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش آوین - کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتہہ پیش آتے ہین - (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف نہ کیا جاوے - اُس پوست کو جو حرم شریف مین بچہایا جاچکا ہے - تہ مین بچہاوین - اور اگر کسی جگہہ سے کہلا رہ جاوے - تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈہک دیوین - اور میزان کے دالان مین مجکو دفن کرین - تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے میری یاد اُن کے دل مین آوے - اور میری روح پر فاتحہ پڑہکر آگے بڑہین - (تیسرے یہ) کہ دل کتاب خانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے - مناسب ہے - کہ بلا تامل کتاب خانہ وقف کردین (چوتہے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہیئے (پانچوین یہ) کہ فرزندون - دوستون - اور آشنائون کو چاہیئے - کہ صبر اور رضا کو پیشوا بناکر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین - جو ماتم داری کی بنیاد ہے کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین "

جس وقت آپنے یہ فرمایا - کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے - تو فرزندون اور دلسوز دوستون نے عرض کیا - کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے - جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن سکتی ہے - حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے - چونکہ التماس کا قبول کرنا - مروت کا جُز ہے لہذا آپنے قبول کرکے فرمایا - کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اِس طریق سے رکہنا - کہ اِس خاکسار کا سر بڑے بہائی خواجہ عبد الحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے - چنانچہ اِس طرز کے ساتہہ آپ کی قبر کا صندوق تیار کیا گیا - اِس

درمیان مین بڑے بہائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے ما ہوالمطلوب کا تماشا کرکے اینٹ کو پہر اپنی جگہہ پر استوار کردیا -

جناب خواجہ عبدالشہید کے دو فرزند تہے - ایک تو خُرد سالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبدالرشید تہے - جنہون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تہا - خواجہ عبدالرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبدالرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچہہ آرام واطمینان کی علامتین، اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباو اجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یادشیخ محمد بن شیخ عبدالملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبور اپنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تہا - اور علم قرءة مین اُستاد زمانہ تہے - آپ فرماتے تہے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل شاد ہوکر نہین رہا - اور ہمیشہ غوث العرفا جیلانی قدس سرہ کے باطن سے پرورش کی تلاش رکہی - خانوادہ قادریہ کے ساتہہ بہت کچہہ دلبستگی پیدا ہوگئی تہی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبہی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ ہی کرتا تہا - تو تمام دشواریان آسان ہوجایا کرتی تہین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل پہنسا ہوا رہتا تہا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمدؒ بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تہے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صفت مین بیٹہا ہوا پایا - باوجودیکہ نو - نو روز کا علی الاتصال روزہ ہوتا تہا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تہی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بہی نہین گزرتا تہا - چادر اور تہمد کے سوا دوخت کئے ہوئے لباس کی طرف کبہی ہوس نہین ہوتی تہی - کہانا کہانے مین آپ کا ہاتہہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑہتا تہا - گو دسترخوان پر طرح طرح کے کہانے برابر والون کے سامنے ہوتے تہے - اگر گہر والون مین سے کوئی پوچہتا تہا آپنے آج کیا کہایا - تو جواب پاتا تہا جو کچہہ تم لوگون نے دیدیا - ایک روز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچہہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہوجاتا ہے - پہر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کرکے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے - جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تہی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خردسال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تھی - وہی مقدار لڑکے کے ہاتھ مین دیکر خود جلد ہی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ محمد کو ایک جگہہ مقرر کردیا تھا - لیکن اب کہان جاؤن گا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹھہ روز بعد - کہ چودھوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چوراسی تھا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمد ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر ایک مبسوط شرح لکھی ہے - شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک درد دل کی شکایت کی - کہ مین نے ہرچند دعا کی - وظیفہ پڑہا - طومار اور تعویذ لکھے اس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت علیہ السلام کو ایک بار خواب مین دیکھون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے - نہ اس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

چو سر نوشت نباشد وصال دوست چہ سود	کہ دل ہزار دعا خواندہ وصد نوشتہ بسوخت	

پہر مین نے دریافت کیا - کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور بیان کیا - ایک رات خواب مین مجکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر علیہ السلام نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے منور فرمایا ہے - مین دوڑکر حاضر ہوا - تو بیٹھے ہوئے دیکھا - صلوۃ وسلام کا مجکو جواب ملا - فرمایا[۱] یا شیخ محمد طبت قلت الان بر ؤ یتك - جب مین نے حضور کے ہاتھہ کا بوسہ لیا تو حضور نے دعا کی [۲] بارك الله فی علمك واولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکھا - تو حضور نے مسکرا کر فرمایا [۳] یا شیخ محمد حملنی الی هناك فحملته علیه السلام الی تلك الموضع فقمت بین یدیه فقال سئل ماشئت فتاملت لحظة وقلت

---

[۱] شیخ محمد تم خوش ہو ؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکھ لیا - ۱۲ [۲] اللہ تعالی تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے ۱۲

[۳] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹھا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹھا لے گیا - اور اُن کے سامنے باادب کھڑا ہوا حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آئیگی - حضور نے فرمایا میرے نزدیک آؤ - چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچھہ کہا ۱۲

یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعال فقربتہ، فوضع فمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ماقال آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ قدس خلیل ہین۔

مصرع خدایش بانبی مشتاق دارد ؛

یادِ شیخ ابو النصر طبلاوی مصری

آپ شافعی المذہب۔ اور اپنے وقت کے دانشمند تھے۔ آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تھا۔ ازلی علم کی جہلک آپ مین پائی جاتی تھی۔ مہذب الاخلاق۔ خندہ رو۔ کشادہ پیشانی تھے۔ اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ مین موجود تھے۔ شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین۔ تاریخ ستائیسوین رجب شب معراج کو۔ مصر کی جامع الازہر مین شمالی حصہ کے اندر جہان آپ کی درگاہ ہے۔ آیتہ معراج کا بیان۔ نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی۔ اور عمدہ عمدہ تفسیر کے ساتھ کیا۔ اور ہر ایک سننے والہ کو اُس کی سمجھ کے موافق تعلیم دی۔ اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکھا۔ عجیب علمی تبحر تھا۔ آپ کی خوابگاہ مصر مین ہے۔

مصرع بمعراج معانی جاے اوباد

یادِ شیخ علی قدسی

آپ حنفی المذہب تھے۔ مقدس سے مصر مین جاکر وطن کر لیا تھا۔ آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تھا۔ علم سیمیا کا قانون بھی جانتے تھے۔ شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین بنواری سے روایت کی۔ میرے بھائی ابوالبرکات آپ کے درس مین جایا کرتے تھے۔ اُس درمیان مین آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکھی تھی۔ شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکھکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کھائی۔ اور کہا جس روز سیمیا کی مذمت مین امام ابو یوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گزری۔ اُسی روز اوراق نیر نجات آگ مین جلا دئے۔ اور اُس کی یاد بالکل بھول گیا۔ ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہین ہے۔

اس علم کے جاننے والون کو واضح ہو۔ علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے۔ (ایک مجازی ہے) یعنی ایک ممکن کی صورت۔ دوسرے ممکن کی شکل مین نمایان کی جاوے۔ اور یہ بات عزیمتون اور افسونون کے ذریعہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت مین ایزدی صفات کا جلوہ دکھایا جاوے۔ اور یہ بات اشغال۔ اذکار۔ اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہین۔ ہاتھ آتی ہے۔ القصہ عالم جو

جوہر واحد مین چند فراہم آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت ہے۔ مصرع عنیش اہل دل نیش باد۔

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم و عرفان جواہر کی کان تھے۔ نیز دونون شیخ القلوب کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچا زاد بہائی ہین۔ اِن کی زاد بوم موضع پاتر ہے۔ لیکن کرشمہ تقدیر ان کو وطن سے نکال لایا۔ اور ایک مقام سیت پور ملتان اور بہکر کی سرحد پر واقع ہے۔ اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا۔ اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری کو گنج باد آورد سمجھکر بہت غنیمت جانا۔ اور نیک اعتقادی کے ساتھہ پیش آئے۔ یہ دونون بزرگ سب چہوٹون بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہوگئے۔ قاضی قاضن سندہی کے مصاحبون مین سے تہے۔ شیخ طاہر یوسف فرمایا کرتے تہے مین ان دونون صاحبون سے سندہ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تہا۔ اور مرصاد العباد پڑہا کرتا تہا اور نہین سمجہتا تہا۔ جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا۔ دونون بزرگون کی خوابگاہ سیت پور مین ہے۔ جہان نیازمند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے۔

مصرع سواد باغ رضوان خاک شان باد۔

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیہ

فقیہ۔ تعز کے مین ایک قصبہ ہے۔ جو دار الملک یمن مین داخل ہے۔ صلاحیت۔ صدق۔ صفا۔ بذل اور ضیافت یہ جملہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکہتے تہے۔ باوجودیکہ تنگی مین والون سے کبہی جدا نہین ہوتی ہے مگر آپ۔ ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کہانے کہلاتے تہے۔ اور ایک معلم کو کچہہ حق دیتے تہے۔ تاکہ وہ لوگون کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے۔ دیکہنے والون کو یہ حال دیکہکر حیرت ہوا کرتی تہی۔ ایک بزرگ نے دریافت کیا۔ ایسی دستگاہ اس پُرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ہندی النسل آدمی یہان آپہونچا۔ اور مجکو علم تکسر سکہایا۔ اُس بزرگ نے پہر پوچہا۔ کونسا اسم۔ کس شکل مین۔ اور کس طرح ثبت کرتے ہو۔ بیت

صبا بہ سیکے مرا بیاموز — دولت بکدام دام گیرند

آپ نے فرمایا۔ بیت

لیس[1] تکسری مثل ما عرفتہ — بل ھو کسر الاشکال و محو الاشیاء

[1] میرا تکسر ویسا نہین ہے۔ جیسا تم سمجھے ہو۔ بلکہ میرا تکسر۔ کسر اشکال اور محو اشیا ہے۔

مصرع محو باد نام او و ند نام حق ؎

یاد شیخ زائر اللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والے کے بیٹے ہین۔ آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تھی۔ سلاطین خلج کا زمانہ تھا۔ کہ منڈو مین آ لے تھے۔ القصہ شیخ عمر نے بزرگوں کا پیشہ ترک کر کے درویشی لباس اختیار کر لیا۔ بہت کچھ کمالات حاصل کر کے۔ عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بھی باپ کے مراسم باپ سے زیادہ ادا کئے۔ پرہیز۔ توکل۔ خوشنودی۔ کوشش۔ سپاس۔ اداسنی یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین۔ اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو پچاسی مین رمضانی رات کو نم کی مسجد مین قرآن سننے۔ اور تراویح پڑہنے کے واسطے آیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کا گھر دور فاصلہ پر تھا۔ اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ ہماری آخری تراویح ہین۔ اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی۔ خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے

یاد میان سیانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین۔ آپ کی زاد بوم منڈو ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار۔ سلطان ناصرالدین خلج کے زمانہ مین نہروالہ سے منڈو مین آئے تھے۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی۔ تو باپ عالم دنیا سے کوچ کر گئے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے۔ خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر سے حاصل تھی۔ جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ آپ کی قبر احمد آباد مین ہے۔ اور خلعت خلافت شیخ صدرالدین ذاکر سے ملا تھا۔ جن کی خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مین ہے۔ ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قوت حاصل کیا کرتے تھے اور ہمسایہ درویشوں کو تقسیم کر کے۔ اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تھے۔ اسی سال کی عمر ہوئی۔ منجملہ اس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی نیم شبی نماز اور سحری نالہ مین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ۔ منزل گور کے سپرد کر کے۔ امر ربانی کی لطیف جنس۔ دارالملک علیین مین پہونچائی۔ آپ کے دو فرزند ہین۔ بڑے تاج محمد۔ اُنھون نے تو عمر دس برس کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تھا۔ اور سپاہگری اختیار کر لی تھی۔ بہت کچھ ثروت حاصل ہوئی۔ چھوٹے شیخ حسین۔ صاحب حال و قال اہل رضا و تسلیم ہین۔ تصوف اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے۔ نیاز و شکستگی۔ اور بردباری و فروتنی یہ اوصاف سراپا آپ مین بھرے ہوئے ہین۔ باپ کی

طرح رہتے ہین - اور سکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکھتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یاد شیخ برھان

آپکی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدر الدین محمد ذاکر کی ملازمت مین بمقام گوالیار گئے تھے - اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تھی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تھی - راقم کی دوستی کے سبب سے کہ نحو مین آپکا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال سے منڈو مین اقامت اختیار کر لی تھی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے طریقہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نوسو بچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب غوث الاولیا کے فرزند مخدوم زادہ گرامی دانائے رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بھی شاہی لشکر مین تھے - شیخ محمود جلال - شیخ برہان حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کرکے منڈو سے دیپالپور کو روانہ ہوئے جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تھے - القصہ جب لشکر بہر دار السلطنت آگرہ کو لوٹا - تو شیخ برہان اور حافظ صالح - مخدوم زادہ کے ہم رکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان پر شیخ برہان نے جہان سے بیت کو رخصت کیا رحمہ اللہ آپ کی خوابگاہ اُسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع باد ہم آغوش با برہان وحدت جان او

یاد شیخ الوجیو

آپ خضر کے بیٹے ہین - قدس سرہما زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر جو برہان پور کا قلعہ ہے صاحب توکل اور صاحب ہمت تھے - پسندیدہ اخلاق کے ساتھ آپکی زندگی گزرتی تھی - جو اصحاب گونا گون موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین واحد مطلق کے دیکھنے والے ہین - اُن ہی مین آپ بھی داخل تھے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین - اور شیخ نعمان آسیری کے ساتھ خویشی کا بھی پیوند تھا - کلام کی بندش مین صوفیون کی طرز پر چلتے تھے - اور غزل قدما کی روش پر کہتے تھے - جیسے بیرزی شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر دردمندون کے حق مین حکم علاج رکھتی تھی -

مصرع زیور گوشِ دل او حلقۂ السلام باد

یاد شیخ ناہر بیابانی

آپ کی زاد بوم دھار ہے - جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے - آپ کے بزرگ سہروردی ہیں - اس قصبہ مین آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے - آپ کی چند کرسیان اُسی جگہہ ہوئین - کہتے ہین - خردسالی مین آپ کو الٰہی جذبہ ہو گیا تھا - لیکن صحیفہ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ تھے - بالآخر سترہ سال کی عمر مین آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو مین اجمیر کی طرف روانہ ہوئے - اور وہان جا کر خواجہ حسین کی خدمت مین مرید ہو گئے - جن کو لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے سمجھتے ہین قدس سرہما

پیر کی خدمت مین ایک چلہ کھینچا - اور دشور (مندسور) مین رہنے کی اجازت حاصل کی - قصہ کوتاہ دشور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے - اُس کا تنہ اندر سے خالی کر کے مکان بنا لیا - درخت کا خشک نہ ہونا - آپ کی کرامت ہے -

القصہ گیارہ چلے اُسی حجرہ مین پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی کرنے مین کھینچ کر فتح حاصل کی متواتر سترہ سال ریاضت مند درویشون کی طرح وہان گزارے - چونتیس سال کی عمر مین ہجری سنہ نوسو چھاسی تھا - کہ جہان فانی سے بوریا بدہنا باندہ گئے - اور اُسی درخت کے تحت مین خوابگاہ اختیار کی - ہجری سنہ ایکہزار چودہ کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک **بارک اللہ فی علمہ وعملہ** مالک اقلیم خداوندزمان نورالدین جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بدخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ مین آئے تھے - تاکہ میرزا شاہرخ کو حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف رانا پر ہراول بنا کر بھیجا دین - جب لشکر تیار ہو کر دشور مین پہونچا - تو ایک روز شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جا کر زیارت کی تھی - اور درخت کے مکان مین بھی گھسے تھے شیخ کے فرمانے سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمایش کیا - تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز - اور اندر سے اس مقدار کا نصف ہوا - بیس آدمی اس کے اندر بآسودگی بیٹھہ سکتے تھے -

یاد شیخ فتح اللہ راج گڈہی

آپ - یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہین - جب سماع مین آپ گرم ہو جاتے تھے تو حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی - کہ زمین پر گر پڑتے تھے - یہان تک کہ ہاتھہ پاؤن مارنے کی بھی طاقت نہین رہتی تھی - ایک بار راج گڈہ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے - جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے اور انہین ایام مین قاضی ابراہیم بھی بنواری سے وہان جا پہونچے - اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

گئے کر۔ اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والون کو شیخ نے گانے سے روک دیا خود زرنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر چھڑکا تھا۔ اور کہا۔ اے جمال شریعت اپنی خواہشین چھوڑ دینا۔ اور بیچو دانہ مشیت آلہی مین رہنا یہ بندگی ہے کبھی خسروانہ لباس سے آراستہ کر کے عزت کے صدر مقام پر بٹھلاتا ہے۔ اور کبھی پرانے بالون کی میلی کچیلی۔ بے آستین و گریبان کی کفنی۔ گردن مین ڈال کر خاک ذلت پر ڈالتا ہے۔ ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ اِس کے بعد آیۃ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[۱] پڑہی۔ اور آنکھون سے آنسو نکالے۔ اِسی دفعہ آپ شیخ عبد النبی صدر کی ملاقات کے واسطے بھی گئے تھے شیخ عبد النبی درس حدیث مین مشغول تھے آپ کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ درس نے رسمی تواضع سے مجکو باز رکہا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ درویش مخدوم سے باعتبار حالات چھوٹا ہے مخدوم کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے۔ اور یہ حدیث پڑہی۔ من لم یرحم صغیرنا[۲] صدر الصدور یہ سنکر خوش ہوئے۔ اور دعا کی۔

مصرع خدا ے مہربانش مہربان باد ؎

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُجین ہین شیخ چندن مندسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہین۔ ریاضت۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھہ لڑائی کرنے مین۔ تمام اہل زمانہ مین فرد تھے۔ کم کہاتے کہاتے یہ حال ہوگیا تھا۔ کہ آپ کے بدن کا پوست رگون اور ہڈیون کے شمار کرنے اور دیکھنے سے پردہ داری نہین کرتا تھا۔ سانس لیتے وقت آپ کی پسلیون کی ہڈیان۔ دو جہریون کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تہین۔ جس سال دار السلطنت آگرہ سے مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کو کوچ فرمایا تھا۔ اور دیپالپور سے ہی واپسی ہوگئی۔ اُس وقت مین خدا شناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو سیر و سیاحت مین کہینچ لایا۔ شیخ ضیاء اللہ غوثی۔ قاضی صدر الدین لاہوری۔ قاضی جلال الدین۔ اور صدر الصدور شیخ عبد النبی ان اصحاب کی ملاقات سے نشاد اخلاص حاصل ہوا۔ صدر الصدور نے آپکو متوکل اور مستحق سمجھکر۔ ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا۔ لیکن آپ نے اُسکو عذر کر کے قبول نہین فرمایا۔ اور واپسین نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چہیاسی تھا۔ زمانہ زندگی۔ مولی کے کام مین گزارا۔ بیت

---

[۱] اللہ تعالیٰ جو کچھہ کرتا ہے۔ اُسکی بابت وہ پوچھا نہین جاسکتا ہے ۱۲

[۲] یہ اختصار حدیث ہے۔ پوری حدیث یہ ہے۔ من لم یرحم صغیرنا۔ ولم یوقر کبیرنا۔ فلیس منا۔ ترجمہ جس شخص نے ہمارے چھوٹون پر رحم نہین کہایا اور ہمارے بڑون کا وقار نہین کیا۔ وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲۔

	رب ارنی گر بگوید - لن ترانی بشنود		هست ما محبوب زبان بسان نسبت کلامین	

یاد شیخ ولی محمدؒ

آپ شیخ شکر محمد عارف کے ماموں تھے - نواد بوم قلعہ جانپانیر تھا - جو سابق فرمان روایان گجرات کا دارالخلافہ ہے - وحدت وجود کا جوش بہت کچھ تھا جس کے سبب سے آپ کائنات کے تمام ذرون مین - ذات کا مشاہدہ - صفات کے نقاب مین کیا کرتے تھے - آپ کے اولین پیر طریقت شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ ہین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری و باطنی کمالات کا حصہ لیا تھا - ہجری سنہ نوسو بیاسی تھا - کہ احمد آباد سے برہان پور مین آئے - کم و بیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی فرصت دی - پھر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا - نہایت تازگی چہرہ کے ساتھ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہو گئے - سید حسین قدس سرہٗ کی نزہت الارواح پر آپنے ایک شرح لکھی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پھیر دیا ہے - شرح نہایت دقیق لکھی ہے - حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتھ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دور سے پہونچیگی - شیخ شکر محمد عارف کہتے ہین - آپنے ایک دفعہ رات کو مجھے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لئے بھیجا - اُس نے آنے سے انکار کیا - مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی - آپ رو پڑے - مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسار و پر جو آنسو بہ رہے تھے - پونچھنے لگا - یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جا پڑی - تو کیا دیکھتا ہون - سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوئے ہین - شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تھے - کہتے ہین - آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تھی - کہ مظاہر جمیلہ کے ساتھ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوئے - آپ کا ایک مستحب بھی ضائع نہین ہوتا تھا - مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روز بیش باد -

یاد شیخ حمید لاڑ

جو شخص بہ زمانہ خرد سالی مکتب مین - بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین - اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہر دو جہان ہو گیا - وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین - جن کے باپ کا نام لاڑ ہے - جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کھولی تھی - تو آپ نے اور شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے - اعتراضون کے رد مین منقولی اور معقولی جوابات دیکر ظاہر بینون کی دراز نفسیان روکی تہین - آپ کی زاد بوم گجرات ہے - لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو برہان پور مین

کھینچ لایا- حاکم برہان پور نے آپ کو عزت وتوقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی- آپ کی عمر اسی سے متجاوز ہو گئی تھی- بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پہرتے تھے- یسبیح القلوب کہتے ہین- ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تہا- مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکھکر بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا- مریدان ہمراہ نے بھی پیر کی پیروی کی- مگر عرض کیا- کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے- پیر نے فرمایا- ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل- اور اُس کی یاد مین زبان مصروف رکھی ہو- اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو- آپ کی مانند نایاب ہے جواب سننے والون کو ایک بڑا وجد ہوا- اور رقت پیدا ہوئی- آپ کی خوابگاہ- اسی اسلامی شہر مین ہے- **مصرع** عاقبۂ محمود باد شہ بود چون اول حمید-

یاد شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد و بوم چندیری ہے- باپ کے ہمراہ زالیین سے اُجین آئے تھے- تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تھے بالخصوص سید حسین کی نزہتہ الارواح پر شیرین اور تازہ تازہ دلالات سے بہت کچھ لطیفے- اور رموز بیان کیا کرتے تھے- آپ کا باطن گوناگون الٰہی معرفتون سے آراستہ- اور ظاہر بالکلیہ جسمانی کاروبار سے معطل تہا- یہان تک کہ سوئی کے اندر تاگا- بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتھ سے پڑ نہین سکتا تہا- سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتھ نہین پہرتا تہا- اور مہمانون کے ساتھ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تھے- ایک روز گہر کی خادمہ کچھ کہانا آپ کے پاس لائی- آپنے معمول سے چند لقمہ کہا لئے- خوش مزہ کہانا تنہا کہایا- اس خیال نے آپ کے دل مین ملال پیدا کیا- ناچار باقی ماندہ کہانا- ہاتھ پر رکھکر- باہر آئے- اور باہر والون سے کہا- اس کہانے مین ایسی لذت معلوم ہوئی ہے- کہ قیامت کے روز اس کی شکر گزاری یا عذر سوائے اسکے خیال مین نہین آتا ہے- کہ یہ کہانا آپ لوگون کے ساتھ کہایا جاوے- **بیت**

مرا مگو کہ حرام از حلال نشناسیم	شراب با تو حلال ست و آب بے تو حرام

شیخ تقی الدین محمد- آپ کی بہن کے بیٹے تھے- کہتے تھے- کہ ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین شہنشاہ ان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تھے- ان کی خواہش پر اور نیز ان کی رفاقت مین شیخ جمال منڈو (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تھے- وہان پر ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا- تھی- انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

ہونا چاہیے۔ تاکہ واپسین نفس کے وقت ناروا علاج اور کام مین لائی ہوئی تلخ دوا۔ بیمار کے حق مین زہر ہلاہل کا حکم نہ رکھے۔ بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے۔ کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی علاج کو صحت کی دست آویز نہ سمجھے۔ اِس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی۔ اور نیز یہ طریقہ بھی بتلایا۔ کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے۔

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تھے۔ کہ جب آپ بنڈوہ سے پھر اُجین مین آئے۔ تو غرہ رمضان کی صبح کو خانقاہ کے صحن مین سر زانو پر رکھے ہوئے۔ عالم استغراق مین تھے۔ میرے پانون کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے فرمایا۔ تم کون ہو۔ مینے عرض کیا۔ آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا۔ بابا تقی۔ اس کہنے مین بھی میری جانشینی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہان سے اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور ایک پتھر کا پاٹ پڑا ہوا تھا۔ وہ مجکو دکھایا کہ اس پتھر کا نصف حصہ پیشتر چھوٹے بھائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے کہ مزار جمال کی لوح بنے۔ اور قبر کی جگہہ بھی تجویز کی۔ اُس جگہہ انار کا ایک درخت تھا۔ اس کے سینچنے مین اہتمام فرمایا۔ اور اسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہو گیا۔ شیخ منور صدر نے فرزدہ سمجھکر پیغام دیا۔ مینے ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تن درستی ہو جاوے گا۔ آپنے سنا متعجب ہوے۔ اور فرمایا۔ بیشک۔ صدر کی خبر درگاہ کی ہے۔ اور درویش کی بات بازاری ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صوفی۔ اُخروی سفر کے وقت کو نہ پہچانے۔ اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آگاہ ہو جاوے۔ اور خوشحالی کے ساتھہ آمادہ نہ ہو۔ اور اس کو وصال نہ سمجھے۔ تاریخ ستائیسوین رمضان کی صبح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑہا۔ مصرع پردہ بردار۔ کہ من عارض زیبا نگرم ؃ اور فرمایا۔ کہ دوسرے مصرع کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ وقت مین ہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع جو پڑہا۔ مصرع ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدرم ؃ حسرت کا ہاتھہ زمین پر دے پٹکا۔ اور آنکھہ جہان سے بند کرلی۔

مصرع گوارا باد جام وصل او را۔

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین۔ دنیا سے محویت۔ آپ کی عادت تھی۔ مالی فربھی کو ورم سمجھتے تھے۔ اور سخاوت کے سبب سے مال و منال کو لاغر رکھتے تھے۔ اور جو شے ہاتھہ پڑجاتی تھی۔ وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے تھے۔ گردش زمانہ آپ کو کالپی سے اُجین مین لے آئی۔ خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے۔ ستر سال کی عمر مین

سفرِ حجاز کی توفیق ہوئی - اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے - آپ نے تین لڑکے چھوڑے - شیخ قطب اللہ
شیخ مودود - اور شیخ نظام - درمیانی صاحبزادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہیں - شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں التزام کرکے - حدیث کی تصحیح کی -
اور تلقین پائی - خدا کرے عمر دراز ہو - مصرع ع باد اشمار وصف گرامی بنام او - رحمہ اللہ

[illegible] یادِ شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی - اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہیں - کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے - تو سننے والوں کو ہوش نہیں رہتا تھا - اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے - آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) میں تھے - اتفاقاً دونوں طرف شوق دیدار کا ہجوم ہوا - اور دونوں طرف
طاقتِ ضبط نہیں رہی - ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والے اور جانے والے کا راستہ جداگانہ واقع ہوا - اس وجہ سے اس جگہ والا اُس جگہ جا پہونچے - اور
اُس جگہ والا اِس جگہ آپہنچے - کمال منت اور خدمت کرکے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک مہینے
تک باز رکھا غوثی اس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا تم کرشمہ جانو - اور سمجھو - کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے
تمہارا خالی رہنا پسند نہیں کیا - ایک کو یہاں سے روانہ کردیا - تو دوسرے کو یہاں بھیج دیا - تاکہ کمالات کی تحصیل
میں تم بیکار نہ رہو - القصہ ایک ہلالی دور کے بعد محمود العاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے - اور دونوں بھائیوں
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر - ایزدی شکر ادا کیا - چند روز بعد شیخ احمد کو سال کی بیماری ہوئی - حتیٰ کہ
زیست کی اُمید کو موت کا ڈر پامال کئے دیتا تھا - اس اثنا میں شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کرکے منڈو میں آپہونچے - یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہیں - اور بیجاپور دکن
میں مکان بنالیا ہے - اِن کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا شیخ شمس الدین نے فرمایا - محمود -
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندوں میں پہونچا دینا چاہیے - میں بھی اپنی راہ مقصد چھوڑ کر ان کا راہبر - اور تمہارا
سفر کا رفیق ہوں - چونکہ امسال مینے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے - کہ اب نےاور جاؤ سے
مجکو پیری باز رکھتی ہے - یہ زیارت - درویش کی آخری زیارت ہے - اور بہت روز ہوئے ہیں کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہیں ملا ہوں - اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہیں دیکھا ہے - عمر پوری ہوئے کو آئی -
لہذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہوں - تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کریں - تینوں عزیز بالاتفاق

گجرات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہین ہوئی۔ دو سال کے اندر کسی قدر بیماری جسم مین باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ دائمی زندگی کے امین آباد شہر کو ہجری سنہ نوسو اٹھاسی مین روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ بردورہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تھی۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کر کے چلے۔ جب قصبہ دہار مین ورود ہوا۔ تو یہان کی ہوا کی لطافت۔ لوگون کی ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعد اللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدر جہان کہتے ہین جب آغاز سلوک مین مجکو صرف ایک کرشمہ دکھا کر فیض کا دروازہ بند کر لیا۔ تو مجکو ایک عجب انقباض پیدا ہو گیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تہی ہی نہین۔ القصہ جمعہ کے روز جامع مسجد مین آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ آپنے میری فردستگی معلوم کر لی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت مین کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور کہا غمگین نہین ہونا چاہیے۔ کیونکہ معشوقی مذہب کا ڈہنگ اس طرح پر ہے۔ کہ اولاً ایک جھلک دکھا کر کسی مبتلا کو فرہ چکما دیتے ہین۔ اور پہر بے نیازی کر کے اُس کے سینہ مین شوق کی پرورش کرتے ہین۔ اس وقت مین عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**۔

بیک کرشمہ دلم را شکار خود کردی
کنون کنارہ گرفتی چو کار خود کردی

آپ کی اس سخن دانی اور دلدہی پر مین سلوک سے باز نہین رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ کہتے ہین تمام عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ مین ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تھی۔ اُس کو چند روز خدمت مین رکھا تھا ہجری سنہ نوسو اٹھاسی مین آپ بہشت نشینون کے ہمنشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت کے پہلو مین۔ **مصرع** بہشت جاودان ماوائے او باد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہین۔ اور نام محمد ہے۔ زادبوم چانپانیر۔ اور خوابگاہ بردورہ (بڑودہ) آپ کے آبائے کرام سوداگری کے ذریعہ سے گزر اوقات کیا کرتے تھے پچیس سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کو ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو باون تھا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت مین پہنچکر مرید ہو گئے اور ہمیشہ ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

تو آپ ہمراہ گئے - اور وہان پر جواہر خمسہ کو تمام و کمال عمل مین لائے - نفس کے ساتھ جنگ کر کے - تقوی کو لڑائی مین غلبہ دیا - اور نفس نافرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا - بعدہٗ خلافت کا خرقہ - اور تمام مشہور سلسلون کا اجازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی - علی ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیار کو گئے اور آئے - ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد **قدس سرہٗ** ہر دفعہ کی بازگشت مین منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا - پچھلی مرتبہ کم و بیش ایک سال رہکر چلّے کھینچے تھے - اور بہت سے صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لا کر عرفانی اور وجدانی کمالات کو پہونچایا تھا منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کالپوی ہین - جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے - نیز شیخ عثمان ابن لادن قریشی - نیز سر دفتر متوکلان زمانہ شیخ کمنہ مجرد - جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ مین حجرہ کے اندر رہے نیز شیخ جمال ابن شیخ بھکماری - اور راقم گلزار کی عمر بھی اُس وقت مین پندرہ سال تھی - جنے آپ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھ دھو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا جب آپ اپنے وطن کو تشریف لے گئے - تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی - شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار تھے - تمام گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بھرا ہوا ہے - چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکھون گا - جو صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین - **انشاء اللہ العزیز** -

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر - اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تھی - آپ کا باطن شوق اور ولولہ سے لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تھا - آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تھے کہ رات دن مین بیکار ایک سانس بھی نہین گزرتا تھا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم زیادہ ہی ہوتی جاتی تھی - وجدان آپ کا جس قدر زیادہ ہوا - اُسی قدر خاموشی بڑھتی چلی گئی - **غوثی** خاموش ہو آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے - آگے چلو - تاکہ بات ختم ہو - بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپ نے گھر اور خانقاہ - برودرہ (بڑودہ) مین بنائی - جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے - آپ بہت سے ارباب بصیرت کے پیشوا ہوئے ہین - ہجری سنہ نو سو نواسی مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے -

مصرع در جہان بے او ندارد صدر شیخی رونقے -

یاد شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زاد بوم اجمیر ہے۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو پچاس مین اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے تہے۔ چند روز قصبہ بغلچہ مین قلعہ منڈو (مانڈو) کے نیچے بسر اوقات کی۔ پہر منڈو کی بڑی جامع مسجد مین جو ایک طاق ہے۔ اُس مین سکونت اختیار کر لی تہی۔ ایک ٹوکرہ بہر ریتی زمین پر پہیلائے رکہا کرتے تہے۔ اسی پر دن مین بیٹھے تہے۔ اور اسی پر رات مین سویا کرتے تہے۔ ایک پرانی کملی پیوندون سے بہری ہوئی ہمراہ رکہا کرتے تہے۔ موسم سرما کے سوا اُس کو کبہی نہین اوڑہتے تہے۔ نہ کسی کے گہر جایا کرتے تہے۔ نہ کسی سے کچہہ مانگا کرتے تہے۔ اسی طریقہ پر تقریبا تیس سال اُس جگہ توکل مین زندگانی گذاری۔ ہجری سنہ نوسو اڑسٹہہ مین جب کہ صوبہ مالوہ باز بہادر پسر سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ مین آیا۔ اور وہ بدنصیب کوہستان بگلانہ مین بہاگ کر جا چہپا۔ تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر مین دیدیا۔ اور اُس کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کر دی۔ اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس۔ ساتوین صدی کے نصف سے فاروقی طبقہ کے قبضہ مین ہے۔ اس کی فتح کے ارادہ کے متعلق کچہہ گزارش حال کیا۔ آپنے اجازت نہین دی۔ بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا۔ اُس نے گوش قبول سے نہین سنا۔ اور لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ شکست کہا کر لوٹا۔ خاندیس کی فوج نے تعاقب کنان اس طرح آ ملایا۔ کہ اتنی گنجایش اور فرصت بہی نہین رہی۔ کہ کشتی کو ملاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے لے آوین۔ ناچار گہوڑا دریائے نربدا مین ڈال دیا۔ پانی ڈباؤ تہا۔ بہت سے سوارون کے ساتہہ ڈوب گیا[ل]

فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

مذکورہ بالا خرق عادت دیکہنے کے بعد۔ اکبر شاہی اولیائے دولت۔ جو ملک مالوہ مین جاگیر دار ہوئے آپ کے ساتہہ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تہے اور آپ کی باتون سے انجام حالات کا تفاول کیا کرتے تہے۔ ہجری سنہ نوسو نواسی تہا۔ کہ آپنے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجون نے [لا] خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بنا تہا جان کے کاندہے پر سے اُتار دی۔ اور بجائے اسکے بیش بہا لاہوتی چادر جس کو اسماء و صفات کے ریشم بافون نے [لا] فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

[ل] - پہر ڈہانکا جیسا کچہہ (دریا) اُن پر آیا سو آیا ۱۲ [لا] وہ پیدا کیا گیا ہے پانی (یعنی قطرۂ منی) سے جو اُچہل کر نکلتا ہے ۱۲ [لا] پہر جب کہ اُس کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲۔

کی تجلیات کے زرین تاروں سے بُنا ہے۔ نقل ہیں وابالی۔ اور حضور حضرت کو روانہ ہو گئے۔ سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے۔ اس میں آپ کی قبر تیار ہوئی مصرع سیرگاہش گلشن دیدار باد۔

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار۔ اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے۔ مولانا عماد طارمی کی بہن کے بیٹے ہیں۔ لار سے براہ بحر آئے۔ اور دکن کے بندروں میں سے کسی ایک بندر میں ظہور فرمایا۔ احمد نگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا۔ اُس نے شائستگی کے ساتھ آپ کو نہیں لیا۔ لہذا آپ نے وہاں سے برہان پور کا عزم کیا۔ یہاں کے سپہ سالار نے نہایت دلی توجہ سے آپ کی آؤ بھگت کی۔ اور آپ کے واسطے گھر اور مدرسہ قرار دیا۔ پھر چند روز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو۔ اور عاجزی کے ساتھ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا۔ آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے۔ بہت سے لوگوں نے آپ کی ملازمت سے فضیلتیں حاصل کیں۔

مصرع اوج روحش ذروۂ اعلیٰ بدان

یاد شیخ حسن محمد

آپ شیخ صدرالدین محمد ذاکر کی بہن کے بیٹے ہیں۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونوں چانپانیر میں ہیں۔ توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن میں گھر بنالیا تھا۔ گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہیں سمجھا۔ آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا۔ احوال کے چھپانے میں آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسوں تک دوستان محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہیں ہوتی تھی۔ جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہوگئی تو ایک روز آپ کے ماموں نے آپ سے کہا۔ کہ ظاہری اسباب کو ہاتھ لگانا کچھ حقیقی توکل کے منافی نہیں ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے۔ یہ توکل کی راہ سے نہیں ہے۔ بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور مافیہا کی حیثیت دور بین نظر میں ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ اور بے شمار شرکا اس میں دل الجھا کر تلاش میں پڑے ہوئے ہیں۔ ناچار غیرت اور شرم نے مجھکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئیں چند فرمان برداران ہوس کا شریک نہ بناؤں۔ اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کروں بیت

باشکرے شریک شدن ہست خسروی	در خورد ے کہ نیستی و ہنیش یکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمّہ از ہمتش

یاد مولانا عبد الجلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہیں۔ صاحب فضیلت اہل کمال ریاضت شعار۔ اور با عرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے اوپر علیہ سائل کی صورت میں تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نو سو نواسی میں حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ میں بے باک بدمعاشوں کی ایک جماعت گھس آئی اور آپ کو شہید کر دیا۔ اُسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم عبد الودود

یاد شیخ حسن پور شیخ عبد اللہ قریشی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں کالپی میں ہیں۔ شیخ برہان انصاری کے مرید ہیں۔ فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قدیمانہ تھا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفت و گو کیا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کم تر جایا کرتے تھے۔ اور جو بطور استفادہ ہوتی تھی اُس میں ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ ملک الشعرا شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کان فضائل پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نو سو نواسی ہے۔ مصرع بار از نزول او بمقام ہمدان تو

یاد راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزوں کی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر میں داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہیں ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل ہنر سے آراستہ نہیں ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی میں درکار ہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا معنوی سکر طول کھینچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت میں دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک راجے سید محمد ہیں۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی

اجداد کے کمالات پر پہونچاوے - جب ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دارالخلافۃ آگرہ سے مالوہ کی طرف کوچ کر کے آیا - تو تمام مشائخ - فقرا - فضلا - قضات - اور شعرا لشکر کے ہمراہ تھے - راقم بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے - جب یہ خبر سنی - تو بیتاب ہوکر گھر مین نہ بیٹھہ سکا - جو بزرگانِ شہر - سیر لشکر کے واسطے روانہ ہوئے تھے - اُن کے ہمراہ مینے بھی عزم کیا - اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفیٰ کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکھین منور ہوئین - اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین - بارہا شامل ہوا یہ انجمنین ایسی بافیض تھین - کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکاے مجلس پر نثار ہوتا تھا - بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاءاللہ ابن غوث الاولیا **قدس اللہ اسرارہم** کے خیمہ مین فراہم ہوتا تھا - ہر ایک طرف سے **الحوصلہ الحوصلہ** کی آواز اور **الاستعداد - الاستعداد** کی فریاد - بلند ہوتی تھی - وہ شخص عجیب سعادت مند ہوشیار ہے - جس کی طلب کا پیالہ اس وحدت کی شراب سے مالامال ہوجاوے -

یادِ شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا - اور آپ شیرازی ہین - مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے - کسی قدر حالات آپ کے اس طرح پر ہین - چودہ سال کی عمر تھی - کہ آپنے علوم متداولہ تحصیل کر کے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکھا تھا - فرماں روایان پارس کی نسل سے ہین - جب سلطنت بنی اعمام (چچازاد بھائیون) کے ہاتھہ مین پہونچی - تو آپ کے ساتھہ بداخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ رائے قایم کی - کہ تم کو اس ملک سے سفر کر جانے کے سوا - چارہ نہین ہے - جب حکومت زمین ہی نہین رہی - تو دوسرے پیشون کے ساتھہ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچھی ہے - آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا - مادر مہربان نے وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنایا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو - اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا آپنے والدہ کی راے کے بموجب قلندری لباس مین آکر - عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا - اس سیر و سیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے - پیر کی تلاش نہین چھوڑی - لیکن تقدیر نے آپ کی خیال مین یہ بات نہین آنے دی - کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہوکر بیعت ہوجاوین - یہان سے آپ جزیرہ دیو مین آئے - وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی - جن کا دیدار دیکھکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا - لہٰذا

آپ چندروز ان کی صحبت مین رہکر آزمایش دل کے درپے ہوے - اس اثنا مین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث
قدس سرہ جوان درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرماکر احمد آباد مین آئے ہین
اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد
کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگاکر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے
عقل اور خواہش جس قدر بہی تہی - تمام و کمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین
بہر رہے تہے سب فراموش ہو گئے - اس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھ مع اخروٹ کے
پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سال خدمت اور ریاضت کی بدولت
اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کرکے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی
کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تہے - جب مین مالوہ سے چلا تہا - تو کئی سیر گیہون توشبیل مین رہ گئے تہے -
جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تہا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور
وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکہیر دئے - ہر سال اُگ آتے تہے - مین بقدر صرف اُٹھا لیا کرتا
تہا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تہے - پہر فصل پر اُگ آتے تہے - اسی طرح ہَلُمَّ جَرًّا جب گزر اوقات
کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہو گئی - تو مین کسی سے کچہہ نہین لیتا تہا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون
مین مجکو اجازت تہی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکہہ سے نہین چہپائی - کبہی مرید
کرنے کا خیال بہی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تہے - ان کو اپنی
خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بہی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے
مکان مین چہوڑ کر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تہے -
اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گذرا کرتے تہے اور راقم کے محلہ مین اُترا کرتے
تہے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین
عجب رونق آئی تہی - ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین زیارت کرنا چہوڑ کر تین سال تک اپنے مکان مین حق
پرستی کرتے رہے - پہر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور - تکیہ مین
پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکہتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت و بروز زندہ دلی

یاد شیخ عبدالوہاب افغان

آپ شیخ فضل اللہ ابن حسین ملتانی چشتی کے مرید ہیں۔ خانگاہ اور زاد بوم دونون مشہد میں ہیں جوان سپاہی تھے۔ یکایک آلہی جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اُس کی جھاڑو نے آپ کے باطن کو انانیت کے خس و خاشاک سے جھاڑ بہار کر پاک و صاف کر دیا۔ اپنی وضع اور طرز چھوڑ دی اس خیال سے کہ بہ معنی مردانگی نہیں ہے اور بظاہر عورت بھی نہیں ہوں۔ پس بہتر یہ ہے کہ اپنے تئین عورت اور مرد دونون کی لباس اور زیور مین تقسیم کرون اس بنیاد پر آپ نے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکھتے تھے۔ اور دوسرے نصف حصہ کو مردانہ لباس اور روش مین رکھتے تھے۔ مدتون تک اسی طرز کے ساتھ بسر کی۔ بالآخر جب جذبہ کا جوش فرو ہوا۔ گدڑی پہن کر سیر و سلوک مین داخل ہوئے۔ کشود کار کی شعاعین آپ کی پیشانی سے نمایان تھین۔ کسی آدمی سے تمام فقر کے اوقات مین فتوحات کے طور پر کچھ نہین لیا۔ لیکن لکڑیون کا گٹھہ جنگل سے لا کر بازار مین بیچ آیا کرتے تھے۔ اُس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تھے۔ ایک حصہ عیال پر صرف کیا کرتے تھے۔ دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ مین رکھا کرتے تھے۔ اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تھے۔ اور کمایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو نوے مین اپنا ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چھپا کر روحانیون کی بزم مین جا کھولا۔

یاد شیخ منور

آپ شیخ نور اللہ ابن قاضی معز الدین ابن قاضی اللہداد۔ ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہین۔ قریع گروہ مین سے ہین۔ آپ کے چوتھے باپ کا وطن زمین توران مین تھا۔ اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی نے آگھیرا۔ ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا۔ سرکار میواقہ مین ایک قصبہ جبرادت نامی ہے۔ صاحب موصوف سیر کنان۔ اس قصبہ مین آ پہونچے۔ اور رسمی علم کی تحصیل پر دل نہاد ہوئے۔ بالآخر انہین اطراف کے کوہستان مین کہین گوشہ اختیار کر لیا۔ اور اندرونی آلائش اور بیرونی پوشش کی شست و شو مین مصروف ہوئے۔ چند روز نہین گزرنے پائے تھے۔ کہ اُس ملک کے چھوٹون بڑون کی اُنگلیان قاضی محمد کی طرف اُٹھنے لگین۔ اور نیک کرداری مین نامور ہوئے۔ اتنے مین قاضی قصبہ کی قضا آگئی۔ گانون کے مقدم اور نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی۔ کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد کے قبضہ اقتدار مین دیا جاوے۔ اس تجویز پر سب کا قرار داد ہو کر قاضی محمد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور

اس قرارداد کے متعلق گزارش کی۔ نہ صرف داد سماجت کے ساتھ شامل کرکے بہت کچھ کوشش کی۔ مگر قبولیت کا جواب نہیں ملا۔ باایں ہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ایک رات عالم مثال میں حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ محمد۔ تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل میں پسند کی گئی۔ اور فخری لقب عنایت ہوا ہے۔ اس سبب کا قاضی محمد فخری کرکے شہرت ہوئی۔ جب ایسا واقعہ پیش آیا۔ تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا۔ دو فرزندوں تک یکے بعد دیگرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے۔

جب شیخ منور کی باری آئی۔ تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے۔ آلٰہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے پانوں تک ایسا جکڑ بند کیا۔ کہ وطن سے نکلکر۔ رہنما پیر کی جستجو میں پاے تلاش آبلہ ناک ہوا۔ جہاں کہیں کسی درویش کا نام سنا۔ ضرور ملازمت میں پہونچکر فیض حاصل کیا۔ کہتے ہیں۔ ایک رات عالم خواب میں ایک دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا۔ چاہتے تھے۔ کہ اُس عنبرین خاک کو بوسہ دیں۔ یکایک اُس قبر کے اندر سے ایک ہاتھ نکلا۔ آپنے مریدوں کے طریقہ پر مصافحہ کیا۔ اور مجاوروں سے دریافت کیا کہ یہ قبر کس خداشناس بزرگ کی ہے۔ جواب پایا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی۔ یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا۔ صبح ہوتے ہی شاداں اور فرحاں ناگور کی طرف چل نکلے۔ یہاں پر خواجہ خانوں کی خدمت میں آپ کو فیض ہدایت حاصل ہوا۔ پہلا ہی دیدار کرنے پائے تھے۔ کہ تن تمام وکمال دل ہو کر گرویدہ اعتقاد ہوا اور ارادہ بیعت خاطر میں استحکام کے ساتھ جما۔ ہنوز اس مصمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار میں نہیں لائے تھے۔ کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا۔ منور۔ میںنے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت دیا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کرکے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ نہیں پکڑا۔ اور فرمایا۔ تم پیشتر ہی۔ دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو۔ عالم خواب کا واقعہ یاد کرکے۔ اور زیادہ اعتقاد بڑھا۔ کیا سفر میں اور کیا حضر میں آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت میں گذرانی اور ناگور سے ساتھ ہو کر چندیری میں۔ اور چندیری سے گوالیار میں آئے۔ پیر نے چند روز بعد گوالیار میں خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ میں لے گئے۔ اور جگہ دکھلائی۔ کہ اس جگہ اپنا تکیہ جا لو چنانچہ حسب ارشاد مرشد۔ واپسیں سفر تک کہ تاریخ ستائیسویں ذی قعدہ ہجری سنہ نو سو نوے تھا۔ اُسی قیام کی زمین میں رہے جب تک جیئے۔ اور اسی میں مر گئے۔

کہتے ہیں شیخ جنید ابن شیخ بہاء الدین مفتی - ایک روز ادہم خان کو شیخ منور کی خدمت میں لے کر آئے - ادہم خان دیر تک کھڑا رہا - جب عرض کیا گیا - کہ فلان خان کھڑا ہے - فرمایا - کیوں نہیں بیٹھتا ہے - اُسنے تحفہ پیش کی - آپنے قبول نہیں فرمائی - اور فرمایا - شہر میں جو لوگ اِس کی خواہش رکھتے ہیں - ان کو تقسیم کردو - اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا - تو آپ خاموش ہو رہے - آنے والا پریشان حالی کے ساتھ خدمت سے اُٹھا - جب ہم نشینوں نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا - تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر میں فرمان روائی کی آرزو بھری ہوئی ہے - حالانکہ اس کے تن پر سر نہیں ہے - پیر ہمت کیوں کر امداد کرے کہتے ہیں انہیں ایام میں انکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کردیا۔

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل - کتابوں کا صندوق تھا - اور آپ کی زبان مجلد کتابوں کی دکان تھی - آپ نے آغاز جوانی میں عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی زاد بوم سے غربت اختیار کی تھی - مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو - اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پھرے - بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمد آباد گجرات میں خدیو نشاتین قطب مدار علیین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت میں پہونچایا - جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کرلیا - تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی - آپنے اُس جگہہ پہونچکر - شیخ سالم کی ہمسائگی میں گوشہ اختیار کیا - علم طب میں شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تھا - چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی - گھر اور سامان دونوں ہم پہونچ گئے - بہت مدت تک آپنے درس دیا - لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تھے اور اگر کوئی آرزو مند صدر کر بیٹھتا تھا - تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس میں بہیج دیا کرتے تے مسیح القلوب - بعض علوم میں - اور دریاے فضیلت وکمال شیخ پیر محمد حلیم - اکثر علوم میں آپ کے شاگرد ہیں شیخ پیر محمد حلیم - آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہیں - کہ چھوٹے بڑے - اور مسافر و مقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہیں - ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکہجی نے جو حکیم عثمان بولکانی کے شاگرد ہیں مسیح القلوب کی خدمت میں عرض کیا - میرے خسر نے واپسین سفر کے وقت وصیت کی تھی - کہ میرے فرزندوں کو حقائق شعار حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس میں تبرکا جاکر دو تین حرف پڑہ لینا چاہئے - اس پڑہنے کی برکت کا اثر اخیر میں ظاہر ہوگا - اب آپ کے دو فرزند عبد الاحد اور عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا -

اسواسطے اُن کو علم - مفضیلت - حق شناسی - اور خدا پرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یوسفی خوابگاہ مصر برہانپور مین ہے - مصرع علومش رہنمائے عین حق باد -

یاد شیخ ابراہیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندھی شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خود فروشی کے تکیہ سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قرأۃ مین اہل زمانہ کو جبر بلی لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپ کے پیر - اور مسیح القلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چندروز فتوحات کی آمد اپنے اوپر حرام کرلی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لاکر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہ آتی تہی وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - القصہ جب آپنے اپنے پیر کے ہمراہ احمد آباد مین غوث الاولیا قدس سرہ کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہ توجہ فرماکر آپ کو نماز مین اپنا امام بنایا - اس کے بعد آپنے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی مرغ لقب پایا - مسیح القلوب کے بحوالہ بیان پیر روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع کردیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلائے عشقیہ کے شغل کو ایک سانس مین چونتیس بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اِس قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے حاکم محمد شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرأۃ جانتا ہو - پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپنے فرمایا مین نظر باز پیر ہون - میری سال خوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیئے - لہٰذا ابیات

برظاہر من نگہ روا نیست	گاہے کف پا ،گر عذاریم
مگمار نظر اگر توانی	بر باطن ماکہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہٰذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو ہی چہوڑ دو مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی خجالت کا باعث نہ ہنون - اِس طرح کی بے قید

گفت وگو سے اپنی وضع داری کو آپنے تبدیل نہین فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے کے ہاتھہ
مین جانے نہین دیا - توکل اور تواضع مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے رکھا لباس درویش نما رکھتے تھے - ہرایک
طرح کے ساتھہ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کرلیتے تھے - ایک روز آپنے سنا
کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کھانا کھانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیے - اس کا
جواب آپنے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک توصوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ
کے بدون کھانے پر ہاتھہ ہی نہ بڑہاوے - ہجری سنہ نوسو اکیانوین مین آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام
سے جاملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع صبح وشامش باد زلف وروی حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر شہروالہ قدس سرہٗ

آپ نے تجرید کا پانون ہمّت کے کاندہے پر رکھہ چھوڑا تھا - اور تعلقات کی پابندی اور خواہشات
کی دوستی سے انکاری سرہلاتے تھے - ایسی حالت کے ساتھہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی یاد - اور بندگی مین آپ
کا ظاہر وباطن آراستہ تھا - آپ کے فرزند شیخ عابد کہتے ہین - میرے بزرگوار باپ کے گھر مین - پرانی چٹائی
کے سوا - دیگر اساس البیت مین سے کچھہ نہین تھا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑون مین زنجیر لگی رہتی تھی - جب
کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تھا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلالیا جاوے - تو خود باہر
نکلکر دروازہ کھول دیا کرتے تھے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تھے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تھا - تو مشایعت
کے واسطے دروازہ تک جاتے تھے اور پھر بدستور زنجیر لگا کر خلوت خانہ مین چلے آتے تھے - الغرض ہمیشہ اسی طرح
لوگون کے ساتھہ سلوک کیا کرتے تھے شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کے مکتوبات کے مقابلہ مین آپ نے
مکتوبات لکھے ہین - جداگانہ ہر ایک مکتوب کے اندر تھی اسرار اور رمز فیتین بہت کچھہ بھری ہین اُن کے
دیکھنے سے اُن کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - ورنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھہ اُن کے کمال کے چہرہ سے
نقاب کا ایک کونہ بھی نہین ہٹا سکتا ہے شیخ لشکر محمد عارف - اور اُن کے ماموں شیخ ولی محمد نے اوائل تلقین
وذکر نہین ہو صد بزرگوار کی ملازمت سے لی تھی - پھر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث
کی خدمت مین اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگون کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع کمال حشمتش راحت دیدار باد

یادِ شیخ بایزید شروانی

آپ سید ولی چرتہا ولی کے مرید ہیں۔ آزادہ ولی کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ آپ کے شوروغناء سے مجلس سماع میں نمکینی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس اور نظارہ کرنے والے اصحاب رقت دگریہ میں آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ بیت۔

کاش غوغی زائمی دیدم درین آزردگی		رفتم از آسودگی تا دیدم این آزردہ را	

دسویں صدی کے اخیر میں دار السحضور کو روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ پایہ تخت آگرہ۔

یادِ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک بیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہیں۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر الٰہی علم کے عالم میں بناتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان میں ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گذاری کے میدان میں بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپ کے پسندیدہ حالات بیان کر کے سرمایہ سعادت حاصل کروں۔ مضافات گجرات میں ایک قصبہ مہلا سہ نام ہے۔ اس قصبہ میں آپ کا قدسی نفس۔ دسویں صدی کے آغاز میں علم (عدم) سے عیان (وجود) میں بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپ کے دادا کو پہنچی۔ آپ کے آباء کرام سپاہی شعار تھے آپ نے ابتدائے زمانہ ہوش میں قاضی محمود بیرپوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو بیٹے کی بیماری تھی۔ ایک میدان میں پردہ کی ضرورت پیش آئی اسی اثنا میں میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ میں نے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب میں سے خیمہ نکال کر کھڑا کر دیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آباء و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر میں توفیق کی بدولت ترک کر دیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ طلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہر والہ کی خدمت میں پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر وہ ذکر کامل طرح سے غالب ہو گیا۔ یہاں تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ میں رسالہ منہاج العابدین

پڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہین ہو جاتا تھا، سبق آگے نہین پڑھتا تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نوسو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات مین غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت مین پہونچکر حق شناسی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ مین چھوڑتے ہین۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم وبیش تیس سال تک احمد آباد مین رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ نوسو بیاسی مین برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہوگیا۔

ہجری سنہ نوسو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کے موثر انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ و تاریک گھر کو۔ شہود کے فروغ سے الٰہی نور کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب آپ کے ساتھہ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے چل کر عالم غیب کی وسیع آبادی مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو لشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔
سنہ ۹۹۳ھ

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپنے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اب کثرت اعتباری نے حقیقی لباس پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردہ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم (بحیثیت موجودہ) ظاہر ہونے سے پہلے۔ عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہوگیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ جنیدی زمزمہ گایا کرتے تھے ؎

وَغَنَّتْ لِیْ مَنیْ قَلْبِیْ ۔۔۔ وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنَّا
وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوْا ۔۔۔ وَکَانُوْا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص طریقون کے ساتھہ متجلی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھہ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمیع الٰہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اِس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات کے ساتھ جو طریقے مخصوص ہین۔ جب تک اُن تمام طریقون کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً حاصل نہ ہو۔ تب تک طالب ذات بابرکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہین ہوسکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبد الغفور سندہی نے۔ جب آپ کے حضور مین رسم بیعت ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ بشیخ ابو العباس قصاب کہتے تھے۔ میرے باپ مجکو نیزہ کشی کے سوا دوسرا کام سکہاتے ہی نہ تھے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو پہونچایا۔ اور خود میرے آباو اجداد کا شعار مردم کشی و سپاہیانہ نوکری تھا۔ سو دیکھو۔ استعداد نے مجکو کہان سے کہان لاکر اکابر اولیاء کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بو بو راستی فرماتی تھین۔ ایک روز صبح کے وقت بید ر بزرگوار نے مجسے اور برادرم ملک محمد سے اولاً راز مخفی رکہنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان مین مراقبہ کے واسطے مینے سر جہکا رکہا تہا۔ یا عبد الرحمن کی آواز تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹھے ہوئے ہو۔ مین چراغ بہیجتا ہون ایکا ایکی ایسی روشنی پہیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کہنا سے سر ہلاتے تھے۔ اور بو بو راستی نے یہ بہی کہا۔ کہ تیس سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کہولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ یہی قطبیت الاقطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکہتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو درجہ قطبیت کی خبر دیتی تہی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی۔ بیت۔

سرّ خدا کہ سالک و عارف بہ کس نہ گفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور سال سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ خدیو نشاتین۔ خداوند دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ والشکوہ سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ الہداد عزیز مبارک۔ رکن فضیلت و عرفان مولانا صالح سندہی۔ اور صدر آرائے شریعت و عدالت قاضی عبد العزیز عیسیٰ قادری اجینی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کررہے تھے۔ اسی اثنا مین بحر العلوم قاضی نصیر ابن شیخ سراج محمد برہانپوری دروازہ کے باہر سے جہومتے ہوئے آپہونچے۔ اور جو چند باتین بیان کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بہی ہے۔ کہ رابعہ وقت بوبو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تقریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی - تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی - فرمایا - بایزیدی مقام پر مجکو بے گئے تھے - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے - کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی - اس کے بعد مسیح الاولیا سے رعایت ہے - کہ اس میں شک نہیں ایسا ہی ہے - مجکو بھی اُس وقت میں بلایا تھا - اور فرمایا - عیسیٰ سبحان ربی الاعلیٰ بہتر ہے یا سبحانی الاعلیٰ اور سبحانہ کہنا اچھا ہے - یا سبحانی کہنا بیٹے عرض کیا - نہیں - سبحانہ ہی کہنا اچھا ہے -

راقم - گلزار کے ذہن میں یہ بات آتی ہے - جب صوفی فنا کی امداد سے - عروجی سیر میں - امکانی خلعت جسم سے اُتار کر الٰہی لباس میں آگیا - اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی - تو اُس وقت میں سبحانہ کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے - اور سبحانی کی آواز اگر نکلے - تو بے محل نہیں - کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے - اِس بنیاد پر سبحانہ کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہیں درکار ہونگی - البتہ اُس وقت میں توجیہ کی ضرورت نہیں ہے - جب مراد یہ ہو - کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہ کہے گا - تو ظاہر ہوگا - کہ امکان اور وجوب کے دونوں دریاؤں کو جذبات کی موجوں نے درہم برہم نہیں کردیا ہے - اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے - درمیان میں حائل ہے اور اس مقام کا کمال یہی اس کے شایان ہے - یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر سبحانی نہ کہے - بلکہ سبحانہ کہے - جیسے کہ نزولی سیر میں جب ذات مطلق - انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے - تو سبحانہ کہتی ہے نہ سبحانی -

جو اصحاب مبدا اور معاد کا راستہ چلنے والے ہیں - اور نیز جن صاحبوں پر عروج اور نزول کی منزلوں کے حالات منکشف ہیں - اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ عنوان سوال یہ ہے - سبحانی کہنا بہتر ہے - یا سبحانہ - اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے - کہ جب سالک امکانی مراتب طے کرکے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - تو اُس وقت ان دونوں صیغوں میں سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے - ظاہر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہ - پس اس حالت پر نظر کرلے اس اعتراض کو گنجایش ہے - کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہ کو اولیٰ کہا - لیکن جب سوال وجواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا - بلکہ مراد یہ ہو - کہ مقام سبحانی مقام سبحانہ سے بہتر ہے - یا سبحانی کہنے والا سبحانہ کہنے والے سے افضل ہے - یا اس کے خلاف ہے - تو اس صورت

مین جواب پر ہرگز اعتراض وارد نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہوجاتے ہین۔ کہ سبحانہ کا مقام۔ اور سبحانہ کہنے والا۔ افضل اور اعلیٰ ہے۔

ولا ریب فیہ خصوصًا لمن کان لہ قلب او القی السمع وهو شهید لان القائل بقوله سبحانہ متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوهية کما اتصف الحق بعد ما کان واجبًا والقائل بکلمة سبحانی هو المتصف بالوجوب بلا عتبار اتصافہ بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقيق اسنیٰ من مقام الجذبة

اس مین کچھ شک نہین ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے۔ کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھ متصف ہوگیا۔ اور کلمہ سبحانی کہنے والا۔ وجوب کے ساتھ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین۔ پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے۔ اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے۔

اور اسی توجیہ پر سیع الاولیا کے خط کی بھی نظر ثانی ہے۔ جو راقم کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے۔ راقم کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تھا۔ حاصل جس کا یہ ہے۔ کہ جب سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی۔ اور اپنے تئین۔ جس طرح الٰہیات کے ساتھ متجلی پایا تھا اُسی طرح امکانات کے ساتھ متلبس پایا۔ تو بول اُٹھے۔

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ تو مین مجوسی اور کافر ہوگیا۔ اور اب مین زنار قطع کرکے کہتا ہون۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیت کے اعتبار سے۔ اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیت کے اندر ظاہر وجود مین بھی ظہور کیا ہے۔ جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بھی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے۔

ولذلك يقال فی حق ابن منصور لو کان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے۔ اگر ہمارے

فی زماننا لرقيناه عما كان عليه وما ذلك الترقی الا الاتصاف بالكائنات بعد الاتصاف بالعيات كما اتصف الحق بالكون بعد ما كان واجبا۔

زمانہ میں ہوتے تو ہم اُن کو اُس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سوائے اسکے نہیں ہے کہ کائنات کے ساتھ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ آلہیات کے ساتھ اتصاف پیدا ہوچکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ نہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا قالب۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے جس کو مصنف نے فص نوحی میں وارد کیا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے بھاگنا اسواسطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں جامعیت نہیں تھی۔

قال دعوت قومی ليلا من حيث حقايقهم الباطنة الی التنزيه ونهارا من حيث حقايقهم الظاهرة الی التشبيه۔ فلم يزدهم دعائی الا فرارا۔ ای نفورا۔ مما دعوتهم اليه

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ میں نے اپنی قوم کو بلایا (رات) میں اُن کی باطنی حقیقتوں کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دنوں میں اُن کی ظاہری حقیقتوں کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی اثر نہیں کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف میں بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔

ثم قال انهم لم يجيبوا دعوته لما فيه من الفرقان بين التنزيه والتشبيه وفی الامر ای فی نفسه قرانٌ وجمع بينهما لا فرقان وتميز بينهما۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تو اس کا سبب سوا اس کے نہیں ہے کہ اس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں۔ فرقان (افتراق) ہے اور نفس الامر میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قران (قرب) اور جمع چاہیے۔ نہ کہ ان دونوں کے درمیان فرقان (افتراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القران یتضمن الفرقان تضمن الکل لاجزائه والفرقان لا یتضمن القرآن تضمن الجزء لا یتضمن الکل فالقران اکمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ کہ قُرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے۔ اور فرقان قرآن کو شامل نہین ہے۔ کیونکہ جزء کل کو شامل نہین ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وھذا ای لکون القران اکمل من الفرقان ما اختص بالقران الاحمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاصالۃ وھذہ الامۃ التی ھی خیر امۃ اخرجت للناس بالمتابعۃ والمراد بالقران الذی اختص بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ انما ھو بالحقیقۃ السوائیۃ الاعتدالیۃ الجامعۃ بین التنزیہ والتشبیہ وسائر المتقابلات بحیث لا یغلب احد المتقابلین علی الاٰخر فی مرتبۃ من المراتب فلیس کمثلہ شیء ای فقولہ تعالی لیس کمثلہ شیء فجمع الامرا ی امر التنزیہ والتشبیہ فی امر واحد ای آیۃ واحدۃ وھی مجموع تلک الایۃ او کلام واحد وھو کل من نصفیھا۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین چونکہ قرآن۔ فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے۔ لہذا قرآن کے ساتھ جس کی خصوصیت دی گئی۔ وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور اتباعاً یا امت کہ جو بہترین امم ہے۔ وہ امم جو لوگون کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہین اور جس قرآن کے ساتھ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے۔ اُس سے مراد وہ قرآن ہے۔ جو ایسی حقیقت کو شامل ہے۔ جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نیز تنزیہ و تشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے۔ کہ دونون متقابلون مین سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ مین غالب نہ ہو۔ لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہین ہے لیعنی خود قول اللہ تعالےٰ جل شانہ کا ہے لیس کمثلہ شیء پس تنزیہ و تشبیہ دونون آیۃ واحدہ مین جمع ہین۔ اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیتہ ہے۔ یا تنزیہ و تشبیہ دونون کلام واحد مین جمع ہین اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفون کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتی بمثل ھذہ الایۃ اجابوہ۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے بموجب تعلیم فرماتے تو قوم اُس کو

ضرور قبول کرتی -

اور اسی طرز پر سبیع الاولیا کا بھی بیان ہے - جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین - لکھتے ہین -

قوله ومن فسره واوله على الباطن
ولم يلتفت الى ظاهره اصلا كاذهب
الى فرعون انه طغى يراد بها ان موسى
روحه وفرعون نفسه من غير ملاحظه
معنى الاصلى الذى نزل لاجله فهو باطنى
البطونه فى احد معانيه ومن فسره على
الظاهر الصرف من غير ايمان واقرار
بالاشارات والنكت التى هى عين البلاغة
الى رب ومحض الفصاحة من نفسه فهو
حشوى خارجى مارای من جلال قرائته
الاسراوقات عزته ولم يظفر بدخوله
فى مجلس وقوف على جماله المندرج فيه
والمندمج تحته ومن جمع بينهما فهو
العارف الكامل الواقف بالكتاب
وبمراد نزوله -

سبیع الاولیا کا بیان ہے - جس شخص نے قرآن کی تفسیر
کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کر کے کھینچ لے گیا - اور
ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا - جیسے اذہب الی
فرعون انہ طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اُسکی روح ہے اور
فرعون اُس کا نفس ہے - بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ
کے جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ
شخص باطنی ہے - کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے
ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گھس گیا ہے - اور جس
شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات
اور نکات اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی نسبت کر کے عین بلاغت
ہین - اور تفسیر کنندہ کی نسبت کر کے محض فصاحت ہین
ان اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے - اور
نہ اقرار کرتا ہے - وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال
قرۃ تہ مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا - کچھ نظر
نہین آیا - اور اُسکو محل قیام مین داخل ہو کر اس جمال
کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور
پوشیدہ ہے - اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی
دونون معانی کو جمع کیا - وہ شخص عارف کامل ہے
اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے -

اور انہین ظاہری باتون کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے - جو لفظ النفس کے متعلق سبیع الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے - کالبد ممکن کے درجہ مین ہے - اور دل اُس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے ؎ عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُکَ وَاحِدٌ ؏ **بیت** -

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	اَز ہر کسے کہ مے شنوم نامکرر ست

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوائے اِس کے نہین ہے - کہ جامعیہ کا مرتبہ افضل ہے سبحانہ تنزیہ جامع ہے - اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے ؎ فظہر المراد وزال الاعتراض -

یاد قاضی محمود موربی

موربی ایک موضع ہے مضافات گجرات مین - آپ شیخ لشکر محمد عارف **قدس سرہ** کے مریدین - رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تہا - حکیم عثمان بوبکانی اور مولانا موسیٰ بوبکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تہے - بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد مین آپ کے پیر سے روایت ہے - جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد النصوص اور مراۃ العارفین - اِس درویش سے پڑہتے تہے - تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی - کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے - **القصہ** مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا - کہ تردد کی خلش آپ کے ذہن مین باقی نہین رہی - اور عبارت والون کے جہگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات مل کر سکون حاصل ہوا - اُس وقت آپنے کہا - مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے - اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتہ آیا - اور نیز آپ فرماتے تہے - جس روز سے شیخ عارف کے ہاتہ پر مینے بیعت کی ہے - اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے بآسانی حل ہوجاتی ہین - اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے - کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی **قدس سرہ** عالم خواب مین میری دشواریان حل کردیتے ہین -

مصرع باد آسان در طریقت انچہ دشوارش بود -

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی - تو صدق وصفا کے میدان مین - اور خانہ نشین ہوئے - **تو فقر وفنا**

؎ ہماری عبارتین متعدد ہین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ ؎ مراد ظاہر ہوگئی اور اعتراض رفع ہوگیا ۱۲ -

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈھنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور ان دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنلیا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون مصرع خدا بر صبر او باداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنۂ آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو لیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین - داؤد - اور عبد المجید - پہلے بھائی نے بیانہ مین عقد کر لیا - اور دوسرا دُد جور ہے - یہ مجرد اور حصور رہی مرے - شیخ رکن الدین چودھوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین - جس سال ہمیو نام بیکر پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بھڑ گیا تھا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تھے - صناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلیج کا جہان گنبد ہے - اوسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیدار دلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گزران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیزگاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اُجرت لینے اور احسان رکھنے کے قرآن پڑھایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نو سو بانوین کو روانہ مکان قدس ہوئے - ایک لڑکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبد الغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع بادر کنی از ارم ماوائے او -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکھتے تھے - سر گشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہو گیا۔ ان دونون صدفون کے شاہوار موتی دارالسلطنۃ مین موجود ہین۔ خدا کرے۔ خداشناسی کا شرف نصیب ہو مصرع ع کو در خت سعی تا از وصل جانان برخوریم ؛-

یادِ شیخ حسن چشتی

آپ کی زادبوم قصبہ تھانیسر ہے۔ جو سلطان پور نذربار کے پرگنات مین سے ہے۔ آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تھے۔ ہمیشہ نمناک آنکھون کے ساتھہ زانو پر سر رکھے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے آپ کی صحبت مین دلربائی کی صفت تھی۔ جو شخص ایکبار آپ کو دیکھہ لیتا تھا۔ اُس کو پھر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہین ہوتا تھا مسیح القلوب سے روایت ہے باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تھے۔ جو دینداری اور علم سے آراستہ تھے۔ اور باارادت معتقدین کی ایک جماعت تھی۔ لیکن درویشون اور عالمون کی ملازمت مین جب جایا کرتے تھے۔ تو تنہا جایا کرتے تھے۔ جب اس بارہ مین آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہین ایسا نہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیون کے دل کسی اندیشہ باطل مین مبتلا ہوجاوین۔ یا میرے دل مین اپنے ہمراہی فرزندون اور مریدون کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہووے جس مین مشائخ طریقت کی خوشنودی نہو۔ اس سبب سے خداشناس گروہ کی خدمت مین تنہا جانا بہتر معلوم ہوا بیت

شب تنہائیش را در کمین باد	چراغ مہر و خورشید محبت

یادِ شیخ محمد

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور فنون اعداد اچھی طرح جانتے تھے۔ علم کو عمل کے ساتھہ رفیق بناکر اپنی مصاحبت سے لوگون کو فیض پہونچاتے تھے۔ قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھہ تاثیر اور ترتیل کام مین لاکر سننے والون کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تھے۔ ہمیشہ مہمان خانہ مین مقیم اور مسافر ہمنشینون کے ساتھہ کہانا کہایا کرتے تھے۔ محبت کا ولولہ۔ اور عشق کا شعشہ۔ ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا۔ اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تھی۔ امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔ سنہ ۹۹۲ھ

یادِ شاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہین۔ شریف اور نجیب الطرفین تھے۔ آپ کے پدری دادا۔ خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی۔ اور مادری دادا۔ زبدۃ السادات قاضی سماء الدین دہلوی ہین۔ جو

فتوی نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھہ مشہور تھے - آپ کے پیر بیعت
تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین - یہ سید صاحب - بہت کچھہ معرفت اور سیاحی کے ساتھہ روشناس
ہین - اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے - جب سید صاحب ہند مین آئے - تو غوث الاولیا
کی ملازمت حاصل کر کے خلعت اجازت پایا - پہر اس کے بعد - اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کیا -
اپنے مرید شاہ منجہن کی سفارش - حضور غوث الاولیا مین کر کے - خدمت مین جہوڑا - آپ اُس فرصت مین
مرشد کی جملہ تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑہ کر - اپنے عمل مین لائے - جواہر خمسہ ایک
کتاب ہے - جو زاہد کے افعال - سالک کی رفتار - اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے - خرقہ خاص جو کوہستان
چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تھے - آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین
آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتہون - راقم نے بہی اُس خرقہ کی زیارت کی تہی -

اب مین کسی قدر حالات لکہتا ہون - شاہ منجہن - خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے مدرس تھے - تمام
علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تھے - شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکہنے مین - بہت کچھہ کوشش
اور اہتمام کام مین لاتے تھے - آپ کے ایام زندگانی - درس - مطالعہ - مراقبہ - اور محاسبہ مین وقف تہی - جس سال
مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کر کے اسلام آباد نام رکہا - اس سال مین آپ اپنے وطن لکہنوتی سے چل کر
اُس قلعہ مین آئے تھے - ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے
رہا - جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی - تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین
چلے آئے - اور یہین مکان بنا لیا - ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے -
اُس زمانہ مین اور اُن اطراف مین نہین تہا - اور کتابین بہی حادثہ کے سبب لوٹ مین جاتی رہین تہین - ناچار
آپ نے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا - اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ
دوسری مبسوط کتابین ہاتہہ آوین - اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے - بعدہٗ آپ
کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر - شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا - اور بہت سے اہل کمال آپ ہی
کے واسطے وہان کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی -

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا - تو آپ نے دل کو فرزندون اور عزیزون کی محبت سے پاک کیا اور قصبہ
اشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے - گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا - چہپن سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چہوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہوکر وہان سے پہر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تہا - اس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتہہ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تہے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کیے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش ترشی عشقی کی نسل سے ہین - جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تہی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہند مین مجلس فیض عین رونق پر تہی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تہے - اور شہر لکہنوتی مین قیام کی تجویز کی تہی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کردیا - جب ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کیے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہ جین کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تہا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تہا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتہہ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جوئباری

آپ - دینی سعادت مین - موحدان سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تہے - بااینہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین ایک شمہ بہی فروگذاشت نہین کرتے تہے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات سننے کے بعد - اُسی حجرہ مین گہس جایا کرتے تہے - جو بنا رکہا تہا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہو جاتے تہے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزاردی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضا و جوارح ملک عدم کے سپرد کرکے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گہر مین سے سواے ایک شکستہ خشت اور ایک پرانی چٹائی کے کچہہ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبد اللہ تمیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تہی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال قادری کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہوگئی - اور نیز ان کا دامن پکڑ کر آلہی

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمٰعیل نے خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا جانشین بنایا۔ دنیا وہی داد وستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اس داد وستد کے اندر مکر و فریب کو آپ کے افعال مین اور ناراستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہ تھا۔ ہجری سنہ نوسو چورانوین مین شوال مہینا گزر کر چاند رات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑہنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تہے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹھکر باہم مبارکباد کہی آپ کی آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبکدوش کر کے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جانا ہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تہے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑہکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم تکیہ پر سر رکہکر۔ اپنی جان کو کلمہ شہادت کے ساتھہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ اگرہ

یاد مولانا کاسکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخر الدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بہرے ہوے تہے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل و نقل کے خزانے کہلتے تہے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرامات مین بہی رہنا پسند نہین تہا۔ ہمیشہ آزروے فنا رہتی تہی۔ کہتے ہین۔ بہت سے لوگ آپ کے درس سے اُستادی اور مدرسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تہے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تہے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بہی اپنے ہمرکاب لے چلیئے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکہنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہ ہوؤن مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکہا۔ تو اُس کے درخت تمام و کمال قیام سے رکوع مین جہک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹہ پر ہاتہہ پہیرا۔ تب میرے دل مین اس حالت کے دیکہنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو چوالیس مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ سدرنون بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بہی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلت اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تہی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عمگسار دلون کے دوست۔ اور نیز رموز النفس و الآفاق سے واقف تہے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

کے اُستاذ زادہ ہین - جو مجمع البحار طاہری - اور ریاض الصالحین کے مصنف تھے میر زمان شیخ عیسیٰ قاسم مظلہ سے روایت ہے - حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے - اُنھون نے فرمایا - مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین دریا مین بہا دی تھین - اور احیاء العلوم - عوارف - فصل الخطاب - اور نیز ان کتابون کی مثل جو دیگر کتب ہوتی تھین - اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تھا - مصرع ع بادر بروحش مقام جنت فصل الخطاب -

یاد مخدوم بایزید لاکھہ

لاکہ - ایک قبیلہ ہے سندھ مین - عزت آمادہ وارین - بہرہ مند نشاتین - مرزا عبدالرحیم خانخانان - امدد دولت نے میر زمان کی خدمت مین بیان کیا تھا - کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین - مخدوم کی خانقاہ مین پہونچا - تو صوفیون کی ایک جماعت دیکھنے مین آئی - کہ اُن کے ہاتھہ تو لازمی ضروریات بہم پہونچانے کے کام مین مصروف تھے - اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتھہ - ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تھین - اور اُن کے قلوب - نفسانی خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تھے - آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچھہ باطنی فروغ حاصل ہوا -

مصرع ع آیۂ نور باد شمع شبش ؎

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ - حق کے عارف - اور خلق کے معروف تھے - ہدایت سندہی سے روایت ہے - ایک رات کا ذکر ہے - مخدوم خلوتخانہ کے اندر - مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تھے - پیاس کا زور بیان تک ہوا - کہ پانی کے واسطے باہر آنا پڑا - ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے - دیا جو کچھہ دیا - اور پایا جو کچھہ پایا بیت

آرزو آنچنان ندانند خواست	انچہ حق بہر بندگان آراست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتھہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تھا - آپ آگاہ دل - خداشناسون مین سے تھے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوجایا کرتا تھا - اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تھا - ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تھے - کہ اندیشہ بھی اُن کے ادراک سے قاصر رہتا تھا - اور کوئی دانشمند - آپ کے بیان کی توجیہ نہین کر سکتا تھا - کہتے ہین - دارالاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست کی تھی - جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تالیف قلوب کرکے کھینچ لاوے - چنانچہ مولانا نے اپنے

یارون سے استفسار فرمایا۔ ہر ایک نے اس کام کے لئے۔ اپنے تئین تجویز کیا۔ اُس وقت مجلس مین مولانا
خرد موجود نہین تھے۔ پیر بزرگوار نے سب کی رائے کو نظر سے گرا دیا۔ کیونکہ بو سے پسند آتی تھی۔ اور قلبی توجہ سے
مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا۔ اور فرمایا۔ دیوانہ تم درویشان بلخ کے پیشوا کئے گئے ہو۔ اُٹھو۔ اور روانگی کا
سامان کرو۔ جب وہان پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا۔ اور طالبون کو اپنے مطلوب مین کامیاب کرنا۔ آپنے
تعمیل حکم کی۔ اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھ انجام دیا۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا۔ کہ آپ کی
طلب۔ روحانی عالم مین ہوئی۔ آپ نے قبول فرما کر بلخ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ صدیق برودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے لڑکے تھے۔ جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا۔ تو باپ کی عطاری کی دوکان
چھوڑ کر۔ پیر کا شعاری طریقہ اختیار کیا۔ تھوڑے عرصہ مین ذاکر۔ شاغل۔ عابد۔ عارف۔ فانی۔ متوکل۔ اور نیز
گوشہ نشین ہو گئے۔ خلافت کا خرقہ۔ اور بیعت کی کلاہ شیخ صدر الدین ذاکر سے ملی تھی۔ ہمیشہ جان توڑ کر کوشش
کیا کرتے تھے۔ کہ پیر کی ہی ملازمت مین رہین۔ پیر کی اُخروی رحلت کے بعد ناچار ہو کر ایک مسجد کا گوشہ
اختیار کر لیا تھا۔ اور اُسی مین رہے۔ جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑ کر لاہوتی شراباً طہوراً کا پیمانہ منہ سے
نہین لگا لیا۔ اور بزم وحدت مین صاحب دور نہین ہو گئے۔ ہجری سنہ نوسو بانوین مین جو مظفر گجراتی کے خارج
ہونے کا اور خانخانان کی فتح کا سال ہے۔ راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمد آباد گجرات
کو جا رہا تھا۔ جب شہر برودرہ (بڑودہ) ہو کر گزر ہوا تو اپنے مرشد شیخ صدر الدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے
واسطے۔ اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دو تین روز وہان پر مقام کیا۔ اور اپنی مشتاق
آنکھین ان اصحاب کے دیدار سے منور کین۔ اس درمیان مین شیخ صدیق کی خدمت مین کئی دفعہ رازداری
کی باتین ہوئین۔ پھر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین استاذی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی
خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا۔ تو اس دفعہ آپ کو برودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد مین نہ پایا۔ مسجد کے
ہمسایون سے آپ کے حالات تحقیق کئے۔ تو اونہون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین آپ
آنجہانی ہو گئے۔ بعض نے سنہ چھیانوین بیان کیا۔ العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبد الرحمن صوفی سرہندی

آپ ترین گروہ مین سے ہین۔ عاشق منش۔ مبتلا سرشت۔ سوختہ دل۔ حسن پرست۔ فراخ مشرب

ہور وجو بلند ہمت - ستودہ خو - گوشہ نشین - گرسنگی پرور - نیاز گزار - آرزو دشمن - قناعت دوست اور اہل کشف تھے - آپ کو سید بدہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تھی - جب اپنی زاد بوم سے آپ دارالسلطنت آگرہ مین آئے - تو غوث الاولیا کے صاحب نادہ مخدوم شیخ ضیاءاللہ کی خانقاہ مین حجرہ تجویز کر لیا قدس سرہم اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پُر بہار کر دیا عائشہ نامی ایک عورت حسینہ اور جمیلہ تھی یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ عورت مذکورہ نے بھی - درویش اور نیز درویشی پر دل دیدیا تہا - القصہ دونون طرف کی اجازت - اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی - بہت برسون تک دونون ہمراز رہے - سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین - ہمیشہ کہا کرتے تھے - کہ شیخ اس عورت کے ساتھ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے - کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تھے - اور [۵۱] زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ کے گرویدہ لوگون سے مستثنیٰ تھے - کیونکہ آپ کی نظر بساط زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکھکر کبھی اپنی جگہہ سے نہین سرکتی تھی - اور آپ کا دل - روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبھی دہوکہ نہین کہاتا تہا - بلکہ نہایت کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی - اور برہنگی کی دلاسا کشادہ پیشانی کے ساتھہ فرمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نو سو پچانوین مین اپنی عنصری صورت - سپرد خاک کر کے - اصلی وطن کو رخصت ہوئے -

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ - حافظ - عالم - قاری - بے تکلف - شکستہ دل - اور نمناک چشم تھے - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتھ اُس ملک مین مشہور تہا بیع القلوب کے ہمراہ دیکہا ہے - اور مذاق کے طور پر کہا [۵۲] اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ اور یہ کہکر چل دئے - مخدوم ہارون ایک بزرگ تھے سندہ کی تمام زمین ان کے وجود سے روشن تھی - اور تتہ کی تمام اطراف اِن کی باعلم اولاد اور شاگردون سے منور ہین - کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین ظاہری علم مین آپ کے اُستاد - ملا یونس مفتی سندہی ہین - تقدیر کے کرشمہ سے ناچار ہو کر آپ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوئے - اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف بیان

---

[۵۱] لوگون کو (دنیا کی) مرغوب چیزون کے ساتھہ دل بستگی بہلی معلوم ہوتی ہے [۵۲] کیا یہی ہین - جو تمہارے معبودون کو (بُری طرح) یاد کرتے ہین ۱۲-

تشریف رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے۔ اور شکر الٰہی بجالائے۔ ان دونون صاحبون کے درمیان مین بیان تک محبت بڑہی۔ کہ شہر کے لوگ دونون بزرگوارون کو باہم بہائی بہائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب۔ وہ شیخ طیب نہین ہین جو اُن کے بہائی تھے۔ اُن کا پیمانہ زندگی ہجری اسنو پر پہونچ کر مین لبریز ہوچکا ہے۔ القصہ۔ آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوۃ حدیث پر بہی ہین۔ مسیح القلوب۔ اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین۔ برار کے حادثہ علوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بہی حاکم کی التماس قبول کر کے برہان پور مین آگئے تھے۔ بہت کچھ فیض بیان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا۔ خوابگاہ۔ شیخ ابراہیم عمر سندہی کے حظیرہ مین ہے۔ مصرع باد طیب ہمچو نامش خاک او۔

یاد شیخ عربی دیانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب وغریب ہوش رُبا خارق عادات۔ زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین۔ کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لاسکتی ہے۔ منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تہا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تھے۔ تو تمام جسمانی اعضا بند بند کر کے جدا ہو جایا کرتے تھے۔ اور پہر مل جایا کرتے تھے۔ بعض کا یہ گمان ہے۔ کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم۔

مصرع مظہر معجزات احمد بود

یاد شیخ سعد اللہ دھلوی چشتی

آپکا روزمرہ کا خرچ۔ دہقانی۔ سوداگری۔ یا سپاہگری پر منحصر نہین تہا۔ بلکہ[۱] فی السماء رزقکم کے جاگیر دارون کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہوگیا تہا۔ اس سبب سے آپنے زندگی۔ اُسی آسمانی روزی پر بسر کی۔ کسی استعارف سبب کو ہاتہ نہین لگایا۔ اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتہ سے پکڑ کر واصلان قرب کی ملازمت سے فیض اُٹھایا۔ آپ اپنے تئین شیخ جاء اللہ دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تھے شیخ عبد العزیز یحیٰی مندری دہلوی کے ساتہ نسبت خویشی رکھتے تھے۔ شیخ محی الدین ملیح الملک کو۔ عادل شاہ برہان پوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا۔ یہ آپ کے ہی فرزند ہین۔ اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی۔ دہلی سے بہ ترک سکونت برہان پور چلے آئے تھے۔ چند سال بعد۔ اسی شہر کی

---

[۱] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

حدود مین شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سنبھلی کی تربت کی ہمسائگی مین خوابگاہ اختیار کی۔

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد در بہشت ؁

یاد سید حیدر قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا۔ کہ شیخ بلال کی ملازمت مین پہونچے۔ اور ان کے موثر انفاس سے تلقین چاہی شیخ بلال نے فرمایا۔ سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان مرتبہ ہے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ کا رہنما مجھ جیسا گودڑیا فقیر جو کچھ نہیں سمجھتا ہے۔ زیبا نہین ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش مین ہمت کا پانون غبار آلود کر کے اپنی مرادین کامیابی حاصل کیجئے۔ جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو۔ قصہ کوتاہ آپ نے جہان پہلا قدم سے قید اٹھائی۔ اور سیاحی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایام سیاحی مین۔ جس صاحب کی خدمت مین پہونچتا تھا امید پوری نہین ہوتی تھی۔ جواب ملتا تھا۔ کہ تمہاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ مین آچکی ہے۔ ناچار پھر پھرا کر شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا۔ اور بیعت ہو گیا۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ جب مین چھ روز کا تھا اُس وقت کے حالات مجھے یاد ہین۔ کہ مین کس طرح اور کہان تھا مصرع بصارت با بصیرت روز بیش باد۔

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہین۔ کہتے ہین۔ آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تھے حتیٰ کہ چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تھے۔ یکایک اس ساز و سامان کے ترک کا خیال آپ کے دل مین پیدا ہوا سب کو چھوڑ چھاڑ کر کس کی کفنی گلے مین ڈال لی۔ اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا۔ ایک روز آپ سے دریافت کیا گیا۔ عزو جاہ کو چھوڑ کر۔ فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گدائی۔ اور ظاہری خواری کے ساتھ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مین فرمان بردارون کے مکانون پر جا کر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگون۔ تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ آسودگی بڑھے۔ جب آپ قبر مین رکھے جاتے تھے۔ تب ذکر کی آواز سننے مین آئی تھی۔ مصرع جز بہ ذکر حق زبان گویا مباد ؁

یاد شیخ محسن کھانہ

کہانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت مین چالیس کوس دور۔ توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ کی ولایت کے تھے۔ ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہین۔ آپ اپنے گانون سے کہین نہین جایا کرتے تھے البتہ چند روز بعد درویشون کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ مین آیا کرتے تھے۔ یہان کے باخندے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے - اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر مین لاکر
ہر ایک شخص اپنے گھر مین اُترنے کی التماس کیا کرتا تھا - آپ سب سے عذر معذرت کرکے - جہان آپ کا دل
چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے - سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے - اور ایک شکم کی مقدار کے
سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے - اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو
لوٹ چلا کرتے تھے - بہت برسون تک اسی طرح گزاری - خوابگاہ کہانہ -

یاد شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ - گجرات کے فرزند - قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ
راقم گلزار کے مربی - ربانی کلام کے حافظ - بے یارون کے یار - اور کمزورون کے قوت بازو تھے - ہر ایک
خانوادہ کے پیرون مین دعوت کا علم - اوراذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے - اور علی ہذا مشہور سلسلین کے
مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین - ان سب امور مین آپ کو کمال فیض حاصل تھا
مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم - اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے - خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے
اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے - یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو بہم پہونچائی تھی جب
مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا - تو آپ کو اُنھون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے یہین
چھوڑا - کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعدہٗ تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ
نوسو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہوگئے - خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی - شہر والے آپ کی عمر جو کوتاہ
بتاتے تھے - اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھتے تھے - رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون - کہ اس
علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جسپر علم حاصل نہین ہے - رحلت کے وقت
آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے - آپ نے حاضرین مین سے شیخ داود کو منتخب کرکے اپنی جانشینی
کے واسطے اجازت فرمائی - شیخ داود جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے
انھون نے شیخ عبداللہ اور شیخ ضیاء اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اور صفائی
وقت حاصل کی - اب اُن دونون صاحب زادون کے بجانب گوالیار چلے جانے کے بعد - آپ
ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین منڈو کی طرف لوٹ آئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو قیام اور راستہ روی
کی توفیق عطا فرماوے - مصرع ع ہمچو نامت انجام کارت محمود باد ؛

یادِ شیخ محبت

آپ بنی اسرائیل گروہ مین سے ہین - زادبوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگ پور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش تہی نستعلیق خط اُستادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہو گئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کر دیا - اِس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اُٹہا - تو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم کے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک راقم گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بگڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر ناموافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گذرین - اُس نے کمر مین سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بدکردار کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو اصحاب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیئے - کہ اپنی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا دگرگون کرنے کی طاقت نہین ہے - القصہ ہجوم غوغا کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہو گیا - تو آپ اُجین سے سارنگ پور مین چلے گئے اس جگہہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر - ہجری سنہ نوسو چہیانوین مین خرابی پیدا ہو گئی - عارف وقت محی قلوب سید محی الدین المپسر سید چاند سارنگ پوری - جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاء الدین کے روضہ مین شیخ محبت سے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی - اور دوسری طرف ایک جمیل منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہو گئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش ٹہراتا ہے - آپنے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہو گیا ہو - موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم نشینون کو یہ دہوکہ دیا - کہ مجہکو

سانپ نے کاٹا ہے - جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا - تو آپنے مسکرا کر فرمایا - درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے - پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کرکے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن - صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا - اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تہا - اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا - کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا - اس بیان سے معلوم ہوا - کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے درحاصل آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے - کہ جیسے بیان کی گئی - اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکہا - تو آپ سے آنہی عالم کا ماجرا دریافت کیا - آپ ہنسے - اور فرمایا - **المومن مرآۃ المومن** اور منہ بند کر لیا - **مصرع** آئینہ خدا سے نما با و جان او -

یاد سید بدالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام وکمال ہمت - حدود شریعت کی نگاہبانی مین - اور تمام وکمال نیت - اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تہی - آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت - معرفت اور کشف کے انوار - شریعت کے لباس مین - پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تہے - تصوف کی برہنہ باتین - بہت کم کیا کرتے تہے حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت - دل چسپ اشارون - اور دل آویز نکتون کے جواہرات - نظم اور نثر کے تاگہ مین پروکر - سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تہے - ظاہری علم کی تحصیل - شیخ ابوالفتح تہانیسری - اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے - اور باطن کی پرورش - اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کرکے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تہے - آپ کی ولادت کا سال نو سو تینتالیس ۴ - آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن - اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تہے شیخ محمد صوفی سے روایت ہے - ایک دفعہ مین جنگل مین جا رہا تہا - دو مرد عرب سامنے آئے - اور سلام کیا - مینے سلام کا جواب دیا - اُنہون نے دریافت کیا - سید بدالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین - مینے کہا - مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون - انہون نے کہا - ہم کو اُن سے ملنا ہے - مین اُن دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا - اُنہون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا - فرزند رسول اللہ **علیہ الصلوۃ والسلام** سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تہی - معاملہ بن حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے - کہ ہندوستان مین جا کر اگر مین سید بدالدین کے مرید ہو جاؤ - اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بہی ہین - لیکن - تمہارا حصہ ازل مین اُنہین کی تحویل سے ملنا

معین ہے - آپ نے ارشاد فرمایا - اس شہر مین اس بتہارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا - انھون نے عرض کیا - جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین - وہ تو آپ مین ہی پائی جاتی ہین - خیر - رسم بیعت بجالاکر - اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی - راوی بہی دہلیز کے باہر تک اُنھون کی متابعت مین گیا تھا - اُنھون نے فرمایا جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑہی مین فروغ پیدا کرے گا - وہی سال سید کے کمال کا ہو گا - کہتے ہین - جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی - تو پیری کی سفیدی نمودار ہوئی - اور اسی سال کی پہلی ماہ صفر کو استسقاکی بیماری آپ کو عارض ہو کر - کامل دو مہینے لگاتار رہی - لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا - تاریخ چھبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ نے بزرگان شہر کو بلاکر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بہاری کے حوالہ کیا - حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاکر کہا - اللہ تعالی اجل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے - آپنے فرمایا ہر ایک طرح سے مبارک ہے - بالآخر - اسی ربیع کی چاندرات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرماکر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تہے - مگر سادہ تھا - آزاد تہے - مگر سوز بخیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تہے - مگر کام سب عاقلانہ فنافی الشیخ کو فنافی اللہ سے زیادہ دوست رکہتے تہے - اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تہے - تمام کردار گفتار - اور رفتار مین اپنا نقش خاکی لوح سے مٹاکر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تہے اسی اندیشہ مین اُنکی آمد و رفت رہتی تہی - اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکہتے تہے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تہا - کہ آپ کے نام آلہی طلب کا پیغام پہونچا - آپ قبول کر کے - عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہو گئے - آپ نے ایک بیٹا چھوڑا - شیخ ولی محمد نام تہا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی - توحید کے قوی جذبہ نے آلیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ توحید کی بات کے سوا - آپ کی زبان - دوسرے حرف کے واسطے حقیقۃً گونگی تہی - ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تہے - پہر آپ کی کوئی خبر نہین آئی - آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین - یہ اپنے پیر کے ساتھہ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

حضر مین رفیق رہے۔

یاد شیخ میان آبا

آپ کا نام ابراہیم ہے۔ صاحب حال و قال۔ اور اہل مقامات و کرامات تھے۔ نماد بوم قلعہ بھر وچ گجرات اور خوابگاہ برہان پور محمد شاہ فاروقی کے حظیرہ مین۔ کہتے ہین۔ یون تو آپنے بہت سے مشایخ زمانہ کی نظر دیکھی اور ملازمت کر کے فیض پایا تھا۔ لیکن خرقہ خلافت آپ کو غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت عالی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ **القصہ** جب گجرات سے برہانپور مین آئے۔ اُس وقت مین محمد شاہ وہان کا حاکم تھا۔ اور سید زین الدین اُس کا وزیر اعظم تھا۔ جس نے غوث الاولیا کی خانقاہ مین ایک مدت تک رہ کر کام کیا تھا۔ یہ دونون اصحاب صفائی قلب سے آپ کے مرید ہوئے۔ جب حاکم اور وزیر مرید ہو گئے۔ تو آپ نے مرید کرنا ترک کر دیا۔ اِس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین ایسا نہ ہو۔ کہ اب جو لوگ میری طرف اظہار ارادت کرتے ہین۔ اس مین لوگون کا خیال یہ ہو۔ کہ اس صوبہ کے حاکم کا مین پیر ہون۔ پس یہی بہتر ہے کہ مین اپنے تئین اس خطرناک شیوہ سے باز رکھون۔ تاکہ جو لوگ ارادت کی استعداد رکھتے ہین یا ہین اُن کی گمراہی کا سبب نہ ہون اور کسی کے خالص عمل کو ریا کی آلایش سے آلودہ نہ کرون۔ ہجری سنہ نو سو اٹھانوے یا ننیانوے مین اعلیٰ عالم ارواح کو رحلت فرمائی۔ **خلیل الرحمٰن** ۹۹۹ھ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصرع ملا اعلے یاد جاے یاد او۔

یاد حاجی ابراہیم سرہندی

آپ کی رنگین طبیعت کا شاہد۔ علوم اور معرفتون کے زیور سے آراستہ تھا۔ شیخ المحدثین شیخ ابن حجر نیمی کی خدمت مین آپنے حرم محترم مین رہکر احادیث کی تصحیح کی تھی۔ حدیث اور تفسیر کی سندین آپ کو نسبت عالی حاصل تھی۔ آپ کی قوت ناطقہ موثر اور واعظانہ اشعار کی زبان سے آشنا تھی۔ جس زمانہ مین تمام ملک ہندوستان کو شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے فتح کر لیا تھا۔ تو اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تمام علما۔ جو گرد کے گروہ پاے تخت کے شہر مین فراہم ہین۔ ایک ایک کر کے تمام قلمرو کے ایک ایک حصہ مین مقرر کئے جاوین جس طرح ظاہری فوج اور امرا سے ملک مین امن و امان اور آرایش ہے۔ اسی طرح اس باطنی گروہ کے بابرکت انفاس کی برکات سے بھی۔ ہر ایک ملک کے باشندون کو اپنی اپنی استعداد کے موافق فیض پہونچے اور نیز ہر ایک شخص بقدر حوصلہ۔ اِس جماعت کی ملازمت سے فروغ معرفت حاصل کرے۔ اِس

خیال کی بنیاد پر پھر ایک شخص - ایک جداگانہ سمت مین نامزد کیا گیا جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت - دار السلطنۃ مین لوٹ آئے - یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری - اس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتھبورؔ[۵] مین بہیج دیا - یہان پر تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوئے - ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا - کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو - مگر پیدا نہین ہوا - پھر ایک رات رسی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی - تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جاوین - اور فرار ہو کر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدہی دور تک اُتر آئے تھے - کہ یکایک رسی ٹوٹی - جس نے عمر کا بہی پیوند قطع کیا - جو ایک بال کے تار سے بندہا ہوا ہے - آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا - اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا - **بیت**

غمخوار خویش باش غم روزگار چیست	پیوند عمر بستہ بہ موئیست ہوش دار

یہ واقعہ پیش آنے سے خردشناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۂ کریمہ[۲] اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور سرکشی طبیعتون کو اوامر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہو گیا -

یاد شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین - اور نام شیخ لاد ہے - ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا - آپ کے آباے کرام سُعنعن شیخ عبد الرحمن کو پہونچتے ہین - جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین رضی اللہ عنہ غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی - اور سب کو عمل مین بہی لائے - حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تہی - اور اس کا سبب ابہی ابہی اوپر گزارش ہو چکا ہے - تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکہا - اور آیۂ کریمہ[۳] لَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ

[۱] رنتھبور مقام - آگرہ اور جیپور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ [۲] اللہ کا حکم مانو - اور رسول کا حکم مانو - اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین اُنکا بہی ۱۲ [۳] نہ ان لوگون پر کسی طرح کا الزام ہے) کہ جس وقت تمہارے پاس آئے - کہ تم اُن کے لیے سواری بہم پہونچاؤ - تو تم نے جواب دیا - کہ میرے پاس تو کوئی سواری ہے نہین - کہ تم کو اوسپر سوار کر دون - وہ لوگ لوٹ گئے - اور عدم میسری غم سے ملول اون کی آنکھون سے آنسو جاری تھے -

کے مصداق معذورون مین سے ہوئے - ناچار آپ چند سال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے - یہ قصبہ مضافات مالوہ مین ہے - پہر جب باز بہادر افغان - اکبر شاہ کی افواج سے بہاگ کر بگلانہ کے اطراف مین آیا - اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا - اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت مین آمد ورفت رکہتی تہی - موقوف ہوئی - تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین - اِس قصبہ سے بترک سکونت ملک خاندیس کو چلے گئے - اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران شکر کو تہی کی جاگیر مین تہا - اس سال مین شیخ وددالله کی عمر شریف ننو سے تجاوز کر گئی تہی - مسیح الاولیا فرماتے ہین - ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تہا - وہان پر شیخ وددالله کی ملازمت بہی میسر ہوئی تہی - ہمنے ایک نورانی پیر دیکہا - جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکہنے والون کی نظر کے سامنے عیان تہے - ہجری سنہ نوسو ترانوین مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جامود - آپنے ایک لڑکا چہوڑا ہے شیخ اسمعیل نام - اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت مین رہ کر اندرونی اور بیرونی شست وشو کی تہی - اور فقر وفاقہ کے ساتہ اس طرح یگانگت پیدا کی تہی - کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت مندیاں ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہو جاوین - تو زیبا ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین مرشد کی اجازت سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جارہے تہے جو قصبہ آشٹہ ہے - چونکہ آشٹہ جانے والا کا گزر منڈو (ماندو) مین ہونا ضرور ہے - لہذا شیخ اسمعیل کو منڈو مین آنا پڑا - اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے بہت کچھ تسلی دلاسا دی گئی - کہ فقراے باب الله کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے - تو آپنے یہ عذر کیا - کہ مرشد کی اجازت آشٹہ ملک ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے - اور راقم کی التماس کو قبول نہین فرمایا - تاریخ پندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو روانہ آشٹہ ہوئے - مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ؎

یاد میان وجیہ سندہی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک - ایک روز مسیح زمان کہتے تہے - ہجری سنہ ایک ہزار ساٹہ مین برگزیدہ صاحب دلان - مردم چشم کیمیا نظران - خانخانان ابد دولتہ نے جب برہان پور خاندیس مین نزول فرمایا تو اولاً خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے - براہ راست جلو کے ساز وسامان کے ساتہ فقیر

کی سمجھ مین چلے آئے۔ سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی۔ کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حدود مین لشکر کے خیمے نصب ہوئے۔ تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا۔ مگر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کرتا وقت غنودگی پیدا ہوئی۔ اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا۔ اس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے۔ اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اُتر کر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون۔ اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کئے۔ جس کا اجمال یہ ہے۔ بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ درد طلب سے مالامال تھا۔ آنکھین اشک پشیمانی سے بھری ہوئی تھین۔ اور زبان یاد حق سے لبالب تھی۔ مصرع ع چشم و زبان و دل شاد پر از معرفت ؛

یاد شیخ احمد متوکل اُجینی

اُجین۔ صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے۔ آپ کو خرقہ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرہما آپ ہمیشہ زبانی اور نہانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے۔ امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجھا۔ پیدائش ہندمین کسی شرقی شہر کی ہے۔ شیر شاہ سور کا زمانہ تھا۔ کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے۔ اور سامان قیام کیا۔ کسی شخص سے روپیہ پیسہ۔ ایک روز کے خرچ سے زیادہ کبھی نہین لیا۔ ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی۔ اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے۔ راقم کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور وابستگی تھی اور وہ بھی استمرار کے ساتھہ۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی۔ خوابگاہ اُس حوض کے کنارہ ہے۔ جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ ایک جانشین چھوڑا تھا شیخ عبداللطیف نام تھا۔ انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑھائی تھی اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہانپور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین عاریتی عالم کو ترک کیا۔ مصرع ع شد وزیش اَللّٰہُ لَطِیفٌ بِعِبَادِہٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے۔ زادبوم دہار۔ خوابگاہ خاک مدینہ۔ آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیار ہند مین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے۔ اُس کو اپنا وطن بنالیا تھا بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلیج کے عہد مین منڈو (ماندو) مین آئے۔ اور یہین سامان

اقامت کیا چند روز بعد قصبہ انجیرو کے قاضی ہو گئے - جو مشنو سے بارہ کوس - اور دہار سے پانچ کوس ہے
اس قصبے کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو آسمانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعد اللہ مسند شریعت پر بیٹھے جب
انھون نے بھی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت میں شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جستجو مین بھاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جا کر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تھا - ایک سیاح شیخ عبداللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تھی - اثنائے راہ مین ایک گانون کے نزد
ان کی ملازمت مجھے حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور وہ دونون ایک دوسرے کے ہم عمر
نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سوائے اجازت سلسلہ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجکو پیر سے حاصل تھی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حدود مین ایک کوٹھری پسند کی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور ہم نشین قزاق کی درآمد برآمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کھانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنیٰ ہو جاتے - بااین ہمہ
آہنی خار - ایک پرانی گودڑی کے اندر لپیٹا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نوسو چھیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکا اکبر شاہ تھے
ابد دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندھا - اور براہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤن گا - لیکن نواب سے دوستی تھی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بھی اسی طرح پر التماس کیا - لہذا آپ نے
مہربانی فرما کر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپ نے آنکھون پر

پٹی باندہ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین - اور اپنے اوپر لازم کیا - کہ جب تک جمال کعبہ نہین دیکہہ لون گا - پٹی نہین کہولون گا دوسرے سال قرار داد کے موافق زاد راہ اور سفر خرچ کے واسطے جس قدر ضرورت تہی - اور وہ بہی صرف اس قدر - کہ درویشی مین بہی خلل انداز نہ ہو - نواب عزیز کے خزانہ سے لیکر انتظام سفر کیا - ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کرا کر وہ اونٹون پر بندہوا یا - اور اُس حجرہ کے اندر آپنے اپنے تئین اوندھا لٹکایا - اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پہ پہنچے - بعدہ حجرہ کو جہاز مین کھڑا کردیا - اور آپ اُس مین بدستور آویزان تہے - کہتے ہین - کہ راستہ کے اندر آپ بہت روئے - آنسوؤن کی حرارت سے پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکہا ہے - القصہ بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا - جس کے سبب سے آپ کی آنکھون پر لذت نظارہ حلال ہوئی - عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے - اور مدینہ مقدسہ کا طواف کر کے روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی - جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سن نوسو اٹھانوین کو فرمان طلب صادر ہوا - تو کمال آرزو شگفتگی خاطر - اور خندہ پیشانی کے ساتہہ عالم قدس کو روانہ ہوئے -

مصرع پیشگاہ قرب بادا جاے او -

یاد مولانا اسمٰعیل سومرہ

سومرہ - سندہ مین ایک گروہ کا نام ہے - آپ اُس ملک کے نامور مشائخ مین سے ہین - آپ کی خانقاہ کیا تہی - ایک زاہدستان تہا - کئی ہزار گون غلہ - زراعتی تخم کا ہوتا تہا - جس کا حاصل خانقاہ نشینون کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا - آپ کا خاص طریقہ - درویشون کی خدمتگاری کرنا تہا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے - مصرع باد دلش غنچۂ باغ صفا -

یاد شیخ عبداللہ کتھواسن

آپ کے پیر بیعت اور مرشد طریقت کہین بیان مین نہین آئے ہین - غالباً آپ کا مشرب اولیسیہ تہا - آپنے - توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکہی تہی - کبہی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج کا منہ لیکر نہین گئے خوابگاہ دار الخلافہ آگرہ -

یاد ملا دوست صحاف

جو محرم ہم نشین تہے - وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تہے - آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندون مین سے ہین - آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین الٰہی اسرار اور تصوف کے بے شمار جواہرات اور

سو تی بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے
اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپکے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کاکا -
آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تھی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے
تھے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تھے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ
مین رہتے ہین - اُنہون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پھینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکھتے ہین آپ
نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین
ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑکر علوی وطن کا عزم کیا بخوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہار الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق
ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال تھے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تھی - بے مہمانون
کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کررکھی تھی - صاحبان احتیاج کے
حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تھی - اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تہا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان
اور سیہ دل ہوتا تہا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علیٰ ہذا القیاس آپ کی دعاؤن کا حال
تہا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی
کے داغ دہبے سے پاک صاف تھی - تاریخ چوتہی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو
چلے گئے آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام ابن عبدالکریم نارنولی

آپ - حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین
آغاز شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کھڑے ہوئے - اور ہمدرد
یار سید فیروز کی ہمراہی مین بہت کچھہ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھہ ڈالے - اور
بہت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھہ نہین لگی - اس اثنا مین
مین آپ گوالیار پہونچے اور چندروز غوث الاولیا قدس سرہٗ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون
کے ساتھہ رہے - تقدیر مین لکہا تھا جس کے بموجب خواجہ خانون علاتاج ناگوری کی ملازمت سے

اپنی مرادوں میں کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اور خدمت کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن مین آکر رہنمائی کی مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الہٰی معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار مین بڑے چھوٹے کی ہدایت کے واسطے آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب مین سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت خلفا کی فہرست بڑی لنبی چوڑی ہے اس کتاب مین نہین آسکتی ہے۔

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور پاشی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف ہندوستان مین پہیل گیا - آپ کے زمانہ مین بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کا عہد مبارک حاصل ہو گیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تہی - تاریخ اٹھائیسوین صفر ہجری سنہ نو سو ستانوین کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہو گئے - **مصرع**

سیر گاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ بیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تھے جمالی مظاہر سے عشق رکھتے تھے چند سال دیوانگی کا عیش اٹھایا - اندرونی بے آرامی بہت کچھ رہتی تھی - اس سبب سے ایک ساعت بہی ایک جگہہ نہین بیٹھتے تھے - اور زبان حال سے لوگون کو سناتے تھے - **بیت** -

بجسن از بس کہ بسیار یم مائل		باندک حسن از جا میرود دل	

اس مین شک نہین - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونون جب دل مین جمع ہو جاتے ہین تو نظر بازی کا شوق ابہر آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل وفہم - ملک باطن سے کوچ کر جاتے ہین - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گر گر - تکلیف اور مصیبت جہیلا کرتے تھے - ایک روز راقم گذرا آپ کے ساتھہ ایک راستہ مین کہڑا ہوا باتین کر رہا تھا - اتنے مین عماری دار ہاتھی آپہونچا - آپ نے اچہل کر ہاتھی کے دانت پر قدم جا جمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی - عماری کے اندر جو عورتین بیٹھی ہوئی تھین - اُنہون نے بیتاب ہو کر پردہ اٹھا دیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز و کرشمہ کا نشانہ بنا کر خود بہی اُس کے راز و نیاز پر فریفتہ ہوئین - **القصہ** طرفین کی حیرت بیان تک پہونچی - کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی مین بھی سرایت کی۔ بے اختیار ہوکر فیلبان نے پردہ عماری کا چھوڑا۔ اور غصہ سے آنکس مارکر ہاتھی کو راستہ پر لایا۔

مختصر یہ ہے۔ کہ چند روز بعد آپ لوگون کی نظر سے مخفی ہوگئے۔ مصرع ع نمی یابم نشانِ او کجا رفت یہان تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین شیخ دولت کی زبانی جو نبیرہ ویا پور کے تالاب کے کنارہ ایک کوٹھری مین رہتے ہین۔ کچھ حال سنے مین آیا۔ اُنہون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا۔ فقیر اُس وقت اَجین مین شیخ عبد الغفور داود کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تھا۔ شیخ بیارہ بھی اُس مسجد مین آکر گوشہ نشین ہوئے۔ چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ یہی بیماری اس عالم سے آپ کے چلے جانے کا سبب ہوئی۔ اور اُسی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے۔

یاد سید ابراہیم بھکری

آپ شیخ جلال متو کے خلیفہ ہین۔ جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تھے۔ **قدس سرہم** پیر کی دوستی اور مہربانی۔ اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتھہ پیش آنا۔ آپ کے برہان پور رہنے کا سبب ہوا بہت برسون تک اس دار السلام مین آپنے قیام فرمایا۔ اور بہت سے لوگ جو صحرائے تلاش مین بہٹکتے پہرتے تھے۔ عرفان اور وجدان کی آبادی مین پہونچ گئے۔ مسیح القلوب سے روایت ہے۔ ایک دن مین سید کی ملازمت مین بیٹھا تھا۔ آپنے فرمایا۔ شیخ شکر محمد عارف **قدس سرہ** سے مینے سنا ہے جس وقت وہ عالم ایجادی کا تماشا کرکے زبان حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تھے [۱] اطاعك العاصی فی عصیانك وذکرك الناسی فی نسیانك حال آنکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا۔ لیکن ابہی تک دل کے اندر۔ اُس بات کا جو ذوق باقی ہے۔ یہ ذوق شکل فوارگی نہین چھوڑتا ہے۔ ایک روز ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس مین ایک گوشہ سے اُٹھا۔ اور دونون ہاتھہ ادب کے ساتھہ باندہ کر سامنے آکھڑا ہوا۔ اور روکر فاتحہ اور دعائے خیر کی التماس کی۔ جواب پایا۔ ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے بھی زیادہ پردود ہے۔ اگر تم کو اسپر اطلاع ہوجاوے۔ تو سو دفعہ لاحول پڑھکر۔ اس کی صحبت سے گریز کرو۔ اور ہزارون مہربانی اور دلسوزی کے ساتھہ۔ اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو۔ یہ جواب سنکر انجمن مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اُن مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کشش حق

[۱] نافرمان نے تیری نافرمانی مین گویا فرمانبرداری کی۔ اور بھولنے والے نے تیری نسیان مین گویا تمکو یاد کیا۔

قید خانہ سے رہا ہو کر بہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے۔ خوابگاہ دربان پورہ میں زمانے کے خلف۔ اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں۔

یاد شیخ عبد اللّٰہ

آپ کا قدیمی نام بیکہ جی ہے۔ آپ کے باپ قطب خان شراب خانہ کے داروغہ اور سکر کن تھے۔ آپ بھی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے۔ شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے۔ عروس کے ساتھ کمال وابستگی ہوئی۔ جب ناز و نیاز نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا۔ تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے کامیاب ہوئے۔ یہان تک کہ اجل کی ہجان گزا تلخی۔ نو عروس کے حلق میں ڈال کر پلادی گئی۔ فراق کے داغ نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جمایا۔ پریشان ہو کر اپنا کام چھوڑ دیا۔ اہل زمانہ کا لباس اُتار کر کمل کی کفنی پہن لی۔ چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس میں نمایان ہوئی۔ بہت برسون تک گھر کے اندر بیٹھا یا نہ تنہائی میں بسر کی۔ اور خداشناسی کا راستہ سلوک کی پامردی سے طے کیا۔ آپ ایک خزانہ تھے۔ جس میں دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ ہجری سنہ نو سو نیانوے میں آپنے چشم عبرت کو نمایش گاہ دنیا کے تماشا سے بند کر لیا۔ خوابگاہ شہر مندو۔ مصرع

باوانزول اومقام موحدان

یاد شیخ ابو یزید

آپ شیخ شکر محمد عارف کے فرزند ہیں۔ قدس سرہما۔ جو اصحاب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت ہستی کو قبول کر کے آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہو جانیکے سبب سے ایک ایک کر کے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ اور باپ کی جگہ آپ جانشین ہوئے۔ تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق مسافر باپ سے کمتر سمجھکر وظیفون کے مواضعات کو ضبط کر لیا۔ چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ تو آپنے پیشانی میں چین تک نہیں آنے دی۔ اور خانگی روزی کھانے والون کے واسطے آپ کے دل میں مطلق فکر کا غبار پیدا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہیں پہونچتا تھا۔ مگر عبادت کی طاقت زائل نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی چڑھائی کر کے آیا۔ لیکن آپنے پاے تردد خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہیں نکالا۔ البتہ آپ وصیت کے بموجب مسیح القلوب کے درس میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہونچکر عیسوی فیض حاصل کیا

کرتے تھے - **القصہ** راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تھا - ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم بھکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جا رہے تھے - اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گھر سے ایک دل آزار خبر لا کر آپ کو دی - اور بازگشت کے واسطے جلدی کی - آپنے فرمایا - ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر - درست نیت کے ساتھ چلا ہون - لہذا اعادہ دست نہین کرون گا - کیونکہ شروع کیا ہوا کام - انجام کو نہ پہونچا کر - نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہو جانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے - تھوڑی سی زندگی مین بہت سا ربانی عرفان آپ نے حاصل کر لیا تھا - ہجری سنہ نو سو ننانوین مین آپنے اہل جہان سے دل اُٹھا لیا -

یاد مخدوم نوح مالاکندہی

آپ سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین مسیح القلوب سے روایت ہے شیخ یوسف - رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تھے - یہ کہتے تھے - آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تھا - ہر چند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہو گئی - باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تھی - مگر قرآن کی تفسیر آپ کسی کسی طرح سے بیان کیا کرتے تھے - کیا سندہ کے - اور کیا تتہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی اشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے - آپ بے تامل ایک روشن جواب کے ساتھ خدشات کی شورش و باد یتے تھے - اور معترضون کو معتقد کر لیا کرتے تھے حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے - مین ایک روز مخدوم کی خدمت مین گیا - اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لئے التماس کرون - ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تھی - کہ آپنے فرمایا[۱] و اتقوا اللہ یعلمکم اُس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے - بعض کہتے ہین - کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو **من عند اللہ** ہے - اور بعض کا یہ بیان ہے کہ **خضر علیہ السلام** سے ہے - اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تھے - اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھ پہونچا -

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب - اور صحبت خوش گوار تھی - آگرہ مین ڈھولی کہال دروازہ - خس پوش گھر کے اندر مدتون تک جگر گدازی کے ساتھ بسر کی - چونکہ دل کی تعمیر کا کام درپیش تھا - اسواسطے آپ

[۱] اتقا رکھو - اللہ تعالی اجل شانہ تم کو علم نصیب کریگا ۱۲ -

کی بنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ ماہیین سفر کے بعد۔ اس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ انیٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے۔ لراسمہ

چرا بکار رہ گرو دل ہند بہشت طلب	بنائے قصرِ بہشت ست بر عمارتِ دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ شامل تھا۔ اور مستی ہوشیاری کے ساتھہ ملی جلی تھی۔ پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دارالسلطنۃ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے۔ جو دولت۔ او فقرا کی صحبت مین مشہور ہین۔ اس باغ کے پہلو مین آپ کا گھر تھا۔ لراسمہ

فدا از منی من نہ گذاشت	اندے کے سکر برو و نجتی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنار کھا تھا۔ جس پر دس آدمی آسودگی کے ساتھہ لمبنے لیٹ سکتے تھے۔ آپ ہمیشہ اسی پر بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اور اس پر سے بہت کم نیچے اترتے تھے۔ جو کچھہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا دیر سے یا جلدی سے۔ وہی وقوع مین بھی آجاتا تھا کہتے ہین۔ جس زمانہ مین شیخ ابوالفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی۔ عقلی ونقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تھی۔ اور خلوت نشینان صورۃ ومعنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین۔ کمال کوشش تھی۔ اس زمانہ مین جب ستار الیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تھا۔ تو آپ بلند آواز کے ساتھہ فرمایا کرتے تھے۔ آؤ۔ وزیر چغتائی آؤ۔ بالآخر شیخ ابوالفضل مبارک تھوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے۔ اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا۔ نیز کئی صوبون کی جاگیردار ہوئے۔ شیخ ابوالفضل مبارک کے چھوٹے بھائی۔ شیخ ابوالبرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے۔ خدائے تعالی اسکو جزائے خیر عطا فرماوے۔

مصرع از جیب غیبتی طلبان و دست سرگشاہ

یاد شیخ عبدالجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تھی۔ آپ کا سکر۔ آپ کے ہوش پر غالب تھا جب آپ ہوش مین آتے تھے تو اپنے ہمدمون کو قیل وقال کے گرفتار علما۔ اور دانش کے

خریدیار طلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے - جب حالت ہوش کے بعد پھر استغراقی حالت کا عود کر آتا - دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تھا - تو سواے اسکے - کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہو جاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کر دین - کوئی چارہ کار نہ تھا -

یاد ملک محمود بیارہ

آپ سلک خاندلیس کے وزیرزادہ تھے - اور آپ کے سبب سے فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تھا ربانی کلام کا حفظ - عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم - اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری - انفاس کی پاسبانی - جوہرشناسی - اور اندرونی صفائی - یہ تمام صفات - آپ کی ذات مین کمال کے درجہ پر حاصل تہین - فرماتے تھے - جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی - تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی - یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہوا - اور ترک کا خیال بالکل دل مین سمایا - اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا - تو شاہ صاحب نے فرمایا - محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہونچایا ہے لاؤ - آپ کہتے تھے - مینے مولوی کی مثنوی خریدی تہی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا - فرمایا کہولو - اور پڑہو - جب چند بیتین پڑہی گئین - تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا - بہت سہل طریقہ کے ساتھہ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہو جاویگی - مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتھہ عمل کیا - اور عجلت کے ساتھہ ظاہری منصب سے دل ہٹا کر بیکاری اختیار کرلی - اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عرب شاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض حاصل کیا - میر عرب شاہ وقت عالم بخاری کے پوتے تھے - اور سجادہ نشین ہین - انہین ایام مین سفر حجاز کی بہی توفیق ہوئی - اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت سے مشرف ہوا - اس مبارک سفر سے معاودت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا - اور نیز اس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بہی ہو گیا - یہان سے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا - اس وقت مین راقم نے بہی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ کو جملہ نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تہی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتھہ وابستگی رکہتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی - آہی عالم کی سیر کے واسطے باندہ گئے - خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش را بنا بر عاقبت محمود باد -

یاد سید مصطفیٰ محبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین۔ ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تھے۔ اور معشوقانہ وضع رکھا کرتے تھے شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین۔ ایک رات عرس تہا۔ اُس رات مین سید حسین نے مجکو قطب زمان شیخ عبد الملک کے بلانے کے واسطے بہیجا تہا چونکہ شیخ عبد الملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تہے۔ اور رات تہی۔ اسواسطے نہین آئے۔ کہ معلوم العذر بیمار ون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے۔ تو بلانے والے مین مردانگی چاہیئے۔ ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا۔ تو سید۔ تامل کے بعد فرمایا۔ ملک شیر جاؤ۔ اور کہو جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبد الملک۔ نے یہ جواب سنا۔ تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے صبح تک وجد اور سماع مین مصروف رہے۔ اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور سید کو فقیر نے کچھہ اوپر ایک سو کلوخ دیے۔ اور جب مین نہین ہوتا تھا۔ تو دوسرے خادم پہونچاتے تہے الغرض آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبد الملک سے سلب کر لی۔ اور اپنے اوپر لے لی مسیحائی تصرف کو آپنے ایوبی ولایت کے ساتہہ ملا دیا۔ آپکی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے۔ مصرع وصل حق تا ابد یکا شش باد ؎

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس۔ شام کا ایک قصبہ ہے۔ یہان کی آب و ہوا خوش گوار ہے۔ سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین۔ اس قصبہ کے باشندے۔ نقد بہشت سمجھتے ہین۔ آفاق کے مسافر جاریتی بہشت جانتے ہین۔ اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین۔ وہ بہشت موعود کی طرح ادہار کرکے مانتے ہین آب اپنی زاد بوم سے چل کر مصر مین آئے۔ اور یہان پر سعادت مند اولیاء اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کر لیا آپ اپنی زندگی کے ہر سال کو از روئے عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تھے۔ چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تہے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گزارتے تہے۔ اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جا کر رہا کرتے تہے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی سے اپنے نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے۔ خوابگاہ مصر مصرع روح او در کنار راحت باد ؎

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندہی کے صاحبزادہ شیخ طاہر محدث کے چھوٹے بہائی۔ اور مسیح القلوب کے باپ ہین۔ تقویٰ۔ توکل۔ اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تہے۔ آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین بدر شیخ کبیر ہین - جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے -

مسیح القلوب بیان کرتے ہین - ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا - کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر پر سے اُٹھا لیا گیا - اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہم نشینون سے مینے سنا ہے - کہ توحید دانی - خدا شناسی - اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے - اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات - اور بے تعینی و آزادی کی باتین - بیان کیا کرتے تھے منجملہ اون کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے -

"ایک روز میری مان بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمہ اللہ کے گھر گئی تھین - عم مکرم کا گھر دو - تین گلی کے فاصلہ پر تھا - پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا - کہ آپ بھی وہان جا دین - لہذا اپنے چاہا کہ مکان کو مقفل کر دون - مگر آپنے اجازت نہین دی - اور فرمایا - اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے - یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑ کر چلا گیا - (راقمہ

	دراین خانہ بے لوح ست غوثی از خرد نبود		بپاس متاعش رخنہ دیوار بربستن

اللہ تعالی جل شانہ کا احسان ہے - کہ واپس آ کر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا - اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

" اور اب اس زمانہ مین اپنے عم اُستاد سے مینے سنا - کہ فرماتے تھے - میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تھا - اور اُن کی دل آویز گفتار - اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین "

نیز مسیح القلوب کہتے تھے - جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجھکو بدون میری خواہش کے - ازلی مشیت کے بموجب برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے - تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندھی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑھی - اے فرزند - تجھہ کو ہر چند لفظ لا کے ساتھ درمیان مین سے ہٹا کر نیست کر دیا - مگر تو ابھی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے - جب مین بیدار ہوا - تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا - اس سے مطلب فنا حاصل نہین ہوتا ہے - بلکہ ایسا کرنا دراصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور شرک کی پستی مین ڈالنا ہے - لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے - اس خیال کی بنیاد پر انواع و اقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کردیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت مین وطن آنے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تھی - تو یہ استمداد زندان مین بِضعَ سِنِینْ تلک قیام کرنے کا باعث ہوئی تھی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تھی - اور الہی جذبات بہی آپ مین موجود تھے - چند سال تک ٹنیا محل مین زیر زمین غار کہود کر اور اوپر سے خس پوش کرکے بسر کی (ٹنیا محل دار السلطنۃ آگرہ مین ایک مشہور جگہہ ہے) اس وقت مین خس پوش مکان کی جگہہ ایک بڑا عالی شان محل ہے - بیت

جاے ز بدار دلبر دو جہان	قصر فردوس و کاخ دل باشد

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم میان آباکی مسجد مین مدرس تھے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تھے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے - شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہین ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام مین لاکر باطن سے انکا ذکر کرتے تھے - علم حدیث پر بہت کچھہ آپ کا دل تھا - جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چھوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس مین پہونچا کرتے تھے شیخ کا قیام سندہی پورہ مین تہا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچھہ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچھہ خیال نہین ہوتا تھا - چارون فصلون مین برابر جایا کرتے تھے صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑہی - مولانا حافظ سندی جو معنوی خوب رو ہین - آپ کے شریک اور سامع تھے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندہی کے مقبرہ مین بنائی گئی مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھہ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضامندی حق مین گزارا - قرآن کا ترجمہ یاد تھا - کہتے ہین - آغاز جوانی مین ایک حسینہ وجمیلہ عورت کے ساتھہ دلبستگی ہوگئی تھی -

ل ۱۵ چند سال ۱۲ -

چند سال نظر بازی میں گذرے - بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کر لیا - القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظر بازی کے ساتھ زندگی گزاری - لیکن مظاہر میں جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا - یہ بصیرت کے ذریعہ سے حاصل ہوا تھا اور اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑھا کرتے تھے **بیت**

حُسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردۂ	پس بچشم عاشقان آنرا تماشا کردۂ

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ میں سے تھے - مبدء اور معاد کی شناخت میں آپ کا مرتبہ عالی تھا - آپ کے خارق عادت کاموں میں سے ایک یہ بھی تھا - کہ دیو سے یا پری سے - جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب آپ کا نام اُس کے سامنے لیا جاتا تھا - یا آپ کے ہاتھ سے پھول بیجا کر ماؤف شخص کو سونگھایا جاتا تھا - تو وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپ کو حاصل تھی لراقمہ -

کسی کہ نقش ترا بر نگین دل دارد	بکار خلق کند معجزہ سلیمانی

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ - عابد متوکل - اور عارف زمان تھے - سرور پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب دینے میں استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے - اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھ انجام دیتے تھے غالباً آپ کو اُخروی کشود کار - اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتھ آئی تھی - اور یہی خدمت - آپ کی مخدومی اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی تھی - اس میں شک نہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت بھی آخرت میں تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے مصرع محبت کیمیا ئے اہل درد ست -

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ - باعمل عالم اور باحضور کامل تھے - شیخ طاہر یوسف اور ان کے بھائی شیخ طیب نے جب اُن کے احوال کا متوسط زمانہ تھا - سنہ ۱۰۰۱ھ میں آپ کے درس میں گزرانی تھی - اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا - شیخ القطوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے - کہ کہتے تھے - میں ایک اندر دستر خوان پر شیخ سے دور بیٹھا تھا - اُس وقت میرے دل میں آیا - کیا اچھا ہوتا - جو میں شیخ کے پیالہ میں شریک ہوتا - فوراً اُسی وقت آپ کے آئینہ خاطر میں عکس پڑ گیا - مجکو وہان سے بلایا - اور اپنے برابر میں جگہہ دی - پھر میری یہ آرزو ہوئی - کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے مجکو دیدیں - آپنے ایسا ہی

گیا - اور تبسم فرمایا - اس قسم کی بہت سی عجیب و غریب روایتین آپ کی گجرات اور سندھ والون کی زبان زد ہین - آپ کی اولاد بھی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکھتی ہے - خدا کرے آباد رہے -

یاد شیخ عبد الملک

آپ - علامہ وقت - اور شیخ ابراہیم کے صاحب زادہ تھے - بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تھے - واپسین سفر کے روز بھی حسب معمول درس دیا - لیکن فرزندون کو اور طالبان علم کو فرمایا - جلد نماز کے واسطے آجاؤ - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکھ دیا اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ [لہ] پڑھا - اور ترجمہ کا خاتمہ - آخرین سانس کے ساتھ ودش ہوا - خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر ہے مصرع

بادا نصیب سینۂ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباؤ اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت او خلافت پر تھا - الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی جوتی خانوادہ شطاریہ کی طرف کھینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تھی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیزروی - اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا - کہ مناظرہ کے آداب - اور درسیہ قیل وقال کے مقاصد سے دل سرد ہوا - اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا - کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی -

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تھے - تو غوث الرحمن آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھکر گھوما کرتے تھے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تھے - چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تھے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد - اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تھے - اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے اور صوفیون مین سے اکثر ایسے ہین - کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے - ایسی ایک روش کے عادی ہوکر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین - لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش - رقت اور شورش پیدا کر کے خوش وقت

[لہ] اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو - یہان تک کہ تم کو یقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲ -

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑکر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع وسرود کی تمام روشون پر پہونچ جاتی تھی - اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہوکر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہوکر عجائبات کے عالم مین مشہور ہوجاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہر چند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اُس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس مدعا کے دروازہ کا کُھلنا کیا خاص دریا عام تمام عالم کا عالم ہماری بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے - اِس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ الہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپ نے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر - اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوکر شغل اختیار کر لیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے [لہ] کان ذٰلك فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ ثمٰن وسبعین وتسعمائۃ **مصرع** سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خدا پرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکوکاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحبِ ولایت علما کا درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو تریپن مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر - جملہ صحاح احادیث کی کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی مسند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سودمند تالیفات چھوڑی ہین - منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرماکر اہل جہان کے

[لہ] واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر مین ہوا ہے - ۱۲

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے۔ پدر بزرگوار فرماتے تھے۔ جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے تھے۔ تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی والدہ کی بیماری کے سبب سے چند روز بے ارادہ قیام کرنا پڑا۔ آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت کچھ حصہ لوگون کو ملا۔ جب پاک دامن ضعیفہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا۔ تو آپنے حوالہ خاک کرکے دوسرے روز کوچ کردیا۔ اور وداع کے وقت مجھ سے کہا۔ کہ بہتر ایسی جگہ سے نہ اُٹھائے جاوین۔ جس مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو۔ بلکہ سر راہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر بہم پہونچ جاوے۔ اُٹھاکر مقبرہ مین صرف کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر۔ فکر۔ شغل۔ مراقبہ۔ اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال درجہ کام فرماتے تھے۔ اس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ مشرب کا کیا ہے۔ ہجری سنہ نوسو چھپن مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ فرمان طلب صادر ہوا۔ آپنے قبول فرماکر عالم ترکیب کی قید سے آزادی پائی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ کو سنت نبوی **علیہ السلام** کی پیروی مین اہتمام بہت کچھ تھا۔ اس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** ۹۵۶ھ شمار مین آپ کے سال رحلت کی برابر آگئے۔ اور چونکہ اُس مقام کے شرفا اور علما۔ اپنے شہر کا شیخ جانتے تھے۔ اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** ۹۵۶ھ بھی آپکے سال انتقال کی برابر ہوئے **مصرع** پیر خاص مصطفیٰ است علی۔

یاد شیخ خواجہ عالم

آپ۔ باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو۔ اور ماں کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے ہین۔ غوث الرحمن کے باخلاص مرید۔ اور خاص خلیفہ تھے۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان۔ اس طرح ہے۔ کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور کا عکس۔ چراغ کی طرح پڑا۔ تو آپنے دینی علوم۔ اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھ رکھکر۔ علوم کے چمکدار جواہر بہم پہونچائے۔ اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا۔ باقی زمانہ زندگی جو رہا۔ یہ طالبانِ علم کی فیض رسانی مین صرف کیا۔ خاتم نبوت **علیہ السلام** کی سنت کی پیروی مین تیراندازی کی مشق اس درجہ کی۔ کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی۔ اور ہمیشہ **ابتغاءً لوجہ اللہ** لشکر اسلام کے ہمراہ۔ حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیراندازی کا امتحان مقبولیت کے ساتھ دیا۔ جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا۔ تو آپنے عارف وقت شیخ عبدالملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا - اور کہا - کہ سرور انبیا علیہم السلام باصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرما کر مجکو بلاتے ہین - آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحرائے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح و سالم ملکوت کے دارالاسلام کو لئے جاتا ہون - اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے - مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجہ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے - حضرت غوث الرحمن کے بڑے خلیفہ ہین - ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تھا - کنج توکل - گوشہ تسلیم - زاویہ فقر - کلبہ تنہائی - صحرائی آزادی - ویرانہ بیخودی - اور حجرہ شکیبائی - یہ سات مقامات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تھین - جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا - اوس وقت تک آپنے فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتھ آستین سے باہر نہین نکالا - نہ دینے کی عادت سے استغنا کی پیشانی کو داغ دار نہین بنایا - اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا -

شیخ داؤد شطاری سے روایت ہے - ایک روز حضرت غوث الرحمن نے چاول اور نیز دیگر غلہ سے بار کئے ہوئے - چند زگاؤ - آپ کے گھر والون کی قوت کے واسطے بھیجے - آپنے اُن کو نہین لیا - حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - پھر لیجاؤ - اور یہ کہو - پیر کی بھیجی ہوئی شے نہ لینا - ادب کی عمارت کا ڈھا دینا ہے - آپنے جواب مین کہلا بھیجا - بھیجی ہوئی شے کسی کی بھی ہو - مرید جیوہ معذور ہے - نہین لیوے گا - پھر حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - ایک بار اور لیجاؤ - اگر نہ لین - تو سرزنش کرنا - کہ تمہارے پیر فرماتے ہین - دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا - آپنے جواب دیا - پیر کی رہنمائی کی بدولت - رد کے خوف کا - اور قبول کی اُمید کا نقش - خاطر درویش سے بالکل دھو دیا گیا ہے - یہ تہدیدی پیغام بھی نقش بر آب ہے - جب یہ جواب حضرت غوث الرحمن کی خدمت مین عرض کیا گیا - تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا - حضرت غوث الرحمن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے - بہت کچھ نوازش اور مہربانی کام مین لائے - اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ ہم آغوش ہو کر یہ خوشخبری سنائی - عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان - آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہو گیا - اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو - اور [۱] فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ کا تاج - افعال کے سر پر - اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو -

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا - تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھہ اٹھہ کھڑے ہوئے - اور پانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہذا یہان کی اقامت سے بھی دل اٹھانا پڑا - اور قصبہ بدولی مین جاکر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آب حیات زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرما کر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گزین ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع باد خاک پاک او رشک بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصراللہ علوی کے بیٹے تھے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے مرکز - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خداوند - کتابی منقوش اشیا کے رموزدان - اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تھے - کہتے ہین - آپنے عالم سوت سے نکل کر ہجری سنہ نوسو دو مین عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچوین سال کے آغاز سے اخیر تینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ ساٹھہ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ اُنتیسوین صفر تھی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالی اجل شانہ کی بخششین آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہین - اِس باسٹھہ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت اُستادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا -

مولانا عالم گلبہاری اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا - جینے وجیہ الحق کی

---

[۱] کھڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین آکر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا - آپنے فرمایا - تم کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل ہے - تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو - اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا چاہیئے - مینے عرض کیا - اِن مقاصد کے سوا - کسی شغل کی آرزو رکھتا ہون - آپنے فرمایا - اس سے زیادہ کیا بہتر ہے - کہ باطنی سعادت کے اسباب بھی ہاتھ آجاوین - مجملہ کلام یہ ہے - کہ آپنے تقریب کا موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا - جن مقدمات پر آلہی حقائق کا دریافت - اور کشف موقوف ہے - اُن مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا - کہ جب مین درس اور تدریس مین مشغول تھا - ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدرشے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین حضرت غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی - یہ صورت وجیہ الدین کو (مجکو) حضرت غوث الرحمٰن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی - اور بہت تھوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا - رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا - اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہوگیا - اور پالیا جو کچھ پاس نہ تھا - اور جو کچھ پاس تھا - پہر وہ نہ ملا - بیت

آنچہ حق بہر بندگان آراست		آرزو آنچنان ندانند خواست ۱۲	

خاص مسیح الاولیا کے خدا کے مضمون سے بھی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی ہے مجملاً واقعہ مذا کا بیان اس طور پر ہے - کہ ایک روز خواجہ عبد الشہید کے ایک مریدنے وجیہ الحق کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا - فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تھا - یہان تک کہ لوگون کو صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تھی - خیر - مین پیر کی اجازت سے - پیر کے آستانہ پر جا پڑا - اس خیال سے کہ اس جگہہ کا موجود ہونا بشرط حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے - اور بشرط موت بیشک حصول آسائش کا باعث ہوگا - گو دیر سے سہی - ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے - حجرہ مین آئے - کچھہ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بھی حجرہ کے اندر بلالیا - آنے والے نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم کرکے بیمار کے لئے گویا شربت شفا بنایا - فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اُسی وقت وہ خضر رفتار مسیحا حجرہ سے نکلے - اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا - مینے پیر

سے دریافت کیا - کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے - جو سیحا مشرب اور محیٰی منظر ہیں - اور ان کا مقام کہان ہے فرمایا نام شیخ وجیہ الدین احمد - اور مسکن احمد آباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ مین آپ ہی ہین - جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی - تو نا امیدی کا اثر دل مین محسوس ہوا علاج کے واسطے محبت ہمت کثیری ہوئی - لہٰذا ضرورۃً مینے آپ سے استمداد کی - اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھ گذرا - اور معلوم ہی کیا جو کچھ پیش آیا - جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا - تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا - طلب اور ارادت صادق تھی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا - الحمد للّٰہ مینے پایا جو کچھ چاہتا تھا -

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپڑبنج[1] مین رہتے تھے - اور احمد آباد کی سیر کے واسطے کبھی کبھی آیا کرتے تھے ایک دفعہ اُن کے دل مین یہ بات آئی کہ اِس شہر مین آنا - اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون حاصل کیے ہوئے لوٹ جانا - نا سعادت مندی کی نشانی ہے - اس بنا پر عزم ملاقات کر کے ایسے وقت مین پہونچے - کہ شیخ طالبان علم کے درس سے فارغ ہو کر گھر مین تشریف لے گئے تھے - جب آپ کو اطلاع پہونچی - کہ فلان درویش دروازہ پر کھڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے - تو گھر سے باہر نکل آئے - مصافحے کے بعد زائر نے آرزو کی - کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے - آپنے فرمایا شیخو - روبرو دیکھو - پھر دریافت کیا - فقیر کی صورت سے کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے - عرض کیا - حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے - پھر فرمایا - اور نظر کرو - جب دیکھنے والے کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی - تو دریافت فرمایا - اب کس کی شکل ہے - جو درویش کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے - عرض کیا - خاتم النبیین **علیہ الصلوٰۃ والسلام** کا کمال جمال ظاہر ہے - تیسری بار فرمایا - اور زیادہ تامل کر کے دیکھو - اور معلوم کرو - کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے - اور کیا ہے ناظر نے **سبحان اللہ** کہکر اسی وقت سر سجدہ مین رکھ دیا اور بہت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے اور کہا - **جامی** -

ہر چہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا		ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی	

سید خواجہ عالم کی گزارش بھی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے - اِس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے کہ سید خواجہ عالم - عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم مین سے تھے - بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

[1] احمد آباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مار کر فقر کے توکل آباد مین آ گئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات
مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہو کر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے
ہر ایک باب کے متعلق جو فصل بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور
بات فرمائے - کیونکہ جو کچھ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدان کامگار کی امداد سے عمل مین لا چکا ہون جب
آپنے صورتِ حال سے ایسا معلوم کیا کہ اِس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز
درویش کو درس دیتے وقت تشریف لا کر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص
نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اِسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ منجھن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ
عبد المجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملہ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال
علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے
مین - اِس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ دقّت اور عمیق نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ
اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمّت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری
شرحون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہو جاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل
ترکیب کے ساتھ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اُٹھا دیوین حال آنکہ یہ جواب موافق واقعہ ہے
لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا - اتفاقاً چند روز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین
ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے
حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملہ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رخ کیا - تھوڑی ہی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہو گیا
اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گلزار نے توجیہ کرنے والہ کو
بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبد القادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گھر ایک مجمع کے ساتھ
گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک آراستہ
کئے ہوئے تخت پر بٹھاتے ہین اور کچھ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اِس معینہ وقت پر
مدرسہ مین چلے گئے - لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے در پے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - مدت مین ہو نگے - وہان سے بلالیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آشنا نہین ہے اس قصہ کو وجیہ الحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثناے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اِس صفت کے ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - مصرع ناز مین جملہ نازنین بینند -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح وغیرہ ہامین - حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل ودامینی علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ عضدی و تلویح و بزدوی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ چنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین - شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیا** -

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کیئے تھے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر کئی برس تک دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند روز چھوٹی سی سوداگری کر کے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سیکھ کر عقل و فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین لیعقوب کردی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر - اُس

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - اور بہت برسون تک موش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی رہے ئے جب وہ معزول کردئے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی گروش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خود نمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے آپس مین ایک دوسرے سے لڑنے لگے - تو کچھہ اور ہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال دوڑا کر گفت و شنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار کیا جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اِس سبب سے چند متعصب علما کو صحبت کی بے لطفی کا شربت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خودرائی سے اوس گروہ کو جدا جدا ہر طرف بھیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین سلطنت کی نوعروس کے گلہ مین موتیون کا ایک ہار رہتا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتھہ نے توڑ کر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کر کے بکھیر دیا القصہ اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اُس جگہہ بسر کی - اُس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم و توقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپ کی زندگی کا زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اُسی جگہہ ہے -

یاد قاضی صدرالدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اُس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تھے - نقلی علوم کے دقیقے - اور کشفی علم کی حقیقتین آپ کو بہت کچھہ یاد تھین - صوفیہ گروہ کے ساتھہ محبت اور اخلاص کے ساتھہ رہتے تھے بالخصوص شیخ موسیٰ حدّاد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹھکر - بہت سا فیض حاصل کیا تھا اور طریقت کا سلوک کر کے کمال تھا شیخ موسیٰ حداد - ذی ہوش مجنون - اور اپنے وقت مین مرجع خاص و عام تھے - بزرگان شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکھتے تھے - اور بعض ناروا بہتان بندیان کرتے تھے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا دشوار بات ہے - القصہ سلطان وقت اکبر شاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ قضا سے حصار بروج کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل کی گئین - آپ جائے تقرر کو جا رہے تھے - کو منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گزر ہوا - راقم نے بھی آپ کے دیدار سے

استفادہ کیا تھا۔ ایک روز قاضی صدر الدین۔ عارف سید احمد قادری ابن سید اسمٰعیل کی ملازمت میں شیخ محمود ابن جلال شطاری۔ شیخ امان اللہ قریشی۔ اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ راز کی باتین کر رہے تھے۔ اس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے۔ اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہون نے اس رونے کو الٰہی جذبات سے تصور کیا۔ جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا۔ وطن کی الفت۔ اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دئے۔ یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی۔ چونکہ آپ باوقار اور فضیلت شعار پیر۔ اور معزز مہمان تھے۔ لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا۔ اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا۔ ناچار صبح کے وقت بحکم لہ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ منڈو کی عالی شان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے راقم نے آپسے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا۔ منڈو شہر۔ عمارت کی پسندیدگی۔ اور فراوانی کے اندر تمام ہند مین فرد ہے۔ جب آپ کی نظر۔ بلند اور منقش محلات۔ اور اونچے اور روشن دالانون پر پڑی۔ تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا۔ اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی۔ مسکرا کر فرمایا۔ اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین۔ وہ ان محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین۔ پھر کہا یہ بات بالکل صحیح ہے۔ جو نکتہ آفرین دانشمند ہوتے ہین۔ وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے علیکا دیگر ٹھکانے لایا کرتے ہین۔ دوسرے روز جہان کو جانے والے تھے۔ روانہ ہوئے۔ تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا۔ جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز ہوگئی۔ تو تاریخ پندرہوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو نو کو غروب آفتاب کے وقت۔ آسمانی قضا آپہونچی اور آپ کی زندگی کا آفتاب۔ نیستی کی مغرب مین جا چھپا۔ کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی۔ تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے۔ اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے۔ یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے۔ قاضی محمد۔ تمام علوم اور فنون مین۔ فقر و فنا کی تمام باتون مین۔ اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین۔ مصرع

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے۔ اور شیخ بہاءالدین زکریا کے پوتون مین سے ہین۔ سید مصطفٰی حبشی کے

مرید تھے - زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بُودور ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی
کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھا کرتے تھے - لیکن اوّلاً معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد
رہون گا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہر روز نہین آؤن گا - بلکہ جبس وقت سردار لشکر
شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دہیات اور ملک کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوتا تہا - اُس
وقت آپ بہی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر اوقات کے اندر باطن کی صفائی - اور
ظاہر کی شست وشو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے روحانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت
بڑہاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ
پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکہتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام
پر درود بہیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا
تہا اور شیخ بدہا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور
منازل پر فائز ہوئے تھے ہجری سنہ نوسو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آئے - چند روز اس ملک
کے امراے اعظم کی نوکری مین بسر کئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے
کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے حکم جاری کیا - کہ سردار لشکر کو آپ کی اس نسبت
کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہئے - ملک نے بہی سردار لشکر کی التماس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ
ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہزادہ شاہ مراد کی کمک کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہی
مین نہین جا سکے - نوکری ترک کر دی اور ظاہری چاکری سے دل بالکل ہٹا لیا - قصبہ بُودور کے ایک گوشہ
مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف مین ملک علّام کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے
بموجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع نزہت کدہ وصل باد جانش ؛

یاد شیخ عبد الغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شیخ راجی محمد قادری الحسینی کے بھتیجے ہین - زاد بوم
بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور نندربار کا - آپنے ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم
کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تہی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ
یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیرون کے ذریعہ سے حل کیا تھا - بیان کی وجوہ نوک زبان پر تہین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی کرکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے - بیت

سعی من از برائے فرو ماندگان بود	در خدمت کسے نشانم بہائے خویش

اکثر اوقات بے چارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پہر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہرچند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چہ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - بیت

اگر امسال از کعبہ رفتی بر در یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جو احمد آباد کی شرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نور مسجد کرکے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پور شیخ منور

ہر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بہرا ہوا تھا - ظاہرا اور معنی باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبہی ایک قدم - نہین رکہا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کمتر ملا مقیم کے درس سے کی تہی - القصہ آپ کی ظاہری آرائش کامل طور پر تہی - اپنے تنگ گوشہ کو چہوڑکر کسی دولت مند یکو سیع دولت خانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکہی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکہنے کے لیے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تہے - غالبا اس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تہے - بیت

نیازارم زخود ہرگز دلے را	کہ می ترسم درو جائے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبد الرحیم کپونجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ حجرہ پسند کیا تہا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان رواے صوبہ خاندیس

نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرا ے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کر دیا - اور عادل پور نام رکھا - اور آپ کا حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا - اس مین شک نہین - آپ ایک شخص تھے - فارغ البالی اور آزادی مین ہمت اور توکل کے ساتھہ آشنا - آپ کے پیرارادت کا نام معلوم نہین ہوا - لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ ابراہیم قادری سندھی ہین - جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے - ایک روز آپنے مسیح القلوب کی قطبیت کی خوشخبری لوگون کو سنائی - اور کہا - مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے - آپ کی رحلت ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین ہوئی ہے - اُسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی - جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تھے -

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سون پت مین ہے - آپ کی زبان رسمی علم سے - اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے تونگر تہا - رہنما پیر کی تلاش مین - اپنے وطن سے دل برداشتہ ہو کر جنگلون جنگلون قدم فرسائی شروع کی - تقدیر الٰہی - اجمیر کی طرف آپ کو کہینچ لائی - اور خواجہ عمر بالحبشی کی ملازمت سے مشرف کیا - خواجہ غالبا آپ کے آنے کے منتظر ہی تھے - فرمایا مین مسرور ہون - تم کو میری فرزندی کے واسطے بہیجا ہے - آنے والے نے اس بات کو سو دل سے قبول کیا - قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کر کے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا اور خرقہ خلافت دیکر سجادہ طریقت پر بٹہایا - شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے - خواجہ کا زمانہ عمر تہوڑے روز بعد پورا ہو گیا - اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے **مصرع** پیر و خوش بہ فرزند بدست -

یاد شیخ یوسف لنک

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین - جن کے آباے کرام کو ایزدی تقدیر اس طرف کی رہنما ہو کر دار السلطنت آگرہ مین باعث قیام ہوئی - باوجودیکہ آپ کا باطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور سے منور تہا - آپ شیخ جلال تہانیسری کے مرید ہو گئے علم التصوف کی مشکلات - اس طرح فصیح البیانی کے ساتھہ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تہی - **القصہ** آپ کا ضمیر الٰہی اسرار کا خزانہ تھا - باوجود بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھہ فراہم کر رکہا تھا - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - کبھی ایسا ہوتا تھا - کہ لڑکے راستہ مین شوخی سے پیش آکر تمسخر سے چہیڑا کرتے تہے - آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تہے - اور مسکراتے ہوئے نکل جایا کرتے تہے - میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکہا ہے - آپ کی ملازمت بہت کچھ تاثیر

پیدا کرتی ہتی- کسی تخت کے اولیاے دولت مین سے ایک آپ بہی ہین- عام طریقہ آپ کا برتاؤ- آپ کی درویشانہ حالت کی چہرہ پر نقاب اتہا- آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تہے- اُن میں سے بعض نے آپ کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا- تو ہر ایک کے بارہ مین ایک جداگانہ عنایت فرمائی- جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی- تو فرمایا [1] اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ مینے ابہی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہین پائی ہے- لیکن امیدوار ہون- کہ آپ کے موثر بیان- اور فیض بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچون گا- خدا کرے- پہونچ جاوین- خوابگاہ آگرہ میر محمد شاہ صفوی کے روضہ کے پہلو مین مصرع لنگ خود را ز ہر گرائے وصل کن-

یاد شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہ گری کے لباس مین پوشیدہ رکہتے تہے- ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک دہوبن کے ساتہہ پیدا ہوا- اُس کے حُسن کی تروتازگی نے صابون کا کام کیا- دنیاوی تعلقات کے میل سے اچہی طرح پاکیزگی کے ساتہہ دہوب دیا- نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کرکے خرقہ پوشی مین آرام دل کی جستجو ہوئی- اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بناکر کائنات کے صحرا سے آلہیات کے باغ مین جا پہونچے- بیت

	ازقید حقیقت و مجازش برہان		راہے بصفاخانہ مطلق بنما

یاد شیخ محمد [2]

آپ شیخ ابوالحسن- بکری شافعی مصری کے بیٹے ہین- آپ کی ذات مین دونون جہان کی فضیلتین اور دونون جہان کے اسرار موجود تہے- جب تک زندگی باقی رہی- تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح ہمیشہ ایک سال بیچ- مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تہے کہتے ہین جب آپ کی عمر اٹہارہ سال کی ہوئی- تو پدر بزرگوار کی حیات مین ہی- اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہوگئے- مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر- اس طرح لکہی ہے- کہ شیخ ابوالحسن ایک سال باری کی قرارداد کے بموجب مکہ معظمہ مین تشریف رکہتے تہے- وہان سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بہیجے کہ جس ہفتہ مین یہ خطوط پہونچین- اُسی ہفتہ کے جمعہ کے روز نور چشم شیخ محمد کو درویشی کے درس کی مسند پر بٹہادیا

[1] جو (سب سے) آگے (سلسلۂ بڑہائے گئے) ہین (سو) یہ آگہی (اٹہانے کے قابل) ہین (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین [illegible]

جاوے۔ جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑھا گیا۔ تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی۔ کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابھی ایسا نہین ہے۔ کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لا سکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابوالقاسم مفتی۔ اور شیخ یوسف کرد۔ جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب ہین۔ حاضر ہوتے ہین۔ اُس مدرسہ مین شیخ محمد۔ ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر۔ اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کر سکین گے۔ کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابھی ابھی قدم رکھنا سیکھا ہے۔ اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہو سکتی ہے۔ جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کر چکے ہین۔ اِس سبب سے اِس عجیب و غریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچھ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین۔ قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے **رجماً بالغیب** اطاعت حکم کی راے دی۔ اور کہا۔ کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے۔ جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے۔ اور ہم کو اِس عجیب و غریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے۔ اگر حکم کی بجا آوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی۔ تو مامور معذور مانا جاوے گا۔ لیکن بااینہمہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین۔ جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آیندہ جمعہ تک حفظ کر لیوین۔ اور قرارداد کے بموجب منبر پر بھی وہی آیۃ پڑہے۔

جب اس مشورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی۔ تو آپنے جواب دیا۔ یہ فرصت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے۔ اِس فرصت مین چند در چند غور و فکر کی گنجایش نہین۔ اور ایسے عجیب و غریب حکم کے بجالانے کی بنیاد حیلہ و حوالہ پر نہین رکھنی چاہیے۔ اِس سے بہتر کوئی بات نہین ہے۔ کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتھ رکھکر یہ دشوار کام مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کر دی جاوے ۵۱ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کے عقیدہ پر۔ اور ۵۲ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کے یقین پر بہروسہ کیا جاوے۔ اور تردد کا گرد و غبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جھاڑ کر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گری جاوے۔ القصہ جو بات قرار پاچکی تھی۔ وہ جمعہ کے روز

۵۱ بیشک یہ بات اللہ جل شانہ پر آسان ہے ۱۲ ۵۲ بیشک اللہ جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبہ روشن پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریائے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین بھی نہین آئے تھے۔ اس کے بعد اہل تحقیق عالمون کو ایہا السامعون اسمعوا کی ندا سے خطاب فرما کر کہا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نو سوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مفرد حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنا دے سکتے ہین۔ اسم اللہ کے الف کے شروع کر کے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ القصہ آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہو گیا۔ آپنے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلے کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ ؎۱ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے لباس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین ؎۲ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر وقتیہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کر کے۔ واپسین نفس تک کہ پینتالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اُسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ دوران شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

؎۱ اگر تم خدا کی نعمتون کو گننا چاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ ؎۲ جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (ومقررہ) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکہون - تو سات اونٹون کا بوجہ ہوجاوے - اور جناب نے ایک الف
الحمد کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکہنے مین آتی - تو بہت سے اونٹون کا بوجہ ہو جاتا - پس
جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا
برہان الاولیا نے جو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر
کرکے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ
آپ الٰہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتہہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم
تہی - اور یہ درویش - اس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی
حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گونا گون علوم کے
قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکہنے کا سبب یہ ہے - کہ اس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حُسن -
ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کرکے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے
ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتہہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین **سبحان اللہ** یہ
چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکہنے کی قلم کو - اور بیان کرنے
کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے
مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے
تامل لوگون کی سمجہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اس زمانہ مین
آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولاد بہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے
فرزند رشید تاج العارفین نام ظاہراً اور معنیً آپ کے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی
علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی مثل بے نظیر ہین [1] اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ المسلمین الطالبین بطول بقائہٖ
سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال محسوب
کئے ہین - اُس مدت مین دیکہا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر ہو

[1] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تھی - اسواسطے ہرایک شخص اپنے مقاصد اور
مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے
اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تھی - یہ
عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہوکر عرض کر بیٹھا - مینے عرض
کیا - کہ جناب مختلف لغات - اور ہرایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے
ہین - کس طرح اُن کو مدعاے جواب پر اطلاع ہوکر تسلی ہوجاتی ہے - آپنے فرمایا - بیشک - اگر مین چاہون
کہ ہرایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کر سکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ
اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو پھر زبان مخصوص مین جواب کیون
دیا جاے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ **علیہ افضل الصلوۃ** کی زبان کیون
ترک کی جاوے - اور پھر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تھی - فرمایا - کہ بیان کے افہام و تفہیم - اور
عدم افہام و تفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کردی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے
معانی کو روک لیوے - تو **حاشا للہ** بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بھی آسکے - خواہ مخاطب
کتنا ہی بڑا مدعا فہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین
معانی آوین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک
مقصود کر لیوے گا -

مولد اور مرقد یوسف **علیہ السلام** کے مصر مین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور
اور ستانوین بھی کہتے ہین -

یادشیخ ہالسالجناری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے
اوسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قوی اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کر گئے - یہان تک
کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بھی نہین رہا تھا - ڈیڑہ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت
ہرایک نیک و بد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے
آثار بہت جلد ظاہر ہوجاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو نکلتی ہی نہین

تھی - سید قاسم پسر سید محمود بارہہ عرش آستانی اکبرشاہ کے امراے اعظم مین سے تھے - یہ سید صاحب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپ کو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمدآباد کو لے گئے تھے - ایک روز ایک کنوئین کے کنارہ بیٹھے ہوئے تھے - سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتھہ پر رکھا آپنے اُسی ہاتھہ سے کنوئین مین ڈال دیا - لوگون نے کہا - آپنے ایسا کیون کیا - فرمایا - مینے کچھہ بُرا نہین کیا - ایک برہمن کے ہاتھہ جنت کو بھیج دیا - چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا - کہ تم نے جو کچھہ ایک برہمن کے ہاتھہ بھیجا تھا - پہونچ گیا ہے - کہتے ہین - جنت آپ کی مان کا نام تھا - اور یہ بھی عجب نہین ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم کے اعتبار سے کہا ہو - جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا - قبر صحن مسکان مین بنائی گئی - آپ کی ایک ہمشیرہ بزرگ نام ہین - جو آپ کی قبر پر مجاور ہین - اور ذکر و فکر مین زندگی بسر کر رہی ہین بہت سے آثار ولایت اِن کے اندر موجود ہین - مصرع ع رونقِ آرامگاہش دولتِ دیدار باد ؎

یاد شیخ حمزہ پور شیخ سدّا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیبالپور مالوہ ہے - اور مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہ پرہیزگار - نیکوکار - اور خجستہ افعال تھے - آپ بہت کے کارخانہ مین جام اور طاس وغیرہ ظروف بنانے سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تھے - نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تھے - بلکہ ضرورت مندو دوستون کی امداد اپنی محنت کے پیسہ سے کیا کرتے تھے - تلقین طریقت شیخ ضیاء العدا بن غوث الاولیا قدس سرہما کی خدمت سے تھی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا تھا - عبادت اور عادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین آپ کی زندگی کی باری پوری ہوئی - قبر زاد بوم مین ہی ہے - دو لڑکے چھوڑے ہین - دونون پدر بزرگوار کے طریقہ پر چلتے ہین - اللہ جل شانہ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

بادو دائم از مئ وحدت لبالب جام او

یاد شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کابلی وال کے فرزند ہین - آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد فقر - ایثار - توکل - اور راستی مین عمر گزاری - آپ کا پاے سلوک - شریعت کی شاہراہ کے سوا -

[1] جنت تماری ماؤن کے قدمو کے نیچے ہے -

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت - دامن نسیتی کے سوا - کسی شے کو چہو تک نہین - شیخ صدر الدین ذاکر شطاری کے مرید ہین - تریسٹہ سال کی عمر پائی - چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز کیا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے - آپ کے دو لڑکے تہے - بڑے شیخ منصور - حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تہے - باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندہ کر چلے گئے - دوسرے شیخ عبد الشکور ہین - ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین - خمول - خموشی - اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین - خدا کرے ان کو عمر طبعی روزی ہو - **مصرع** شکر خدا کہ ہمدم و ہمسایہ من ست -

یاد شیخ نور الدین ضیاء اللہ

آپ غوث الاولیا کے صاحب زادہ ہین - **قدس سرہما** اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تہی خوان معرفت کی بہی اچہی چاشنی چکہی تہی - وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تہی - اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تہا جس مین چون وچند کی کیفیت کو دخل نہ تہا - آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے چہرہ کا نقاب اُٹھاتی تہی - آپ کا طریقہ اور آئین - عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گہاٹیون سے سلامتی کے ساتہ نکال لیجاتا تہا - آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تہی - اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکہتی تہی آپ کی سلیم فکر - لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پہیر لاتی تہی - آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ - غمناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تہے اور نیز مقصود و مطلوب مین کامیاب کرکے - ذی احتیاج مقیم کے دوش سے ناامیدی اور بیچارگی کا بہاری وزن اُٹہا لیتے تہے - اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے - آپ فقراے باب اللہ کے ساتہ نیاز بادہ پیش آتے تہے -

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتہ آپ کا زندگانی کرنا - واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چہہ تہا - یکسان استقامت کے ساتہ رہا - یعنی آپنے نوافل اور ادمدخیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تہین - ان مین فروگذاشت کا دخل کبہی نہین ہونے دیا - ہجری سنہ نوسو ستر تہا - کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے - یہان ہر چند مسجد اور روضہ بیکر دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے - اور اس جگہ سامان اقامت رکہکر گہر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی - کم وبیش پینتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات اور
جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکھا - علم حدیث کے اندر نہروالہ
شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کرکے اور نیز شیخ وجیہ الملۃ علوی
احمد آبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کرکے کل علوم مین اُستاد وقت ہوے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری
سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن الولد سر لابیہ کا فروغ آپ کی پیشانی سے
درخشان تھا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کر رہے تھے - اس زمانہ مین احمد آباد
سے غوث الاولیاے شیخ نور محمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین بھیجا تھا
اور اجازت عطا فرمائی تھی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبر شاہ دار الخلافہ لاہور
مین تشریف رکھتے تھے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا
ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تھا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر
دور و نزدیک کے جمیع اکابر اور امرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاء اللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد
نہین کی - شیخ ابو الفضل مبارک نے اس تقریر کی نقل لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجی - جب یہ اطلاع
آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچا کر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بھی
آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی
ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاء اللہ کے مکان مین رہے تاکہ
وضع حمل اُسی جگہہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور
نے آپ کے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تھے - لہذا اپنی
زندگانی سے ہی تنگ دل ہوے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین
اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین راقم اپنے وطن سے چل کر دار السلطنۃ آگرہ مین گیا تھا - اُس وقت مین
راقم کے چچازاد بھائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کر رہے تھے - اُنھون نے فقیر کو آپ کی
آستانہ بوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تھا پانچ مہینے اُس جگہہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

لیا - اُسی سال مین ابرارالاولیا کے پوتے مشہور العرفا خواجہ عبدالشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ مین اکبرشاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوئے تھے - اور شہنشاہ فتح پور مین داد سلطنت دے رہا تھا فقیر بھی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل مین گیا تھا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق فروغ حاصل کیا تھا ۔ مصرع خوشہ ہائے خرمن ما خوشۂ ہر خرمن ست ؛

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہین - کنیت ابوالمکارم - تخلص وصالی - زاد بوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے آپ کے افعال سے شریعت عیان تھی - اور اسرار مین طریقت کا خزانہ نہان تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل اپنے وطن مین کر کے سیر و سیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد مین ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا اور پہر وہان سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پہر مناسک اور حج کے ارکان بجا لاکر مصر کو چلے گئے - یہان پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک حدیث کی تصحیح کی - شیخ شمس الدین علقمی شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہین - اور اسی جگہ آپنے شیخ العرفا شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پہر مکہ معظمہ کی طرف لوٹے - اور شیخ عبدالرحمن ابن الفہد مغربی شیخ مسعود مغربی - اور بدرالاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے از سر نو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت و شناخت کا بڑا مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پہر دوبارہ مصر مین گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باایہمہ کسی سال مین حج کو جانے آنے کا سلسلہ بھی منقطع نہین ہوا - ملک شام مین شہری اور صحرائی بزرگون کی صحبت مین بیٹھکر فیض پایا - اِس کے بعد وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب دارالسلطنت آگرہ مین گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب و دانہ کی کشش نے یہان کے قیام کا خیال آپ کے دل مین پیدا کیا - لہذا گہر اختیار کر کے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس مین - اور نیز وعظ مین آپ مشغول ہوئے اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ اونتیسوین ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین چہیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ و تاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم کو روانہ ہو گئے ۔ مصرع پیری و علم و ہمت و آزادگی طلب -

یادداشت شیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہین۔ خود بینی سے گزر کر ارادت اور شریعت کی مشکلات کے تماشہ بین محو تھے۔ کہتے ہین آتش دیدار کی آرزو ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام۔ اور آنکھون کو اشکبار کرتی تھی۔ اور پیر کی ملازمت مین اسی خواہش کا ورد بار بار بیان کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ زیادہ نہین۔ صرف ایک ہی دفعہ اس آرزو مین کامیابی ہو جاوے۔ آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تھے۔ بالآخر اس اندیشہ نے آپ کو آلیا۔ یہان تک کہ جس جنبش کرنے والے اور اڑنے والے پر نظر پڑتی تھی۔ اُس پر آپ مطلوب کا گمان کرتے تھے۔ کہتے تھے۔ مین ایک رات پیر کے ہاتھ پاؤن داب رہا تھا۔ یکایک اُٹھ بیٹھے۔ اور مجھے بغلگیر ہوئے۔ فرمایا۔ امان۔ تمنے دیکھا جس کی تم کو تلاش تھی۔؟ مینے عرض کیا۔ ہان دیکھا۔ اس کے بعد وحدت وجود کا دروازہ صورۃً اور معنیً کشادہ کر دیا۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو کوڑا مارا۔ آپنے آہ کھینچی۔ جب گدڑی اُٹھا کر دیکھا گیا۔ تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا۔ **القصہ** پیر کی اجازت سے براہ خشکی۔ سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ پارس۔ اور عراقین کے اکثر مشایخ کی ملازمت کی۔ اور اُس سے فیض وفائدہ بھی اُٹھایا۔ جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے۔ تو ایک دختر کے حسن پر فریفتہ ہو گئے۔ ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی مین اُس کے باپ سے کہا۔ کہ اپنی لڑکی کا میرے ساتھ عقد کر دیجئے۔ اُس نے جو جواب دیا۔ اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی۔ آپ نے فرمایا امان اللہ۔ وہ بندہ نہین ہے جو اپنے پاس پیسہ رکھے۔ پھر لڑکی کے باپ نے کہا۔ کہ اگر آپ اس رعنائی کے ساتھ درویشی کا بھی دم بھرتے ہین۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پیغمبر آخرالزمان **علیہ السلام** مجھکو اس بارہ مین خواب کے اندر اجازت فرماوین۔ آپ نے کہا۔ اگر آپ تمام مال و دولت۔ جو آپکے ملک مین ہے۔ محتاجون کو تقسیم کر دین۔ اور دنیاوی آلایش سے پاک ہو جاوین۔ تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت حاصل ہو جاوے۔ لڑکی کے باپ نے کہا۔ اس مال و منال کے ساتھ مجھکو بہت ہی دلبستگی ہے۔ اگر آپ کا تصرف مجھکو آزاد۔ اور بے میل کر دے۔ تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ مجھ سے اور نیز تمام مقبولون سے جو بہتر ہین۔ اُنھون نے آرزو فرمائی تھی۔ کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے۔ تو یہ وقوع مین نہین آیا۔ اور ۱؎ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ کا عتاب سنا۔ اسی طریقہ پر چند روز

۱؎ (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق تم جس کو چاہو۔ ہدایت نہین دے سکتے ہو)۔

ان دونوں اصحاب کے درمیان مین گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا کہتے ہین - اولاً مدینہ مقدسہ کے حرم مین ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - پھر بعد مین البقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کرلی تھی - اس انتقال مکانی کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روزمرہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے - اور سرورانبیا علیہ السلام اس قبہ مین تشریف لاتے ہین - اور حضور کے ساتھ خلفاے اربعہ مین سے تین اصحاب بھی ہوتے ہین - اور اس قبہ کا دروازہ بھی کھلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کھڑا رہتا تھا - اور اپنے تئین اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا ازراہ ادب سابقہ جگہہ چھوڑکر اس جگہہ حجرہ تجویز کرلیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت روضہ جاودید کی طرف اڑگیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحٰق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے پھرتے - آپ کے پانون گھس گئے تھے - ہرایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ مین پہنچکر ہرایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تھے - لیکن ہجری سنہ نوسواٹھاون کے آغاز سے سیاحی ترک کرکے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندھی کی مصاحبت اختیار کرلی تھی - ہجری سنہ ایکہزار تین - ان روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے کبھی جدائی پسند نہین کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار دو مین برہان پور مقام پران دونون بزرگون کی ہمنگی سے بہت کچھ حصہ فیض کا لیا تھا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر رہا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین آپ کی اقامت اس جہان کی انجام کو پہونچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد -

یاد شیخ افضل محمد

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہین - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین ہی - جانشین ہوگئے تھے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابوالفتح مفتی کی درس سے فرمائی تھی ہمیشہ اہل تجرید فقرا - اور صاحب عرفان درویشون کے ساتھ ہم نشینی رکھا کرتے تھے - کبھی زمانہ کے دولت مندون اور امیرون کے دیدار کی آرزو نہین کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب مین کئی بار مشرف ہوئے تھے - اور حزب البحر پڑھنے کی اجازت ملی تھی - تاریخ اکیسوین صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین مین

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کرکے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے۔ لفظ افضل انام اور آپ کا نام دا پسین سال کے ساتھ ہم عدد ہیں۔

یادِ شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندھی کے بیٹے ہیں - آپ میخانہ تحقیق کے پرانے میگساروں کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحوں کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس میں علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو دل پذیر نکتوں کی گل افشانی سے فصیح البیانی کام میں لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب دریعۂ - مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی پربہار فطرت - رنگ برنگ کے پھول کھلاتی تھی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نو عروسوں کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تھا - اور آپ کا قلم حقیقی علوم کے خلوت خانہ میں رہنے والی پردہ نشینوں کی چہرہ کشائی عمل میں لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کریں۔

غوثی آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہیں ہے - لہذا تم کسی قدر حالات لکھنے کے واسطے قلم اٹھاؤ - اور وہ جو تم نے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کا لحاظ مد نظر رکھکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہیں - دسویں صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال میں قصبہ پاتری کے اندر کارپردازان قضا و قدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے۔

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینوں اشخاص - دانا سے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندھی کی ملازمت میں ایک گاؤں کے اندر پہونچے - جو شیخ سندھی کے نامزد تھا - آپ نے شرح شمسیہ پڑھنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہیں سمجھا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑھنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم و بیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو ان تینوں شخصوں نے لکھکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس میں آپ کو یہاں سے خیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

سہرد پاچ مین پہونچکر غوث العالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ پھر اس صوبہ سے ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہان پہونچکر شیخ وقت پیر عہد میان مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی شیخ بہاءالدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعدہٗ ایرج پور برار مین قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر مین عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہہ رہے۔ اور لوگون کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضیٰ نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آبادی بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہوگئی اور وہان کے باشندون کو مجبوراً جلاوطن ہونا پڑا۔ اس اثنا مین آپنے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور مین پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر و باطن کی صفائی اور آرایش مین ثابت قدمی کے ساتھہ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑکر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اُس مین سے تھوڑی سی عبارت نقل کرکے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہون۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ - فی قلوبہم مرض الخ المرض حقیقۃ فی مایعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص - ویوجب الخلل فی افعالہ ومجاز فی الاعراض النفسانیۃ التی یخل بکمالہا کالجہل وسوٓ العقیدۃ والزیغۃ وحب المعاصی لانہا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوۃ الحقیقیۃ الابدیۃ والآیۃ تحتملہا فان قلوبہم کانت متالمۃ تحزنا علی

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَرَضٌ الخ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین - مرض - ایک تو حقیقی ہوتا ہے اِس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اُس کو اُسکے خاص اعتدال سے خارج کردیتا ہے۔ اور اُس کے افعال مین لازمی خلل ڈالتا ہے - دوسرے مجازی ہوتا ہے - جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہوکر اُن کے (اعراض نفسانی کے) کمال مین خلل انداز ہوتی ہے - اُس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے - جیسے جہل - سوء عقیدہ - کجی - اور گناہون کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہین - کیونکہ یا تو یہ

مافات عنهم من الرياسة وحسدًا على
ما يرون من اثبات امر الرسول واستعلا
شانه يومًا فيومًا فزاد الله غمهم بما
زاد في اعلاء امره واشادة ذكره
ونفوسهم كانت ماؤفة بالكفر و
سوء الاعتقاد ومعاداة النبي صلى الله
عليه وسلم ونحوها - فزاد الله ذلك
بالطبع او بازدياد التكاليف وتكرير
الوحي وتضاعيف النصر -

وفي الرحماني في قلوبهم مرض هو تفريطهم
في القوة الحكمية وافراطهم في
الشهوانية -

في الاحياء اعلم ان جندي الغضب
والشهوة قد ينقادان للقلب انقيادًا
تامًّا فيعينانه على طريقه الذي يسلكه

چیزین انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع
ہوتی ہین - یا یہ چیزین انسان کو حقیقی اور ابدی حیات
کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہین - اور قرآنی آیۃ
سے یہی مجازی معانی مراد ہین - کیونکہ منافقین کے ہاتھون
سے جو ریاست نکل گئی تھی - تو اسکے غم مین وہ مبتلا تھے
یہ گویا اُن کے قلوب مین مرض تھا - اور یومًا فیومًا جو رسول اللہ
صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی
دیکھتے تھے - تو اسپر وہ حسد کرتے تھے اور ان وجوہ سے
اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تھے - گویا کہ ان کا مرض
یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا - کیونکہ حکم رسول صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپکے ذکر کی شان ارفع کرنے مین زیادہ تر حصۃ
اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا - اور منافقین کے نفوس پہلے
ہی سے کفر - سوء اعتقاد - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ
نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا - یا اس طور پر زیادہ
کیا کہ اُن کی تکلیفات بڑھائین - متواتر وحیان بھیجین - اور
فتوحات پر فتوحات عطا فرمائین -

اور تفسیر رحمانی مین لکھا ہے - فی قلوبہم مرض - یعنی
منافقین کے قلوب مین قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہوانیہ
کی زیادتی ہے -

احیاء مین لکھا ہے - واضح ہو - کہ غضب اور شہوۃ
کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہین کامل اطاعت
کے ساتھ - اور اس صورت مین وہ قلب کو اُس طریقہ پر

وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي و تمرد حتى يملكاه ويستعبداه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي به وصوله الى سعادة الابد وللقلب جند اخر وهو العلم والحكمة والتفكر وحقه ان يستعين بهذا الجند فانه حزب الله تعالى على الجندين الاخرين فانهما قد يلحقان بحزب الشيطان فان من ترك الاستعانة وتسلط على نفسه جندي الغضب والشهوة هلك هلاكًا يقينًا وخسر خسرانًا مبينًا وذلك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان ينبغي ان يكون الشهوة مسخرة لعقولهم۔

چلنے مین مدد دیتے ہین۔ کہ جس طریقہ پر قلب چلتا ہے اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہین از روے بغاوت اور تمرد کے۔ یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے ہین۔ اور قلب سے اطاعت چاہتے ہین۔ اور اس مین قلب کی ہلاکت متصور ہے۔ اور نیز جس سفر کے ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوۃ کے انقطاع ہوجاتا ہے۔ اور قلب کا ایک لشکر اور ہے۔ جس کے افراد علم حکمت۔ اور تفکر ہین۔ اور قلب کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ اس لشکر سے مدد مانگے۔ کیونکہ یہ لشکر صدر بالا ذکر دونون لشکرون کے مقابلہ مین۔ خدائی گروہ ہے۔ یہ دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین۔ تو جس شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی۔ اور اُس کے نفس پر غضب اور شہوۃ کے دونون لشکر مسلط ہو گئے وہ شخص یقینًا ہلاک ہوگیا۔ اور اُس نے صریح نقصان اٹھایا۔ اور اکثر مخلوقات کا حال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے سوچ سوچ کر نکالتے ہین۔ اکثر مخلوقات کی عقلین اُن کی شہوات کی تابع ہو رہی ہین۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے۔ کہ شہوۃ اُن کی عقلون کے تابع ہو۔

امابيان علامات مرض القلب

فنقول ان كل عضو من اعضاء البدن خلق لفعل خاص به ومرضه ان يتعذر عليه فعله

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اُس کا مرض

الذی خلق لاجله کذلک مرض القلب ان یتعذر علیه فعله الذی خلق لاجله وهو العلم والحکمة والمعرفة وحب الله تعالی وعبادته والتلذذ به وایثار ذلک علی کل شهوة سواه وخاصیة النفس التی للآدمی ما یتمیز به عن البهائم ولم یتمیز عنها بقوة الاکل والوقاع بل بمعرفة الاشیاء علی ما هی علیه واصل الاشیاء موجدها ومخترعها الذی جعلها اشیاء هو الله تعالی فلو عرف کل شیء ولم یعرف الله تعالی فکانه لم یعرف شیئاً فان الناس کلهم قد هجروا هذه العلوم واندرست فی هذه الاعصار واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات الثائرة من اتباع الشهوات وقالوا هو الفقه واخرجوا هذا العلم الذی هو فقه الدین من جملة العلوم وتجرد الفقه الدنیا الذی ما قصد به الا دفع الشواغل لیتفرغ لفقه الدین فکان فقه الدنیا من فقه الدین بواسطة هذا الفقه

یہ ہے۔ کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا عضو مذکور سے صدور متعذر ہو جاوے۔ اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا قلب سے صدور متعذر ہو جاوے۔ اور افعال قلب یہ ہین علم۔ حکمت۔ معرفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت۔ اُس کی عبادت۔ اُس کے ساتھ لذت پانا اور کامل اقتضا کے موافق ان چیزون کو کام مین لانا۔ اور نفس آدمی کی خاصیت ایسا امر ہونا چاہیے۔ کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ متمیز ہو سکے آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جنگ کے سبب سے متمیز نہین ہو سکتا ہے بلکہ اشیا کو اُن کی اصلی ماہیت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے۔ اصل اشیا اُن کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیے۔ جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ اسواسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا۔ تو گویا اُس نے کچھ بھی نہین پہچانا۔ تمام لوگون نے ان علوم کو چھوڑ دیا ہے۔ اس زمانہ مین یہ علوم پُرانے پڑ گئے ہین۔ اور جو خصومات اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہین۔ اُن کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو واسطہ بنانے مین لوگ مصروف ہو گئے ہین۔ کہتے ہین۔ کہ فقہ یہی ہے اور اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے۔ تمام علوم مین سے خارج کر دیا ہے۔ دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا۔ کہ اس ذریعہ سے دوسرے مانعات اُٹھا دیئے جاوین تاکہ فقہ دین کے واسطے فراغت حاصل ہو۔ مگر اب مجرد اسی دنیاوی فقہ کی طرف رُخ کر بیٹھے ہین۔ گویا دنیاوی فقہ ہی دراصل دینی فقہ ہے۔ اس فقہ کے ذریعہ سے۔

وفی بعض الکتب - اعلم ان القلب فی الحقیقة بمنزلة القالب فی الشریعة ولا معول الا علی القلب لانه موضع نظر الله تعالی کما قال علیه السلام ان الله

بعض کتب مین لکھا ہے۔ واضح ہو۔ کہ قلب حقیقة مین بروے شریعت بمنزلہ قالب ہے۔ اور قلب کے سوا کسی اور شے پر اعتماد نہین کیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام قلب ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

لا ينظر الى صوركم الخ - فللقلب علل كما
مثل امراض الاشخاص فان القلب انسان
حقيقي وله من الاعضاء حقائق فللقلب راس
يحيى به كما يحيى البدن براسه فاذا جز راس
البدن لا يحيى فكذلك القلب وراس القلب
ادراكه لطائف الغيب هذا الادراك
ينقسم مثل انقسام حواس الراس واقسامه
البصيرة والتذكر والمراقبة والتميز والتفكر
فالبصيرة عين القلب والتذكر لسان القلب
والمراقبة سمع القلب والتفكر خيال القلب
والتميز تجاربه وفعله فاذا اراد الله تعالى
بعبد خيرا فتح عيني قلبه وشرح لسانه وسمع اذنه
واذا اراد الله تعالى بعبد شرا ختم على سمعه
وبصره ومنعه عن ادراكاته وذلك المنع مرض
روحاني يكون صداع القلب منه ومهما
زاد المنع تولدت الذهلة والغفلة فللقلب
بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة
مثل الماليخوليا للراس فان الراس اذا ابتلي
به يتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون
الفاسدة تظهر فيه تخبطات كثيرة و
يصير كالمجنون المتحير الممنوع من معرفة
الله تعالى وحسن الظن به واستلاء
القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے۔ پس جس طرح انسانوں کو
امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح قلب کو بھی علتیں اور امراض لاحق ہوتے
ہیں۔ کیونکہ قلب بھی فی نفسہ انسان حقیقی ہے۔ اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہیں
چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس
طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے۔ اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے
تو جس طرح بدن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہیں
رہ سکتا ہے۔ اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرنا ہے۔ اور
جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے۔ اُسی طرح اِس ادراک کی بھی تقسیم ہے
اور اقسام ادراک یہ ہیں۔ بصیرۃ۔ تذکر۔ مراقبہ۔ تمیز۔ اور تفکر۔ بصیرۃ
قلب کی آنکھ ہے۔ تذکر قلب کی زبان ہے۔ مراقبہ قلب کے کان ہیں
تفکر قلب کا خیال ہے۔ اور تمیز قلب کے تجربہ اور افعال ہیں۔ پس جب
اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہنچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی
دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے۔ زبان رواں کر دیتا ہے۔ اور کان کو قوت
سماعت دیدیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو شر پہنچانا چاہتا
ہے۔ تو اُس کے کان پر اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے۔ اور اس بندہ کو ادراکات
سے باز رکھتا ہے۔ اور یہ باز داشت۔ روحانی مرض ہے جس سے صداع قلب
عارض ہوتا ہے۔ اور باز داشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر
غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے۔
اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے۔ جب سر مرض
مالیخولیا میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو اُس کے اعمال متخبط ہو جاتے ہیں۔ اور جب
قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے۔ تو اُس میں بہت سی
خبط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے
کہ جیسے کوئی متحیر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا ہو

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انه لا یروی من المال والجاه والدخان الغفلة یورث عمی البصیرة فان البصیرة تظلم ویقل نورها بدخان الهوی کما یظلم البصر ببخار الهوی فی عالم الدنیا

اور نیز اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو - اور طمع کی فضول سے قلب کا ممتلی ہونا - اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا - قلب کے اندر استسقا پیدا کرتا ہے - یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے - اور غفلت دھوان ہے - جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے - یعنی بصیرۃ مین تاریکی آجاتی ہے - اور اُس کا نور - نفسانی خواہشات کے دھوئین سے کم ہو جاتا ہے جس طرح آنکھون کی نظر بیرونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ و تاریک ہو جاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اس دریاے معانی کی تہ کو پہنچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے نذر ناظرین کرے - ایک روز اس تفسیر کے اجزا - دریاے کشف و شہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے - فرمایا - اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کر سکیگا - کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان کرنے سے نہین ہو سکتا ہے -

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی علوم مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے - اور ندیم خاص جلال خان بابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تھی ہنا دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بھیجا تھا اور التماس کی تھی - اگر اس پاسبان خلائق کا عہد اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کر دیا جاوے - تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپ نے التماس قبول فرمائی اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے -

آپ کی دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے - تیسری منتخب مواہب لدنیہ - چوتھی ملتقط جمع الجوامع سیوطی - پانچوین موجز قسطلانی - جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے - بڑے بڑے بارہ دفتر دو لاکہ بیت مین مختصر کئے ہین - چھٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمۃ اللہ کے واسطے - مختصر کی تھی - اور اُس کا آغاز اس طرح سے کیا ہے - قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ -
ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری - ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر -

آپ کی آٹھوین تصنیف ریاض الصالحین ہے - جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکھی گئی ہے دوسرا روضہ اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے - جن کے اندر امت کی بخشش - اور اُمیدون کی

کامیابی کی نوید دارد ہے۔ (دوسرا روضہ) جو بڑے مشائخ طریقت کی ناصحانہ باتون سے سرسبز ہے۔ جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی۔ قدوۃ العرفا ابو طالب مکی۔ شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی۔ تاج السالکین زین الدین خوافی۔ اور اکرم الاتقیا۔ شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر **قدس سرہم** (تیسرا روضہ) ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عبارتون اور نمکین اشارون سے ترو تازہ ہے۔ جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی شیخ عین خاتی چشمہ سار آثار آسمانی۔ عین القضاۃ ہمدانی۔ صدر آرائے طائفہ توحید شیخ صدر الدین قونوی۔ اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود۔ **نفعنا اللہ و جمیع الطالبین بانفاسہم** اس طرح پر تینون روضہ سرسبز و شاداب ہین۔ وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو۔

یاد شیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہان پور ہے۔ جس وقت سماع مین آپ کو جوش آتا تھا۔ تو آپ کی آہ سے دریائے عشق مین طوفان پیدا ہوتا تھا۔ اور آپ کے آنسوؤن سے فنا کے گرداب مین موجون پر موجین آتی تہین۔ آپ شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ قرآن حفظ تہا۔ دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین میان عیسیٰ جی محدث تہے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی۔ فرمان روائے نواح گجرات کی وزارت سے ملی ہوئی تہی۔ آپ ان دونون اصحاب کی مصاحبت مین برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ اور لوٹ آئے۔ مسیح القلوب کہتے ہین۔ ایک روز مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ اے فلان۔ میرے واپسین سفر کا وقت آگیا ہے۔ آپ ایسی دعا سے میری مدد کرین۔ کہ ارباب شہود کے طریقہ پر مین دفن کیا جاؤن۔

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تہے۔ حلقہ چشم مین آنکہین اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تہین۔ کہ جیسے کوئی محبوب جان فشانی اور نظر بازی کرتا ہے۔ نیز مسیح القلوب کہتے تہے۔ ہنگام رحلت اسی طرح دو شخص اور بہی میری نظر سے گزرے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر ابن یوسف اور شیخ الاولیا۔ آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ کہتے ہین۔ ایک مطرب کا لڑکا مہر حسین نام تہا۔ مدتون تک آپ کی نظر اُسکو دیکہتی رہی۔ چند روز مین محمودی عشق کے کشش نے اُس

لڑکے کو پیکر پرستی کی قید سے نکال کر۔ تاج ایمان سے سرفراز کیا۔ اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق در لباس ایاز ست جلوہ گر	غوثؒ مگر بدولت محمود میرسد

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمدؒ

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین۔ اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم مکرم ہین۔ عالم خوشنویس فصیح البیان اور محبوب القلوب تھے۔ ایک عمر تک قصبہ بخاری مین جو سرکار کالپی مین ہے۔ رسمی علوم کا درس دیتے رہے۔ اور مدرسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکھا تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے فیض پاک وہی زبان سے واقف ہو گئے۔ پُرانی بغیر پڑہی ہوئی کتابون کو آپ کی پرزور طبیعت پڑہی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کے ساتھ پڑہتی تھی۔ ہدایہ فقہ کو اُستاد شہر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا۔ اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہ۔ سب قسم کی گفت و شنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے۔ منبع الانساب نام ایک بڑی کتاب آپنے مادری و پدری آباو اجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تہی۔ اس کتاب مین دولتمندان صورت و معنی کے کسی قدر حالات درج کیے ہین۔ چوہتر سال کی عمر پائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اُٹھا لیا۔ خوابگاہ پنواری ہے۔

مصرع ارم باخاک پاکش ہم نشین باد ؏

یاد سید ھبتہ اللہ

آپ کے آبائے کرام رضوی سادات مین سے ہین۔ امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے۔ ماں اور باپ دونون آپ کو خرد سال چھوڑ کر آنجہانی ہوئے۔ دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا۔ خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے۔ اور نیز خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے۔ خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی۔ جب عقل آئی۔ تو اپنا مرید کیا۔ جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہو گیا۔ تو خرقہ خلافت مل گیا۔ اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا۔ ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تہی۔ یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بسیاہی ہو چلے تھے۔ جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین۔ اور دانت بہی دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ کسی قدر آپ کے حالات کا بیان اس طرح پر ہے۔ جب زمانہ شیرخان سور کا تھا۔ تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر لیا تھا

بہ بیان سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا - قصبہ چپلی صیر منڈو سے جنوبی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - یہان آکر بستر اجمایا - پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے - آپکے پیر کا سلسلہ نوبطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے - جو خواجہ معین الاولیا سے اجمیری کے صاحبزادہ ہین اس طرح پر خواجہ معین الدین ثانی - خواجہ بایزید ثانی - خواجہ طاہر - خواجہ بایزید کبیر - خواجہ شہاب الدین خواجہ احمد - خواجہ نجم الدین - خواجہ حسام الدین - خواجہ فخر الدین محمد قدسنا اللہ باسرارہم آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے - آپ کے ایک بیٹے ہین شاہ محمد - پرگنہ چپلی میسر کے - یہ قاضی ہین جہان آپ کے باپ کی قبر ہے -

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہین - وطن اور مرقد دونون چرتہاولی مین ہین - چرتہاولی سرکار دہلی مین ایک قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو مین - ایک روز آپ ایام طفلی مین ہم عمرون کے ساتھہ کہیل رہے تھے - سید ولی بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی - آپ کہیل چھوڑکر - ایک طرف ہو گئے - اتفاقاً اس وقت سید کی نظر خردسال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی - سید نے دریافت فرمایا - کہیل سے تم نے کیون کنارہ کیا - آپ نے عرض کیا - آپ کے دیدار کی آب و تاب نے مجکو کہیل سے باز رکہا - پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے آپ نے کہا ولی - فرمایا - ہمارا اور تمہارا دونون کا نام ولی ہے - آپنے عرض کیا - لیکن ایک فرق ہے - میرا نام باپ کا رکہا ہوا ہے - اور جھوٹا ہے - اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے - اور سچا ہے - سید اس بات کو سن کر خوش ہوئے دعا کی - مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائین - اور کہا - تمہارے پاؤن مین بھی آتی ہین - اسکے بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے - اور عالم و محقق بنے -

مصرع ایزد بہمال یارش باد ؛

یاد شیخ فتح اللہ بھروچی فتح اللہ علیہ الواب ما اراد

بھروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا - دریاے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی مین رسمی علوم کے ساتھہ دائمی استغراق تھا - اور آپ کے کلام مین نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی - بالآخر خدا طلبی - اور حق شناسی کی آندھی جو چلی - تو رسوم کی پابندی اور حرف کی وابستگی کا خس و خاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے صاف ہو گیا - اور اسپر حزینہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت مین

پہونچایا۔ ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر گئے سا ۔ ین دائمی حاضر باشی اختیار کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت جلد بے انتہا کشائش ۔ یر متعارف فتوح حاصل ہوئین۔ آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تھے کہ نماز کے وقت کئی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہو کر نماز میری معراج بن چکی ہے۔ صلوۃ التسبیح روزانہ آپ کا ورد تھا۔ جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے۔ تو بہت سے ہمنشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ چونکہ شیخ محمود عبداللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تھی۔ لہذا اُن کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہو گئے۔ مصرع باد ایزد آرزو بخشِ دلش ؎

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپر کے بیٹے ہین۔ روایت ہے۔ اُس قصبہ مین ایک پیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تھا۔ لیکن بیٹا نہین رکھتا تھا۔ وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید حسن جیتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین درد تھا۔ رو پڑا۔ اور اپنی خواہش پیش کی۔ آپ نے فرمایا۔ روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین۔ لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا اِس درویش کے حوالہ کرو۔ جب خوشخبری کا ظہور ہوا۔ تو بقال مذکور بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اُٹھا لایا۔ اس کو سید نے قبول نہین فرمایا۔ اور کہا۔ لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس اثنا مین اُس کو مصیبت اور سختی پیش آئی۔ بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سے سمجھا۔ پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا۔ سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا۔ میرے نام زد یہی لڑکا ہے کرم اللہ نام رکھکر تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے۔ جب آپ نے عقل و ہوش کی سیڑھی پر قدم رکھا۔ تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکھائی گئی۔ اپنے مربی کے مرید ہو گئے۔ اور سلوک و تصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتھ رکھا۔ آپ کی عبادت تلاوت تھی۔ نفس پر کامیابی نصیب ہوئی۔ خرقہ خلافت پہنا۔ ہجری سنہ نو سو چونسٹھ مین گانون اور خاندان ترک کر کے۔ منڈو مین چلے آئے۔ اور یہین بود و باش اختیار کر لی۔ کم و بیش شمسی چالیس برس اس شہر مین آپ نے قیام فرمایا۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے۔ خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحنِ مکان مین بنائی گئی۔

یاد شیخ عبدالکریم

آپ شاہ شہباز کے فرزند۔ اور نیز خلیفہ ہین۔ قدس سرہما بید الشیخ اور خرقہ دونون برہان پور مین پائے ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھہ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا - دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا بیت -

نخل قدش کہ از چمن جان بر آمدہ	شمشاد گلے بصورت انسان بر آمدہ

اور تاریخ بارھوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کوچہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اس طرح نوحہ کیا ؎

آب سیہ از زمین بر آمد بارید بباغ ما تگرگے	مرگ از در آہنین بر آمد واز گلبن ما نماند برگے

چھیانوین سالہ زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پرستش مین اس طرح گزارا کہ زمانہ کا ہاتھہ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کر سکا - اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھہ رکھی تھی - کہ روزانہ آئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تے - شام کو آرام نہین پاتے تھے - اور رات کے آئے ہوئے مال ومنال کو جب تک تنگ دستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے -

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑہ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تھے - پانون پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے - بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا - خدائی حفاظت کا شکر بجالا کر عرض کیا - ازلی عنایت نے نگھبانی کی - ورنہ جان کا نقصان تھا - آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا - اس مین شک نہین - مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے - یقیناً سبب یہ تھا - کہ مینے ہاتھہ کا کام آنکھہ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھہ اُتار لیا - اس قسم کا تصرف وہ شخص کر سکتا ہے جو الٰہی اسم باسط اور جامع کے ساتھہ متصف ہو کر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہہ کام لے سکے - اور الکل فی الکل کا لطیفہ حاصل کرے - یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہو جاوے گا -

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کر کے قصبہ برار کو چلے آئے تھے جو خاندیس اور دکن کے درمیان مین ہے - آپ کے ہمراہ بون وطن سے ایک شخص کو کسی جھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسا دیا - شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا۔ وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا۔ اور اس بہانہ سے صوفیون کے گہرون کو لوٹ کر جہاڑو پہیر دی۔ اور چند آدمیون کو مجروح کر کے۔ آپ کے اوپر بہی کہ مجسم روح تہے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے۔ لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا۔ **الحاصل** جب شورش فرو ہوئی۔ اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اُٹہہ گئی۔ تو شقہ دار پرگانون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین۔ اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندہوا کر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کر کے شیخ کی ملازمت مین بہیجا۔ یہان پر شیخ کے حکم سے مشکین کہول دی گئین۔ اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین۔

ہجری سنہ نوسو اسی تہا۔ کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا۔ ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تہا۔ اس کی وجہ دریافت کی۔ جواب ملا۔ یہ آرزو ہے۔ کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بہی ادا کر کے استفادہ کرون۔ اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بہی ہو سکتا ہے۔ اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اکبر شاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا۔ اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکہی تہین۔ اس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا۔

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو الٰہی اسرار اور کشفی اطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تہے اُن مین سے آپ ایک شمہ بہی زبان پر نہین لاتے تہے۔ آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر **علیہ السلام** کے ساتہہ ملاقات رہی۔ یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا باقی کسی سے کبہی نہین کہا **مصرع** گلشن دیدار باد آرامگاہ جان او ؛

یاد میان جموجی پور ملک چاند

آپ کا نام جمال محمد۔ اور زاد بوم احمد آباد گجرات ہے۔ خوابگاہ عادل پور برہان پور مین۔ دریاخان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدون مین سے تہا۔ آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مُدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکہا۔ اور ایسا نہین کیا۔ کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کر کے صرف دوست کے واسطے کہولا ہو۔ تعلیم دینے مین کبہی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی۔ ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا۔ کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے۔ شیخ محمود عبداللہ۔ شیخ عبدالقادر اور وہ ملک پیر محمد حسن۔ جنہون نے اولیا اللہ کے حالات کا تذکرہ لکہا ہے۔ یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تھے - ایک روز آپ نے سیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم سے دریافت کیا - سندھیون کے محلہ مین کتنے مدرس ہین جواب دیا - دو شخص تھے - لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے - اب حکیم عثمان بوبکانی کو جو معنی کے اعتبار سے یکتاے زمانہ ہین - ظاہری تنہائی بھی ہوگئی - فرمایا نہین نہین - قاسم بھی اُن کے عمدہ مدِ مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا ڈورا خالی ہونے کے متعلق کچھ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے - سیح زمان کہتے ہین - شیخ طاہر یوسف نے جب سنا - غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن شیخ جموجی کے نزدیک ہے تو شیخ طاہر آپ کے نزدیک گئے - فقیر اور دیگر چند مشایخ وقت بھی ہمراہ تھے - قمیص کی دامن بوسی سب کو نصیب ہوئی - مصرع باد ارواے جانش تشریف لی مع اللہ -

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے - آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے اور آپ کی مان - قدوۃ المشایخ شاہ باجن کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم آپ کی زادبوم برہان پور - اور ابدی آرامگاہ آسیر خاندیس کا قلعہ ہے - آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت سیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مدظلہ سے تھی آپ کی طبیعت نظم کے ساتھہ مناسب تھی - ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے مشایخ شطاریہ کا شجرہ اپنے پیر سے شروع کر کے - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت مین موزون کیا تھا - کہتے ہین - آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے - کہ دوسرے صوفی آپ کو دیکھکر حرص کیا کرتے تھے - کہتے ہین - آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا -

مصرع باد روحش غریق بحر کرم :

یاد خواجہ کلان خواجہ وصبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین - آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون کی باتون پر وقوف حاصل تھا جس سال مین براق خان - سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا - اُس زمانہ مین بہت سے علما - خان کے ہمراہ ہو گئے تھے - اور خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز و انکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسمات سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے زمانہ مین ازراہ عقیدت بہت سے نیک نفس اور درست عقیدت آدمی - خدا پرستی اور حق شناسی کی راہ راست پر آئے - اور صورۃً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین فرمان طلب صادر ہونے پر - آپ ملک تقدس کو روانہ ہو گئے - خوابگاہ بخارا - مصرع

بادہ حبیبہ جای رشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش لیمتھوری

یہ ایک گانون ہے سارنگپور مالوہ کا - آپ کی کرامتین بالکل عیان تھین - ایک شخص شیخ فرید لعلی لاد محمد باسر سر کھنیچی گجراتی کے بیٹے ہین - اُنہون نے گجرات سے آکر اُجین مالوہ مین گھر بنا لیا ہے - شیخ فرید نے ایک روز راقم کے سامنے بیان کیا ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان دیہ - شیخ کے پاس آئے - ابر کی طرح زار زار روئے - اور رعد کی طرح نالہ و فغان کیا - اور مینہ کی خواہش کی - شمار مین جتنے آدمی آپ کے پاس گئے تھے - ہر ایک سے آپنے مٹھائی چاہی - لوگون نے قبول کر کے فرمایش پوری کی دو روز انتظار مین گذر گئے - پانی نہ برسا - آپنے ایک خادم سے کہا - مجرم کی طرح رسی پانون مین باندہ کر مجکو گانون کے گرداگرد گشت کراؤ - دو روز ایسا ہی کیا گیا - مگر آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے فرمایا نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - قصہ کوتاہ کمر برابر ایک گڈھا کھودا گیا - آپ خاک کے اندر اُس گڈھے مین کھڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار کریں - اہتمام سنگساری ہو ہی رہا تھا - کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو نادان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کرم کی امید پر تکیہ کر کے لوگون کو دشواری کے وقت مین بہتری اور آسانی کے وعدہ سے تسلی دیدے اُس کا سنگسار کرنا زیادہ آسان ہے - یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل مین ختم نہین ہوئی تھی - کہ آسمان نے ابر سے پانی برسایا - اور کھیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اس واقعہ کے بعد آپنے پگڑی سر پر نہین باندھی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گزاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ وہی گانون ہے جس مین رہتے تھے - مصرع بکام او سر دیاران رحمت ؛

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تھی - زاد بوم تھانسر ہے جو

احمد آباد گجرات کے قوالبوں میں سے ہے۔ کہتے ہیں۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے اجمیر مین آئے۔ اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جذب مین گذار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز یہان کا بھی تماشا کر کے دار الخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذوی احتیاج لوگ آپ کی خدمت مین حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیرون پر آپ کو علم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پالیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبد الرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان مملکہ گجرات سے چل کر خداوند قلم اکبر شاہ کی ملازمت مین بمقام دار السلطنت لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ ٹھٹھ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل مین آیا۔ کہ صوبہ ٹھٹھ مین بہت سے خدا شناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ تھے۔ اور نیز اب ہین۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اس خیال کی تصویر ذہن مین پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تھی۔ کہ آپنے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا۔ تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرار داد مین جو آب اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک ٹھٹھ علاء الدین ہے۔ اور سپاہ لیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے بھی تصور مین نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تھی۔ کہ کار آمد قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کر دیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی تھین۔ مگر اُس نے چند بیان کین۔ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جو ہر زبانش بود ؎

یاد شیخ بابو جیوا بن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہین قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالبان علم نے آپ کے

مدرس مین تحصیل کی ہے - آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تہے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین - بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے - شیخ برہان غریب اللہ کے ساتہہ بہت کچہہ یگانگت اور ہمدمی تہی - اور اسی شہر مین خوابگاہ بہی ہے - عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے - کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈہ کر اور انواع و اقسام کے حلوے اُن مین بہر کر سر بمہر کرتے ہین - اور وہ زنبیلین بزرگان دین و دولت مین تقسیم کرتے ہین - مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا - دوسرے مجاورون کو جن کو دو دو تین تین سے اس کے بدل مین نذرین ملتی تہین - یہ بات ناگوار گزری - اور خشم آلودہ گفتگوئین کین - آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے - تمام تصرف اور تولیت انہین ارباب غرض پر چہوڑدی اور خود گوشہ اختیار کر کے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری - ہجری سنہ ایک ہزار چہہ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندہا اور چلے گئے - مصرع از خود گسستن و بتو پیوستنم یکے ست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک پیر سال خوردہ اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تہے - کہتے ہین - اُن ایام مین جاگیردار سرکار سید محمود بارہہ کے بیٹے - سید قاسم تہے - بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تہے آپنے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بہیجا تہا - کہ اِن دو تین روزون مین تاج الدین و اپسین سفر کر جاوے گا معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپنے عالم بقا کا عزم کر کے جہان فانی کو رخصت کیا - تو جن صاحبون نے پیغام سنا تہا - اُن کو حیرت ہوئی اور روئے - آپ کے چار لڑکے تہے - جمال - احمد - اسحٰق - اور ابراہیم سب سے چہوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کر دیا تہا - اور فرمایا تہا کہ یہ میرا جانشین ہے خوابگاہ پٹن -

مصرع تحت رحمت باد خاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا نرخ اور حیثیت بڑہانے کے خواص - اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تہے - طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتہہ آباد تہے - کہتے ہین - جب عبد اللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبد المومن سلطان کی

جاگیر مین نامزد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینون اور خاک نشینون کے ساتھ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی منش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام طورے مین خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہوکر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جاکر سامان اقامت رکھ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تہا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت معلق لاغر ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھ الٰہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور تعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد او روضہ جاوید شد

یاد شیخ لادھ جیو سندھی

آپ باعتبار صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح القلوب کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر سے متعلق نہین پاتا تہا - کبھی پرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی صحبت سے دل باز نہین رکھ سکتے تھے ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کافی سندہ کے مقبول راگون مین سے ہے - آپ ہمیشہ گا کر سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تیئن اسی طرز کے ساتھ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

بروضہ اش بزمگاہ رضوان باد

یاد بابا بھرنک

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے۔ آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا کرتی تھی۔ اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر غمگینی سامان باندہ جاتی تھی۔ آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین ہوسکتی ہے۔ لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقدم کے بیٹے تھے ایکبارگی آپ کو عقل کھو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان ومان سے آوارہ کردیا۔ آپ منڈو (مانڈو) مین آئے۔ قلعہ کی ہوا کچھہ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑگئی تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے۔ اور گاتے پھرا کرتے تھے۔ اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے گوشہ مین سر زانوے حیرت پر رکھے ہوئے۔ دن کردیا کرتے تھے۔ آپ کی ایسی برکت تھی۔ کہ دنیا دی دولتمندی حلوا فروش کے حق مین۔ شیرین کام ہوئی۔ ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی۔ منڈو (مانڈو) سے بیس کوس فاصلہ پر شرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے۔ اس کوہستان سے حمیر نام ایک زمیندار نے ہجری سنہ نوسو پچانوین مین حوالی شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا۔ ایک رات اُس نے کیا کیا۔ دو سو سوار۔ اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑہا دئے۔ اور خود ایک اور جماعت لیکر کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہوگیا۔ کوچہ مین گھسنے اور ہمراہیون کے مقابل ہونے کے وقت باباکو چھیڑ دیا۔ بابا نے پکار کر کہا۔ شہر والو۔ آرام سے رہو۔ صحرائی لوگ۔ لاتون مین ڈل گئے۔ یہ بات اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اِن مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم باباکو لگائے۔ آپ نے کشادہ پیشانی سے اِن زخمون کو برداشت کیا۔ جب قدم آگے بڑہایا۔ یکایک تیرون کی شپاشپ۔ اور تلوارون کی چاکاچاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی۔ کہ کان بہر گئے ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے۔ اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مُردہ پایا۔ کمتر لوگ پایئن قلعہ تک نیم جان گئے۔ اور یہ گوشمالی دیکھکر خود حمیر زمیندار کے ہاتھہ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تہا۔ بلکہ کئی آدمی اُس کو داہنے بائین سے گھوڑے کے اوپر تہامے ہوئے تھے۔ بالآخر چند روز زندہ رہا۔ لیکن ہوش مین نہین آیا۔ اور بابا نے بھی یہ اجازت نہین دی۔ کہ زخم پر پٹی باندہی جاوے۔ یا مرہم کا پہایہ رکھا جاوے۔ اس سبب سے

چندروز زمین زخمون کے اندر کیڑے پڑگئے۔ جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گرپڑتا تھا۔ تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکھدیتے تھے اور ایوبی طریقہ لوگون کو دکہاتے تھے۔ **القصہ** اسی طرح پر زندگی گزارتے تھے۔ ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے۔ اور تندرستی حاصل ہوگئی۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین۔ لیکن اس گلزار مین گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اس کے تختہ ہائے چمن تنگ ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ وتاریک کوچہ سے۔ حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈو مین قبر بنائی گئی **مصرع**

عقل کل ہم دم جنونش باد وئے

یاد حکیم عثمان

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے رحمہم اللہ زاد بوم موضع بولکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے۔ خوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گاؤن آپ متداول علوم۔ اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تھے۔ آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی۔ اسوۃ العلما قدوۃ الاولیا۔ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود مورپی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات۔ خلاصہ خرد پژوہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تھے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ہرایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا۔ راقم گلزار چند ہیئتہ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے۔ شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکھی ہے جو تمام جزئیات رعایت کو شامل ہے۔ اور شیخ یوسف بنگالی کے داماد میان سکہہ جی۔ یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین۔

آپ کے حالات اس طرح پر ہین۔ ہجری سنہ نوسو تراسی کا آغاز۔ اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے۔ حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر عزت و توقیر سے رکہا۔ اور درس وفتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دوچند کی۔ ستائیس سال تک آپنے درس دینے اور فتوے لکہنے سے لوگون کو فیض وفائدہ پہونچایا۔ **القصہ** ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین۔ جو خاندیس کی سرحد پر تہا۔

بترک مسکونت چلے گئے۔ جب گانون مین پہونچے۔ تو خداوند اقلیم اکبر شاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی۔
برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا۔ بلکہ چند روز جنگل کی ہی بود و باش بھلی معلوم ہوئی۔ ناگاہ اُسی سال کے
ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین۔ صبح کے وقت ننگی تلوارین کھینچے ہوئے
اور نیزے ہلاتا ہوا۔ آپڑا۔ آپ مع ستر کس قریب ترین عزیزون کے۔ جو حسب و نسب سے آراستہ اور میدان
علوم کے پہلوان تھے۔ شہید ہوئے۔ اور خون مین بھری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین۔ شیخ لشکر محمد عارف
فرمایا کرتے تھے۔ حکیم کی شکل سکون و آرام کے ساتھہ نماز گزار۔ مجکو بس حکیم ہی نظر آئے۔ اور حکیم ہی فرمایا کرتے تھے
کہ مین اعتقاداً شیخ لشکر محمد عارف کا گرویدہ اس سبب سے ہوا ہون۔ کہ میرے اُستاد قاضی سور پی
اُن کے مرید ہین مسیح القلوب کہتے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تھے جیسی
شکستگی خاطر۔ خوشی۔ عاجزی۔ اور گمنامی۔ نامی حکیم کی ہے۔ ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی
بھی نہین دیکھی ہے۔ کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے۔ دیکھا چاہیے۔ علوم کی مجلس کے بیٹھنے
والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو۔ چالیس سال کے اندر کسی کے گہر کا لقمہ نہین کہایا۔
کمال پرہیزگاری کے ساتھہ زندگی بسر کی۔ آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی
کا حاشیہ۔ اور بخاری کی شرح۔ یہ دو کتابین۔ نہایت مشکل نما۔ اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم بشکند پرہیز او

یاد خواجہ اسحٰق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی معجزات مین جان ڈالنے والے۔ اور ظاہر و باطن دونون عالمون کے علم سے
واقف تھے۔ خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے
فیض ہم نشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہو گیا تھا۔ جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بھی بیٹھہ گیا
کامیاب ہو گزرتا تھا۔ آپ کی کام بخشی کی چادر۔ ایسی موزون قطع کی گئی تھی۔ کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے
قد پر ٹھیک آجاتی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قبچاق کا گشت
اور تماشا فرما رہے تھے۔ اُس وقت اُس جنگل کے باشندے۔ اور پرگنات کے ترک خنگل کے جنگل۔ کفر
کی گھاٹیون سے نکل کر اسلام کے دار السلام مین داخل ہوتے جاتے تھے۔ اور بہت سی خرق عادات
آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تہین۔ جیسے بیمار کی تندرستی۔ نابینا کی بینائی۔ جذام

اور برص سے صحت یابی - خلاصہ کلام یہ کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہروں کے لوگون پر ظاہر ہوتے تھے - چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کر کے رونق اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لیئے التماس کیا - اِس بنیاد پر آپنے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی بڑہتی گئی تو فرمان روائے کاشغر محمد خان ابن عبد الکریم خان ابن عبد الرشید خان ابن تغلق تیمور خان آپ کا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون کے نام سے سال ورسال نامزد کر دیا - خواجہ نے بہی خان کی آرزو قبول فرما کر دیوانہ اشتر نامی شخص کو جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تہین - کاشغر مین بہیجا کہتے ہین جب دیوانہ اشتر کو جذبہ کا جوش اور دیوانگی کا تموج ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا خیال بہی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تہی - عبد المومن خان فرمان روائے ایران و توران عبد اللہ خان اوزبک کا بیٹا تہا ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین بلا وجہ - تحکم کی تیرگی نے اُسکی آنکھون کو اندہا کر دیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ آہستگی سے کام لیکر تہوڑا تہوڑا چلتے تہے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہیئے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے پایا تھا - کہ عبد المومن خان کے مارے جانے کی خبر پہونچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے مصر کو معاودت فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؎

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تہے - آپ کے آبائے کرام سپاہی تہے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتہہ دہو کر گہر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے - سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کر کے کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تہے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھہ بہت سی نمازین پڑہا کرتے تہے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بہر غلہ خریدا کرتے تہے اور چارون طرف درود پڑہتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ جب غلہ تمام ہو جاتا تھا۔ تو اپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے۔ اور یاد حق مین مشغول ہو جاتے تھے۔ جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری۔ شاہ تاجو۔ اور پیر باجر منڈوی جب کیفیات کا بیان شروع کرتے تھے تو صدر اللہ کر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے۔ ہندی طرز کا گانا خوب جانتے تھے۔ آدہی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا۔ دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے تھے۔ سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام پہونچتا تھا۔ جب پیری آ پہونچی۔ تو گانا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین روکا۔ اسی طرح پچاس سال تک عملدرآمد رکھا کم و بیش اسی سال کی عمر پائی ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے۔ منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی مصرع رحمتِ حق نثار روحش باد

یاد شیخ ابوالفتح ابن جمال الدین

آپ مکی۔ عباسی۔ اور قادری ہین۔ ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بھی مستفید تھے اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتے تھے۔ غوث العرفا گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ زاد بوم شروان ہے۔ مکہ معظمہ مین بہت رہے تھے۔ اسواسطے مکی کرکے مشہور ہوئے۔ سیاحی اور اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپ کو پیدا ہوا۔ اس نے آپ کو وطن سے نکال کر براہ خشکی۔ ہند کی طرف متوجہ کیا۔ جب آپ سندہ کے کنارہ پہونچے۔ تو ایک پیکر پرست کو سیر بحر پایا۔ یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار۔ دوسری قوم کے ہاتھہ مین ہو۔ ابوالفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے۔ لہذا قندہار کو لوٹ جانے کا عزم فرمایا۔ اُن ایام مین فرمان روائے اقلیم۔ سلطان سکندر لودی۔ ملتان کے اطراف مین تہا اُس کو خبر ملی۔ کہ ایک پرہیزگار دانش مند آدمی۔ سندہ کے ملک مین آیا تھا۔ اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا ہے۔ ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بہیجا۔ جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزومندین۔ وہنع کی تھین اور دارالخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئے عرض کیا۔ شیخ نے نصیحت کی نیت کر کے معاودت فرمائی جب آپ کی ملاقات ہوئی۔ تو سلطان نے جو کچھ لکھکر بہیجا تھا۔ اُس سے دوچند زیادہ عاجزی اور محبت کے ساتھہ پیش آیا۔ آپ نے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کر لیا۔ کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بدباطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط - ایک دشمن سلطان کے نام لکھکر اس طرح بھیجا کہ راہداروں کے ہاتھ جا پڑا - جب وہ نوشتہ - سلطان کے حضور میں پیش ہوا - تو سلطان نے شیخ کے پاس بھیجکر - کسی قدر گلہ کیا - آپ نے جواب دیا - ہوالفتح الیسا نہین ہے - کہ ایسی نالائق تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کرکے دل آزاری روا رکھے - حکم خداوند تعالیٰ سے مفتری شخص جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا - کہتے ہین - ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا - کہ اُس نابکار کا ہاتھ ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا - کہ بیکار اور خشک ہوگیا - نیز یہبھی کہتے ہین - جس وقت ظہیرالدین بابر شاہ ہند مین آیا - تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑانے کے واسطے فوج میدان مین نکال - اور یہ بھی حکم دیا - کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بھی - جو خیمہ لشکر مین ہمرکاب ہین - سید رفیع الدین صفوی اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا - آپ بھی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہو لئے - جب دہلی مین پہونچے ایک روز پچھلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تھے - ایک بارگی مغرب کی سمت سے آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کھڑا ہوا تھا - یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت حال کیا - فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نامزد ہے - لہذا بھاگنا واجب ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کرکے خود آگرہ کی طرف چلے آئے - جب لشکر پانی پت مین پہونچا - تو بڑی بھاری لڑائی ہوئی - سلطان ابراہیم مارا گیا - اور بہت سی فوج - اور فوج کے سوا دوسری مخلوقات بھی ضایع ہوئی آپنے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال - طالبان خدا کی رہنمائی کی - تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نوسو تر ہین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کردئے گئے - سید رفیع الدین محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی - مصرع رحمت حق باد بر درویش و شاہ ؛

یاد شیخ داؤد براری

آپ کی زاد بوم موضع پورکام مین ہے - جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعہ آسیر کی طرف واقع ہے - سپاہی کے لڑکے تھے - جوانی مین توفیق ہوئی - سپاہگری اور اسباب نوکری ترک کردیئے - سوائے نیزہ کے - کہ عصا کی جگہ ہاتھ مین رکھا کرتے تھے - اور تیر و کمان اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتے تھے - رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھ نہین تھی - اویسیہ فیض - آپ کے حالات سے عیان تھا - جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت بنی رہتی تھی - آغاز سخن -

ہوش کے ساتھ ہوتا تھا - اور اخیر مین کلام کے اندر انتشار پیدا ہوجاتا تھا - لیکن خشم آلود باتون سے جلد پچھتایا کرتے تھے - اور مہربانی کرنے لگتے تھے - لوگون کے ملنے سے اور آبادی سے بھاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھ صحرا مین گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھ دوستانہ پیش آتے تھے - اور شیخ بھکاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے - کیونکہ شیخ کا گھر - آپ کے جنگل سے نزدیک تھا - راقم کی مصاحبت سے بھی خوش ہوتے تھے - اور خدمتون کی فرمائش کرکے - راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کردی گئی - اور روحانی پرگنہ جاگیر مین دیا گیا - منڈو (مانڈو) کے اندر بابا بہرنگ کی ہمسائگی مین خوابگاہ ہے - مصرع بادجانش بلبلِ باغ ارم -

یاد شیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہین - اور شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت - اسم دفتر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتون مین سے تھے - ابتدا ابتدا مین مسیح القلوب مدظلہ کے ساتھ اویسیہ نسبت رکھتے تھے - جب ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عرش آستانی اکبر شاہ نے خاندیس پر لشکر کشی کی تھی - اور فرمان روائے خاندیس مسیح القلوب کو برہان پور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تھا - تو اُس اثنا مین اویس منزلت (شیخ کمال) ملازمت مین حاضر ہوئے تھے - اور ظاہر طور بھی تلقین سے حصہ پایا - اِسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھ چلی گئی - اور ایسی خوش دلی کے ساتھ دوش بدوش گزر گئے - کہ جیسی خوش دل قیدیون کو آزادی کے بعد ہوتی ہے - خوابگاہ - قلعہ آسیر کے دامن مین ہے مصرع زندان جہان بشکن وبکشا درِ جنت

یاد شیخ ضیاء الدین چشتی

آپ کا نام اسمعیل - اور زادبوم قلعہ گوالیار ہے - قصبہ دسور (مندسور) مین گوشہ نشین تھے - آپنے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ لڑکپن مین پایا تھا پندرہ برس کی عمر تھی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت مین پہونچکر آداب ارادت بجالائے - سید رضی حضرت غوث الاولیا کے خلفامین سے تھے - بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کامیاب ہوئے - آپ کے مکان کے پہلو مین ایک مسجد تھی - خلعت خلافت پانے کے بعد - اسی مسجد کی زمین مین حجرہ کے اندر حجرہ کھود کر - کم وبیش تو سے سال خدا پرستی - تن گدازی اور جان پروری مین گزارے ایکسو پانچ برس کی عمر تھی - کہ فرمان طلب

پہونچا۔نہایت خوشی کے ساتھ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندہ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی۔آپ کے چار لڑکے تھے۔منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جھنڈا کھڑا کیا مصرع بیرانہ وصل دوست جوانی دیگر ست

یاد قاضی عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ۔صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ۔ اور کتابی نقوش اور لدنی علوم کے عالم تھے۔جب جوانی تھی۔ تو کتب متداولہ کا درس بہت دیا کرتے تھے بالخصوص علم قراۃ مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا۔جب ضعیفی نے آدبایا۔ تو تمام قیل وقال۔ اور لوح ولا نسلم کو خاطر سے نکال پھینکا۔صرف پیر سہروردی کی عوارف۔ گلشن راز لاہیجی کی شرح اور بخاری کی شرح۔ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عالم قدس کا سامان کر کے۔جہان خاکی کو رخصت فرمایا۔ اور برہان پور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسایش کے تکیہ پر سر رکھا۔ **بیت**

	باد برجان پاک جوہر او		رحمتِ حق وسنت احمد	

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بھکری سے ملا تہا۔ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تھے۔ مگر اُنہون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تھا۔آپ متداولہ علوم۔ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تھے تمام سال کتابت کیا کرتے تھے۔ اور جو کچھہ اُس کا حاصل آتا تھا۔ وہ اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تھے۔شرح مواقف اور مطول معانی پر حاشیہ سیرامی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تہین ہجری سنہ ایک ہزار نو مین سپنجی سرائے کو رخصت کردیا خوابگاہ برہان پور مصرع نظامِ ہر دو عالم روزیش باد ؛

یاد شیخ عبد الرزاق طائی

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ نوربافت تھے۔ زہد وتقوی کا خلعت زیب بدن تھا۔ ناگاہ الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ اور ایکبارگی خودداری جاتی رہی۔جو لباس کہ بدن پر تھا۔ پارہ پارہ کردیا۔ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوا کفن کے نہ کرسکے۔جب کوئی شخص عبد الرزاق کہکر پکارتا تہا تو آپ غصہ ہوتے تھے۔ گالیان دیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ رزاق کہو۔ کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون۔

اندیشیہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دوالہ کے ساتھہ گرویدہ نہوگے حقیقی ایمان کی سرحد پر نہین پہونچوگے - اور آلہی معرفت کے کمال کا راستہ نہین ملیگا - غالباً آپ کا مقصود دوالہ سے یہ ہے کہ بعض اصحاب الہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھہ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ والتنزیہ نہوگا - کامل مومن نہوگا - اس بنیاد پر خدا پرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور فتوحات مین ایک ولپسند وسعت کے ساتھہ لکھی گئی ہے - اس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھہ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ زادبوم ہے -

شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن علیمی دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے علم التصوف کچھہ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھہ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑہا تھا - شاہراہ طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے مین تگ ودو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کرکے عرش آستانی اکبر شاہ کی چاکری کے واسطے کمر باندہ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ بالکل صحیح ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر توانگری کی اونچی سیڈہی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی وخفی وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھہ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اس نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلاکر اچھی طرح انجام کرادین - اور ظلم کا دو ہتڑ کھائے ہوئے - اور ٹھوکر کھاکر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو دادرس کی خدمت مین عرض کرکے دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بھی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمند دن کی ملازمت اس نیت کے ساتھہ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - قطعہ

سعی من از برای فرد ماندگان بود	درخدمت کسے نشتابم برای خویش
ہر کس کہ باکسان بنماید نیاز وناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت وگدای خویش

یادِ شیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک غفر ہے - زاد بوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان یمنی ہے ہندی بالنفس نہین ہے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کرکے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعرگوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسن کا حُسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر دفعتہً کر رکھا تہا - اور ملک الشعرا ہوگئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین کچھ کاؤ باقی نہین رکھا تہا - آپ کی طبیعت فطرةً ایسی زکی تہی کہ رسمی علم کے لم ولانسلم کو حاصل کرکے کسی فن مین کوئی بات مشکل سمجھی ہی نہین - آپ کی مٹھی تہیدستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تہی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار ہین - یہ تصنیفات اس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقط تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دو سال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش وبینش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کرسکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوط عربی مین بہت کچھ عجیب وغریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) زرم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغة کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سرگریبان مین جہکائے رکہنا آپ کو پسند تہا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچھلی دو کتابین باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہین پہونچین۔ شروع بیماری مین جو بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تھی۔ رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ خیرگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے دروی گنجید	تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثنائے بیماری مین یہ بیت اکثر پڑھا کرتے تھے۔ بیت

اگر ہمہ عالم ہجوم آیند تنگ	بر نشود پائے سیکے مور لنگ

القصہ راقم گذارنے آپ کے کسی قدر حالات جو لکھے ہین۔ سنے ہوئے نہین ہین۔ بلکہ اُن حالات مین سے لکھے ہین۔ جو معائنہ کرکر اور پاس بیٹھکر معلوم کئے ہین۔ اور نیز جو تحقیق ہوئے ہین۔

یادشیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بھائی ہین قدس سرہما گجرات سے برہان پور مین آکر توطن اختیار کیا تھا آپ کی ہمت کی اُنگلیان مٹھی باندہنے سے دور رہین۔ دوسرون کے ساتھ سلوک کرنا اور نیز دوسرون کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا۔ یہ امور آپ کے ہاتھ کے ساتھ آشنا تھے۔ آپ کے کارخانہ کا نقد و جنس بے دریغ تھا اور کسی شئے کے ساتھ وابستگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تھی نہ اقوال سے۔ اس طریقہ سے زندگی بسر کردی۔ اور وہ کمال آزادی کے ساتھ گزر گئی۔ خانقاہ برہان پور

مصرع ہمانش از آزادو رفتن شاد باد

یادشیخ عبداللہ صوفی شطاری آگرہ

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند۔ ابن جنید۔ ابن محمد۔ ابن برہان الدین۔ ابن عز الدین محمود ابن نجم الدین احمد۔ ابن مولانا شمس الدین ہردی عثمانی کے فرزند رشید ہین۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو چار کو آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ مین بیحد خوشی ہوئی۔ چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتھ ساتھ تھا نو سال کی عمر مین آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا۔ مخدوم شیخ صفی ساتی پوری کے مرید ہو گئے اور سوابرس کی عمر مین کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور قصبہ گوپامو مین شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت مین پہونچے۔ جو ماں کی طرف سے اپنے ہوتے تھے۔

اور صرف ونحو کا پڑھنا شروع کر دیا۔

شیخ بدرالدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تھے۔ اُنہون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لاکر آپ کو فرمایا۔ عبد اللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدرالدین کا سراغ نلگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت نا امید ہو کر جامع مسجد مین اندیشناک سو گئے۔ پھر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور رہو۔ پس آپ ہلالی چہہ دور کامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام یہی تھا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیئے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تھا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معز الدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھہ بہت کچھہ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہہ ٹھیرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اس خانقاہ کے مدرس سے سبق پڑھا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہہ پڑھین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہو کر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے تھے۔ اور رات کو دن کر دیا کرتے تھے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال بھی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کے درس مین جاکر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بھی ہمراہ گئے اکثر علوم غریبہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑھین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد کے الہیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کے درس مین نکالے۔ بزدوی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانش مند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبدالاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفی ارومی سے لی۔

بالآخر جب بیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے - تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا تمام کتابین لوگون کو تقسیم کر کے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف ہوئے - چند عرصہ کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا - کہ تمام حواس اور قوی کو جکڑ بند کر لیا - اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا - حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ من الصلوۃ اکملھا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین - جو نایابی کے درد کا علاج کرے - اور جس کے فیض ہدایت سے طالب عرفان کے اصلی مطلب کو پہونچکر - صاحب بصیرت ہو جاوے - آخرکار حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا - حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر - مشرب عشقیہ کے تمام اذکار - اور اشغال سکھا کر - انوار اور اسرار سے بہرہ یاب کیا - اور ہجری سنہ نو سو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سر حلقہ بنایا - تمام صوفیون کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی - کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے رہے - مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا - غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کر کے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے - اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہو جاتی تھی -

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف - اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے - مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کر کے کمال ریاضت مین منہمک رہے - اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی - پھر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت فرما کر متاہل ہوئے - کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے - ہجری سنہ نو سو اکیاسی مین پیر کی زیارت کے واسطے گوالیار مین آئے - یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی - بعدہٗ بفرمان پیر ہجری سنہ نو سو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا - اور نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز - تاریخ تیئیسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل سے حقیقی مقام کو عروج فرمایا - آپ گوشہ نشین تھے - آشنا اور بیگانہ کے دروازہ پر مطلق نہین گئے - اور اسی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی -

آپ کی تصنیفات یہ ہین - (۱) سراج السالکین بہ سنن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال الشطاؔ
آپ کے بابرکت کلمات میں سے نمونہ کے طور پر چند کلمے لکھے جاتے ہیں۔ صوفی ایسا درخت ہے جس کو حوادثات
کی آندھی جنبش نہیں دے سکتی۔ اور ایسا بادہ نوش ہے۔ جس کو شراب محبت کے پیمانے کے پیمانے متواتر
چڑھا جانا مست نہیں کر سکتا۔ دریا کو نوش کر جاوے۔ اور اس پر بھی ھَل مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگاوے۔ اور
اوس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے (دیگر) فقیر کو چاہیئے۔ کہ تو نگروں کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے۔ میں نے مانا۔ کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو۔ جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہوں۔ مگر یہ خوف ضرور ہے۔ کہ مرتبہ میں عام لوگوں سے نیچے ہو جاوے گا۔
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو۔ مگر یہ امید ہے۔ کہ بایزید وقت ہو جاوے گا۔ (دیگر)
صوفی کو چاہیئے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو۔ کسی وارد شے کے سامنے سر نہ جھکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے (دیگر) راستہ چلنے میں جب یہ تین چیزیں فراہم ہو جاویں گی۔ بے شک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ (۱) فردوسیوں کا سا تزکیہ اور تصفیہ۔ (۲) سہروردیوں کی سی غذا
(۳) شطاریوں کی سی مشغولی۔ (دیگر) نفسانی کدورتوں کی شست و شو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف و کرامت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہیں آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہیں پاوے۔ تب تک واصلوں کے درجہ کو نہیں
پہونچ سکتا ہے (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کر دینا ہے۔ اور بس۔ (دیگر) مبتدی کو چاہیئے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہوں۔ اور متوسط کو تخلق (خلافت الٰہی)
اور اتصاف ضروری بات ہے۔ تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہو جاوے۔ اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے۔ (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ و کبریٰ کے ہیں۔ اور حقیقت بجائے نتیجہ کے۔ جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتھ آراستہ نہیں ہوتا ہے۔ تب تک حقیقت کے انوار اس پر جلوہ گر نہیں ہوتے
ہیں۔ (دیگر) ملاحظہ کے ساتھ اور مفہوم ملاحظہ کے ساتھ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے۔ اور بدون اس کے
سبب ثواب کا۔ بس یہ باتیں سمجھ لی جائیں۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد النبی ہیں۔ مدظلہ بہت سے علوم
میں آپ کو کافی دستگاہ ہے۔ انہوں نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات۔ رسالہ جوامع کلم الصوفی میں جو انہیں
کی تصنیف ہے۔ مفصل لکھے ہیں۔ ناظرین کو چاہیئے۔ کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماویں مدعی و مطالعہ حال خود نصیب ہوتا

یاد شیخ ولی محمد

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین جب شیخ صدر الدین ذاکر جانپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہٗ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے - تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی - اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو - آپکے سر کے بال پکڑ کر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی - گھر بار کو چھوڑ کر اُس سفر مین آپ بھی ہمراہ ہو لیئے - واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہوکر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تھا - یہان کے لوگون کی صحبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکھکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا - چنانچہ تین چلے پورے کئے - جب وطن کا ارادہ کیا - تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے - اور شیخ ولی محمد کو محمود العاقبۃ کا رنج تنہائی اُٹھانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی - آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش - اور اسباب کمال کی تحصیل کی - بعدہٗ ان رہنما (شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہوکر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھ جانِ گرامی کو رخصت کیا - راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تھے - اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تھے -

مصرع جمع کن جمیع در نماز و نیاز ؎

یاد شیخ ماکھو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین - متاہل ہونے پر دل ہنادہ نہ ہوکر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کو توجہ کیا - زاد بوم گجرات - اور خوابگاہ برہانپور ہے - کسی سبب کو ہاتھ نہین لگایا - اور مدتون تک توکل پر بسر کی - سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تھے - خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکھکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرمایا کرتے تھے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تھے - اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تھا - جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے - اِس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والا درویشون کی دایہ رکھ چھوڑا تھا - آپ کی عمر چالیس سال کی تھی کہ ایک حسینہ عورت مانو نام پر آپ عاشق ہوئے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہِ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے مین داؤدی لہجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی سرشت تھا - زین آباد مین جامع مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چندروز کے واسطے آپنے قبول فرمالیا تھا ہجری سنہ ایکہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے خاندیس سے دارالخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ ہوئے - مصرع متاعش را خدا باد اخریدار -

یاد شیخ سراج محمد بنبانی

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور مستعد اور غریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا - شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکھی ہے - بلکہ یون کہنا ناموزون نہ ہوگا - کہ اس خزانہ کے ناپیدا دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کردی ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریبًا تیس سال تک درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے ہمراہ بیت

آنکہ گرداند تونگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم ہوا - اور فرمایا الصمد معبود کا تصور بہتر ہے - یا الصمد موجود کا - مینے عرض کیا - الصمد موجود کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اِس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش ہوکر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچھنے سے مجکو کسی قدر گلہ تہا - اب آئندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان دو تین روزون مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اِس گفت و شنید کے بعد تیسرے روز ماہ شعبان ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - مصرع بعالم نیست جز الصمد موجود -

یاد سید حسین ؒ

آپ شیخ جلال بہتری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

ورد اور تلاوت مین گذرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو بیاسی مین خاندیس آئے تھے۔ یہان کے حاکم نے موضع جو کامہ مین وظیفہ مقرر کردیا۔ جو کامہ۔ پرگنہ جو بہ مین ایک گاؤن ہے۔ آپنے اسی جگہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خدا پرستی اور تن گداری مین گزارے۔ پھر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمد پور سرکار سارنگ پور مین ہے۔ محمد پور کا جاگیردار اپنے وقت مین یکتا ے روزگار تھا ناہر خان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تھی۔ اور طبیعت بھی درویش دوست واقع ہوئی تھی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہر خان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور وفاداری مین اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائسین کے قلعہ بمع اُس کے مضافات کے قابض تھا۔ چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان مین کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ مین بجاتے ہین تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کھینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچھا دی۔ اور اس ملک کے امیرانِ اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا۔ کہ یہان کے فرمان رواکو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک و خون مین ملایا۔ پہرہ والون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گھیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ ڈھنگ اور فساد دیکھکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چھوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گھر مین بند کرکے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہر خان کی عمر کم و بیش دو سال کی تھی۔ ناہر خان کو دایہ اُٹھا کر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام مین ایک حبشی بھی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مردم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہر خان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش مین پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانش مند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہر خان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ سبحان اللہ عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تھی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظر عالم ملکوت سے عاریت لاکر نظر بازون کی آنکھون کو بخش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہو کر ایسے بے خود ہو جاوین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکھنے

کی تاب اپنی دوربین عقل مین نپاوین - اور عجب ہو وسانہ مزاج کا بنا و سنگہار تھا - اگر ہزار دن تماشائی دل اور آنکہین - عالم وحدت کے دانشمندون کی راے سے روشنی مانگ کر اس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکہین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بہی نہ پہونچ سکین - غوثی تعریف کا دروازہ مت کہولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتہ سے مت چہوڑو -

القصہ ناہر خان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہو گئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکہتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوقی آسمان کے شمس و قمر کی خوبصورتی پر آنکہہ اور دل دے رکہا تہا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جدا گانہ نظم و نثر کے تاگے مین پروے جارہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیرداروں کو دوسری جاگیر مین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہر خان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -

نوجوان اور سعید ناہر خان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیسا کہ اوپر لکہا گیا - تمام مراسم ادا کئے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارہوین شعبان مین دنیاوی سفر کو آنجہانی سفر کے ساتہہ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع باد ابا سیہ سامی او حسن اختتام؛

یاد قاضی عبد القادر

آپ شاہ عبد الرزاق جہنجہانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین - قاضی محمود حاجی عبد الصمد اور شیخ عبد الغفور ہولہ کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بہائی تہے قاضی عبد القادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تہی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بہری - ہر ایک لباس بدل کر - ہر ایک ملک مین سیر و سیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کر کے سعادت پر سعادت سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنہون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور وہان ہی دریافت

حقیقت کام مین لائے - اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھ نہین لگایا - راستہ مین قدم عاشقانہ رکھکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چھان مارا - اس کے بعد اُجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے - بالآخر عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی - آپ کے عم مکرم سارنگ پور کے قاضی تھے - اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہو گیا تھا - لیکن آپ کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی - اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چھوڑ کر آپ آوارہ ہو گئے تھے - ایک بار ایسا ہوا - کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچھ جبت و جو کر کے دور دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پھیر لائے تھے - القصہ للہ کسی چیز کے ساتھہ ذرہ برابر بھی نشان دلبستگی پایا نہین جاتا تھا - اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات کے سوا - کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ نہین تھا - قدما کے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتھہ آراستہ اور آشنا ہوتے تھے - فصیح البیانی کے ساتھہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تھے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہو جایا کرتے تھے - کہتے ہین - جس طرح آنے کے وقت آپ ہمہ نوع مجرد آئے تھے - اسی طرح بازگشت کے وقت بھی بدن لباس اور احساس سے - اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کر کے - عالم قدس کو روانہ ہو گئے - **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے جس مین ایک ہزار گیارہ عدد نکلتے ہین - شیخ عثمان پسر شاہ منجھن بیان کرتے تھے - کہ تفسیر کا علم حفظ تھا - متشابہات کی تاویلات - ناسخ و منسوخ کی تقدیم و تاخیر - مشکلات کا حل - مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص - تعمیم - اور وجوہ حقیقت و مجاز کی شانِ نزول - اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تھے - اور ہر جمعہ کے روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے جس مین مضمون کے بہت سے قوانین کی رعایت رکھتے تھے - رحلت کے روز بھی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی - آپ کے بدن مین لرزہ پیدا ہوا - تھوڑی دیر وصیت فرمائی - بعدہ جس طرح کہ لکھا گیا - اس فانی جہان سے ملک بقا کو کوچ فرمایا - **مصرع** شکر ایزد کز جہان آزاد رفت ؂

یاد شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تھے - مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگپوری مالوی سے حاصل تھا - شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملۃ احمد آبادی کے ہین - آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان مین صاحب حشم تے - ہجری سنہ نوسوا کیاسی تھا - کہ منڈو مین آئے - راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین جوہر دعوت سیکہا - اور اجازت لی - چند چلے بہی کئے تھے - دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل مین لائے - استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھہ رکہی تہی - کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد - یا کہیتی کی زمین قبول نہین کی - تیس سال تک منڈو (مانڈو) مین رہ کر توکل کی نوشدارو سے بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اوتار پہینکی - خوابگاہ منڈو - مصرع مبارک باد ملک جاودانش ؛

یاد شیخ علم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہین - آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تہی - ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دوراس گہوڑے گم ہو گئے تے - ہم ایک گانون ہے رہتک سے بارہ کوس دور - چند روز بعد مفتی کے ہم نشینون نے کہا - اس مجذوب سے گم شدہ مال کی حقیقت پوچہنی چاہیے - چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تہا - لہذا مالک مال کی راے اجازت نہین دیتی تہی - تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت مین گئے - مجذوب جلدی سے پکار اٹہا - فلان دروازہ پر تلاش کرو - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - اور یہان سے گم گشتہ مال مل گیا - خوابگاہ رہتک - رحلت دسوین صدی کے اواخر مین - مصرع

خرد قربان این دیوانگی باد ؛

یاد شیخ علی افغان

آپ اویسیہ مشرب مین چشتیہ سلسلہ کے مرید تے - آپ کے پیر ارادت معلوم نہین ہین - کم و بیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاور رہے - سو برس کی عمر پائی - حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکہا کرتے تہے - قلندرون کی طرح تجرد مین زندگی گزاری - کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہین گئے - اپنے گوشہ سے بہت کم کہین جانے کا اتفاق ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین راقم اُجین کو گیا تہا - تو آپنے کہلا بہیجا - کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکہتی ہے - لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہین - از راہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ مین آوین - اور آرزو کا شعلہ فرو کرین - تو نامناسب نہین ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ اُخروی سفر پیش آکر گرانی - آزادی کو اذیت پہونچا دے - مین حسب اشارہ ملازمت مین حاضر ہوا - تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونون طرف پیدا ہوئی - رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی - خوابگاہ روضہ مغیثیہ قدس سرہما مصرع باد جانش روشن از انوارِ عشق ؛

یادِ شیخ کمال محمد عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور نیز خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے حاصل کی تھی - ہجری سنہ نو سو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستہ ہجین مالوہ مین آئے تھے - یہین گھر تجویز کرلیا - اور شیخ اولیا کا پوری کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتوی نویسی کا منصب ملا - کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بہ روایات پر فتوے لکھے - بیکاری کبھی آپ کے گرد پھٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھ اور کبھی سات پارہ قرآن پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہو کر نماز صبح ادا کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ کرکے نماز ظہر کے واسطے اٹھ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتوی نویسی سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھ حصہ تو خانہ نشینون کے ساتھ - اور کچھ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چون سال تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپائدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا - کہ دوستانِ منڈو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع حارج ہوئے - اگر منڈو والون کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اُجین کرنی چاہئیے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی دیر مل بیٹھین - مین حسب الحکم پر آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا نوروز

رہا۔ باقاعدہ اسی سال کی دسوین شعبان کو دوشنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر طاقت مین گنجایش ملی۔ معینہ معتادہ مین مشغول رہے۔ راقم بھی اُس وقت حاضر تھا۔ دو کلمون پر وصیت تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے مُنہ پھیر کر ملاءِ اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ اُسی دالان مین اختیار کی جس مین درس دیا کرتے تھے۔ مصرع یقین سبحان کمال از ملک مارفت۔

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبد اللہ سندہی

آپ کا نام محمد ہے۔ زاد بوم برہانپور۔ اور شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ مین قدس سرہم حُسن آواز پر۔ اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم گلزار آپ کی۔ اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تھے مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب۔ اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک تھا۔ عین شباب مین ایک آنکھہ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا۔ اور مسیح زمان کی ثابت قدمی گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی۔ بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی۔ اور نقلی اصطلاحات مین شیخ طاہر یوسف سندہی کی شاگردی کی۔ اور شرح منازل السائرین۔ نقد النصوص۔ شرح گلشن راز۔ اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بھی نکالین۔ ایک حسین مظہر کے حُسن پر عاشق تھا۔ کہ اس درمیان مین چلہ نشین ہو گیا۔ اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندہی۔ ایک رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکھا۔

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تھا اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بھیج دئے گئے تھے۔ پہر چند روز بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی۔ اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوئے۔ قلیچ خان نامی سردار۔ شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تھا۔ اور عقلی و نقلی علوم سے آراستہ تھا۔ یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتھہ پیش آیا۔ اور آپ کی خدمت کا بار ازراہ ہمت اپنے ذمہ لیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاول کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے۔

مصرع شہید و عاشق و درویش دوانا رفت از دنیا۔

یاد شیخ ابو سعید پور شیخ جگن گھندوتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو پہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رحلت کیا - ملا کلامی کابلی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد ز بوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابو سعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیً بھی برابر کر دیا ہے - خوابگاہ کالپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برھنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور پیکر پرست تھے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے خرد سالی مین تیم ہو گئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکھتی تھی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبد القادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکھا - کم و بیش پچیس سال اپنی زادبوم مین رہے - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جا رہے - جو دیپالپور سے چار کوس دور ہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین - راقم نے بھی بارہا آپ کا دیدار دیکھا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پا کر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجا سکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع وے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحییٰ گجراتی کے فرزند ہین - زادبوم برودرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بھروچ کے درمیان مین - آپ والا ہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شیفتہ دل تجربہ دوست اور پیر پرست تھے - آپ کے پیر بیعت سید کا سے شطاری برودرہ والے تھے - جو غوث الاولیا کے خلفائے کرام مین سے ہین -

القصہ للہ آپ نے حقیقی رہنما کی جستجو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہان پور پر بھی ہوا - تقدیر مین لکھا تھا - جس کے بموجب شیخ شکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ لشکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی
مولیٰ کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تھے۔ اور نیز حقیقۃً فریفتگی تھی۔ چند چلے کئے۔ اور خلوت مین
بھی بیٹھے اِس آرزو مین کہ کیا چھوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو۔ چونکہ فنا فی الشیخ
کے مقام مین کمال استغراق تھا۔ اسواسطے آپنے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کو اپنے مرشد کے حلیہ
مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ
فرما گئے۔ خوابگاہ برہان پور مین شیخ بھکاری قدس سرہ کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی۔ ملا یونس
سلہٹی کہتے ہین پچھلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکھا تھا۔ اور اس
زمانہ مین سید یحییٰ بردورہ والہ بیخودی کا راستہ چلے ہین۔ مصرع خسرو ملک بے نیازی بود۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ قریش خان کے بیٹے۔ اور میان جیو جی کے داماد ہین۔ آپ کے آباو اجداد۔ سپہداری وضع کے
اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے۔ جس سال مین فرمان روا اے اقلیم اکبر شاہ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب
ہوا۔ اسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے۔ اور آہستگی کے ساتھہ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کر کے
توکل اختیار کیا۔ یہان تک ہوا۔ کہ کسی کام کو ہاتھہ نہین لگاتے تھے۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین
ہوتے تھے۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑہاتے تھے۔ آرزو اور حرص کا دروازہ
آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکھتے تھے۔ بہت کچھہ بھاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان
جیو جی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تھی۔ احیاء العلوم کے مطالعہ پر عاشق تھے۔ اور اسی پیمانہ پر
اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تھے ایک روز آپنے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا
دنیا کا ترک کرنا۔ حقیقت فہمی کی رو سے نہین ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مین گجرات مقام پر
مغلون مین پھنس گیا تھا۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کر کے رہائی پائی تھی۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا
ہے۔ جس روز آپ نے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند بہر دو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی
کے بھائی کے بیٹے شیخ محمد بہاء الدین فرماتے تھے۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقوی گور
مین اپنے ساتھہ لے گئے۔

مصرع گور او پر نور تقوی باد تا روزِ جزا

یادِ شیخ عبداللطیف پور ملک شاہ گوری

معرفت ۔ حقیقت ۔ صفا ۔ اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے ۔ آپ کے حالات ،صلیح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھ بیان فرمائے تھے ۔ اُن مین سے کسی قدر حالات جو یاد ہین وہ یہ ہین ۔ آپ کی زاد بوم نہر والہ ہے ۔ ہنوز آپ کا زمانہ ہوش نہین آیا تھا ۔ کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے ۔ چند روز بعد حق طلبی کی شورش آپ کے سر مین پیدا ہوئی ۔ اور اسی اثنا مین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر جانپانیری کی ہدایت کا شہرہ سننے مین آیا ۔ لہذا قلعہ جانپانیر مین آکر خواہان ہدایت ہوئے ۔ شیخ صدر الدین کی ملازمت سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا ۔ اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کر کے ۔ مرتبہ کمال کو پہونچے ۔ ہجری سنہ نو سو ستر مین اجازت ملی ۔ کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جاوین ۔ اثنائے راہ مین جب نارنول پہونچے ۔ تو شیخ نظام ابن شیخ عبدالکریم نارنولی کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے ۔ جب بیان ماجرا ہوا ۔ تو سفر کا مقصد بھی دریافت کیا گیا ۔ جواب دیا ۔ حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر مین بھرا ہوا ہے ۔ یہ تقریب پاک صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک مین پیش آئی تھی ۔ اس ضمن مین تقریر شروع کی کہ "فقیر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ مین کلبہ نشین رہا تھا ۔ حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے عجب ظاہر و باطن بہت کچھ فیض پایا ۔ اور آپ کے بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی"

القصہ شیخ نظام سے رخصت ہو کر دہلی مین پہونچے ۔ اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حسن نیت کی علامت سمجھ کر غنیمت جانا ۔ پھر دہلی سے دار الخلافہ آگرہ مین آئے ۔ یہان پر حضرت غوث الرحمن کے صاحبزادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف رکھتے تھے ۔ ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھ شرف اور سعادت کا حصہ لیا ۔ جب مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار مین پہونچے ۔ تو اپنے گرد آلودہ رخسار و روضہ پاک کے آستانہ کی خاک پر رگڑ کر اس مین آفتاب کی سی روشنی پیدا کی ۔ اور حظیرہ کے گرد اگرد رہنے والون کی مصاحبت سے کامیاب ہو کر مقام سنبھرا مین ذکر اور فکر کے ساتھ متواتر دو چلے کھینچے ۔ سنبھرا پہاڑ کے دامن مین ایک

غار ہے۔ گوالیار کی عمارتوں سے سات کوس دور۔ اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتدائے سلوک
مین اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے۔ اُس مقام پر چند حجرہ۔ چھجہ۔ نہر۔ حوض۔ اور سایہ دار
درخت ہین۔ جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا
کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادون اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی۔
آپ کی ہمت کا منتہی یہ تھا۔ کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے۔ چنانچہ جانپانیر مین پہونچکر کامیاب
ہوئے۔ جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا۔ تو آپ شہر برودرہ (بڑودہ) مین چلے گئے۔ یہان پر
صاحب مکان اور کدخدا ہوئے۔ ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مالوہ کے راستہ سے
گوالیار کی طرف کا احرام باندھا تھا جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے۔ تو آپ کے قدمون سے راقم
کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا۔ اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر و سفر کا عزم
آپ کی خاطر مین کبھی آیا ہی نہین۔ اور توکل و تسلیم مین خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گزاری
کی۔ مگر مسیح الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہان پور کی طرف دامن کشان لے گیا تھا۔ اور
حُسن اتفاق تھا۔ کہ اُن ایام مین فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تھا۔ چند روز دوستانہ گفت و شنید کرکے۔
اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ یہ آپ کا محققانہ کلام ہے۔ فرماتے تھے۔ سلوک کے جنگل مین سفر
کرنے والون کو مرشد کی جنت میں بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلین طے کرنے مین داخل
ہے۔ اور مرشد کامل کا مل جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین جسمانی تنگ
کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مصرع

سالکِ مالکِ طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہین۔ فضیلت و دانش مندی
اور صلاح و پرہیزگاری کے چشمہ تھے۔ شیخ یوسف مفتی بنگالی۔ استادی شیخ وجیہ الدین احمد
علوی احمدآبادی کے تمام شاگردون مین مقدم اور پیش رو تھے۔ اِن کے درس مین آپ نے التزام
کے رسمی علوم تحصیل کئے تھے۔ جب تحصیل تمام ہوگئی۔ تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ
درس کا۔ اس روش کے ساتھہ جاری رکھا۔ کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طلبہ

کے درس دینے مین مشغول رہتے تھے۔ آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے۔ ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر۔ یہ بات درمیان مین لایا۔ کہ بادشاہی خواہش یہ ہے آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون۔ آپ نے جواب دیا۔ مین ایسے گروہ کی خدمت سے جو علم کا حاجتمند ہے۔ اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون۔ جس سے فرصت کے وقت پیشگاہ خداوندی مین اپنے تئین پہونچا سکون۔ لہذا جس طریق سے تمام عمر گزری ہے۔ اسی طریق سے اگر مجکو حکم آزادی رہے۔ تو مراحم خسروی سے بعید نہین ہے۔ پھر فرمایا۔ ہم ہر روز آپ کو بلانا نہین چاہتے ہین۔ نہ فقرا کے افادہ سے باز رکھتے ہین۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے۔ تو حاضر ہونا چاہیے آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت وگو کا سلسلہ ختم کیا مسیح القلوب کہتے ہین۔ کہ آپ دوسری بار۔ والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے۔ اور میرے پاس آکر ظاہر کیا۔ اس شرم سے کہ مین بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون۔ دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون۔ کہتے ہین۔ بہت مدت نہین گزری تھی۔ کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے۔ جاودانی سرائے کو چلے گئے

ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کہ سعید دولت مندون کو۔ اگر خلوت آشنا درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو۔ تو اجازت مانگ کر خود اُن کے گھر جانا چاہیے۔ اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہیے۔ نعم الامیر علی باب الفقیر۔ ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین دنیا سے چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔

یاد شیخ عبد اللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے۔ کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہو جایا کرتے تھے۔ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تھا۔ عالم صوری اور عالم معنوی کی معرفت حاصل تھی۔ اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون کے وارث تھے۔ کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کی درس کا زمانہ ہے۔ اس مدت مین ایک گھڑی بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے۔ ہمیشہ باپ کی کام بخش دانش وبینش سے فائدہ اٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب اسکان کی عاریتی چادر اوتار پھینکنے کا وقت وجیہ الملۃ کا نزدیک آپہونچا۔ تو اُنہون نے خرقہ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت فرماکر ظاہراً اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک گھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف شربت کا ایک پیالہ۔ اور مصری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تھی۔ سبحان اللہ ان دونون بزرگون مین عجب یکتائی اور یگانگی تھی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کر سکا کہ مقام دوسرے جانشین کے سپرد ہوگیا ہے۔ وہی سابقہ روش جا رہی تھی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند جوان نواب کا سیاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آج کل آپ کی خدمت کی برکت سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصب دارون مین داخل ہوگیا ہے۔ اُس کا بیان ہے جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکر کشی فرمائی تھی۔ تو وہان پر ایک عظیم جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجھ پر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت سے شیخ عبداللہ کی یاد اپنے دل مین کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکھتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی برکت سے مین میدان جنگ سے جہان سو جانین ایک جو کی برابر بھی حیثیت نہین رکھتی تھین سالم اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل لڑنے والے پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل دار تھا وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قید خانہ مین بھیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بھائی تھا جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین آتا جاتا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تھا۔ چونکہ تمام کامون کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتھ مین تھا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بھائی کو دیا۔ اور فرمایا۔ جاؤ اس قیدی کے پاس پہونچا دو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تھی۔ کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یون ہی ناحق قیدخانہ مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت بیڑیان پاؤن سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو دی گئی۔ مصرع آفتاب معرفت یک لمعۂ رخسار اوست ؎

یادِ شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تھے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچھ تھی - اکثر علمائے زمانہ کے مجلس مین اپنی حُسن تقریر سے امر مناظرہ کو تردد کے اُلجھاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو ہوپنچا دیتے تھے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے عرش آستانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بہی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پُرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر چند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اِس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزومند دماغ مین ہوپنچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون - چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرائش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتویٰ نگاری کا بڑا بھاری وزن آپ کی گردن پر تھا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بہی تعطیل نہین کرتے تھے -

کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تھا - اور اس شوق نے ان کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تھا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بہی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکھا ہوا تھا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہو گئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عبور - دل دادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض و فضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی بڑہائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تھا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تھے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - اور نیز دیگر متسیانہ کتب پر - شاہ آبادی کے لاینحل اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے میدان مین جواب کی

ڈہال، ورتلوار - کمر سے کہول کر رکہ دی ہے - اِس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ علما کا جلسہ فراہم کر کے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا - گیلانی نے کہا - اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے - شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی - اور اثناے بیان مین جواب دیا - کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے - اگر ایسا کیا جاوے گا - تو اعتراض پیدا نہین ہوگا - اور مراد مین بہی خلل واقع نہ ہوگا - حکیم الملک نے نامنصفانہ جانب داری کی - اور تقریب پر نظر کر کے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تہی - شیخ منور نے شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا - قرعہ قاضی صدر الدین لاہوری کے نام سے نکلا - قاضی نے بیضاوی کی عبارت - اعتراض - اور جواب - اِن تمام باتون کو منصفانہ نظر سے دیکہکر فرمایا - آج کے روز اگر قاضی ناصر الدین بیضاوی موجود ہوتے - تو شیخ منور کی وہ بین طبیعت کی داد دیتے - یہ معما کی مثل نمائش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکہی گئی ہے - تاکہ فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہو جاوے - کہ مجلس علم کی ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ بر تہی -

ہجری سنہ نوسو پچاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا - علماء ارباب ریاضت - اور عاشق مزاجون کے ساتھ اس عمدگی سے پیش آے - کہ تمام لوگ اوقات اجابت مین - آپ کے لئے دعاے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتھ پہیلاتے تہے - اور چند سال تک سارنگ پور مالوہ مین قیام فرماکر اِس صوبہ کے طالبان علم کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین عضد الدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزا جان کے ہمدرس - اور میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تہے - صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا - جب میر فتح اللہ سارنگ پور مین پہونچے - تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکہا ہے - اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا نتیجہ فکر سمجہتے ہین - دوسرے روز علامہ نے فرمایا - مینے اِس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین - کسی شخص کو میرے ہمراہ کر دیجئے - مین اُن کو

صاف کر کے - اُس شخص کے ہاتھ خدمت مین بھیج دون گا - شیخ کا بھیجا ہوا شخص - دو تین منزل گیا - اور بے جواب واپس آیا -

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سند عالی تھی - آپ کے خالو شیخ سعد اللہ - اپنے وقت کے عالم اور خدا شناس تھے - آپ اُنہین کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین - دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تھا - کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے - پھر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا - تو بقیہ تحصیل دار السلطنۃ لاہور مین آکر مولانا عبد الرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبد الرحمن - اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین - اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع - جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تھی -

شیخ جمالی کنبو نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچھ تعریف لکھکر تحریر کیا ہے - کہ مینے مولانا کو - اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکھا ہے - اور اُن کے درس کے جلسہ مین آمد و رفت رکھی ہے - اُس زمانہ کے تمام فضلا مولانا کے ساتھ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور مولانا فتح اللہ - مولانا سنار الدین شیرازی کے شاگردون مین سرگروہ تھے - مولانا سنار الدین - میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے - کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین ہی مولانا موسی جعبری سے بہت سے علوم اور فنون حاصل کئے - اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو اپنے جلوس سے آرائش بخشی تھی - مولانا موسی جعبری - علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین -

مصنفات سنوری کی تفصیل یہ ہے - (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ موسوم بہ حق صریح یہ رسالہ سب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے - العیاذ باللہ اور رسالہ مذکور - رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکھا گیا ہے - جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ بردہ - (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین - پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قید رہے تھے - اس مدت مین ان علوم

تفسیرون کا مسودہ کر لیا تھا - چاہتے تھے کہ نظر ثانی سے تصحیح کر کے صاف کر لیا جاوے - مگر اس درمیان
مین فرمان روائے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑھ ہزار
جلدین تہین - ورق ورق کر کے - بادشاہی کتب خانہ مین لے گئین - آپ کی تمام تصنیفات اِس
اس درمیان مین دریائے نیستی کا لقمہ بن گئین - مگر ایک کتاب دررالنظیم بچ گئی - جو قید خانہ
مین مصنف کے پاس رہ گئی تہی -

القصہ - اُسی سلطانی قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دارالخلافہ
آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہے تہے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپنے بسر کر کے
تاریخ بارہوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے
مزرعون مین خاک کے اندر سپرد کر دئے گئے - مگر آخر کار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپ کے
فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دارالاسلام لاہور مین لائے
اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا **مصرع** رنج خمار بادۂ دانش چنین بود

یادِ شیخ داؤد جہلاج

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چہوٹے بہائی شیخ خلیل کا
بیان ہے - کہ پیشہ وری چہوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دو سرے ہم عمر اطفال
ایک گلی مین کہیل رہے تہے - اُس گلی مین شیخ برہن گوڑریہ کا گزر ہوا - آواز دی کہ جس کسی کے پاس کچہہ
ہو - اس گدا کو دو - تمام لڑکے بہاگ گئے - آپ نے دلیری کر کے ایک تانبے کا پیسا ہاتہہ پر رکہکر نہایت
ادب کے ساتہہ پیش کیا - شیخ برہن نے وہ پیسہ لے لیا - اور اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین
ڈالا - بس اسی مین پہونچ گیا - جو کچہہ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خدا طلبی کی چنگاری دل کے نہانخانہ مین
سما بیٹہی - دنیا پرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا اینڈہن بنایا - اور خداشناسی کی شورش دماغ مین پیدا
ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تہوڑا تہوڑا کم کر کے خداشناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی
کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید
و توحید کی یاد دلاتے تہے - اُن کے پڑہنے - سنے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تہا اِس سبب سے آپ کا
غریب خانہ کیا تہا - گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تہا - جب یہ شہرہ - فرمان روائے زمانہ

اکبر شاہ کے کان میں پہونچا۔ تو آپ کی ملاقات کی آرزو۔ روز بروز بڑھنے لگی۔ بیت۔

چو آید جلوہ حسن از رہ گوشس	زجان آرام برباید زدل ہوشس

ایک روز بادشاہ نے فرمایا۔ کون سے ایسے طریقہ سے مین آپ کو طلب کرون۔ ہم آپ کا دل آزار نہ مانتے۔ ایک فراغ شناس کارپرداز نے عرض کیا۔ شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی سے سرکی جاسکتی ہے۔ کہ ہروقت شگفتگی۔ آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی۔ فوراً حکم ہوا۔ کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچاکر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈھال دکھاؤ۔ جب بھیجے ہوئے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکھون کو منور کیا۔ تو دو روز تک ہمت سے آپ کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہمزبانی کا طریقہ پہچانا۔ تیسرے روز آپ سے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ۔ اختیار کرو۔ آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ ہوئے۔ چند روز بعد دارالخلافہ مین آپہونچے۔ جب درویش کی تشریف آوری کی خبر۔ بادشاہ کے حضور مین ہوئی۔ تو بادشاہ نے شیخ ابوالفضل مبارک کو فرمایا۔ کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو۔ اگر تمہاری رائے ہوگی تو مین خود حاضر ہوکر ملاقات کرونگا۔ ورنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت و حرمت کے ساتھ۔ شاہنشاہی حضور مین لے آؤ۔ جب شیخ ابوالفضل درویش کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تو معرفت اور حقیقت کی باتین بہت کچھ ہوئین شیخ ابوالفضل نے دریافت کیا۔ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات۔ شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ ہے۔ عرفان کا ہاتھ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے۔ متاثر جس اثر کا ظہور۔ موثر کی طرف سے اپنے مین نہیں پاتا ہے۔ اُسی کے مناسب کوئی اسم۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جلت عن الادراک کے واسطے قرار دیتا ہے۔ اور اُسی اسم کے ساتھ دعوت اور عبادت کرتا ہے لیکن جس جگہہ اُس کی ھویۃ ہی ہویۃ ہے۔ وہان پر اسم اور مسمی دونون کا راستہ بند کردیا گیا ہے ابوالفضل۔ اس کو تم اس طرح سمجھو۔ شیرین میوون کو شکر کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ یہ بات یقینی ہے۔ کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے۔ اور نہ نام شکر ہے۔ شیخ ابوالفضل نے گزارش کیا۔ سلطان کی خواہش یہ ہے۔ کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو۔ تو بہتر ہے جواب دیا جس شخص نے عزم کرکے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی۔ وہ شخص دیگر چند قدم ہی دریغ نہ کریگا۔

اور اپنی جگہہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے - جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا - تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا - اور فرمایا - کوئی بات کیجے درویش نے جواب دیا - کوئی بات پوچھیے جس کا جواب دیا جاوے - پھر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے - اس مین سے کچھہ ہم کو بھی دیجیے - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عطا کیے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کیے گئے ہین - اُن مین سے کچھ آپ طلب فرمائے - درویش نے جواب دیا - کہ نہ مین کچھ رکھتا ہون - جو آپ کو دون - اور نہ آپ کچھ رکھتے ہین - جو مین طلب کرون - پھر چند روز دارالسلطنت کا تماشا کرتے رہے - جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستے چلتے چلتے قصبہ سانبھر مین پہونچے - جو ہندوستان کا نمکزار ہے - مقام اچھا معلوم ہوا - اسی جگہ ٹہر گئے - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین اُخروی سفر کو روانہ ہوئے - خوابگاہ سانبھر - جو راجہ مان سنگہ کچھواہہ کے جاگیر مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ - اکبر شاہی بزرگ امرا مین سے ہین - جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا افسر بنا دیا تھا - ایک لاکہ سوار کی جاگیر ہے - مصرع

نگین با دنقش گفتارش ؛

یا د مولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے - اور مولانا خواجگی امکنگی کے مرید ہین - جو اصحاب[1] اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ کے استثنا مین داخل ہین - اور نیز جو ارباب[2] عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا کی صفت سے موصوف ہین - ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے - زادبوم کابل ہے - ماوراء النہر کے شہرون مین - کتابی علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا - راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی - جب آپ دار السلطنت لاہور مین پہونچے - تو شیخ فرید بخاری اکبر شاہ کی بخشی بیگی - جو نہایت خوب دوست شخص تھے - انھون نے آپ کے روزینہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم کر لی - یہان پر سابق برگزیدگان خدائی بارگاہ کے پرانے تذکرے مطالعہ مین آئے - جس کے سبب سے سلوک کی شورش آپ کے باطن مین اٹھہ کھڑی ہوئی - چنانچہ ان اطراف

---

[1] مگر وہ اُسی کی نجات ہوگی جو پاک دل سے کرخدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ [2] وخدای رحمن کے (خاص) بندے تو وہ ہین - جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلین ۱۲ -

کے بزرگون کی خدمات مین جا پہر کر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچھہ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑ بند کر لیا تھا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کر دیا کرتے تھے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصد مین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہوسکی۔ لراقمہ

از طفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود		مشکلے کاسان نشد بر دل غم ہجران اوستا	

ہر چند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے۔ حل نہین ہوئے۔ اس نگرانی مین بے شمار مدت گذر گئی۔ پھر اس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اس طرح پر ہے۔ کہ بحسب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کر دیوے۔ اُسی کے دستِ قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتہہ رکھدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کےجاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کہوند ڈالا۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراء النہر کے سفر پر کمر باندہی۔ اور وہان پہونچکر بہی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی۔ کسی شخص سے معہودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ امکنہ مین گزر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکہون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتہہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بہی ادا ہوئے۔ چند روز خدمت مین رکہکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز تمہارے ہاتہہ لگیگا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین موعود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکہا۔ کہ ایک طوطی ہاتہہ پر بیٹہی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کا لعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ عرض کرکے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پہر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اس شہر کے گرداگرد پہیلی ہوئی دیکھی - یہ حال مشاہدہ کرکے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خداپرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جستجو کرنے کی اجازت نہین ہے -

القصہ - آپنے کچہہ عرصہ دہلی مین رہ کر انتظار کیا - ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کرکے وطن سے سفر مین کہینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجہہ لیا - کہ شخص معہود یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ گیا تھا - مگر اس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لئے قصبہ سنبہل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - تو از روے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی شکر خا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتہ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محترم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت خواجہ کے مشرب کا رنگ اس سے قبل کچہہ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو کچہہ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تہا - اب شیخ احمد کی مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستون کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز پوچہنے سے دو روز نہین گزرے تہے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا۔ جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا۔ اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے۔ خوابگاہ دہلی۔ آپ کے مرید صوفی محمد صدیق ہدائی تخلص تھے۔ انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے۔ بادی شریعت بود (سنہ ۱۲۱۰ھ)۔ اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔

وہو اعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ مافی ہذا المقال۔

مصرع گفت وگوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یادِ شیخ دولت گجراتی

گمنامی وخاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھے اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے۔ شیخ کبود مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین۔ اور شیخ کا جامِ مجذوب سارنگ پوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین۔ شیخ بھکاری گوالیاری جو سارنگ پور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھ حصہ آپ کو ملا تھا۔ آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا۔ اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپنے ناپ ڈالا۔ اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا۔ ہجری سنہ نوسو تاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کرلیا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک زندگی کی گودڑی جسم پر پہنے رہے۔ اور پہلو نشین دشمن (النفس) کے ساتھ لڑائی رکھی۔

مصرع خداندیش روی فیروزی نمایاد ؛

یادِ شیخ صدر جہان ابن ابوالفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے۔ جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے۔ ظاہری انجمن کی آرائش۔ آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی۔ اور دنیا جیسی وُسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرجہ نہین ڈالا۔ ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے۔ جب تک آپنے امانت حیات واپس سپرد نہین کی۔ تب تک آپ کے عیال و اطفال کی رفتی مِن حیث لا یحتسب تک پہونچی۔ اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین۔ اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھ نہین لگایا۔ باایں ہمہ جو کچھ خشک و تر۔ دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا کسی بینوا مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے۔ اور اپنے وطن مین جہان کہین ہوسکے کی خبر ملی۔ اُس کی غمخواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا۔

ایثار - (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا) از خود رفتگی - اور خیر فراموشی کا شیوہ - آپ کی خاص عادت - اور خمیر میں داخل تھا - ایک عجیب و غریب حالت - آپ کے وجدان کے ساتھ ساتھ رہتی تھی - راقم نے ہر چند فکر کی - زبان کو آراستہ - اور قلم کو روان کیا - لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو صفحہ پر تحریر نہ کرسکا - بیت

چہ بنایم بہ حُسن زہدِ درویشں ... کہ حُسنِ او ورای این و آن ست

آپ فرماتے تھے -

آغازِ جوانی تھا - طوافِ حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتہما - جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف مہوکشان سے لگیا - اتفاقاً اس سال دریا کے اندر ایسی شورش تھی - کہ کوئی جہاز اُس بندر سے مقام مقصود کو نہین پہونچ سکا - خوف دہندہ بیماری بھی عارض ہوئی - جس نے درستی عزم مین تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے - جو علامت ازلی اجازت کی ہے اِن امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا - کہ امسال غیب کی طرف سے رخصت نہین ہے - ناکام لوٹ کر ملک مالوہ مین آیا - اور قصبہ دہار مین گزر رہا -

ایک تو زمین دہار کی تر و تازگی دامنگیر تھی - دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتھ سوئے ہوئے ہین - جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریائے اُجین کے کنارہ ہے - شیخ عبد اللہ جنگال - اور شیخ جو ہوان صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے بھی گئے ہین) - اِن کی معیت نے مجکو جنبش نہین کرنے دی - یہ دونون باتین اقامت اور تامل کا سبب ہوئین - القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی - جس نے مجکو درویشی اور جنیوائی کی روش سے آشنا کیا - اور استعداد کے موافق الٰہی تجلیات نے خودی سے کھو دیا - چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کھینچ لے گئی - اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عطاء اللہ کی نسبت یہ رائے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج الدین خرد سال ہین

لہٰذا اِن کی پرورش میرے (شیخ صدرجہان کے) سپرد کرنی چاہیئے - اس سبب سے میری کوشش نے سفر مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا - اور حضطراب مین مغلوب ہو بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کر کے روانہ ہوئے "

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدرجہان کے نام آیا تھا - یہ بھی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے -

محب جان یار دوجہانی بالصدق والایقان شیخ صدرجہان - معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا اور سلام قبول فرما کر خدا کرے - ہمیشہ خیر کے ساتھہ مع العشق والعرفان رہین - واللہ ثم باللہ - ایک دم اور ایک قدم بھی آپ کے بدون نہین گذرتا ہے - اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے - لیکن معنیً ہمیشہ اِس طریق عظمیٰ مین رفاقت بنی ہوئی ہے - مدعاے ضروری یہ ہے - کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاء اللہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے - اور آپ کو اپنی جگہہ چھوڑ آیا ہون - جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے - اُس کو بعیت اور حق سبحانہ تعالیٰ کی رونمائی کرنا - اور بالبشارت خلافت نامہ - عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے - مشایخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے طریق مین ثابت قدم رہنا - اِس حج و عمرہ کا ثواب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا - کہ جس قدر ہمراہیون نے پایا ہے - والسلام -

جب آپ کے پاس خبر آئی - کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی - نیز آپ جگہہ اُن کے فرزند رشید کو بھی علمی کتابون کے پڑہنے کی استعداد ہو چلی - تو شیخ صدرجہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھہ تھی - جوش مین آئی - جست و جو کے راستہ مین قدم رکھنا تیزی کے ساتھہ شروع کیا - تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا - قصہ کوتاہ - تھوڑے عرصہ مین نایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہو گیا - اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی - تب تک ہر سال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی خدمت مین برہان پور جاتے رہے - برہان پور وطن سے ساٹھہ کوس دور ہے - وہان پر ایک اعتکاف کر کے بازگشت فرمایا کرتے تھے - آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے - منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے اور راقم کا اقامت کدہ ہے - آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے - تو چند روز اِس عبرت افزا شہر مین بھی ٹھیرا کرتے تھے - اور نیز بدون اِس سلسلہ آمد و رفت کے بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال مین دُو - تین ۳ دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریبخانہ کو منور فرمایا کرتے تھے - اور رازداری کی باتین کرنے مین باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہو جایا کرتے تھے - نیز ایک دوسرے کے عیب و ہنر پر بہت کچھہ متنبہ کرنے والی نگاہین پڑ جایا کرتی تھین - آپ کی مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے - گویائی مین نہین آسکتا - جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ کاغذ کرے -

یاد شیخ حمید تپلہ

آپ کے پیر ارادت شیخ نظام نارنولی ہین - آپ کی چشم ہمت مین زمانہ کا قیمت پانے والا نقد و جنس - کچھہ قدر نہین رکہتا تھا - آپ کا ہاتھہ اموال کے حق مین - گویا چھلنی تھا - اسی دم دو حصہ اِس طرح کر دیتا تھا - ادہر لینا - اور ادہر بخشنا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے مین ایک ملک سے دوسری ملک مین پہونچا دیتے تھے - توقف کو دادودہش کے مقام پر ننگ جوانمردی - اور نشان دلبستگی سمجھتے تھے - جب جذبہ پیدا ہوا - تو دار السلطنتہ آگرہ مین آکر ایک درخت کے نیچے نشستگاہ اختیار کر لی تھی - چند روز بعد اُس درخت کی شاخین - چارون طرف سے ایسی بڑہین - کہ آفتاب کی دہوپ آپ تک نہین پہونچتی تھی - ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے تھے - اس سبب سے ہند کی زبان مین آپ کو تپا کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار اونیس تھا - کہ عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کر کے - جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے -

مصرع رخت ہستی آتشہا فروز شتاے عشق باد!

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے - مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردون مین سے ہین - ہجری سنہ نوسو اسی مین گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے - ایک سال سے کچھہ زیادہ دار الفقر منڈو (مانڈو) مین رہے - بعدہ اُجین کی طرف چلے آئے - یہان پر شیخ راجے محمد

قادری ۔ شیخ عبد الغفور ۔ شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد ۔ قاضی بابا خواجہ میان کالے میان امین مالوی اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی ۔ نفعنا اللہ وجمیع الطالبین ببرکاتہم ۔ یہ مصاحبت کچھہ ایسی دلچسپ معلوم ہوئی ۔ کہ جہان گردی کی ہوا ۔ اور گھر کی تجویز کی فکر دل سے نکل کر آجین کی اقامت کا سبب ہوئی ۔ اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چھ دہ سے ہوا ہے ۔ اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے ۔ اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو آب رواں سے کیا کرتے تھے ۔ بارش کی کثرت ۔ تمازت آفتاب کی شدت ۔ سرما کی فراوانی ۔ اور گھر سے ندی کا دور ہونا ان چیزون مین سے کوئی چیز آپ کو مانع نہین ہوتی تھی ۔ قاضی عبد العزیز ۔ ابن شیخ عبد الکریم ۔ ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پوری ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے ۔ آپ ان کے دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین برہان پور کو گئے تھے ۔ اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ پاک وہین کی تھی اسواسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہہ سپرد خاک کر دئے گئے ۔

مصرع چون امین بود شد ظلوم وجہول نو

یادِ شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زاد بوم قلعہ سورت ہے ۔ جو دار الملک گجرات کے بندرون مین سے ایک بندر ہے ۔ ہجری سنہ نو سو اسی مین اپنے وطن سے بتلاش پیر جہان پیمائی کا آغاز کیا ۔ چند روز سید احمد بخاری کی خدمت مین دل نہاد ہو کر رہے ۔ اور آرزوے ارادت ظاہر کی ۔ سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب دیا ۔ تمہارا نام میرے یارون کے دفتر مین نہین ہے ۔ لیکن صبر کرنا چاہئے ۔ مین جس کی طرف اشارہ کرون ۔ اُسی سے تم ارادت لانا ۔ یہان سے آپ چلے ۔ اور اثناے سیاحت مین دولت آباد دکن کے قلعہ پر گزر ہوا ۔ اور یہان پر آپ باجازت سید احمد بخاری ۔ شیخ عبد اللطیف مجاور کے مرید ہوئے ۔ شیخ عبد اللطیف چند واسطہ سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہین ۔ آپ کو پیر کی خدمت مین رہنے کی توفیق نہین ہوئی خوشی کے ساتھہ سفر کی اجازت لی ۔ اور مالوہ کے راستہ سے نارنول کو گئے ۔ وہان پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی ۔ اور شیخ جمال کو بھی دیکھا ۔ خلاصہ یہ ہے ۔ کہ ہر ایک مقام کے زندون اور مدفونون کے آستانون پر ناک رگڑی ۔ اور فروغ باطن چاہا ۔ قلعہ منڈو (مانڈو) کے بائین مین دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نعلچہ نام ہے ۔ اُس قصبہ کے اطراف مین

ہجری سنہ نوسو چھیاسی تھا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سر راہ سبو پانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلاکر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آلودہی سے آزاد زندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکھتے ہین۔ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کرکے درویش کے کہانے کے واسطے پکا لایا۔ اُس نعمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہوکر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبھی پھر بھی تیتر کا شوربا کھانا چاہیے پھر یہ خیال آیا۔ مگر ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کر لیوے گا۔ فوراً سمجھ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تھا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پہنسا دے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی فرہ دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کہانا دوسرے کو دیدیا۔ خشک روٹی کہاکر بھوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تھے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین ظاہری بیماری کو ترک کرکے قصبہ نغلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت بر سرش ممدود باد۔

یاد بھائی اسحق حصور

آپ۔ حافظ اسمعیل سندھی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گذارا۔ جب تیس ۳۰ سال کی عمر ہوئی۔ تو الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کہینچ لایا۔ اور بینوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جا بجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تہین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتھ پڑہا کرتے تھے۔ اور سننے والا کو ہلا دیتے تھے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تھا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تھے۔ مسجد اور بت خانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تھے۔ قصبہ میسر مین شیخ عبد اللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہار دیواری کے اندر رہا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان برخوردار شیخ عبد الاول زاد عمرہ کی شادی کا آغاز تھا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت سے دوست اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تھے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تہی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بہول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تہی - جس کا سبب ظاہرا نظر نہین آتا تہا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتہہ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کہٹکتی تہی - وہ اسحق ہے - کم و بیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گہر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید ہبتہ اللہ جیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تہا جب ہاتہہ پانون کی طاقت سفر کر گئی - تو تنہائی سے دل تنگ ہوکر اپنا حجرہ چہوڑ دیا تہا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تہے - بعد کہ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کرکے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام انطارش بصبح وصل باد

یاد شیخ محمد جی برہنہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدر الدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گذرا کرتی تہی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - در رنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تہے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نوسو تراسی مین بروورہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تہے - اُس وقت آپ نے پیر کی خدمت سے رخصت ہوکر شیخ حبیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ حبیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین - اس سلسلہ مین آپ کا گذر منڈو (مانڈو) پر بہی ہوا تہا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تہوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کے اُفق مین غروب ہو گیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت یا علامت ہستی پائی جاوے ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بہی قطعی آشنا نہ تہی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تھے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے ادا نہیں ہوسکتی ہیں۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہیں کھینچ لاسکتا ہے۔ ورنہ آشناؤں کے کانوں کو اُس لذت میں شریک کرلیتا۔ جو ابھی تک فقیر کا دل۔ آپ کی دل آویز تقریر کے اثر سے لے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یاد شیخ عبدالواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو رحمت اللہ کر چار واسطہ سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری کو پہونچتے ہیں۔ یعنی شیخ عبدالکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین چشتی اجمیری کا مرید کرادیا تھا جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو کسی قدر علم آپنے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل کیا۔ جو میر عبدالاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبداللہ صوفی شطاری اکبرآبادی اور شیخ مبارک دانش مند گوالیاری کی ملازمت میں پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر دونوں اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرگ خلفا میں سے ہیں۔ آپ کو دونوں سلسلوں کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخرالذکر شیخ کے درس سے آپ کو تمام علوم کے کمالات حاصل ہوچکے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں تمام علوم سے درگزر کرصرف فقہ اور تکسیر کے علم میں انہماک تھے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ میں راقم ہی دسور (مندسور) مقام پر آپ کی خدمت میں پہونچا تھا ایک رات رازداری کی باتیں ہوئیں۔ بہت سی پرمعانی باتیں دونوں طرف سے کہی سنی گئیں۔ اس درمیان میں آپنے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ میں دو تین سال تک مجھکو جذبہ رہا تھا۔ اب کہ آپ ستر کے قریب ہو گئے ہیں۔ ابھی تک اُسی ازخود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور بیخودی کا رنگ آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیاں ہے مصرع آب حیوان رالبسان بادہ میداند حرام؛ کم و بیش ستائیس برس تک آپنے پانی قطعی نہیں پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کھانا معدہ میں پہونچا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سترہ میں آپنے آب وخاک کی اس سرائے سے جان پاک کے جہان کو جاکر سیر فرمائی۔

مصرع خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد و رفت؛

یاد شیخ بڈھا

آپ کا نام عبداللہ ہے حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ گنت کنزاً مخفیاً کی رموزدان کی عبا۔ اور وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت پر سنجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی آستین پر ذاتی شرافت کا ٹھپہ لگا ہوا تھا۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور مولانا مبارک دانشمند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب میں فراہم ہو گیا تھا اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تھے۔ تمام فنون میں درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہونچایا تھا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ میں شہنشاہ زمان اکبرشاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضہ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہانے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیرزادہ کو سپرد فرمائی جاوے تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جو کچھ میرے نام مقرر ہو۔ اُس میں سے درویشانہ معاش کے موافق صرفہ معاش میں اُٹھاکر باقی جو کچھ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح میں صرف کروں۔ اور اسپر بھی اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد دوں۔ بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تھا۔ اُسنے آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھ عنایتیں اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپ گوشہ نشین۔ درویش ہوکر رہیں۔ لہذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بسبب ظاہر کمر میں تلوار باندہ کر والیاے دولت میں شامل رہیں۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہوکر۔ یہ دونوں امدادیں شاید حضرت غوث الاولیا کی باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ہو جاویں۔ اور سب جگہہ اور ہر حال میں آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث ہو کر مجکو شادکام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امروں کے درمیان میں تعارض کی ادنیٰ شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضہ (بارج ہونے) موانع کے درجہ اعتبار سے ساقط تھے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہیں ہوسکتے تھے۔ اسواسطے یہ باعث اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے ساتھہ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت میں سپاہی اور معنی میں درویش رہے۔ کہتے ہیں جب شہنشاہ زمانہ اکبرشاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ فرمایا تھا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت سے آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت و

اکرام کے ساتھ سے گیا۔ اور شاہانہ مہمانداری کی۔ اِس ملک کے امرا اور علما۔ آپ کی سپاہیانہ شکل۔ اور سبزا کی اس قدر تواضع و تعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے۔ اور آپ کے حوصلہ کی آزمایش کے واسطے علمی گفت وگو کے پھندون سے مشکلات علوم کا جال بناکر پھیلایا بالآخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی۔ تو پھیلائے ہوئے جال کو آپنے ایک ہی اڈان مین توڑ تاڑکر درہم برہم کردیا۔ اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اور اِس نواح کے طلبا نے جیسی چاہیے فرصت پائی۔ آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب ملک وملت کا تخت وتاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا۔ نو نشاط۔ کامرانی۔ خواہش پذیری۔ اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور آپ کو سپاہگری کے منافی جو پیری ہے اُس نے آگھیرا۔ ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی۔ لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بناکر حضور شاہی مین التماس کیا۔ کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا۔ اگر سلطانی اجازت دستگیری فرماوے۔ تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بناؤن اور یک رنگی ویک جہتی کے ساتھ۔ اپنی عمر کی نماز مغرب اداکرون۔ آپنے مشایخ کے طریقہ پر دو تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون۔ اور ایک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاؤن۔ تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کرسکون۔ کیونکہ العبرۃ للخواتیم واقع ہے۔ شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما رائے کی آفرین کی۔ اور التماس کو شرف قبول بخشا۔ سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک کہ یہی سال رحلت ہے۔ آپ حسب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال۔ عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی۔ شیخ ظہور الدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین نظیر کے قابل ہین روایت کرتے ہین۔ کہ آپنے رحلت سے چھ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات کو ترک کر دیا تھا۔ صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ[1] کی تصدیق فرماتے تھے۔ جب تاریخ اٹھارہوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی۔ تو حاضرین

---

[1] اور ہم نے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہون۔ اور نہ وہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲۔

خدمت کو رخصت کر کے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسائش گاہ کے پہلو میں خوابگاہ اختیار کی - آپ کی معنوی درویشی کا یہ ثبوت شاہد عدل ہے - کہ آخری سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہیں ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے سکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہیں آئی جو آپ کے ذمہ تھا - حال آنکہ چند سال آباد سرکاریں اور معمور پرگنات ہی آپ کی جاگیر میں رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ حقیقی فقر والا کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید والا کا ہاتھ چلنی کا حکم رکھتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب ہی وہ ظاہری تعلقات میں مبتلا نہ ہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے

مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست -

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم میں سے ہیں - مدت ساٹھ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا بہ قضا کے ساتھ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنا رکھتے تھے جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرما کر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینوں کو دکھایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ میں حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ شیخ کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہاں تک فطری نور مخفی رکھو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور اللہ ہو گیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتھ اپنے ولایت بخش ہاتھ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹھا لیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹا کر - آپ کو خانقاہ میں لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہنا کر رہنمائی اور شیخوخت کی مسند پر بٹھایا - پھر اخیر زندگانی تک آپ سوائے عزم مسجد کے حجرہ سے باہر نہیں نکلے - اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مظہر بن گئے - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالا مال - چار چمن

۱؎ اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - ۱۲ -

کی چار چھوٹی کتابوں میں بند ہی ہوئی ہے۔ اس سبب سے بہت سے دانش وبینش والے اصحاب کے حالات کے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہیں۔ بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے بھی سرسبز نہ کر سکا۔ اور اس نہ لکھ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی رہتی۔ اگر اپنے اپنے وقت کے تذکرہ نویسوں نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی جھاڑ پونچھ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی۔ باایں ہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہیں ہوئی۔ ناچار ہر ایک ملک کے چند اصحاب جو اس چار چمن کی انجمن میں رونق بخش نہیں ہوئے تھے۔ اُن کے نام آخر میں لکھا۔ جس طرح فرمانوں کو تمام کرنے کے بعد مہر اور سکہ سے مزین اور مسجل کرتے ہیں۔ اسی طرح راقم نے بھی اس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا۔ بیت

نام ہر یک کہ ورد خامۂ ماست	رونق خانقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابوالفتح دہلوی

آپ۔ سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے۔ گلبرگہ شہر سے باجازت پیر بزرگوار گجرات میں تشریف لائے۔ بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات آپ کی رہنمائی کی بدولت۔ قوہ سے فعل میں آئے۔ جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمد آبادی۔ اور (۲) شیخ سراج الدین۔ شروع شروع میں یہ دونوں صاحب۔ سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید تھے۔ مگر اخیر میں شیخ ابوالفتح کی صحبت سے فیض پایا۔ (۳) شیخ محمد پیارا۔ ان کی پرورش سید محمد گیسو دراز نے اپنے عزیز پوتے شاہ ید اللہ حسینی کے حوالہ فرمائی تھی۔ خرق عادات میں ان کو پورا کمال تھا اور (۴) شاہ جلال گجراتی۔ جو شیخ منکن کے پیر تھے۔ اور جو سنبھل کے ملاوہ میں مدفون ہیں۔ یہ چاروں اصحاب آپ کے مرید تھے۔

یاد مولانا مسعود بیگ

آپ۔ ترکان عراق وتبریز کی قوم میں سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں معرفت کا میوہ ابھی علم کے باغیچہ میں کمال کی شاخ سے آیا تھا۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے۔ کہ مسعود بیگ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید ہیں۔ ترکمانی تھے۔ سپاہیانہ وضع تھی۔ ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے کوئی حصہ نہیں ملا تھا۔ چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش وبینش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب ہین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مرآۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے جس کو آپنے پیر تبریزی کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکھنوی حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا حجۃ الدین ملتانی آپکی پرستش اور پرہیزگاری طرح کا تھا - اور اقوال و اشعال مین شوق انگیزی کی شان عیان تھی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدرالدین تولہ (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبدالرحمن سارنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کٹھسالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خاہی تھانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنہون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ بانکی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودہی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تھے (۱۳) مولانا برہان الدین ساوی (۱۴) خواجہ عبدالعزیز بانگرموی (۱۵) مولانا جمال الدین اودہی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے (۱۶) مولانا بحاشہ جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تھے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آفرین جو آلہی حقائق کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہیں ان مین سے اکثر کو خرقہ خلافت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے - اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر گروہ کے گروہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے بھری ہوئی تھی - اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنا دیا ہے - غرض اس سے یہ ہے کہ طریقت کا سلسلہ اس ہمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکھیں - اور نیز انھون نے غول کے غول بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت علم اور دانائی کے بالاخانہ پر چڑھا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتابی تصویر خانہ مین رنگ آمیزی کرتے ہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فریدالدین ہے سلطان فیروز ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - اُن کے داماد ملک

تاتارخان نامی کے مصاحب تھے۔ کئی قسم کے علوم اور فنون مین تبحر حاصل تھا۔ بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع مین آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا۔ فتاوی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے۔ عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتین جو فتوی لکھنے والون اور لکھوانے والون کو درکار ہوتی ہین اس فتومی کے بابون درج ہین۔ کہتے ہین سلطان نے بہت کچھہ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتاوی فیروزشاہی کے ساتھہ نامزد ہوجاوے۔ لیکن مصنف نے اس کو قبول نہین کیا۔ اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور فخرین کردیا۔ اس کتاب کی تالیف اسی سال مین ہے۔ کہ جس کی اکائیان۔ دہائیان اور صدیان سات سات ہین۔

اس مین شک نہین۔ اگر ایسے لوگ۔ لوازم آشنائی کے بارہ مین حقیقت کا لحاظ نہ کرکے تمنا کے تیز مزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائین۔ اور اس باب ہوا و ہوس کی تحصیل کے میدان۔ اور نفس پروری کے کوچہ مین اُس کو جولانی دین۔ تو پھر یہ مناسب ہوگا کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ۔ دلون کی سرائے سے کوچ کرجاوے۔

یاد مولانا سماء الدین جونپوری

آپ قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہین۔ سلطان حسین۔ ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے۔ چونکہ سماء الملۃ کی رائے امور ملکی مین بیش بہا ہوتی تھی۔ لہذا سلطان نے خواہی نہ خواہی مسند وزارت پر بٹھا کر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا۔ جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکر کشی کی۔ تو قتلق خان گرفتار کرلئے گئے۔ اور شہر دہلی مین لاکر مثل یوسف قیدخانہ مین محبوس رکھے گئے۔ دہلی کے بہت سے بااستعداد لوگون نے آپ کے دیدار اور گفتار سے قلبی فروغ اور فراغ بہم پہونچایا۔ بالخصوص شیخ عیسی ابن شیخ بدہ آپ کی صحبت مین بہت جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ خان۔ ظاہری و باطنی علم مین ایسا کمال رکھتے ہین۔ جس مین نقصان نہین ہے۔

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مرهان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر۔ ان محقق بزرگون نے شہر جونپور مین نشو ونما پائی تھی۔ اور اسی شہر مین اِن کی خوابگاہین بھی ہین۔ چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین منسلک تھے۔ اور اس باکمال جماعت مین سے ہر فرد۔ تن گزاری۔ جان نوازی۔ تحصیل علوم۔ اور عمل کے ساتھہ تکمیل علوم مین۔ استوار پہاڑون کی مانند

راسخ بمستقیم - اور مستقل تھا -

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونوں صاحب ظفر آباد کے باشندے - اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا میں سے ہیں

صاحب وجد و حالات - بوقلموں نفس کے ساتھ روزہ داری کا محاربہ رہتا تھا - اور بیداری کی صفت ہر ادا رہتی تھی

جہاد اکبر کے میدان میں شہسوار تھے -

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبدالواحد کے خلفا میں سے ہیں - ظاہری اور باطنی علوم آپ میں جمع تھے - لیکن کتابی

علم کو اپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے میں مشغول رہتے تھے - اکثر اُس زمانہ کے

طالبان علم - آپ کی خدمت میں فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہیں -

منجملہ اُن کے ایک **مولانا مجد الدین محمد** ہیں - تمام علوم اور فنون میں آپ کی مشکل کشا تصانیف

اور لطیف تالیفات ہیں - اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہیں - اور مشہور

سلسلون کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے - ہجری سنہ نوسو تیس میں فرمان روائے

سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اُس زمانہ میں آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض

رسانی کر رہے تھے - اس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپ کے بارہ میں بہت

کچھ تعظیم اور توقیر ظہور میں آتی تھی -

اُنھیں میں سے ایک **مولانا عبد القادر** صابونی ہیں - شہر دہلی کے تمام درس دینے والوں

میں آپ افضل تھے - کہتے ہیں - مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائنی کے شاگردون میں سے ایک

شاگرد بیان کرتا تھا -

> میں ہجری سنہ نوسو چالیس میں شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میاں اللہ دیا کر کے
> لوگوں میں مشہور ہیں - دہلی میں لایا تھا - مولانا کے تمام شاگردون نے اور نیز دیگر علما نے
> اُس شرح کو مطالعہ کر کے تعلیقات اور حاشیے چڑھا دیے - جب میں دار العلوم
> بخارا کو پھر گیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشیے گذرے تو تمام تعلیق نویسوں میں سے
> مولانا عبد القادر کی علم نحو میں زیادہ تعریف فرمائی ”

یادمولانا عبداللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہین - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تھا - آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسون کو زیور پہنا کر حسن دوبالا کرتا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھ ہین - لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب باتمیز ظریفون کے نزدیک آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نوسو چونتیس مین جب میر ابو البقا ابن میر عبد الباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین افضل تھے - ہند مین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین تو انھون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین نہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روائیتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی تھین اکثر روائیتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکھی تھی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبد النبی کی رفاقت مین - آپ کے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندھ کر دریا کے راستہ سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑہایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثنا ے راہ مین احمد آباد گجرات ہی پڑا یہان پر آپ کا نامۂ حیات جو تقریباً سو سال تھا - لپٹا ہوا - اور صدر عالی قدر عرش آستانی کے دربار معلی مین آ پہونچے - اور جس طرح سے مقدر مین تھا - روز زندگی کی شام لے لی -

یادمولانا عبدالرحمٰن (لاہوری)

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین - خواجہ عبد الحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو پچاس مین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سنبو (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونون صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکہتے تھے - اور اِن کے اخلاق بہی پسندیدہ تھے - خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نو سو ستر مین اس عنصری ملک سے بار نیستی باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ لاہور -

یاد مولانا بدر الدین سرہندی

آپ - علم اور پرہیز کے خزانہ تھے - احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکہتے تھے اور اِس خانوادہ کے بزرگ صحاب بہی آپ کے فطرت فروش اور بافیض درس مین کتاب کہول کر شاگردی کرتے تھے - اور اپنے حوصلہ کے انداز کے موافق جنس علم لے جاتے تھے -

یاد مولانا عبد السلام لاہوری

آپ علماے زمانہ مین افضل تھے - ہجری سنہ نو سو ستر مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر سند کی طرف آئے تھے مگر کچہ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب سے مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراء النہر کی طرف لوٹ جانا پڑا - کہتے تہے ہند کے عالمون مین مولانا عبد السلام ایک ہی سرمایہ آوردہ وقت ہین - ہجری سنہ نو سو اسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ کی ندا قبول کر کے سامان باندہا اور دار السلام کی طرف چلا گیا - خوابگاہ لاہور -

لہم دار السلام عند ربہم یقال السلام ہہنا بمعنے السلامۃ ومن کان فی رق شئ من العوارض والمکونات لم یجد مشام رائحۃ السلامۃ وانما یجدہا من یحرر رقبتہ من رق المخلوقات عرضا کانت او جوہرا - ظاہرۃ کانت

ان کے لئے اِن کے پروردگار کے ہان سے دار السلام مقرر ہے بعض کہتے ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین - اور جو شخص عوارض کی یا کون و مکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہو گا - اُس کے دماغ مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی - یہ خوشبو اوسی شخص کے دماغ کو پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہو گی یہ حفظ عارضی ہو یا اصلی ہو ظاہری ہو - یا باطنی ہو - اور قرآنی آیۃ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے لیکن

اوبالمنة ولايته تشبيهاً لان القوم فی الجنة
لكنهم ليسوا فی اسر الجنة بل تحرروا من رق
كل كون لقوله تعالى لا يستوی اصحب النار
واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون
الفوز النجاة من كل ما يمكن فيه شائبة
علاقة او ملاحظة رق ويقال شرف تلك قدر
الدار لكونها فی محل الكرامة واختصاصها
بعلية الزلفة والا فالاقطار كلها ديار
لكن قيمة الدار ما يجاور فی معناها انشد

قطعه

الى لا حسد جاركم لجواركم
طوبى لمن اضحى لداركم جارا
يا ليت جارك باعنی من داره
شبرا لاعطيه لشبر دارا

ويقال الحقيقة وان كانت منزهة من قبول
الجوار وليس القرب منه بدانی الاقطار
فاطلاق هذا اللفظ لقلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فی وصفه من حيث المسافة
لم يكن لهذا كثير اثر وانما حيوة القلوب
بهذا الا ان حقيقته مقدسة عن
هذه الصفات ثم لاجل قلوب احبابه
يطلق هذا ولو تعز العلماء فی كد التأويل
بل هو هذا امارة الحب انا من اجلك

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ میں بیٹھنے والے نہیں ہیں - بلکہ کل کونی ومکانی
قید سے نجات پاوینگے جیسا کہ اللہ تعالی جل شانہ کا ارشاد ہے - اصحب نار -
(دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہیں ہو سکتے ہیں - کیونکہ
اصحاب جنت ہی نجات پانے والے ہیں -

فوز کے معنی ہیں نجات پانا - اُن تمام چیزون سے جن میں شائبہ کسی علاقہ
کا یا رعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہیں - اس دار السلام کے
مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت میں واقع ہوا ہے - اور
قرب قربی کے ساتھ خصوصیت رکہتا ہے ورنہ کل اقطار دار (گہر) ہیں لیکن
قدر وقیمت گہر کی باعتبار ہمسائگی ہوتی ہے اسی معنی میں کسی شاعر نے اچھا کہا ہے

ترجمہ

یعنی آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہوں
جو شخص آپکے گہر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گہر میں سے مجکو فروخت کر دیوے
ایک بالشت بہر زمین - میں اوسکو بالشت بہر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

کہتے ہیں - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے - اور
حقیقت کا قرب - قرب اقطار کے ذریعہ سے نہیں ہوتا ہے باانیہمہ اس
لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی کہ لفظ قرب کا اطلاق
قلوب احباب میں اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت
کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بہی اس کا کچہ مزید اثر نہیں ہے - اور
اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے
پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے
اور البتہ علما تاویلات کے جہگڑے میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ یہی تو
محبت کی علامت ہے - کہ میں آپکے سبب سے ایسی شے کو اپنے

وہ بار انگیز کر لیا جس کی استطاعت نہین رکھتا تھا۔	حملت الذی لا استطیع

یاد (۱) شیخ نور الدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین - اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچھ بہرہ یاب تھے۔ تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑہ کر اخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع میانی مین چلے گئے تھے - اور وہین گوشہ درویشی اختیار کر لیا تھا - اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گزار دی - دوسرے صاحب زادہ کو بھی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تھا۔ سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بھائی کی برابر تھے - دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تھے۔

مولانا قاضی شاہ لاہوری - شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا - قدم نہین رکھتے تھے - اور مجاز و حقیقت کے اصول سے بھی پوری معرفت حاصل تھی - بیخودی کے گوشہ مین قناعت پسند توت سے عمر گزاری - اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پاکر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تھے۔

یاد مولانا اسمعیل لاہوری

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین - فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی - اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین - نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکھتے تھے - امیر عبد اللہ ہروی جو میر قطبی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تھے - امیر عبد اللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نو سو اسی مین فرمان طلب قبول فرما کر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد (۱) مولانا اللہ داد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین - بڑے باکمال عالمون مین سے ہین - ان کے پدر بزرگوار - ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تھے - اور

اِن کے جدامجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تہی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کی کمال - اور عمل کے جمال مین شیخ الہداد صالح کے سہیم و شریک تہے - اور مولانا مجد الدین محمد کی خدمت مین لوجہ اللہ محبت اور دوستی رکہا کرتے تہے - سراے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدرالدین سہرندی[۵۱]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکہتے تہے - اور نہایت بزرگ تہے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدر الملہ سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان اللہ ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچہے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقراے باب اللہ کے خادم تہے -

دوسرے مولانا میر علی کنبوہ ہین - صاحب حکمت و صفا تہے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تہا - درویشون کے ساتہہ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تہے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا - آپ کے ساتہہ نسبت شاگردی رکہتے تہے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری و معنوی شیخ عبد الحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تہے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تہے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتہہ نسبت تہی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

[۵۱] سرہند کو سہرندہی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲ -

یاد شیخ احمد سرہندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے - اور اکثر اہل تجرید - اور صاحب فنا مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے - اُس مقام کے تمام چھوٹے بڑے ہنگام ضرورت فتوی - آپ کے محکمہ مین آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین مفتی قضا کے حکم سے آپنے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کردیا -

یاد شیخ عبدالاحد سرہندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین - آپ کو مولویت کا شرف - اور تصنیف وتالیف کا سلیقہ حاصل تھا - بہت سے مفید رسالے آپکے قلم کے لکھے ہوئے ہین - باطنی شعلہ - پردہ سوز برق تھا - اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے خلوتخانہ مین راہ پائی تھی - بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے - مگر وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا [۱] کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے -

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة وحال الحجبة عقیب المشاهدة ویقال ارذل العمر تخلیس المرء بحیث لا یعرف قدرة ویقال ارذل العمر التطوع فی اودیة الحسبان ان شیئا بغیر الله -

بعض محققین نے فرمایا ہے - رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہوجاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہوجاوے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا پھنس جاوے کہ اپنی عمر کی قدر نہ پہچان سکے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے اللہ جل شانہ کے سوا بھی ہے -

یاد (۱) شیخ علاء الدین سارنی و (۲) شیخ خیر الدین سارنی

یہ دونون صاحب - الٰہی تجلیات کے مظہر تھے - پرہیز اور صبر کا مرقع - توکل اور محویت کی چادر

---

[۱] اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے - کہ (سب کچھ) جاننے پیچھے (آخر مین ستر ابتر ہو کر) کچھ بھی (بوجہ خاک) نہین - ۱۲

دانش اور بنیش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گودڑی۔ اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے رہتے تھے۔ تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہتے تھے۔

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین۔ اور جانداروں کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا۔ روایت ہے کہ عزیزان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت و خلافت ادا کیا کرتے تھے۔ موحدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا علی صاحبہا افضل الصلوٰة اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے۔ اور انفسی و آفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے۔ **کما فہم من مضمون لعض مکتوبات لبعضہم الی لبعضہا منہا۔**

عزیز من۔ ارباب بصیرت کو تحقیق طور سے دریافت ہوا ہے۔ کہ آدم **علیہ السلام** اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش۔ ذات اور صفات **جلت عن احاطة** کی معرفت کے واسطے ہے۔ اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے۔ کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے۔ کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد۔ صورت اور معنی کے اندر پیدا ہو جاوے۔ نظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہو جاتا ہے۔ وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا نی الحقیقت عارف نہین ہو سکتا ہے۔ پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی مالک الملک۔ اور اصلی ملک الملوک کو کیسے پہچان سکتا ہے۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا۔ تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا۔ تا کہ انسان۔ انسانی سلطنت کی مطابقت۔ الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے دیوے۔ کہ دل عرش۔ دماغ کرسی۔ قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل۔ دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قوی ملائک۔ قبہ دماغ جو اعصاب کا منبت۔ اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب۔ اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہاے ہاضمہ ومدبرہ۔ سپاہ اور اہل کچہری۔ یکے بادیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت۔ اور انسانی روح جو یگانگی۔ بیچونی۔ اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے۔ سب پر بادشاہ اور حکمران ہے۔

القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرطین انسان کو حاصل کرنا چاہیے۔ اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے حسن کا رسولی - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے
اپنی سرداری سے کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل میں جا کر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو [۵۱] مَنْ كَانَ فِي
هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کے گروہ میں داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی
کی اصل معانی دیکھ سکے گا - وہی شخص الہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص [۵۲] مَنْ
عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ میں داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہیں
آسکتا ہے - اور فکر، ذکر سے - اور ذکر محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی
خواری - تباہی - اور تباہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہیں دیتا ہے - اور اس کی محبت کو
جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتوں اور ناقص سیرتوں کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر
سے جھاڑ بہار کر جگہ پاک صاف نہیں کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اس مکار دنیا کی محبت کے طوق
سے آزادی نہیں پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت میں پیدا نہیں ہوتی ہے
وهذا مما اتفق عليه خاتم النبيين والانبياء السابقون والاصحاب والاولياء
اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستوں کو انفس
و آفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرماویگا
اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت کے کچھ لوگ تو ظاہر
باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گزشتگی سے پیراستہ تھے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ
کی منزلیں طے کر کے اہل کشف و کرامات ہو گئے - کچھ لوگوں نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل
کی سیر میں سخن آفرینی کا منصب پا کر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کھول دیا - اور بعض لوگ درویشی -
قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ میں مشغول ہو کر تجرید اور تفرید کی شاہراہ پر پڑے -

یاد شیخ یحیی کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیاں کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہیں - جو کوہستان ملتان اور قندھار کے درمیان
ہے - اُس میں رہتے تھے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتھ خلافت اور شیخت کا شرف آپنے

---

[۵۱] جو شخص اس (دنیا) میں (دیدہ و دانستہ اندھا (بنا) رہا - وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا - [۵۲] جس شخص نے اپنے
نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بھی پہچانا -

حاصل کرلیا تھا - تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے تھے - اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہین - منجملہ اِن کے

ایک شیخ محمد بختیار ہین - تمام ہند کے رہنے والے افغانون کی گردنون مین آپ کی بیعت کا طوق پڑا ہوا ہے - جیسے شیر خان سور اپنے تئین آپ کے مریدون مین سے شمار کیا کرتا تھا - اور اپنی ظاہری سلطنت اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت دعا کا ثمرہ سمجھتا تھا - شیر خان سور ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین ہند کے تمام صوبون کا فرمان روا ہو چکا ہے - شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دارالسلطنۃ آگرہ مین گوشہ گزین تھے انہون نے اپنے آبا و اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کر دیا تھا -

منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد اور تیسرے شیخ ابابکر تھے - جنہون نے آغاز جوانی مین ترک و تجرید کی توفیق پاکر اپنے بابرکت اوقات خداپرستی مین گزارے -

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آبائے کرام نجف کے ہین - اور خوابگاہ بھروچ گجرات ہے - مخدوم جہانیان کے سعید خلیفہ تھے - اکثر سفرون مین ہمرکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا - آپ کی باحقیقت باتین بالکل سید محمد گیسودراز کے ہم رنگ تھین - غالباً اِن دونون بزرگون کا باطنی باغ - ایک ہی ندی کے پانی سے سینچا گیا - اور شاداب ہوا ہے -

القصہ - یہ دونون والا فطرت نامور اپنے وقت مین کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق تھے - اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھون مین خداشناسی اور حق بینی کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے - **نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین** -

یاد سید شیخ ابن شیخ عبداللہ عندروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات مین سے ہین - نسب مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہنچتے ہین - حدیث - اسمار رجال - اور انساب کے علم مین - سیر و تاریخ مین - اصطلاحات تصوف مین - اور بیان عرفان مین کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے - داد و دہش کی ہمت کی - اور اخذ و جر سے درگزر کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہونچائی تھی - اپنی مدۃ العمر مین کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہین گئے

اپنے عالی خاندان آباو اجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے - قادریہ خانوادہ اور مغربیہ خاندان مین اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے -

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونون طرح کی شرافت آپ کو حاصل تھی - دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے - راقم گلزار بھی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہو چکا ہے - احمد آباد کے محلون مین سے ایک محلہ جوہری واڑہ ہے - اُسی مین آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین مین سے ہین - حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت مین پہنچتی ہے - احمد آباد مین رہتے تھے - قادریہ اور مغربیہ خانوادہ مین اعتقاد ارادت رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونون بزرگوارون کی زادبوم سیوستان سند ہے - ایک تو انھون نے شہر مدینہ مین رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچھ کی تھی - دوسرے شیخ علی متقی کے ساتھ شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت مین اور نیز دیگر والا سند محدثین کی ملازمت مین حاضر ہو کر احادیث کی تصحیح کی - اور عالی درجہ کی سندین لی تھین - لہذا یہ دونون بزرگوار شیخین منی کے لقب سے مشہور تھے - بالآخر گجرات مین آکر دونون نے احمد آباد مین مکان قیام تجویز کر لیا تھا - لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پھر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی - اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی -

یاد سید عطا محمد

آپ کا لقب علاء الدین ہے - صحیح النسب سادات - اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ مین سے ہین - احمد آباد گجرات مین ریاضت اور عبادت کے لئے - ایک حجرہ تجویز کر لیا تھا - ہجری سنہ نوسو کتالیس تھا - کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا - تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کھا کر جزائر کے سواحل کی طرف بھاگا - اُس وقت سید نے بھی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے - دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہو گئے - اور جب وہان سے رہائی ملی - تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی۔ پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی وطن کی طرف بازگشت فرمائی۔ آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ مین گزرتا تھا۔ روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا۔ آپ کا رات کا کھانا صرف ایک پیالہ شوربا سے باقلا۔ اور ایک پیالہ دودھ ملا ہوا قہوہ تھا۔ دونون پیالون کا وزن پانچ چھ چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ مغربیہ۔ اور بخاریہ خانوادہ سے بھی اجازت۔ خلافت اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا۔ عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے۔ اعجوبۃ الزمان۔ اور نادرۃ الدوران۔ یہ دو دیوان آپ کے۔ ارباب سخن مین مشہور ہین۔ ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُخروی سفر فرمایا۔ آپ کی قبر اوسی خانقاہ مین بنائی گئی۔ جس مین رہتے تھے۔ پانچ بیٹے اور تین خلیفہ چھوڑے۔ سب رشید تھے۔ اولین فرزند سجادہ نشین تھے۔ سید عبدالرزاق نام اور ابوبکر کنیت تھی دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابوصالح کنیت تھی تیسرے فرزند سید محمد۔ چوتھے فرزند سید علی۔ اور پانچوین سید احمد تھے۔ اولین خلیفہ شیخ بہاء الدین۔ دوسرے خلیفہ شیخ محمد۔ اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم تھے۔ یہ تمام اولاد اور خلفا۔ رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات۔ دینی و دنیوی سعادت۔ اور علمی وعملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر امتیاز رکھتے تھے۔

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین۔ تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے۔ کئی طرح کی عبادات مین اپنی اوقات منضبط رکھتے تھے۔ شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندان رشید ہین۔ یہ دونون صاحب اراوے حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے۔ ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے۔ جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے۔ آپ شیخ الشیوخ سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے کمال کے درجہ کو پہونچے۔

یاد شیخ شریف محمد

آپ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تھے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال درشۃ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے۔ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تھے۔ جو راقم گلزار کے مربی ہین شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشائش (کشف ہونے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار پہونچکر شیخ عبداللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاء اللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پھر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پھر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آباے کرام کے وطن مین چراغ معرفت روشن کرکے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹھے ہوئے تھے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکر گزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظہورہ فی الازل منا کہ چارون صدیون کے بیداردل اصحاب جو اخروی خوابگاہ کے تہخانون مین آسودہ ہین۔ ان کے سعیدانہ حالات کے لکھنے سے فراغت ہوئی اور جو شب زندہ داران خلافت ظاہری زندگانی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکھتے ہین۔ ان کے بابرکت حالات لکھنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکو شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایہا الجالسون علی بساط القرب والحجوکہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب و اسماء رجال۔ اس امر کا شکر کیون کر ادا کرین کہ محیی علی الاطلاق نے ان کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر عادۃً احیاے اموات اور ابقاے نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تھی۔ یا یون کہیے۔ وہ خاصیت رعایت و شفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتھ

مخصوص ہے اور [۵۱] مَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَی النَّاسَ جَمِیْعًا کے ثواب کا خلعت ۹۰ نفیین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشتا ہے۔

اس مین شک نہین۔ کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رسنوردانی کے دریا مین جو اپنے ادراک کا جال ڈالا ہے۔ اِس تلاش سے اُن کی غرض سوائے اس کے نہین ہے۔ کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین تو حلال وحرام۔ اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے۔ لہذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہئے۔ تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے۔ جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ بجائے اِس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے۔ اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کر کے حقیقۃ الحقائق کے دسترخوان پر **الاکل علی ملک المبیح** کے فتوی کے بموجب اپنے لئے مباح کیا جاوے۔ تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ [۵۲] اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو۔

قیل المراد من البحر الفناء فی الله ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات۔ کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمہ فصید البحر مباح لہ لانہ اذا غرق صار محوا فما الیہ ولیس بہ ولا منہ اذ ھو محو والله غالب علی امرہ۔

کہا گیا ہے۔ کہ بحر سے مراد فنا فی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین۔ جیسا کہ بعض محققین نے اِس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے۔ جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا۔ تو حکم بھی اُس پر سے ساقط ہو گیا۔ اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب غرق ہو گیا تو وہ محو ہو گیا۔ پس کوئی بات نہ اُس کی طرف ہے نہ اس کے ساتھ ہے۔ اور نہ اُس کی طرف سے ہے کیونکہ وہ تو محو ہے اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اور قادر ہے۔

[۵۱] جس نے مرتے کو بچا لیا۔ تو گویا اس نے تمام آدمیون کو بچا لیا ہ [۵۲] دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلون کے رہنے والون اور چلنے والون کے حال وقال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے جس حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کر سکین - یا جس حال وقال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لا سکین - اُس حال وقال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پرتو سے نہین دیکھ سکتے ہین - لراسمہ

از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن	از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عن اشياء ان تبد لكم تسؤكم قال بعض المحققين فى تفسيره اذا اسبل عليكم ستر اللطف فلا تتعرضوا للعلم بما اخفى عليكم فيتنغص بالتجسس عليكم عيشكم ويقال لا تتعرضوا للوقوف على محل الاكابر فلا تستوجبون ذلك فيسوءكم تقاصر رتبتكم -

مسلمانو! بہت باتین (ذکر مید کرید کر) نہ پوچھ کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائین تو تم کو بُری لگین - اس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمہاری آنکھون پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکھنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاے تو جو امر تمہارے اوپر مخفی رکھا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اس تلاش سے تمہارے اوپر تمہارا عیش منغص ہو جاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہے کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہین سمجھین گے - اور پھر تم کو اپنے مراتب کی کمی بُری معلوم ہوگی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتابی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قیلولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکھین - اور حقائق ومعارف بیان کرنے کے مقام پر بظاہر تخت راحت کے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنے والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے مل کر اُس زمین کو الرضوان عنہم وعنہ کا باغ بنا دیوے الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ عیسیٰ ابن شیخ قاسم سندہی

جب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چاند مین محاسنہ

کا اقتباس ہو۔ مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو۔ ہمت کا سایہ دار درخت۔ بدنصیب درویشون کے سرون پر چھتر کا کام کرے۔ ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی۔ دیروی عرفان کا سرمایہ بخشے۔ تلقین کی گوہر فشان زبان۔ آلہی وجدان کے خزانہ کا راستہ دکہا دے۔ ایک لحظہ کی باطنی توجہ ملک و ملکوت (عالم شہادت اور عالم الفاح) کے کام بنا دے۔ اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ۔ ربانی لوگون کی دل ربائی کرے۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے سرسبز ہے۔ بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے چمنستان کا نوروز ہے۔ **مدظلہ العالی** آپ شیخ لشکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین۔ اگر تصوف کے شہرستان کو شیخ لشکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب ممدوح کی دانش کے قدمون سے کہندی ہوئی گہائی کہا جا دے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہٗ۔

شیخ علیسی کی زادبوم ایرج پور دارالسلطنۃ صوبہ برار ہے۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔

جن ایام مین میری مان مجھسے امیدوار تہین۔ اُن ایام مین پدر بزرگوار کے اُستاد نے خواب دیکہا۔ حضرت سلیمان **علیہ السلام** میرے گہر تشریف لائے ہین۔ انہین ایام کے قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکہا۔ کہ مولانا یونس ہمارے گہر آئے ہوئے ہین جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تہے۔ ان ایام مین پدر بزرگوار ایک گانون کو گئے ہوئے تہے۔ جو ایرج پور کے نزدیک ہی ہے۔ والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ واقعہ خواب کا عرض کیا۔ عم مکرم نے فرمایا۔ تمہارے اس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جس کو دونون جہان کی ریاستین نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹہہ یا ترسیسٹھہ کو عنصری تصویر خانہ مین میرا نقش نمودار ہوا۔ عم مکرم نے تیمناً اپنے عم کے ہم نام میرا نام علیسی رکہا۔ عم مکرم کے عم محترم۔ دونون جہان کے فضائل اور کمالات سے آراستہ۔ قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتہہ نامور۔ اور سخاوت و دوت مین شہرۂ روزگار رہتے۔ اس کے بعد پدر بزرگوار اُس موضع سے لوٹ کر آئے کہ جس موضع کو گئے ہوئے تہے۔ تو اُنہون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنیاد پر یہ چاہا۔

کہ میرا نام سلیمان رکھین لیکن بڑے بھائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکھا۔ پھر تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر پر سے اُٹھ گیا۔ اسی سال اپنے عم مکرم رحمۃ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اٹھا کر برہان پور خاندیس مین چلا آیا۔ اور ہم دونون نے یہین مکان تجویز کر لیا۔ ہجری سنہ نوسو پچاسی تھا۔ کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے۔ جو معرفت کی آباد اور بافروغ بستی مین پہونچا دیوے۔ سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانون باہر نکالا جب مکان سے نکل کر مسافرت کے راستہ مین چل کھڑا ہوا۔ تو دوسری منزل پر قصبہ گوروا قع ہوا۔ اِس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی۔ کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے۔ یہ خیال دل مین استحکام کے ساتھہ قایم ہوا۔ اور اس اندیشہ سے خاطر مین ایک قسم کی شگفتگی تھی۔ ایکبارگی ایک گھاٹی مین راہ بھول گیا۔ کوہستان اور بیابان مین بہت کچھہ سرگردانی اُٹھائی۔ اتنے مین دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا۔ مین سمجھا۔ کہ پھٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہین۔ یہ بھی لٹ جاوینگے۔ یہ خیال کرتے ہوئے فقیر اور رفیق دونون شکستہ دل اور دعا کنان پانی کی تلاش مین گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھون نے ہم درویشون کو دیکھا۔ اور دوستی دلجوئی۔ فروتنی۔ اور خوش دلی کے ساتھہ گانون کے اندر لے گئے۔ اور جو کچھہ اُن سے ہوسکا۔ پرستاری مین کوتاہی نہین کی۔ اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بھی اسی روز کی طرح پیش آئے۔ یہ دو قوی ثبوت دیکھکر توکل کا خیال دل مین پیدا ہوگیا۔

القصہ جب مین اُجین مالوہ مین پہونچا۔ تو شیخ عبد الکریم ابن شیخ راجے محمد قادری عینی کی خانقاہ مین اُترا۔ اُن ایام مین مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود مین خیمے لگا لگا کر ایک جگہہ جمع ہوئے تھے۔ شہر کے مشایخ اور عالمون نے چاہا کہ میری ملاقات اِن اصحاب سے کرا دین اور مینے علم۔ پرہیز۔ فقر۔ اور فنا غرض کہ جو کچھہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے۔ اُسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دین۔ سبحان اللہ!

راقم گلزار بھی اُن ایام مین وہان موجود تھا۔ آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ اور بیچنے والون کے

خلاف رائے دی تھی چونکہ لوگوں کے قرارداد کو آپ کے الہام پذیر ضمیر نے پسند نہیں کیا۔ لہذا دوسرے روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کر کے۔ سارنگ پور کا راستہ لے لیا۔ آپ کہتے تھے۔

"جب میں سارنگ پور پہونچا۔ تو شیخ عبدالملک شطاری کی ملازمت میں حاضر ہوا شیخ عبدالملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تھے۔ وہ سالک تھے۔ مگر اہل توحید و تحقیق۔ بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ اور معرفت کی باتیں تعلیم کیں۔ میرا ایک رفیق تھا۔ جس کا دست راست کارآمد نہ تھا۔ کج تھا جب کھانا سامنے آیا۔ تو اُسنے بایاں ہاتھ خرقہ کے اندر سے نکالا۔ اور مذاق سے کہا۔ روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتھہ اندھا شخص ہونا چاہئیے۔ نہ کج ہاتھہ والا۔ تھوڑی دیر اسی قسم کی باتوں سے دل بہلتا رہا۔ پھر جب میں گوالیار کو گیا۔ تو یہ چاہا۔ کہ الٰہی مجذوب سید کپور حسینی کی قبر پر جاؤں۔ فوراً دل میں یہ بات آئی۔ کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کر لوں گا۔ تب تک کسی دوسری جگہ نہیں جاؤں گا۔ جب میں قبلہ خدا پرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ میں پہونچا۔ تو دل میں آرام اور بصیرت پیدا ہو کر کچھہ ایسا جما۔ کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہوں۔ پھر گوالیار سے روانہ ہو کر دارالسلطنت آگرہ میں آیا۔ یہاں پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے اُستاد اور خانقاہ کے صوفی تھے۔ اِن سے ملا۔ انھوں نے اول ہی۔ رئیس المحدثین عمی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے۔ ~~جواب~~ میں ماندبود کی کیفیت بیان کی۔ اُس وقت مولانا ابوبکر عطار اللہ۔ اور حکیم اسحق لاہوری بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے کہا۔ یہ مہمان شیخ طاہر کے بھائی کا بیٹا ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ اور بہت دلجوئی کی۔ میں نے چند روز بڑائی کمائی پر چند تارکان دنیا کے ساتھہ بسر کئے۔ ہر روز کسی قدر نقد ہاتھہ آجاتا تھا۔ اور شکم پروری کے شایاں ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھکر دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ شاید میری درویشی۔ ایزدی درگاہ میں قبول نہیں ہوئی۔ جو ہر روز تونگرانہ۔ سیری کے ساتھہ گذرتی ہے۔ اس اندیشہ پر میں نے بولیانہ آزمایا گیا۔ اس آزمائش میں ظاہر ہوا۔ کہ اس طرح کا توکل بھی شرک خفی ہے۔ اور قوت القلوب میں جو التوکل ہو الفراد عن التوکل کا بیان ہے۔ وہ یہیں سے ہے۔ جب اس قضیہ

ل۵ آکا۔ آکا۔ سے مراد گا ہے ۱۲

من بھی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے ہین - جو سالک کے دل پر پڑے - یعنی جب تک درویش کا دل ان دونون بزرگوار اسمون کا تجلی گاہ نہین ہو جاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہین کہتے ہین - اور یہ توکل - توحید حق اور فنائے خلق کے معنی مین ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو بازگشت کی - یہان آکر ایک حسین منظر کے حسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ کتاب پڑہنے کے وقت صحیفون کے حروف اور خطوط اسے - نام محبوب کے نقش کے سوا کچھہ نظر مین یا اندیشہ مین نہین آتا تھا - اور نماز کی محراب مین محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ ادراکات اور حواس اپنے مدرکات سے بیکار ہوکر محبوب کے سوا کچھہ معلوم نہین کر سکتے تھے - قوۃ ذائقہ - پانی کو دودھ سے جدا نہین کر سکتی تہی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہین پہچانتے تھے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چہوڑ کر ایزد شناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو بہت زیادہ جلدی مقصد مین کامیاب ہو جاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑہنے پر بھی دور نہین ہوئی - اور مینے اِس بات کو از روے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اصلیت گراہی بیان کی - اِن ایام مین طالبان ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی مین تہی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا - تین روز روزہ رکھو - اور چوتھے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف کوچ کر جاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہین کرنے پایا تھا - کہ میرا دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی کہ گھر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغون سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا کچھہ بھی نظر نہین آیا - اور ہین چلہ کے آغاز مین تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور میںنے گوش خیال سے سن لیا - اسی چلہ کے انجام میں توحید کا تخم - زمین دل پر بکھیرا گیا - اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنا دیا گیا - اب میں اُسی گلستان سے بے شمار پھول - تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے - دوستان حال و استقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون ''

ایک روز یاد کر کے آپ فرماتے تھے -

صرمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تھا - ایک رات اعتکاف کے اندر مجھ معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی - کہ اس وقت مین تمام اصحاب کی جمعیت اور حضور حاصل ہے - اور حصن حصین کی حدیث مین لکھا ہے - کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے - لہذا مجکو دعا کا ہاتھ قبولیت کی امید پر اُٹھانا چاہیے - ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑھکر زبان تک نہین آنے پایا تھا کہ مینے حق سبحانہ تعالی کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکھ لیا جو نظر آتے تھے مع ذلک سوال کا خیال اس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا - کہ مرتبہ عبودیۃ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے -

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قوله تعالے اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ فالعبد المحض لله سبحانه من هو لیس فیه شوب ربوبیة وشائبة رغبة لامر سواه ولیس لهذا الداعی همة ورسوم متعلقة فیما سال فیه من مسئول معین وغیر معین وانما همته مصروفة الی الامتثال فقط غیر متجاوزة

بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول ادعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے - کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے - جس مین ربوبیتہ کا لگاؤ - اور اللہ تعالی جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتھ پھنساؤ نہ ہو - مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شے کے متعلق نہین ہوتا ہے - کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے - خواہ وہ مسئول معین ہو یا غیر معین ہو سائل کا قصد تمام وکمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

لہ - ہم سے دعا مانگو ہم تمہاری دعا قبول کرینگے -

الی مطلوب سواہ فانہ لا یجوز
ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب
ان یکون موجودا فی نفس الامر
ومفقودا عند الطالب باعتبارہ
والغیر وماسواہ معدوم فی
نفسہ فلا یکون من شانہ
ان یطلب فلا ینبغی ان یطلب احد احدا
سواہ فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سال
عبودیۃ واذا اقتضی التفویض و
السکوت عن الدعاء سکت عنہ

فسنح ہذا المرجو فی صورۃ التمیز
علی خاطری عند تخیل السوال معنًا
الیست الموجودات یمکن ان تتصف
بالرحمۃ الرحیمیۃ کما اتصفت بالرحمۃ
الرحمانیہ علی مقتضی رَحْمَتِیْ[۱] وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ لان الشیٔ اذا اتصف بالرحمۃ
الرحمانیۃ التی ہی عبارۃ عن نفس الرحمٰن
وہو تجلی الوجود الواجب تعالٰی
فلا یلیق ابتلاءہ بالقہر والعذاب
لان صفۃ الرحمۃ ثابتۃ للحق
سبحانہ بالذات وبالقصد
وصفۃ القہر بالعرض وبالتبع

ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف
متجاوز نہیں ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہیں ہے۔
اس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے۔ کہ وہ نفس الامر میں ضرور
موجود ہو۔ مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو
اور غیر اللہ اور ماسوائے اللہ فی نفسہ
معدوم ہیں۔ لہذا اُن کی شان میں یہ بات داخل نہیں ہے
کہ مطلوب بنائے جاویں۔ پس ہرگز یہ بات سزاوار نہیں ہے۔ کہ
کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کو مطلوب بنائے
اس صورت میں اگر حال۔ لفظی سوال کا مقتضی ہو۔ تو
عبودیۃ کی راہ سے سوال کرے۔ اور اگر حال تفویض اور سکوت
عن الدعار کا مقتضی ہو۔ تو دعا سے سکوت کرے۔
پھر مجھ کو خیال سوال کے ساتھ ہی تمیز
تفریق کے طور پر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا
کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہیں۔ اور دلیل اس کی
یہ ہے۔ کہ جب کوئی شے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہو چکی
جو عبارت نفس رحمٰن سے ہے۔ اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب
تعالیٰ کی تجلی ہے۔ تو پھر یہ بات کب موزون ہے کہ وہی شے قہر اور
عذاب میں مبتلا ہو۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ موجودات جس طرح
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہوئی ہیں۔ اسی طرح وہ
رحمۃ رحیمیہ کے ساتھ بھی متصف ہوئی ہوں۔ کیونکہ
حق سبحانہ کے واسطے صفۃ رحمۃ بالذات اور بالقصد
ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع۔

[۱] ہماری رحمت داخل ونائل ہے سب چیزوں کو شامل ہے ۱۲ ط

وعلی ھذا ما قال البیضاوی فی قولہ تعالیٰ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۵ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ لیمتنع الترديد[۲] والتعلیق با تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ بِالْحُسْنٰى

اور اسی اصول پر مبنی ہے۔ یہ جو قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم کی تفسیر میں وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشا مقتضا ہے وعید ہے۔ اس بیان میں بذاتہ کوئی تناقض نہیں ہے۔ کہ جس کی وجہ سے ترديد[۲] اور کلمات تمت کلمۃ ربک بالحسنیٰ کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنیٰ (۲) اور عین المعانی یہ دونوں رسالے تو سنہ نامی کی شرح ہیں۔ اول اول ہے۔ اور ثانی کا ثانی نہیں ہے۔ (۳) انوار الاسرار۔ قرآنی تاویلات کے بارہ میں دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیروں پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی عنایت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۴) رسالہ جواس پنجگانہ۔ جس میں آپ نے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے۔ شیخ صدر جہان دہاروال۔ آپ کے برگزیدہ خلفا میں سے ہیں۔ ان کی التماس قبول فرما کر لکھا تھا۔ (۵) حاشیہ بر اشارۃ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ حاشیہ آپ نے اس وقت تحریر فرمایا تھا۔ کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی میں داخل تھے۔ (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ۔ ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا۔ اس شرح پر آپ نے حاشیہ چڑھایا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ کہ جب آپ اپنے بڑے صاحب زادہ شیخ عبد الستار کو درس دیتے تھے۔ مولانا عبد الغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیوں کے مقابلہ میں بڑی میٹھی میٹھی باتیں لکھی ہیں۔ (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر۔ یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی۔ جو آپ کے چھوٹے فرزند

[۱] اگر تو ان کو عذاب دے۔ تو تجھکو اختیار ہے۔ یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو معاف کرے۔ تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ) بے شک تو (ہی سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲ [۲] الترديد دائر بین النفی والاثبات ۱۲ [۳] (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیوں پر ہی تمام ہوئے ہیں ۱۲۔

ہین (۱۰) تتمیم شرح ماتہ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تھا۔ مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تہی۔ اس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نوراللہ کی آرزو پر التفات فرماکر آغاز کی طرح انجام کو پہونچایا ہے۔ قاضی نوراللہ۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی تہے۔

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکہا ہے۔ ارباب حدیث گنیتون کا شمار اپنے ہاتہہ کی انگلیون پر رکہتے ہین۔ اس کو عقود کہتے ہین۔ (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بہی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ تقدیری کرشمون سے امید ہے۔ کہ ان سرتاپا کشف سے بہرے ہوئے رسالون کے نام سننے والہ کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا۔ تو میرے ستایش نما بیان کو لاف و گزاف نہ سمجہے گا۔

اس مین شک نہین۔ اگر تمام معاملہ ذی انصاف گروہ کے ساتہہ ہی ہوتا۔ تو کوئی اندیشہ کی بات نہین تہی۔ لیکن کیا کیا جاوے۔ چند غربال منش اور صافی طینت لوگون سے بہی کام پڑنے والا ہے۔ اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک نقل تحریر کرتا ہون۔ تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے۔ وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکہہ کر نہار منہ نہ اٹہہ جاوین۔

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے مقدس اور بابرکت خداوند حمد تمہیج تمام
لک الحمد یا من دعوتہ لطالبیہ الی جمال عزتہ فاتحۃ لابواب خزائنہ و کان دعوتہ موفورا	اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جس ذات والا صفات کی دعوت (طلب) اُس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے اُس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہوسکتی ہے۔ نیز جس کی دعوت (طلب) نہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے۔
ولک الشکر یا من لا وسیلۃ الی اظہار نعمہ الا السعی بقلبہ ومن کان ساعیا بقلبہ یری کان سعیہ مشکورا	اور اے کثیر النعم منعم شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے ہی لئے زیبا اور سزاوار ہین جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے واسطے سواے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہوسکتا ہے بیا منعم تو ہی ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ جو شخص دل کے ساتہہ ساعی ہوتا ہے۔ وہ دیکہہ لیتا ہے۔ کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے۔

وعليك الصلوة والسلام يا من حقيقته مجمع حقائق جميع المراتب والمجالى وروحه منبع العوالم والمعالى ووجوده لحضرة العوالم رحمة الله تعالى وكان كتابه منشورا

اور نامی ورو صلوۃ وسلام آلہی نازل ہو آپ پر اسے ذات پاک محمدی جس شخص کی حقیقت جملہ مراتب اور مجالی کی حقیقتوں کا مجمع جس کی روح پر فتوح عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا وجود باجود ظہور عوالم کے واسطے اللہ جل شانہ کی رحمت اور جس کی کتاب منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات عالی درجات ہے۔

وعلى الذين فضلوا بالصحبة الرفيعة الصورية والمعنوية وكان صحبتهم به صلعم وعلى آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ جو صوری اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دیئے گئے ہیں۔ جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ رہتی تھی۔ اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ اور یہ نزول صلوۃ وسلام جملہ آل واصحاب کے مسرور الوقت ہونے کا باعث بنے۔

وبعد فهذه مشاعل انوار الاسرار فى المشاهد الابكار للتنوير عيون الفحول الاحرار عن رقبة التقليد والاكدار قد لاحت من حضرة القدير على المذنب الفقير من غير تامل وكسب بل الحمد الله بعين عنايته عند الكتابة ومرارا يقول النفس ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى الكتاب وما الايمان بظاهره وباطنه فتقف عنده وتقول ما ادرى ما يفعل

بعد حمد وصلوۃ التماس یہ ہے۔ کہ یہ مضامین گویا انوار اسرار کی مشعلیں ہیں جو دست نارسیدہ محلوں میں اُن جوان مردوں کی آنکھیں منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہیں۔ جو تقلید اور کدورتوں کی قید سے آزاد ہیں مذکورہ بالا اسرار جناب باری عز اسمہ کی طرف سے۔ فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش کے وارد ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے محل نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت میں الہام فرمایا۔ کہ فقیر مذنب (میں) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا اور اسے بوالفضول کدھر جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ کتاب کیا ہے۔۔ اور ظاہرًا و باطنًا ایمان کیا ہے۔ کہ اُس تک

ب فالهمنی الله تعالیٰ فنودیت من
سری ۔ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا
الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ
نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ؕ لبيان
بعض اسرار الكتاب البشير النذير
غير مبينة فيها اسرار الفصاحة و
انوار البلاغة ولا مشرحة فيها غرائب
اللغة والعربية لما فقنت الوطر
من تنبيه العلماء الراسخون فى الظاهر
ومن قرءه واوله على الباطن ولم
يلتفت الى ظاهره اصلا كاذهب
إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ يراد بها
ان موسى روحه وفرعون نفسه
من غير ملاحظة المعنى الاصلى
الذى لاجله نزل فهو باطنى
لبطونه فى احد معانيه ومن فسر
على الظاهر الصرف من غير ايمان واقرار
بالاشارات والنكت التى هى
عين البلاغة الى ربه ومحض

پہونچ کر مجکو وقوف حاصل ہوئے" اور نفس مجکو جواب دیتا تھا۔
کہ میں "نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا" ایسی
حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجکو الہام فرمایا۔ یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من
نشاء من عبادنا وانک لتہدی الی
صراط مستقیم ۔ صراط اللہ الذی لہ ما فی
السموٰت وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور
کی ندا مجکو ہوئی ۔ اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ میں بشارت دینے
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کروں جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہوں نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے ۔ کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علمائے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہو چکی ہے ۔ نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اُس کی تاویل صرف باطن پر کی ۔ اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہیں ہوا ۔ جیسے آیۃ کریمہ اذہب الی فرعون انہ طغیٰ
میں بغیر لحاظ اصلی معنی کے ۔ جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے ۔ یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں ۔ کہ موسیٰ ۔ روح
انسان ہے ۔ اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے ۔ کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی ۔ اور جو اشارات اور نکات اللہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کر کے عین بلاغت ۔ اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوی خارجی لا یری من جلال قرءته الا سرادقات عزته ولم یظفر بدخوله فی مجلس وقوفه علی جماله المندرج فیه والمندمج بحته ومن جمع بینهما فهو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزوله ولذا اکثر ما یذکر من الاشارات بلعل ویحتمل لادب ادب الله سبحانه العلماء الواقفین بجمیع مراتب التنزیہ والتشبیه واسأل الله ان یجعلنی ومن سلك طریقی من الذین لیس للشیطان علیهم سبیل

کی طرف نظر کرکے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے سوا - کچھہ نہین دیکھہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی مجلس مین داخل نہین ہوسکا ہے اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کئے - وہی عارف کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر کیا گیا ہے - لفظ "لعل" کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ "لعل" کے ساتھہ ذکر - ادب کے خیال سے کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین - اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے پیرو اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کردیوے جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

---

اعوذ بالله المتجلی بصفة الجمال والجلال من الشیطان البعد وهو البعد الذی وقع بین العبد وربه وهما ولیس فی الحقیقة او البعد الموهوم والخلاء المتوهم فی محل وجود العالم یعنی العالم ظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالی جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتھہ آراستہ ہے مین الشیطان شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد اور اُس کے رب کے درمیان مین وہمًا واقع ہے - مگر فی الحقیقہ کچھہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم خلا ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

انیب المتجلی فی الخلاء المتوهم۔ الرحیم المردود عن حد الوجود الاصلی فی الحقیقۃ وان ظهر بالاعتبارات الوجودیۃ۔

بسم اللہ ملتبساً باسم اللہ الذی تجلی بالاسماء والصفات المقتضیۃ لحقائق الاسماء الکونیۃ بعلم الیقین یعنی شرعت فی حال التحاق علمی باسماء اللہ بالذوق والوجدان او قل متحققاً باسم اللہ الذی تجلی بالاسماء الالوهیۃ والصفات الربانیۃ بعین الیقین یعنی شرعت فی حال تحققی بالاسماء والصفات یعنی معها۔ او قل متلبساً باسم اللہ الذی تجلی بالنسب الوجوبیۃ والاوصاف الفعلیۃ بحق الیقین یعنی شرعت بحال اظهاری وتحقیقی الاسماء الالهیۃ الفعلیۃ علی الحقائق الکونیۃ الانفعالیۃ بالخلافۃ لا بالاصالۃ فان لا قدم للممکن کائناً ما کان فی الوجوب الذاتی ولا یکون هذہ الا للمکمل والتی فوقها للکامل والتی فوقها للواصل المبتدی

متوہم خلا مین نمایان ہے۔ الرحیم کون یعد جو مردود یعنی وجود اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے۔ اگرچہ اعتبارات وجودیہ کی رو سے ظاہر ہے۔

بسم اللہ۔ مین اللہ تعالیٰ شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون در انحالیکہ مین علم الیقین کے ساتھہ اللہ پاک کے نام سے متلبس ہوتا ہون جسنے ایسے اسما اور صفات کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے جو اسماے کونیہ کی حقیقتون کے مقتضی ہین۔ یعنی مینے ایسی حالت مین شروع کیا ہے۔ کہ جس حالت مین میرا علم۔ آلہی اسما کے ساتھہ ذوق اور وجدان سے ملحق ہوا ہے۔ یا یون کہئے۔ مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون۔ در انحالیکہ مین عین الیقین کے ساتھہ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہون۔ جسنے اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے۔ یعنی مینے ایسی حالت مین شروع کیا ہے کہ جس حالت مین میرا عینی (ذاتی) تحقق اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھہ ہوا ہے۔ یا یون کہئے۔ مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون در انحالیکہ مین حق الیقین کے ساتھہ اللہ پاک کے نام سے ملتبس ہوتا ہون جسنے وجوبی نسبتون اور فعلی اوصاف کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے یعنی مینے ایسی حالت مین شروع کیا ہے۔ کہ جس حالت مین اسماے آلهیہ فعلیہ کا فعل۔ حقائق۔ کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہون نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے وجوب ذاتی کے اندر قدم نہین ہوسکتا ہے۔ اور یہ تلبیس بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور جو تلبس اس سے

فی العرفان بالاحدیۃ الذاتیہ

بالاتر ہے - وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے بھی بالاتر ہے - وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے - جو واصل ہے - اور اوس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے -

والاسم باصطلاحہم اعنی اہل التصوف لیس ہواللفظ بل ہو الذات المسمی باعتبار صفۃ وجودیۃ کالعلیم والقدیر اوعدمیۃ کالقدوس والسلام واقحام الاسم بین الباء واللہ لرفع الالتباس بالقسم عند اہل الظاہر ولامر اٰخر وہوالمشہور فی کتبہم اما عندی فوجہ الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرک انماہی بمرتبۃ الالوہیۃ المقتضیۃ بذاتہا حقائق العالم المعبر عنہا باسم اللہ فاذالم یقحم توہم ان التحقق وغیرہا بذات اللہ سبحانہ وذات اللہ متعالیۃ من ان ینتسب الیہ وصف اویلحقہ حد اویقیدہ رسم فانہ ہوالوجود المطلق والعین البحت ومتبریۃ من ان یحیط بہ علم

اسم - اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح مین صرف لفظ نہین ہے - بلکہ ذات ہے - جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفتہ کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ - (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے - جو باے قسم کے ساتھہ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے - جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھہ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق - تلبس - التباس اور تبرک جو کچھہ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھہ ہوتا ہے - جو بذاتہ - حقائق عالم کا مقتضی ہے - اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے - پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا - تو وہم پیدا ہوگا - کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھہ ہے - حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو - یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات - وجود مطلق اور عین بحت ہے اور حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے - کہ اُس کو

او عقل او كشف ومتنزه من ان
ينزهه منزه بالاطلاق والاقتضاء
والتعين او يحدده مشبه في جهة
من الجهات تعالى الله عن ذلك
علوًا كبيرًا وهو اخفى من كل شئ هويةً
وحقيقةً واظهر من كل شئ انيةً
وتحققًا وله مراتب باعتبار انبساطه
على اعيان الممكنات وظهوره بمراتب
الالهيات والكائنات فاول تعين
يتعين منه بذاته في ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسين قوس
الاحدية وقوس الواحدية ثم
الواحدية تنشعب بسهمين ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقيقة
الجامعة بينهما والحد الفاصل
بينهما حقيقة الانسان لاغير و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتي والتاثير والفعل وغيرها
المسمى بالله وبالاشتراك اللفظي يطلق
لفظة الله على هذه المرتبة وعلى الوجود
المطلق ايضًا من غير ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثاني
الاستعداد والقابلية والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حالانکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتضا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت میں
اُس کو محدود کرے - اللہ تعالیٰ جل شانہ اِن تمام باتوں سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عزاسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الٰہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اِس
اعتبار سے اُس کے کئی درجے ہیں - پس اول تعین جس کے
ذریعہ سے اللہ عزاسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اِس کے بعد وحدۃ دو قوسوں پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اِس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخیں ہوتی ہیں - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - اِن دونوں شاخوں کے درمیان میں
حقیقۃ جامعہ یا یوں کہیئے اِن دونوں کے درمیان میں حد فاصل
انسانی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
میں وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہیں - اسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے اور دوسری قسم
کے لوازم میں استعداد - قابلیت - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہیں - اسی کا نام اصطلاح میں خیر اللہ

والتاثر وغيرها المسمى بالخبر والشوى فى الاصطلاح ثم
للمرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلا يسمى ربا۔

الرحمن الذى تعين بمراتبه وكمالاته
فى جميع ممكناته ثم اذا تجلى الواحدية
بالاحكام والاثار بالفيض المقدس
والنفس الرحمانى يسمى رحمانا والنفس
الرحمانى عبارة عن انبساط وجوده تعالى
وامتداده على مراتب ممكناته فكما
ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط
نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه
بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت
الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحمانى
بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر
من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات
كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة
كلية اولية روحا ومثالا وشهادة
وشخصا جامعا وليس لها فى الخارج وجود
بتميز عن تعيناتها خارجا كالسلطنة
مثلا فان تعين كل سلطان متعين
فى السلطنة وليس للسلطنة
وجود ممتاز عنه

الرحيم الذى تجلى على المؤمنين

اور مسمی اللہ رکہا گیا ہے۔ پہر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر
ہوا۔ تو اُس کا نام رب ہوا۔

الرحمٰن جو رحمٰن ہے۔ یعنی جس نے اپنے مراتب اور
کمالات کے ساتھہ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا۔ جاننا
چاہیئے کہ جب واحدیۃ نے احکام و آثار کے ذریعہ سے
فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھہ تجلی فرمائی۔ تو اس وقت
مین اُس کا نام رحمٰن رکہا گیا۔ وجود باری تعالیٰ نے اپنے
مراتب ممکنات پر جو انبساط اور امتداد فرمایا ہے۔ نفس
رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت
ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے۔ اور ہر مخرج سے
اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین
اور پہر جب حروف جمع ہو جاتے ہین۔ تو اُن کا نام کلمات
ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات
پر اُس کے مرور اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ
سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین۔ پہر ان کلی و جزئی
تعینات کے جمع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح۔
مثال۔ شہادۃ یا شخص جامع رکہا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ
کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے۔ جو اپنے تعینات
سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہو سکے۔ جیسے
مثلاً سلطنۃ۔ کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت
کے اندر ہوتا ہے۔ اور باینہمہ سلطنۃ کا اُس سے
کوئی علیحدہ وجود نہین۔

الرحیم۔ جو رحیم ہے۔ یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمته الخاصة

(الف) باعلامه اياهم هذه المراتب والمجالي التي ظهرت من كمال الاسماء الالهية المقتضية للظهور بانه هو سار بكلية في جميع مراتبه ومراياه۔

(ب) او باعلام علم الرجوع عن النفسانية المذمومة الى الحقيقة في مقام العبودية

(ج) او باعلام ان هذه المراتب باسرها كلها وجزءها سارية بالوجود في الكل باعتبار كل شئ في كل شئ او ظاهرة في الشهود في حقيقة الانسان الكامل الممتاز بكماليته عن سائر المكونات۔

(د) او باعلام ان الانسان الكامل اذا بلغ غاية الكمال الممكن في حق البشر يرى ذاته مدبرة لجميع العوالم والمراتب ويرى اوصافه سبحانه اوصاف نفسه سوى الوجوب الذاتي بمرتبة جمع الجمع ۔ وهذا سر لا يجوز كشفه الا لاهل الكمال البالغ مرتبة الرجال

الحمد لله الذي نور قلوب

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یا تو اس طرح پر کہ رحیم نے مومنین کو اُن مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسماے الہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسماے الہیہ خود مقتضی ظہور ہیں بایں طور کہ ذات باری تعالیٰ اپنے تمام مراتب اور مرایا میں کلیۃً ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیۃ میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سواے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسرے پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ جس نے جمیع افراد حضرت باری عزاسمہ کی ہی پاکیزہ

للمكنات بنور ذاته وتلألأ في لوح
وجوده اسرار شرفه ولما كان
الحمد والثناء مترتبًا على الكمال و
الكمال الحقيقي ليس الا لله
سبحانه كان الحمد كله
لله خاصة

فعند اهل الظواهر تعريفه
هو الثناء باللسان على قصد التعظيم و
له مراتب أربع عندهم اما ان يكون
ثناءه لعبده على حسن اقواله وافعاله
او يكون ثناء العبد له سبحانه على
كمالاته الواصلة اليه من الوجود
والبقاء او يكون ثناءه له كقوله تعالى
الحمد لله رب العالمين
او يكون ثناء العبد للعبد
على كمالاته الظاهرة فيه
باذن الله سبحانه فكل المحامد
راجعة اليه

اما عند اهل السلوك فستة لفظا
فعلي وقولي وحالي من كلا الجانبين فاما
القولي من العبد فبان يقول الحمد لله موافقا
للقلب عند القول به واما الفعلي فهو
الاتيان بالاعمال البدنية من العبادات

کے لئے شایان ہیں۔ جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی ذات
کے نور سے منور فرمایا۔ اور اپنے وجود کی لوح میں اپنے
شرف و منزلت کے اسرار مطالعہ کئے۔ اور ہرگاہ کہ حمد
اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے۔ اور حقیقی
کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہیں ہے
لہذا حمد محض خصوصیات الٰہیہ میں سے ہے۔

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے۔ کہ
زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے۔ اور ان کے
نزدیک اس کے چار مرتبہ ہیں (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ
کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اُس کے حسن اقوال اور حسن
افعال پر۔ (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کی ثنا۔ اللہ سبحانہ کے
لئے ہو۔ اُس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہیں
جیسے وجود اور بقا۔ (۳) تیسرے یہ۔ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا
خود اپنے لئے ہو جس طرح خود اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے
الحمد للہ رب العلمین۔ (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے
لئے ہو۔ اُس کے اُن کمالات پر جو اُس کی ذات میں اللہ
سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہیں۔ اس مذکورہ بالا بنیاد پر
کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہیں۔

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے
فعلی۔ قولی۔ اور حالی۔ اور یہی تین قسمیں طرفین کے اعتبار سے
چھ قسمیں ہو جاتی ہیں۔ (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس
طرح پر ہے۔ کہ بندہ "الحمد للہ" ایسی حالت میں کہے کہ الحمد للہ
کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو۔ (۲) بندہ کی

والخیرات ابتغاء لوجہ اللہ ولتوجہا
الی جنابہ الکریم لان الحمد کما
یجب علی العبد باللسان یجب بجب
کل عضو وذلک لا یمکن الا باستعمال
کل عضو لما خلق لاجلہ علی الوجہ
المشروع عبادۃ للحق سبحانہ و
انقیاداً لاوامرہ لا طلباً للحظوظ
النفسانیۃ من اللذۃ العجیبۃ
فی الدنیا ومن الجنۃ والنعیم فی الاخرۃ
واما الحالی فھو الذی یکون بحسب
الروح والقلب کالاتصاف
بالکمالات العلمیۃ والتخلق
بالاخلاق الملکیۃ والربانیۃ
من الرضا فی الطاعات والجود
عند العطیات اما القولی منہ
سبحانہ بان حمد نفسہ فی کتبہ لانبیا
انی منزہ عن النقائص والفعلی منہ
سبحانہ بان یسلم افعالہ من الشر المحض
فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم
وعسی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم
والحالی منہ سبحانہ بان یظہر
فی الکل من الممکنات بالکل
من المحامد والخیرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل میں لاوے - کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھ واجب ہے - اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھ حمد کرنا ممکن نہیں ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے - اُس کام میں مشروع طور پر استعمال نہ کرے - یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے - اور احکام
الٰہی کی بجا آوری کے واسطے ہونا چاہیے - نہ نفسانی حظ
کی غرض سے - جس سے مراد دنیا میں عجیب و غریب لذتیں
اور آخرۃ میں جنۃ اور نعیم جنۃ ہیں - (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعے سے ہو - جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھ موصوف
ہونا - اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا - اور عطیات ملنے پر جود کام میں لانا
اس اتصاف میں داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے - کہ اُس نے خود اپنی کتب
میں اپنے انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ میں نقائص سے منزہ (پاک) ہوں - (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیا ہے - فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً
وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً
وھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

واما عند اهل المعرفة الذى سفرہ وسیرہ من نفسہ الی ربہ فایضا ستة اقسام وتعریف الحمد عندهم ظهور الکمالات لله تعالی فهو قولی وفعلی وحالی فاما القولی من العبد فبان یعلم عند المنطق ای نطق کان من النفس او من غیرہ ان هذه کمالات ظاهرة من الحق بصفة الکلام بعلم الیقین واما الفعلی منہ فبان یتمکن عن نفسہ بحرکات کل عضو من اعضائہ عند التصرف والتعریف ای فعل کان سواء من نفسہ او من غیرہ ان هذه کمالات ظاهرة بحواس السالک وبجوارحہ بحسب قرب النوافل بعین الیقین کما ورد فی الصحیح بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق (الحدیث) واما الحالی منہ فان یتحول عن نفسہ بالکلیة وبکل التصرف الی ربہ لان یتصرفہ بجمیع حواسہ وقواہ وجوارحہ بحسب قرب الفرائض بحق الیقین

حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ کل ممکنات مین کل محامد اور خوبیوں خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے -

حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بھی چھ قسم پر ہے - قولی - فعلی - اور حالی - کون اہل معرفت جس کا سفر اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو - اور حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی کا ظہور ہے - (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ عبد ہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو - یا اُس کے غیر سے - علم الیقین کے ساتھ یہ سمجھے - کہ یہ تمام کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے ہین (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے - کہ جب ہنگام تصرف و تعریف (کام مین لاتے وقت) اعضا حرکت کرین تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو - یا اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھ بالجزم یہ سمجھے - کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے - بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث) (۳) عبد کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیۃً اور کامل توجہ سے حق الیقین کے ساتھ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی طرف پلٹ دیوے - کہ عبد کی ذات مین جمیع حواس - قوی اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

كقوله تعالى وما رميت اذ رميت ولكن الله
رمى واما القولى من الله سبحانه فبان
يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه بقوله
هو الاول والاخر والظاهر و
الباطن وهو بكل شئ عليم واما الفعلى
منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل
والله خلقكم وما تعملون ما كان لهم
الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون
من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى
منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجد
الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة
ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة
من لوازم الممكنات المحدثات
فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى
انه من المتشابهات ستقف
عليه قريبا فى اول البقرة
انشاء الله تعالى ولعلك
لم تجد احدا سبق لبيان
هذه الاقسام الستة الاخيرة
عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی
(۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ
اپنے وجودی کمالات خود بنفس نفیس ظاہر فرماتا ہے ال
کتاب هو الاول والاخر والظاهر والباطن و
هو بكل شئ عليم (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے
فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب
کرتا ہے (قرآن کریم مین اس قسم کی متعدد آیتین موجود ہین ج)
والله خلقكم وما تعملون - ما كان لهم الخيرة -
سبحان الله وتعالى عما يشركون - من نسبة الفعل الى الغير
(۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ
حق سبحانہ ہر اُس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے
ظہور سے مرتبہ تفرقہ مین ممکن پاتا ہے۔ اور اے مخاطب
غالباً تو یہ کہے گا۔ کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے - اور
اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم مین سے ہے - پھر
لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے۔
اس کا شافی جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات متشابہات مین سے
ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول
مین ہی اس رمز پر آگاہ ہوجاوے گا - اور اے مخاطب
تو غالباً کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا۔ کہ جس نے ان
اقسام ستہ اخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازین عبارۃ سبقت

ف (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲ ف۲ (ترجمہ) وہی شروع سے ہے
اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ (قدرتون سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲ ف۳ (ترجمہ) ہم نے
اور جن چیزون کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲ ف۴ (ترجمہ) لوگون کو کوئی اختیار نہین ہے - لوگ جیسے جیسے شرک
کرتے ہین اس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کئے جانے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اُس کی شان بہت) بلند ہے -

واشارة

وههنا سر اخر كما لا يجوز كشفه لا يجوز كتمه من اهله وهو ان فى الحمد القولى والفعلى والحالى معنى اخر اما فى القولى فبان ينطق العارف الخليفة بكل من يتكلم بالكلام الازلى وغيره وفى الفعلى بان يفعل ويسمع ويبصر بكل من يفعل ويسمع ويبصر وفى الحالى بان يتلذذ بكل من يتلذذ من اللذات الملائمة للطبع ولعله لم يسبق ببيان هذه الاقسام الثلاثة من الحمد ايضاً احد من قبلى او سبق ولم يبلغ لنا والله اعلم بالصواب

وللجمهور من الصوفية رضى الله عنهم فى بيان معنى الحمد اربع معانى جمع بجمع او تفرقة بتفرقة او جمع بتفرقة وتفرقة بجمع فاما الجمع على الجمع فبان يتعين ويتجلى بالتعين والتجلى الاول والثانى وما اشتملا عليه من الشيون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف جائز نہیں ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا بھی جائز نہیں ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اِس طرح پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے (۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اِس بات پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے لذت پاتا ہے - جو لذائذ ملایم طبع سے لذت پا سکتا ہو اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی طرف بھی مجھ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی - یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھ تک نہین پہونچا - واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع - (۱) جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور متجلی ہوتی ہے - اور نیز یہ تعین وتجلی فیض اقدس کے ذریعہ سے جن شیون اور اعتبارات پر اولاً - اور جن حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالٰهية والكونية ثانياً۔ بالفيض الاقدس والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق بكمالات الخلق وتبيين الاحد بجمال الاخر بعلمه بان هذا الجمال ظل من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على التفرقة بان يفيض نور وجوده على حقائق الممكنات واعيان الموجودات بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون جميع مراتب الوجود روحاً ومثالاً وشخصاً جماعاً لحضرة الحق سبحانه قولاً وفعلاً وحالاً بحسب استعدادهم

وعندى حمد الجمع على التفرقة بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته مفصلاً من رتبة الغيب فى مرايا جميع العوالم والمراتب جمعاً وفرادى فى عالم الشهادة وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع فى المراتب والمجالى

وههنا وجوه اخر القيت من القديم القدير على العديم الفقير بمحض العناية والتقدير احدها حمد الجمع فى تفرقة الكل على نفسه بان يرى الحق سبحانه كمالات

الٰہیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہیں۔ اُن کے ساتھ تعین اور تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقہ علی التفرقہ اس طرح یہ ہے کہ مخلوقات کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے کے جمال میں حق سبحانہ کے علم سے ہے باین طور کہ یہ جمال اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ وجود باری تعالیٰ کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا ہے (۴) اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود کے جمیع مراتب کیا روح۔ کیا مثال۔ اور کیا شخص۔ قولاً فعلاً۔ اور حالاً بحسب استعداد خود ہا۔ حضرت حق سبحانہ کے ثنا خوان جسم ہیں۔

اور میرے نزدیک حمد جمیع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں میں بالتفصیل مجموعی طور پر۔ اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر دیکھے۔ اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقہ مراتب اور مجالی میں جمع کا مشاہدہ کرے۔

اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہیں جو قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل میں محض عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہیں منجملہ اُن کے (۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها احمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها احمد
تفرقة الکل علی التفرقة المطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعة
بکلیة لجمیعها بحسب استعداداتها
ورابعها احمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان یجمع جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل لسالک فافهم انت

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه حامدا
لمرتبة الجمع ومحمود المرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقۃ کے اندر دیکھے
جو صفات جمعیہ - مظہریہ - تفرقیہ - کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو - (۲) حمد تفرقۃ
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کرکے دیکھے (۳) حمد تفرقۃ الکل علی التفرقہ
المطلقہ اس طور پر ہے - کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے - اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر - اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعدادات
کے موافق - ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور حمد التفرقۃ المطلقۃ علی عین تفرقہ - الکل اس
طرح پر ہے - کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات مین جو کامل اور سالک ہے جمع ہو جائین
بس اے مخاطب تو اس کو سمجھ لے -

تنبیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونون صیغون پر - اس بنیاد پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع سے
عین تفرقہ کی نسبت ہوتی ہے - اس صورت مین اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقہ کا محمود ہوگا - اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے - اس صورت مین فی الحقیقۃ حق سبحانہ ہی حامد اور حق
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے پس حمد کی انتیس قسمین ہوگین - اور
اگر یہ انتیس قسمین ننانوین ناموں مین ضرب دی جائین

التسعة والتسعين حصلت احد وسبعون
وثمان مائة والفا قسم من المحاصل وان ضرب
فى الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة
وعشرون احادا وتسعة وعشرون الفا
ومعنى الاسم ما ذكرت انفا لا تغفل عنه
حتى لم يشكل عليك فى الضرب لصفات
عدميتك السلام والقدوس

تو دو ہزار آٹھ سو اکہتر قسمین حمد کی حاصل ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسماءمین ضرب دی جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین - اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ذکر کر آیا ہون اسے مخاطب کہین تو اس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی عدمیہ صفات کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی شرح مین آپ لکھتے ہین -

"عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام کہتے ہین - یہ اس معنی کر کے ہے - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کے افراد مین سے جو کوئی شخص کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا تھا اُس کو نبی کہا کرتے تھے - کہ یہ نام اسمائے آلہی کے مغائر ہے - مگر آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچے ہین اُن کو اس نام کے ساتھ نامزد نہین کرتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر ایسے نام کی تجویز جو اسم آلہی کے موافق ہے - فرمائی ہے - اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین -"

جو اصحاب انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ صدر الذکر کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نامزد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تھی - لیکن جب سے نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیا کی اعتباری سرائے سے عالم عدم کو بستر باندھ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت بھی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

واہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال وجلال کے افق سے الٰہی اسما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل مین طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگون کو[1] عند وصولھم الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہین۔ جو انبیاؤ اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل فرمان اسما اور مسما خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے مکمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہین لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازون کی کنجی ہین۔ اِن کی شرح جہان پر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہین۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال[2] الخ ہے۔ اِن تینون اسما کی تقدیم کے بدون اقوال ور افعال مین شروع کرنا حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہون یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہین۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر اِن تینون اسما کے رُتبہ مین رکھے ہوئے ہین۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق رتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح رتبہ لاتعین پر بھی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہوگئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفین ہوتی ہین۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہین دونون طرفون کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت ذاتی کی ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ یہ اولین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہوگئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرے درجہ مین ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان مین سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی یورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے۔ پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کرین۔

---

[1] درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲

[2] پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدا ببسم اللہ فہو اخرع او اقطع (ترجمہ) جو مہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے۔ سو وہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتی ہین - اور عدم کی فوجون کو درہم برہم کر دیتی ہین - تا کہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو - یعنی صفات فعلیہ ماہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین - اور اسماے متقابلہ کو جلوہ گر کرتی ہین - جب صورت فتح نمایان ہو جاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسما کے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہر طرف سے سر اُٹھا کر ظہور کرتے ہین - اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے - اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو باز گشت کر جاتے ہین - کیونکہ رحیمی تجلی - اِس گروہ کے حال کی پاسبان ہے - اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت - اموال - انفال - خود رائی - اور خود داری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہو جانے سے عظیم شکست پیدا ہو جاتی ہے - جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خود رائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا - لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام یا نائب نبی (ولی) کے قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے - اوس پر استحکام کے ساتھہ قدم جما کر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین - اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین - کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

تامل سطور الکائنات فانہا[۵۱] | من الملک الاعلیٰ الیک رسائل
وخط فیہا لوتاملت خطہا | الا کل شیٴ ما خلا اللہ باطل

اور پروانہ وار اُڑ کر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچا دینا چاہیے - جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید [۵۲] لیس فی جبتی سوی اللہ کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایا جاتا ہے ؎

ہم ازین رو گفت آن بحر صفا | نیست اندر دلق من غیر از خدا

[۵۱] اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین ملک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے مین - اور ان مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کر کے دیکھے - تو معلوم ہو جاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین - ۱۲ [۵۲] میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھہ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا اور امتیاز تھا - اُن پردون کے اُٹھہ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھہ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تھا - اُسی شان کے ساتھہ آپ کے یاد کرنے سے پھر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جاگزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما اور الٰہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آئے تھے - اور اُن آثار و احکام کو ما یتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت میسر نہین ہوتی تھی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عالم اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی مراتب مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے - کہ جو اہل سفر - الٰہی علم کی آباد بستی سے نکل کر امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تھے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت و ارشاد اور ہدایت و تلقین کے زمانہ مین از روے دانش و بینش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے صحرا سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے وقت جب مین یہ بات "کہ آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہو گیا - اور قرآن بھی اپنے اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تھا" لکھہ ہی رہا تھا - کہ یکایک شیخ صدر جہان زبارول کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے مکان مین آکر اُترے اور مسیح الاولیا کا گرامی نامہ مجھکو دیا جب مینے خط کی تہ کھولی تو اُس کے عنوان مین یہ بیت لکھی تھی - **بیت**

لوح محفوظ ست پیشانی یار	ہست در روے سر جانان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تھا - امید ہے کہ آپ کے ساتھہ میری یکجہتی اور اتحاد کا راز اور [۱] المؤمن مرآة المؤمن کی رموز اس سرگزشت کے پڑھنے سے ارباب دانش کو روشن ہو جاوینگے

تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ [۲] الولایة افضل من النبوة اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچھہ وجوہ کے ساتھہ دائرہ اشکال سے نکال کر

[۱] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [۲] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچائے ہیں - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بحق اور شاداب نہیں ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغوں کو تمام توجیہات میں متبوع پر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے -

کمال خجند

طبعم چنان بہ نکہتِ زلفِ تو شد لطیف
اگر یاد مشکبوے تو ، م دردِ سر شود

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی افضلیت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے معجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان میں برزخ ہے - پس یہ بات ظاہر ہوگی کہ جب تک بندہ کو قرب نہیں ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا اسپر ظہور نہیں ہوسکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق - مقید کو نہیں پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہیں دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح میں نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان میں اس معنی کر کے - کہ نبوت صرف حقائق الٰہی کی خبریں اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات - صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرنا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طریق سے محض خبردار کردینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھہ مخصوص ہے - (۲) تمام خبریں دینا جن کے ساتھہ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہیں - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہیں - اور اولین قسم کا نام نبوت تعریفی ہے - چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوۃ کے سبب سے ختم ہوگئی - تو حضور نے فرمایا[۱] لا نبيّ بعدی اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - با وجود خاتم الانبیا ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - [۲] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ولی

[۱] میرے بعد نبی نہیں ہے ۱۲ [۲] میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں ۱۲

بنی ہو - پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا - اور نبوت کا دعویٰ - کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق - حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے - کیونکہ بندگان خاص - اخلاق الٰہی کے ساتھہ تہذیب یافتہ - فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے - اور محو کے بعد صحو کے درجہ مین ہوتے ہین - اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھہ بندہ کا قائم ہونا - اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہیے کس دردمند کو نصیب ہو -

بیدر رورا شراب محبت کجا دہند ‖ کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاح مین اُس فرد پر آتا ہے - جس کو حق سبحانہ کی حفاظت - عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے - تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچا کر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچا دیوے - جو حق سبحانہ تک پہونچتا ہے - اِس اعتبار سے ولی فعیل مفعول کے معنی مین ہوتا ہے - اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے - فعیل فاعل کی معنی مین ہے اسی بنیاد پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولین معنی مین سمجھا جاوے - اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی مین تصور کیا جاوے - دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے - نبی کا قرب حق کے ساتھہ یہی نبی کی ولایت ہے [۱] هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھہ قرب ہو - اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھہ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے - جو حق کے ساتھہ ہے [۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیے - جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے - اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہیے - جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کر کے روشن ہوتا ہے والعلم عند اللّٰہ -

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبد الاحد

بق - حضرت مجد[illegible]

آپ فاروقی سرہندی ہین - محبوبیت - وحدانیت - اور فردیت کی محفلون مین بالانشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص - ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند - اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

[۱] - یہین سے معلوم ہوا - کہ سب اختیار خدائے برحق کو ہی ہے - [۲] اے پیغمبر کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو - تو میری پیروی کرو - کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے ۱۲ -

اویسی کے مرید ہین - انھون نے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے اِرادہ قدم اُٹھایا - تاکہ خیر بلاد شہنشاہ اللہ وادیا کہ دعوتی فتح کی زیارت سے - اور ہر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑھنے کی توفیق ہمراہ مین ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈو) کے عبرت کدہ مین جہان غوثی کی زاد بوم ہے - چند روز توقف فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات مینے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے مطالعہ کے واسطے دیا - رسالہ کا ماحصل خلاصہ یہ ہے - کہ

"درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کر کے چند روز اُن کی خدمت مین بسر کئے - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے جو قیومیت کے وصف مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بھی چاشنی چکھی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش نے مجھے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار خلیفہ کا رب تھا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی کی بدولت قابلیت اولی کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اور حضرت فاروق اعظم رض کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولی سے بھی ترقی میسر ہوئی - پھر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی روحانی پرورش کا فیض ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت اس مقام پذیر رود ہوا تھا - تو اس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاء الدین عطار کی روحی حقیقت سے بھی اس درویش کو پہونچی تھی - خواجہ علاء الدین عطار خواجہ بزرگ

نقشبند کے بڑے خلیفہ ہیں - اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تھے - اقطاب کے عروج کی نہایت اسی مقام تک ہے - اور ظلیت کا دائرہ بھی اسی جگہ منتہی اور تمام ہو جاتا ہے - اس کے آگے یا تو اصل خالص ہے - یا ممتزج بہ ظل ہے - افراد کی جماعت کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے بعض اقطاب کو بھی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے - اور امتزاج کے مرتبہ سے اصل پر بھی نظر پڑتی ہے - لیکن اصل خالص کو پہونچنا - یا اس پر نظر کرنا - باعتبار تفاوت درجات - افراد کا ہی خاصہ ہے [۵۱] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ پھر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرما کر اس مبارک منصب سے سرفراز کیا - اس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی - کہ اس مقام سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی - فنا اور بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک سابقہ مقام پر پیش آتی تھی - اس جگہ بھی پیش آئی - اور یہاں سے اصل کے مقام پر صعود حاصل ہوا - حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا - اس آخرین عروج میں جو اصل کے مقامات میں واقع ہوا - اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلی کی روحانیت سے مدد ملی - انھون نے کامل تصرف کی طاقت کام میں لا کر ان مقامات سے عبور کرا دیا - اور اصل الاصل سے آگاہ کر کے یہاں سے عالم شہادت کی طرف مراجعت کا حکم فرمایا - اس طرح سے - کہ میں ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول کے طور پر بازگشت کروں - اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے مخصوص ہے - اپنے پدر بزرگوار سے ارثاً تھی - اور پدر بزرگوار کو ایک قوی المجذبہ عزیز سے - اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات میں نامور تھے حاصل ہوئی تھی - لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے پیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب سے یا قلت جسامت کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات میں قطعاً ظہور نہیں پایا تھا - اور نیز عبادات نافلہ خصوصاً

---

۵۱ - یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

تاز فضل کی توفیق - پدر بزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - جو چشتیہ سلسلہ مین تھے - اس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے حاصل ہوتا رہا اُس وقت تک کہ اقطاب کے مرتبہ سے آگے نہین بڑھا - لیکن جن عالی مقامات کا حال صدر مین لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کر لیتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات مین خود بخود پاتا ہے کسی غیر کو کوئی دخل نہین ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ باللہ سے ہو تمام دوسرے سلسلون کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک مقام سے کچھ نہ کچھ حصہ ہاتھ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتون کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اول بزرگان خانوادہ چشتیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب مقام سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا اور منجملہ اِن کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان اس مرتبہ مین نہایت رفیع ہے - جب یہان سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے مقام کی طرف روحنا اللہ تعالیٰ بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونون مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہین - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین مقام - اس صراط مستقیم کے بائین جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد - فردیت کے مقام کو اسی راستہ سے جاتے ہین - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہین - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے - بدون قطبیت کے اس شاہراہ پر ہو گزر نہین ہو سکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان مین - یعنی دونون طرف سے بہرہ یاب ہے اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب مین واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات سے تمیز مشکل اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھ کر ان مشائخ کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکات حقائقہم عبور ہوا - جو شیخ الشیوخ

شہاب الملۃ والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جاذب ہیں۔ یہ مقام پیروی سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ۔ اور جمال ذوق الغوق کے مشاہدہ سے پیراستہ ہے۔ عبادات کی توفیق۔ اور خدا پرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھ ساتھ ہے بعض نارسیدہ سالک جو عبادات نافلہ میں سخت منہمک ہیں۔ اور اسی خشک پرستش سے آرام پا رہے ہیں۔ ان کو فی الجملہ حصہ بحسب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ نفل عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ **القصہ** یہ ایک بے نظیر مقام ہے۔ ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے۔ دوسرے مقامات پر نظر نہیں آتا۔ اور اس مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے۔ دوسرے عالی مقام خدا شناسوں سے قدر اور شان میں اعظم اور ارفع ہیں۔ اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہیں۔ لیکن جو کچھ اِس مقام والوں کو حاصل ہے دوسرے مقامات والوں کو میسر نہیں ہے۔ سہروردیہ مقام کے بعد۔ جذبہ کے مرتبہ پر اوتر آیا۔ یہ مقام بے شمار جذبات کے مقامات کو جامع ہے۔ پھر مجکو اِس مقام سے بھی اوترنا پڑا۔ مراتب نزول کی نہایت۔ مقام قلب تک ہے۔ جو حقیقتِ جامع ہے۔ اور ارشاد و تکمیل اسی مقام پر اوترنے سے وابستہ ہے۔ اِس مقام پر تمکین حاصل ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا۔ اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا۔ جب پھر نزول ہوا۔ تو اس دوسری دفعہ میں مقام قلب پر تمکین حاصل ہو گئی۔ الحمد للہ

علی کل حال و مقال ؂

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا شناسوں کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے۔ کہ جس میں سالکوں میں سے کسی سالک کا ... رہے۔ اور نہ نظر ہے۔ اِس تفرقہ کا اصلی راز یہ ہے۔ کہ جب تک ارواح کا تعلق اور تعشق بدن کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھ حضوری حاصل تھی۔ پھر جب حسب فرمان اعیان ثابتہ ارواح کا تعلق اور تعشق۔ ابدان کے ساتھ ہوا۔ تو وہ حضوری جو پہلے ہوئی تھی۔ ... بعض کو ... حضور

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ موجود - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲)
اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوئی - یعنی عالم
اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اس بنیاد پر
جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - بہ مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو
اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج
اور سلوک کے ذریعے سے اگرچہ ترقی حاصل ہوجاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی ہوا تک
اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدر الذکر معاملہ اور مقولہ سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین
فرقہ کا طریقہ استعداد اس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ
پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوئی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور
دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے -
حالت سابقہ سے کچھ حصہ اپنے ساتھ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اس
عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت
کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - بامی معشوق کان -

ارباب معرفت جو دوربین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اس تفرقہ کے
راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوئی استحکام کی بات
نہین ہے - دران حالیکہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر
دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی
طرف بہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھ مناسبت
قلیل - اور عالم کون و مکان کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول
کرنے کے بعد - حضرت باری تعالی کے ساتھ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل
بے تعلقی ہے - لیکن اس گروہ کے حقائق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت
الٰہی ہے پس اس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد بمقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص پہونچ سکتا ہے۔ نہ پہلی وجہ والا[۵۱] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
خلاصہ کلام یہ۔ کہ دونوں توجیہین باہم ایک دوسرے کو شافی ہین۔ لہٰذا ان دونوں
فرقوں مین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے۔ صدر الذکر وجہ وحدت کے ساتھہ
مخصوص نہین کر سکتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ تخصیص کی پچھلی وجہ مین ازروے
تحقیق۔ علم ازلی کی شان پیدا ہے [۵۲] وھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ھو
اعلم بالمھتدین اور دونوں گروہوں کو افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے
اور دائر رکہنے کے ساتھہ اعتقاد رکہنا۔ اقرب بہ صواب ہے۔

دوسرے ظاہر حال پر۔ اور [۵۳] ما یشاھد من الافراد پر قیاس کرکے ایسا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجھی جاوے اس طور پر۔ کہ مذکورۃ الصدر
دو گروہوں مین سے جو گروہ ایمان کے ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع
تمام گزشتہ حالات کے بھول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا
جاوے۔ اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین۔ اور ترکیبی صورت کے
ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھہ باقی رہتا
ہے۔ یہ اصحاب مقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین۔ یعنی ان لوگوں
کا تعلق دونوں طرف برابر ہے یا نہین ہے۔ جن لوگوں کا تعلق طرفین کے
ساتھہ برابر نہین ہے۔ اِن کی دو قسمین ہین۔ کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا
یا حدوث کی طرف ہوگا۔ پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکہتے ہین۔ وہ
اصحاب استدلال۔ اور ارباب براہین علمیہ وعقلیہ ہین۔ اور جو لوگ قدم کی جانب
زیادہ تعلق رکہتے ہین۔ وہ ذات احدیۃ کے اندر مستغرق اور اہل جذبہ ہین۔ اور
جو لوگ دونوں طرف برابر تعلق رکہتے ہین وہ صاحبان کشف وتحقیق ہین۔ اور

---

[۵۱] حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲۔
[۵۲]۔ جو شخص خدا کے راستہ سے بھٹکا۔ اُس کو وہ خوب جانتا ہے۔ اور نیز وہ اون کو بھی خوب جانتا ہے
جو راہِ راست پر ہین ۱۲ [۵۳] افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے - اس طور پر کہ اولاً اصطفی کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمین کین - ایک جماعت غیر مختار - دوسری جماعت مختار - اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید ہین - ظالم لنفسہ وہ اصحاب ہین جو جذب اور استہلاک کے دریا مین مستغرق ہین - اور مقتصد وہ لوگ ہین جو اعتقاد اور استدلال کے پر فضا محل مین آسودہ ہین - اور سابق بالخیرات وہ جماعت ہے جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے۔[۱]

اس مین شک نہین - نقل کی مکڑی - نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا بن سکتی ہے - اُس بُنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اس سے زیادہ نہین ہوگا - اگر کسی شخص کے دل مین اس مقام کی تحقیق کا درد ہو - اور وہ چاہے - کہ مجرب علاج سے کامل شفا پاکر تن درست ہو جاوے - تو اُس کو سیع الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی کرنی چاہیے - کیونکہ آج کل درحقیقت ایسے دردمندون کے حاذق طبیب بھی ہین اور خلفائے حضرت غوث الاولیا مین سے ایک اور جماعت بھی اس شعار یہ سلسلہ مین ہو چکی ہے - جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہین - جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی - شیخ صدر الدین محمد شمس بردورہ (بڑودہ) گجرات - شیخ عبدالحی جو شیخ جیوہ کر کے مشہور ہین - اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب ان ارباب شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجائش کے موافق ہر ایک بزرگوار کے ذکر مین لکھے گئے ہین - حافظ

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۱۵ - پوری آیت اس طور پر ہے - ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ - پھر ہم نے اپنے بندون مین سے اُن لوگون کو اس کتاب کا وارث ٹھیرایا - جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اُس کی خدمت کے لیے) منتخب فرمایا - (یعنی مسلمانون کو پھر اُن مین سے بعض تو (اس پر عمل نہ کر کے) اپنی جانون پر ستم کر رہے ہین) - اور (بعض) ان مین سے بیچ کی چال چلے جاتے ہین - اور (بعض) اُن مین سے (ایسے بھی ہین جو) خدا کے حکم سے نیکیون مین (اورون سے) آگے بڑھے ہوئے ہین ۱۲ :-

یادِ شیخ خدا بخش مندوی

آپ کے آباو اجداد ہجری آٹھوین صدی کے سفوات مین عربستان سے ہند مین آئے تھے- آپ کے پیرِ بیعت شیخ مفضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین- آپ تنہائی اور گمنامی کے محب- گوشہ نشینی اور خلوت کے مشتاق- مراقبہ احدیت کے دریا مین مستغرق اور آثار سوز و گداز کے مجموعہ ہین- سلمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ علوم مستداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا گلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز نہین کرتی ہے لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کہ اپنے مین نمک اس قدر علم فقہ سے آگاہی ضرور ہے- آپ کی تجرید کا بیان- تفرید کا اظہار- مخلوق کے ساتھ بیگانگی اور حق کے ساتھ یگانگی کی تحریر ان مین سے کوئی چیز- عبارت- اشارت- بیان- یا زبان مین نہین آسکتی- محض معانی اور معقول ہین- لہذا ان کا ادراک اہل حال و عرفان اور اصحاب ذوق و وجدان کے حوالہ کر کے آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکھتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین- جو راقم کو بلاواسطہ معلوم ہوئی ہین-

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ نمدبانی تھا- حریر فروشی کی بھی دوکان کر رکھی تھی- اور الکاسب حبیب اللہ کے لباس مین یکتا درویش تھے- سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کر کے ایک حصہ تو مستحق فقرا کی نذر کر دیتے تھے- ایک حصہ عیال و اطفال کی معاش کے نام زد کرتے تھے- اور ایک حصہ اپنی قوت اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹھا لیتے تھے- اس درویشانہ انتظام کے ساتھ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک بسر کی اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تھے- اسی کشاکش مین جب آپکی عمر چالیس سال کی ہوگئی- تو تجرد گزینی کا نشہ ابھرا- ایکبارگی خداطلبی کا جوش- اور حق شناسی کی خواہش کا سیلاب آیا- اور اوسنے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا- جو کچھ گزر اوقات کے واسطے لباط مین تھا- وہ تمام و کمال آپنے بے اختیار ہو کر عام محتاجون پر لٹا دیا- اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر مقصد اور آلہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے ایک مدت تک اس طریق مین بھی عمر گزاری- پھر آخر کار ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکت صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش تسکین اور تمکین کے ساتھ دل مین فرو ہوا- ساگر تالاب کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تھی- اُس کی مرمت فرما کر قبر کی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ اُس کی چھت کے

پیچھے بنایا - یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے - اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور مین استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے - اور بآخر کار فقر و بینوائی کے بارہ مین جس درجہ کے آپ متلاشی تھے - وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یافت اور شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی - تو گدڑی مذکور شاہی سوزنی بن گئی - اب آپ کی زبان حال نے **لیس فی جلبتی سوی اللہ** کا ترانہ گانا شروع کیا - گو چند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر کا مرجع ہو گیا ہے - لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہو جانا - عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امرائے اعظم کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت مین نہین ہے - بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے - تنہا بیٹھے رہنے - اور لوگون سے نہ ملنے کی عادت جو ابتدائے زمانہ ترک سے تھی - وہی عادت آج تک روز افزون ترقی پر ہے - یعنی ملاقات چاہنے والون سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر جائز نہین رکھتے ہین - ضرورةً صرف بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے - با اخلاص آنے والون کے نزدیک بیٹھ جاتے ہین - بلکہ اکثر اوقات کھڑے ہی رہتے ہین - اور جو کچھ خشک و تر اس وقت ہاتھ مین موجود ہوتا ہے - پیش کر کے رخصت کر دیتے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہین - بالآخر یہی شیوہ آپ کی نامورری اور شہرہ کا باعث ہوا - اس مین شک نہین - کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدء ہی ہے - جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے - اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفعل رہتی ہے[۵] **عَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ** -

الحمد للہ والمنۃ کہ باینہمہ - ازلی محافظت - مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے غیرون کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے - اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول رکھتی ہے - سبحان اللہ سوائے گوشہ نشینی کے - مرید کرنا - خانقاہ بنانا - خادم رکھنا - ہنگامہ عرس کو رونق دینا - اور سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دار مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور تنہائی پسند طبیعت مقید نہین ہے - اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اس مضمون کے ساتھ مترنم رہتے ہین - نظم

ہمہ رہروان طریقت جماعتے دگر اند		باین صفت کہ تو داری بدان صفت نہ بند	

۵؎ عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو - اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے - اور وہ تمہارے حق مین بری ہو

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ آپ مشیخت کا بناؤ سنگہار بے تعینی کی سادگی کے عوض فروخت کرکے سیدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ مین صف شکن ہین[۱] ولا تقولوا لمن ھو فانی فی اللہ وعائش فی المزاج انہ حی علی مثال انفسکم بل ھو غریق فی بحر الفنا وانتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہین۔ بڑے شیخ عبدالرحیم ہین۔ جنہون نے اپنے تئین عین جوانی مین پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے۔ اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات مین فہم درست اور استعداد روشن رکہتے ہین۔ منجہلے لڑکے عبداللطیف ہین۔ حسن سیرت۔ اور حسن صورت دونون مین متوسط ہین۔ سب سے چہوٹے تیسرے محمد لطیف ہین۔ باادب جوان ہین۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت باعظمت مین قبولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہین۔ چہوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند۔ برخوردار عبدالاول کے حبالہ نکاح مین ہے۔ قائل[۲] اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین بشب غرہ صفر[۳] ختم اللہ بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبدالاول مد عمرہ کے گہر عطا فرمایا۔ اودہر آپ کی بے پروائی۔ اور ادہر ولادت کی خوشی۔ اس مین راقم کی غفلت سے کچہہ ایسا ہو۔ کہ جد مادری کے اتفاق کے بدون اُس مبارک نوزاد کا نام شیخ ملو رکہدیا بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی۔ پہر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسوین رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی عالیہ صورت۔ عینی وجود کے لباس مین ظہور پذیر ہوئی۔ تو شیخ کی ملازمت مین راقم نے حاضر ہوکر مبارک باد کے مراسم ادا کئے۔ اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا۔ آپ نے فرمایا نام رکہنا آپ کو ہی مبارک ہے۔ اور تصدیق کرنا۔ اور مبارک باد دینا ہمارا حق ہے۔ حسب الارشاد مینے عیسیٰ نام تجویز کیا۔ آپنے مسکراکر دعا دی اور فرمایا[۴] الاسماء ینزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا۔ کیونکہ اس کی مان کا نام بہی مریم ہے

[۱] جو شخص اللہ کی ذات مین فنا اور از روے مزاج زندہ ہو۔ اُس کو یہ نہ کہو۔ کہ وہ تم لوگون کی طرح قید حیات سے ہے۔ بلکہ وہ دریاے فنا مین مستغرق ہے۔ مگر تم نہین سمجہہ سکتے ہو ۱۲ [۲] مین مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہون ۱۲ [۳] اللہ تعالے اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھہ ختم کرے ۱۲ [۴] اسما آسمان سے اوترتے ہین ۱۲۔

پیر فرمایا - کہ شیخ ماہ آپ کا ہے - اور شیخ عیسیٰ ہمارا - اور یہ کہکر دونون کو سعادت بخش دعاؤن کے ساتھہ سربلند فرمایا - خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو[1] بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین الی یوم الرشاد -

یاد شیخ عبدالقادر

آپ - ابی محمد - ابن ابی احمد - ابن ولی ماموں بغدادی کے فرزند رشید - اور سید جمال ستہری کے مریدین زاد بوم باب اللزج - جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہین - اسی مین قطب الاقطاب سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خوابگاہ ہے - رحمتہ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اس مین امام موسیٰ کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہین جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار مشایخ سوئے ہوئے ہین - اس مین شک نہین - جب بالحقیقت خداشناس لوگ - چاند سورج کی طرح سالک درویشون کے رہنما ہین تو اس با فروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینون کو بہت کچھ مزہ دیتا ہے - عوفی اگرچہ اس نغمہ مین دل ربائی کی طرز ضرور ہے - لیکن یہ نغمہ - پردہ آغاز کے ہم آواز نہین ہے - لہذا ایسی لے اُٹھاؤ جس کا راستہ اصل مقام کی طرف پلٹ جاوے - ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کئے تو فرمایا -

ایزدی مشیت کے بموجب مین اپنی زاد بوم مین ڈھائی برس کی عمر کو پہونچکر بے باپ ہوگیا - لہذا عم مکرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی - نو برس کی عمر مین کلام ربانی حفظ کر لیا - جب گیارہوین سال کا آغاز ہوا - تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گووہ کو لے گئے - وہان پر عم مکرم سامان سفر باندھ کر اُس جہان کو روانہ ہوئے - مین جب تک سولہ برس کا نہین ہو لیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہین ہوا - القصہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھ مین کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات مین آیا - یہان پر چند روز سرکہیج کے مدرسہ مین فقیہ حسن عرب کی ملازمت مین علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب - داہبولی کے مشہور ہین - اس کے بعد

---

[1] - نبی - اور نبی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل مین - اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی پر اور اولاد نبی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲ -

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا - اسی اثنا مین قاضی علاء الدین
عیسی احمد آبادی کی خدمت مین علم کلام کی کتابین نکالین - بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ
وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ مین رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نوسو بیاسی
مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے مینے تحصیل علم کے واسطے
دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندھا - چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس
مجسطی - شرح تذکرہ مولانا نظام اعرج - اور نیز دیگر بعض عربی علوم - علامی میر فتح اللہ شیرازی
کے درس مین سنکر شہرستان خاطر کی آئینہ بندی کی - پورے ایک ہزار سال ہجری مین ملک الشعرا
شیخ فیضی فیاضی ابن شیخ مبارک غفر - نہایت خواہش کر کے مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے
راقم بھی اپنے وطن سے جو دکن کے عین راستہ پر واقع ہے - طوعًا و کرہًا ہمراہ ہو کر اس جانے
مین شریک تھا - جب بازگشت ہوئی تو آپ اُجین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تھے - یہان
پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند
افیض رسانی بارونق رہی ہے - اسی جگہہ تاہل بھی کر لیا ہے - دو لڑکے - اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہین - ابو الفیض
اور ابا الحسن فیاض نام بھی ہین - اور نیز ان دونون تاج دانش کے گوہرون کی تاریخ ہاے ولادت بھی ہین -
اولین فرزند سنہ ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین عالم روحانی کو کوچ کیا - دوسرے فرزند بقید حیات ہین - الحمد للہ
جل شانہ عمر طبعی کو پہونچا وے قصائد عربی کا ایک دیوان متنبیانہ طرز پر - ہر ایک فن کی کتابون پر جستہ
جستہ حاشئے - عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض
حالات کے بیان مین ہے - اور ایک رسالہ علم کی تعریف مین متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک
کے نام سے معنون ہے - اس قدر آپ کی تصنیفات ہین - ناظرین پر مخفی نہ رہے - کہ صدر الذکر نمائشی حالات
بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر - اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہین -

مصرع: آب حیوان تو امان علم اوست

حضرت بابا سید احمد افغان اویسی بجواروی

پنجاب کے پرگنات مین ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے - اُس مین آپ گوشہ نشین تھے - شیخ محمد ابن الیاس

شیون غرغشتی کے فرزند ہین۔ صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل مین آپنے اپنی استعداد پوری کرلی تھی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین فرق کے ویران گوشہ سے جیح کے آباد صحن مین چلے گئے۔ تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا۔ آپنے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا۔ کہتے ہین۔ آپنے دانش و بینش زیادہ تر۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے۔ اور کچھ شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی۔ جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین شہنشاہ کشورستان اکبر شاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات۔ اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے۔ تو اُس کے پور پر نور نور الدین جہانگیر شاہ سے تاج و تخت سلطنت کو رونق ہوئی۔ جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اِس اثنا مین شہنشاہ نور الدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل مین جوان مگر بے توت تھے۔ دار السلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے۔ پیچھے سے ہوشیار فرمان روا ہی تعاقب کنان جا پہونچا۔ اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکھے۔ اور ادب اور فرمان برداری کے راستہ مین لے آوے۔ مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھ لحاظ نہ کر کے جنگ کی طرح ڈالی۔ بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کھائی۔ **القصہ** اِس فتنہ انگیز سال مین ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل مین باوجود کمال ارزانی کے اسی قسم کی گفت و گو کا نرخ بڑھ گیا تھا۔ ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ مین سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا۔ اس اثنا مین ایک اور شخص بول اٹھا۔ کہ اِس وقت مین بھی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہین۔ جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکھتے ہین۔ انہین مین سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہین۔ جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ و شورش کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہین کرتی ہے۔ فرمان صادر ہوا۔ کہ اچھا سید احمد افغان دربار معلی مین حاضر کئے جاوین۔ **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور مین پہونچے۔ تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہین لائے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اِس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے ادبستان مین محفوظ رکھو۔ یہان تک کہ حُسن سلوک کے گلو بند مین اپنی گردن دینا گوارا کرے۔ تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ مین کشادہ پیشانی سے عذر کے ساتھ مشغول رہکر زندہ رہے۔ اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلو نشین دشمن پر فیروزی حاصل کی۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین خان جہان جن کا قدیمی نام پیر خان ابن دولت خان لودی ہے۔ صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے - اور انہین حدود کی لشکر کشی ان کے ذمہ کی گئی جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے - تو واجب العرض بحضور شاہ ملک گر التماس کیا - کہ سید احمد اس ایورش مین فدوی کے ہمراہ دئے جاوین - یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی - اِس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے - اور چند روز برہان پور مین رہے - آخر کار یہ ہوا - کہ خان جہان کے واسطے دار السلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا - اور وہ برہان پور سے دار السلطنت آگرہ کو روانہ ہوئے - آپ بھی ہمراہ تھے - جب تاریخ چھبیسوین[۲۶] شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپنے اپنی قدوم کی برکات سے منڈو (مانڈو) کو سرفراز کیا - تو راقم حروف بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تھا - جب راز کی باتین ہونے لگین - تو آپ کی گفت وگو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا -

"ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودھی احمد کے مکان مین آئے - اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتھ مین تھی - اِس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تھی[۱] رایت ربی جالساً علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدلک - یہ روایت مجکو دکھائی - اور میرا دامن پکڑ لیا اس متشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین - لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے - جب یہ - عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے - تو قوی - حواس - اعضا - اور جوارح کا ملک وملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے - دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے - جو روح کی نشستگاہ ہے - اور علی الاعلان ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے - اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بھی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے - پھر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے - تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے - اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہو کر انت ربی وانا عبدلک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہی شیطان رجیم کا فریب ہے"

---

[۱] مینے اپنے رب کو دیکھا - کہ کرسی پر بیٹھا ہے (مجھکو دیکھکر) میرے سامنے اُٹھہ کھڑا ہوا - اور مجھکو بٹھایا - اور کہا - تو میرا رب ہے - اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲ -

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"مینے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا مافی الضمیر کیئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ اُن تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنہون نے اپنا نوشتہ مکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھہ اُس کے چاک کردینے کی بھی التماس کرکے آزردگی ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہین دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہین تو منگاؤن"۔

مینے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ مینے پڑھا۔ اس مین شک نہین مسیح القلوب کا جامع دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہد عدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خواندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد مین گویا استحکام کا سیسہ پلا دیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر ازروے شریعت و طریقت وارد ہوتے تھے۔ اِن اعتراضات کو عقلی و نقلی دلائل۔ اور کشفی و یقینی براھین کے ساتھہ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھہ مشارالیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھہ آئی۔

الحمد للہ الذی ھدانا ھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ اعلم ان توجیہ للسید احمد ناظر الی ان قائل ھذا القول المتشابہ امرء مجتہد فی السلوک فارغ عن تزکیۃ النفس متصف بتصفیۃ القلب شارع فی تجلیۃ الروح وتخلیۃ السر وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر منہ ھذہ العبارۃ ھو رجل کامل واصل	جمیع اقسام و انواع حمد اُسی اللہ جل شانہ کو سزاوار ہین جس سے ہم کو یہ ہدایت دی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہین تہے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک مین مبتدی ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھہ متصف ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا۔ اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل یہ کہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت صادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الكمال فى الفناء من
لوازم الامكان وفى البقاء
بحقيقة الربوبية فى مقام
الجمع وفى التخلق باخلاق الرحمن
الذى على العرش استوى ثم لا يخفى
على ذائق عسيلة ابكار الكلام فى
خلوات التشابه بفحولية التاويل
ما فى هذا التعيين والتفريق من
نكتة وهى ان الكلام المتشابه
سواء نزل من الله المرسل الى العبد
المرسل اليه - او وصل منه الى الصحابة
او وقع منهم بالتابعين - او وصل
منهم الى مشائخنا ومنهم الينا مرأة
ينطبع فيها حقائق مراتب المترجمين
بفهومها - ومحك يظهر عيار معانى
المتوهمين بمعانيها لا يراد به من تكلم
الكلام لان مراده لا يعلمه الا هو بدليل
قوله تعالى فى حق الآيات المتشابهات
لا يعلم تاويله الا الله فظهر بهذين
التاويلين ما ظهر من حقيقة مرتبتهما
سلمهما الله تعالى وفهمها من له النصفة
رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑ کر بقا کے اندر
درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام
پر - اور تہذیب اخلاق مین درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمن
کے ساتھ - جو عرش پر براجمان ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت
مین - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے
والے ہین - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہین ہے - جو اس تعیین اور تفریق کے
اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام متشابہ خواہ بھیجنے والے اللہ تعالیٰ جل شانہ
کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے
صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے یا تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے
ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ متشابہ کلام ایک
آئینہ ہے جس کے اندر مترجمون کے درجات کی حقیقتین مفہومات کلام
کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہین - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے
جس سے طبع آزمائی کرنے والون کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام
کی رو سے ظاہر ہوجاتی ہے - متشابہ کلام سے وہ مراد نہین ہے - جو
ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ
کلام کی مراد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اِس کی
دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ مین ہے -
لا یعلم تاویلہ الا اللہ پس اِن دونون تاویلون سے جو کچھ ظاہر
ہوا - وہ صدر الذکر دونون اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے
اللہ تعالیٰ ان دونون صاحبون کو سلامت رکھے - اور اس بات
کو سمجھا بھی وہی شخص ہے - جو منصف ہے - جس نے انصاف
کیا - اللہ تعالیٰ اسپر رحم فرمائے -

معذرت پذیر اصحاب کو واضح ہو کہ مسیح القلوب کے خطا کی نقل اس واسطے جز رگذار زمین

کی گئی - کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین آخر صحبت کے وقت پیش آیا تھا - اور رات زیادہ گزر جانے کے سبب سے برخاست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہو گیا - تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا - اگرچہ نقل کر لینا ممکن تھا - لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا - اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون ہی سستی کا نقاب ڈالا - اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہو گیا - اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا - پورا نہ ہو سکا - ایک مدت تک یہ دور اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی - (۱) ایک اسیح القلوب کے خط کی نقل نہ لینے کی پشیمانی (۲) دوسرے اُس خطا پر سید احمد کا اعتراض الحمد للہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت سے مذکورہ بالا خس و خاشاک سلوک کے راستہ سے دور ہوا - بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے بھی زیادہ ہوا - کہ جو شخص - زمانہ حال کی قدر نہ جانے - شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر موقوف رکھے - اور آج کا کام کل پر چھوڑے - وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اٹھاوے گا - بقیۃ العمر اس کو نایابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی - اور [۵۱] الوقت سیف قاطع کا زخم کھا کر - مرہم نہ ملنے کے سبب سے اُس کے التیام کی آرزو مین - ہمیشہ گرفتار رہے گا - اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی ملنے سے یہ ہدایت ہوئی کہ جب کسی کے قول و فعل کا مضمون مجکو ناگوار گزرے - اُس کو بد کی طرف سے تصور کر کے - نکتہ چینی اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا - اور عقیدت کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا - کیونکہ [۵۲] ما بلاب علی الادمن تمام - الٰہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص آدمی زاد - جو کمال اسمائی کا مظہر ہے پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اُن کے حالات اور افعال کو الٰہی شان اور آلٰہی اوامر سمجھکر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا - کیونکہ باحقیقت خداشناسون کے اقوال اور افعال - مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعداد پر لحاظ کر کے بعض کی نسبت جان گزا - اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین - ان کی مثال قرآن مجید کی سی ہے - جس کے منصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع - اور بعض کے اعتبار سے ضار واقع ہوئے ہین - يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا پس اس جگہ کسی قدر دوربینی کو کام فرمانا چاہیے - تاکہ جلد معلوم ہو جاوے - کہ جس قدر اوراق فرقانی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

[۵۱] وقت شمشیر بُران کا حکم رکھتا ہے - ۱۲ [۵۲] جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہوئی ہین - اب انصاف کے گریبان مین سر جہکا کر معلوم کرنا چاہیئے - کہان لکھے ہوئے قرآنون کے دشمن ماننے سے - ایمان کا جلانا - اور دہونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا - اور اس کا ثمرہ کیا ہے - اسی طرح سمجھنا چاہئے - کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین - اوس کی صور علمیہ کے موافق ہوتی ہین - باینہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے - پس ظاہر ہے کہ اس سے کس قدر گمراہی اور سیاہ دلی پیدا ہوگی - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا - کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا نزول - ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے - اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے -

بر حرف ہیچکس منہ انگشتِ اعتراض ؛ آن نیست کلکِ صنع کہ خطا خطا کشد

کہتے ہین - سلطان سادات - اور برہان المشائخ شاہ محمد بخاری - جن کی اخروی خوابگاہ دار السلام لاہور مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تہے - جب معرفتون کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا - تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا - کس غرض سے ہے - اور یہ بہی دریافت کیا کہ یہ نوید اس جانب کی ہے - یا اُس جانب کی - جواب دیا - کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے - کل امور جانب حق سے جان کر یکجہتی کا بول بولتا ہے - اور آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو - اُس کا نام سید احمد رکہا جاوے - یہی وجہ ہے - کہ یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتہہ مخصوص ہین - کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے متعلق یہ ہے - کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گہوڑے کی باگ کشیدہ رکہتے ہین آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی پیروی ہے - اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین سے شمار کرتے ہین -

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابق نام شیخو ہے - زاد بوم غیاث پور جو کیہانہ کر کے مشہور ہے - حویلی حصار کے تعلق ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین بماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپ کے مکان پر جا کر آپ کے حالات کی حقیقت دریافت کی تہی - تو فرمایا -

''ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی - کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا - ناگاہ سیاحی کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش - سودائی دل مین پیدا ہوئی - لہذا وطن چھوڑکر دیوانون کی طرح چل کھڑا ہوا - دہلی مین پہونچکر سیاد الاولیا بخاری کے صوفیون کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور چلا گیا - یہان پر مولانا اسحق کاکو کے درس مین کسی قدر فقہ سیکھی - یہان سے ملتان کو گیا - شیخ کبیر بخاری کی خدمت مین مراسم ارادت بجالاکر پھر دہلی چلا آیا - اور حضرت غوث الاولیا کی ملازمت سے شرف یاب ہوا - حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک مفلش مند کے حوالہ فرمایا - جو ان کے بڑے خلیفہ ہین - شیخ مبارک کے نزدیک جواہر خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کئے - پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور - ملتان - ایران توران - اور شیراز ہوتا ہوا - لار کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہ سید زین العابدین امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھ فیض حاصل کیا - یہان سے مرس مین پہونچکر یونس علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے اندر جنۃ النسا مین شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا - مدین مین حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کرکے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا - یہان سے قدس خلیل کی طرف جاکر مسجد اقصی مین نماز پڑھی - اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر مین جا پہونچا - یہان پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا - پھر مصر سے دریائے شور مین قدم رکھا - اثنائے راہ مین شیخ ابو الحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریائے شیرین ہم سے عبور کرکے - مدینہ مکرمہ مین حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہان سے قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوکر ارکان حج ادا کئے - شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہان مشرف ہوا - چونکہ کوہ نور مین بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا - لہذا شیخ نے جلدی ہی خرقہ خلافت پہنادیا - اور ابراہیم نوری خطاب ملا - بعدہ جدہ کے راستہ سے روپار بل جہاز پر سوار ہوکر باب مندب کے جزیرہ مین جا اترا - یمن دیکھنے کا شوق ہوا - تو اس سرزمین کی بھی سیر کرکے عدن کے جہاز مین سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر مین جا پہونچا چند روز

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جو نگرہ میں فیض پایا۔ قصبہ لاٹھی میں ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر سلطان خواجہ احمد دانش مند سے بھی ملاقات کی۔ جو سید محمد گیسو دراز کے باواسطہ خلفاے اعظم میں سے ہیں۔ یہاں غیبی اشارہ ہوا۔ تو ان کی تلقین میں داخل ہو کر بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔ پھر محمد نگر پور کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو گیا۔ اور ہجری سنہ نوسو اٹھتر میں اجین مالوہ کے اندر آ گیا۔ اور یہیں بوریا بچھا کر قیام کر لیا۔ اس کے بعد تین دفعہ یہاں سے اپنے قدیمی وطن کو قدم بڑھایا ہے۔ ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے۔ دوسری دفعہ ماں کی رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے۔ تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد۔ اُن کی خاک پاک کی زیارت کے واسطے۔ ان تین سفروں کے سوا پھر کبھی اپنے خلوت کدہ سے نکل کر کسی شخص کے گھر جانے سے پاؤں خاک آلود نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر ہے۔ کہ دل اور پاؤں دونوں شکستہ ہیں۔ اور سیورغال (معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے۔ روزی کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتھ پوری کر دی۔ آپ کی دل افروز باتوں میں سے یہ بات بھی ہے۔ خُداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما۔ اور اس کے سوا دوسری جگہ جانے سے بندہ کے پاؤں میں لنگ پیدا کر دے ؎ آپ نسب کے اندر سید شاہ اجملی سامانی ترمذی کو پہونچتے ہیں۔ اور یہ بات تحقیق ہے۔ کہ سید شاہ سادات ترمذیین سے ہیں آپ کے بزرگوار آبا و اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر وشتی میں لکھی ہے۔ خدا عمر دراز کرے۔۔

یاد شیخ عبداللطیف

آپ شیخ نور محمد احمد آبادی کے بیٹے ہیں۔ جب پانچ چھ سال کی عمر تھی اور اس وقت میں حضرت غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خدمت کے طور پر۔ اپنے فرزند شیخ ضیا الدین کی پرورش کے لئے۔ شہر نہروالہ میں بھیج دیا تھا۔ کہتے ہیں۔ شیخ عبداللطیف کی ولادت۔ فقر و فاقہ کے زمانہ میں ہوئی تھی۔

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا - تو وہ ایام طفولیت مین فقر وفاقہ کے اندر پائی ہوئی پرورش آپ کے سلوک کے واسطے - اختیاری فقر مین معین ہوئی - اور حوادث نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی - ایام کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بھی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی - الحمد للہ علی نعمۃ جمال صورتہ العلمیۃ ہوش اور اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف چونسٹھ سال کی میزان کو پہونچی ہے - اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے - باہر نکل کر نصف قدم بھی تردد کے راستہ مین نہین چلے - اور معین وجہ معاش کے طور پر - اُس نواح کے والی اور امرا سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا - کہتے ہین - آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ مسند حیات پر جلوس فرما رہے - تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تھی یعنی دار السلطنۃ آگرہ سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تھی - اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے -

شیخ داؤد شطاری بیان کرتے ہین - ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا - چونکہ قوت بہم پہونچانے کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گھاٹی کے اندر نشیب وفراز بہت سے ہین - اس وجہ سے چند روز تک آزمائش کا پلہ بھاری ہو گیا تھا - اور مین بدستور اپنی ہمت کا پانون صبر وشکیبائی کے دامن مین سمیٹے ہوئے تھا - لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تھا - ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا نے فرمایا - عبد اللطیف - فلان طاق مین ایک سکہ دار شے ہے - وہ لے لو - جب عبادت صبح کے وظیفون سے فارغ ہوا - تو اس طاق کو جا کر دیکھا - نقرۂ ایک درم ملا - جس سے دو تین روز کی قوت نکل آئی - اس تاریخ کے بعد پھر کبھی آزمائش نہین کی گئی - اور روزمرہ خرچ مین تنگی نہین آئی بس معلوم ہوا کہ روزی آسمان مین ہے - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے - جس کی روزی پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اُس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو - وہ ہر جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے - کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے - اور کہان آرام کرتا ہے جب مرتا ہے - تو کہان مرتا ہے - کس صورت سے اور کس حالت سے اس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے - نیز جانتا ہے - کہ استقرار سے پہلے کہان رکھا گیا تھا - آیا دواب کے صلب مین - رحم مین - یا انڈے مین

اور رزق - استقرار - اور استیداع یہ تمام چیزین لوح محفوظ کے اندر لکھی ہوئی ہین -

واضح ہو - کہ لفظ علیٰ لانے سے کچھ تفضیل کی منافاۃ نہین ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء اور فضل کی ایصال مین مبالغہ ہے - اِس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اور ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندون کو اعتماد ہو - وصول رزق کا یقین ہو - اور اُن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس مین اشارہ توکل کی طرف ہے مستقر اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب مبین مین ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے - گھٹنے اور کم و بیش ہو جانے کا وہم نہین آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو وَمَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ واقع ہے دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد		در روز ازل انچہ مقدر شدہ باشد

قال بعض المحققین اراح القلوب عن تعب التقسیم والافکار حیث عن نصب التوحم فی باب الرزق قال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الحانوت فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بین الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ مین رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللّٰہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی - جب کہ تحقیق کر لیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کہنا ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو دوکاندار رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی مین پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے - اور جو شے آسمان مین ہوگی وہ بازار مین نہین پائی جا سکتی ہے - اور نہ مشرق و مغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے

لہ مستقر اور مستودع لوگون پر مصرف ہی کر سکتا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ۱۲ حمد بہار - بات وہ جو ایک بات اقرار یا چکی ہو پھر نہین بدل جایا کرتی ۱۲

ولاف في التطواف في الغرب و المشرق و بنفال الارزاق مختلفة فرزق كل حيوان على مايليق بصفته و بنفال للنفوس رزق وهو غذاء طريقه الحلق و للقلوب رزق موجده الحق - و لم نقل ما يشتهيه و مقدار ما يكفيه بل هو موكول الى مشيته من موسع عليه و من مقتر عليه

ارزاق مختلف ہین - پس ہر ایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اس کی شان کے مناسب ہے - اور بعض کا کنایہ ہے - نفوس کا رزق علیحدہ معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے - اور قلوب کا رزق علیحدہ ہے - جس کا موجد حق سبحانہ ہے - اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی ہے جس کی خواہش رزق کہانے والا کرے - اور نہ وہ مقدار بیان کی ہے جو رزق کہانے والے کو کفایت کرے - بلکہ یہ دونون باتین مشیت الٰہی کے سپرد ہین - پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے -

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم و عمر سے برخوردار - ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال - اور مسیح القلوب کے بڑے بیٹے ہین - امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تھی - آپ کا طریقہ سلوک سند اطلاب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چھوٹے بھائی شیخ فتح محمد ہین - فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علے اولیائہ برخورداری - کامیابی - ادراک - اور فراست کے آثار واحکام ان کی پیشانی سے بہت کچھ نمایان ہین - مصرع باد عمر ش عمر شیخ المرسلین -

ایک شخص صوفی کرم علی عرب مسیح الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین - ایک روز کہتے تھے ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے - ریاضت کی غرض سے کہانے پینے کا رستہ اپنے اوپر روک دیا تھا جب یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی - تو ایک پیالہ شوربا کا دیکر مجھکو آپکے پاس بہیجا - اور وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ[1] کے مضمون سے متنبہ کیا - اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا جو افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے - ناچار ہو کر آپنے یہ ارشاد قبول کیا - اور تھوڑا تھوڑا کہانا شروع کر دیا تاکہ تن گدازی کی مشق بہی قایم رہے - جو خاص آپ کی نیت تہی - آپنے ظاہری علوم - اور معنوی معارف کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے - اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

[1] اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے - کہ کہانا نہ کہاتے ہون ۱۲-

شیرازی کے شاگرد ہین - جب میرزا شکر اللہ ملک فارس سے ہندوستان مین آئے تھے - تو چند سال برہان پور مین افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی - عبد الرحیم خان خانخانان ان ایام مین صوبہ دکن کے حاکم - اور چارون ارکان فضیلت کے مالک تھے - ابد بہر مسیح الاولیا - ولایت معرفت کے والی - اور رسوم کثرت کے مٹانے والے موجود تھے - ان دونون اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو قیام برہان پور پر مجبور کیا - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین سپہ سالار کے ہم رکاب دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے اور یہان فرمان روائے زمانہ کی ملازمت مین پہونچکر ان کے اقبال کا درجہ - ترقی پا گیا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہین کی تھی - تب تک آپ خوراک حمالی کے ذریعہ سے بہم پہونچاتے تھے - ایکبارگی - آپکو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار مین موکشان لے گئی - یہان پر آپ لوازم ارادت بجالاکر شیوۂ درویشی مین سرگرم ہوئے - اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کا پیشہ ترک کرکے توکل کا خرقہ پہن لیا - ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑہتے بڑہتے آخرکار اوس کے سودا مین بے خودی - گرفتاری - اور عاشقی کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ ننگ و ناموس کا خیال بھی پس پشت ڈال دیا - کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندہے پر اوٹھاکر ہمراہ رہنا لازم کر لیا - القصہ اسی شکل کے ساتھہ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین بھی پہونچے - چونکہ آپ عشق کی شورش مین محو - اور حسن کے تلاطم مین مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی - اور یہ نہ جانا - کہ مین کون ہون - کہان آیا ہون کس کے ہمراہ ہون - کس کے سامنے کھڑا ہون - میرا کیا طریقہ تہا اور اب کیا حال ہوگیا ہے - پیر بزرگوار یہ محویت دیکھکر حیرت مین ہوئے - اور کہا - فیض اللہ - تم دور چلے گئے - اور دیر کردی - اور بہول گئے لوٹ آؤ - ہماری یاد تم کو - اب تمہارے اوپر نہین رہنے دیگی - یہ دل آویز گفتار سُن کر معنوی دلدار کے قدمون پر سر رکہا - اور ایک عرصہ دراز تک خودی سے گزرے رہے - جب پہر ہوش آیا - تو سر اوٹھاکر ارشاد پیر کے گرویدہ ہوئے - اور سلوک کا قدم بزرگون کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر فریبی نفس کی ارملی اور ہوسناک تن کے گھلانے مین مشغول ہوئے - رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتھہ آپ کی دلاسا فرمائی جس گروہ والا معشوق کے ساتھہ تم کو دلبستگی تھی - وہ گروہ واپسین نفس تک تمہارا مطیع فرمان رہیگا -

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھ اوپر ایک ہزار ہین۔ گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کر کے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ نعمت اللہ شیخپوری

آپ۔ وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین۔ نیز قرآن مجید کے حافظ۔ ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین۔ آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا۔ تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زاد راہ بنا کر دریا کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ اور طواف حرمین سے **زادھما اللہ شرفا** سعادت حاصل کر کے قبول اور اقبال مقرون پائے۔ چند سال بعد جزیرہ دابھول کے جہاز مین سوار ہو کر ہند کی طرف لوٹ آئے۔ مذکورۃ الصدر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے ناظم تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا۔ جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پراثر تقریر سے از راہ گوش۔ مہمان کے دل مین جاگزین ہوا۔ تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا۔ بے اختیار صاحب خانقاہ سے۔ سفر برہان پور کی اجازت چاہی۔ جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے۔ مقیم نے اس خیال سے۔ کہ چند روز کا توشہ ضرور ہونا چاہیے۔ کچھ نقد مسافر کی خدمت مین پیش کش کیا۔ آپ کی ہمت نے اس کو منظور نہ کیا۔ اور کہا مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین۔ جہان سب چیزون سے زیادہ پسند چیز فقر اور نیستی ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین۔ وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیئے۔ نہ کہ چند پتھر کمر مین باندھ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بناوین۔

القصہ - وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا۔ چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی۔ اور دانش و بنیش ہا اور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کر کے اپنے وطن کی اجازت لی۔ بالآخر حسب اجازت پیر۔ اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھ ایک عمر کے انتظار کے بعد بدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کر کے بہرہ یاب

ہوئے - اور انہی قدیمی باپ دادون کے گھر مین ایک حجرہ تجویز کر لیا - کہتے ہین - بہت سے ذی استعداد اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے - چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کئے اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا - خدا کرے - مبارک ہو -

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے - اور شیخ نور الدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیاء کے مرید ہین - زاد بوم جانپانیر گجرات صلاح اور صلح - نگہداشت اور برگزیدگی - طریقت کی طلب - اور طبیعت کی طرب - یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل - اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم رکھتی ہین - ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے - اوراد - اذکار - اشغال - اور مراقبہ کی مداومت رکھکر اپنے اوقات عمر زندہ رکھتے ہین - ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین - جس کے سبب سے موسیٰ ؑ کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے - روایت ہے - آپ کلمات عیسوی کے حافظ لافظ - اور ولایت موسوی کے والی ثانی ہین - جب سے آپنے عاقل بالغ ہوکر خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے - تب سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین - اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ توکل - اور قناعت کے ساتھ تسلیم - مدنظر رکھی ہے - چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا - اس کے بعد محمود العاقبۃ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو - (مانڈو) مین تاہل اختیار کر لیا - لڑکے ہو گئے - اور سامان خانہ داری بھی بہم پہونچ گیا - تقریباً پندرہ سال تک دار السلطنۃ آگرہ کے اندر اپنے پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کئے - جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو بعد فتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا - اور گوشہ نامرادی اختیار کیا - آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین خرقے حضرت غوث الاولیاء کے فرزندون سے ہین -

(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے - (۵) مسیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بھی درجہ مقبلیت

حاصل ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گوراکاآپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق۔ اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین۔

مصرع ع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد۔

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے۔ شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے۔ اور یہان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین۔ آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے۔ خدا کرے۔ عمر ہو۔

یاد سید حسن حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے۔ اور سید علی چشتی کے مرید ہین۔ جو چھ واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو ہو پہنچتے ہین۔ زادبوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نوسو اڑسٹھ مین بیرخان نے جو اکبر شاہی امراے اعظم مین سے ہین۔ اور ہ مالوہ کو۔ اور پھر دار الخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا۔ یہ دستور ہے۔ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا شہر کے باشندے۔ مغلون کے ڈر سے پریشان ہوکر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے۔ اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پاسکا۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی۔ اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کرسکے۔ جب زمانہ عقل وہوش آیا۔ تو آپ کی بہن نے آپ کو کدخدا کر دیا۔ اس اثنا مین خداجوئی کا ولولہ آپ کو پیدا ہوا۔ مرید ہو گئے۔ مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا۔ آپ کو پیاس بڑہی۔ لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا۔ جب پچیس سال کی عمر ہوئی۔ تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

۵ل۔ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کرکے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین۔ تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک کہ اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گزران کی امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے ایک پیالہ چھاچھ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اوس سے اپنے عیال و اطفال کا صرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان بھلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول مین بچا کر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کھلیان - تواضع کے بارسے دبا رہتا ہے از روے تعظیم کتے سے بھی لفظ جمع کے ساتھہ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھہ ادب سے رہتے تھے -

ایک روز آپ سے ایک شخص نے اعتراض کیا - جب آپ گفت و گو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع کے ساتھہ بولتے ہین - تو بس ان دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرح سے حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو - سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے حفظ مراتب کی رعایت جو کچھہ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے بیت -

محقق ہمان بیند اندر ابل	کہ در نقش خوبان چین و چگل

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اور اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور اون کے مقاصد پر نظر کی جاوے - تو لامحالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو مزہ آیا کرتا تھا - اونکی حسن صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہمدم رہے تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکہ سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو بڑا بھلا کہکر یا زنجیر دن مین باندھ کر بھی ہم باز نہین رکھہ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے دوست

خوش وقت رہتے تھے۔ مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب۔ شیخ معروف دہار وال کے مرید۔ اور پایک رام راج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا۔ بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیپ سے ملا ہوا۔ جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رام راج کو مار ڈالا۔ اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے۔ اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گہرون کے ذریعے سے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے۔ تو بندوقچیون مین نوکر ہو گئے۔ یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بھاگ کر گھس بیٹھے۔ دار الملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا۔ قصبہ دہار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے۔ پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی۔ اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے۔ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے۔ لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی۔ ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے۔ اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے۔ کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا۔ سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیا دی سر برآوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے۔ کسی طرح سے ہی لقمہ بہم پہونچاتا ہے۔ گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے۔ پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے۔ بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے۔ جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا۔ تو آپنے فرمایا۔ لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین۔ حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے۔ اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؛

یاد شیخ عبد اللہ مجذوب قادری بغدادی

آپ کے اقوال اور افعال۔ ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمد و رفت کے لئے سرائے ہے۔ آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی لقمہ لیکر

بار احسان نہین اوٹہاتے - اور اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹہنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتہہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ کیسقدر تو ایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین - شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چندروز فتح پور مین بسر کی - سخن کوتاہ ہجری سنہ نوسو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر حجرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین و جمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین جائے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکہتی ہے - ہر ایک سمت سے کچہہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ رکہہ سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکہکر مجلس مین جا پہونچی - آپ نے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی اورا بدور عشق	نیمی بدست مستی و نیمی بدست ہوشہا

یاد شیخ چیندن

آپ کی زاد بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خداطلبی کی روشنی روز افزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اوٹہاکر درویشی اور بےسببی کا گریبان پکڑا - لیکایک

لہ لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت - اور آسمانی کرشمہ کے بموجب آپ وطن سے کوچ کرکے شہر بردوان
مین چلے آئے - جو صوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک
صحن کے اندر عبادت کے واسطے معتکفانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر
کوئی درخت ہوتا - جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد
اس سرزمین مین ایک پودہ اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ
مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی - چنانچہ
اب بنیئل سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُس جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور
ہر شب جمعہ کو اُس کے اندر گھستے ہین اِس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب
ہو جاوے -

رفیق دلہاے راست روان - عزیز خاطرہاے خدا جویان میر فروغی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ
کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین
کر سکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ صدر الذکر مقام منظر ہر جمیلہ اور شاہدان دل ربا کا گزرگاہ ہے - لہذا
نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تو بہت
سے نظر باز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اِس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہوجاتا تھا
اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہ ہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب
حرکت سرزد ہو جاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جواب دہی اور گرفتاری کا سبب ہو - چونکہ مبدء
کے ساتھہ خیرگی ہوئی ہے - نسبتی شر کو باز رکھکر مجازی نظر بازون کو توبہ اور نیکی کی توفیق سے شرف سعادت
بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب سے میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری
صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے
دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع ع نازنین جملہ نازنین ہبیند ؛

القصہ اِس طرز کے ساتھہ تسلی بخشی -

کم و بیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھہ گزارے -
کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اِس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اُٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ گچھ نہین ہوا کرتی تھی اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی ہوئی چیز سے مایحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا اعلم کرے -

یاد شیخ تاج

آپکی زاد بوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمہ سے آپ شہر ٹانڈہ مین سامان اقامت لے گئے سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اوسی غزل کی ہین

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنبالہ میرود	
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود	

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور مانند لوہ پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور درماندگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ہشیار کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین غرق حلوت سے منسوب ہے - خدا عمر کرے - مصرع توکل برخدا تاج سرش باد؛

یاد شیخ ھمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بیہودگی مین بہت ہی شیرینی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور موثر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہا ے کامگار میر محمد اشرف فروغی ابن نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین انہی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون سے نہین ہوسکتی ہے - میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپ نے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ کے پیر بعیف لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ دردناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جس سے

عام سننے والون کے ہوش جاتے رہتے ہین - اور محویت پیدا ہوجاتی ہے - خدا عمر کرے -

یاد شاہ عمر خوشت گری[۱]

آپ چشتیہ سلسلہ مین مرید - اور اصلی و رسمی علوم کی کوٹھی ہین - خانقاہ و مدرسہ بھی رکھتے ہین اِس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات مین آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہین - آپ کے جاذبہ کے زور سے شہوالون کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے - جو لوگ آپ کی خدمت مین کھڑے رہتے ہین وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتین بیان کرتے ہین - دریوزہ گر آزادہ ولان میر فروغی اشرف کہتے تھے - مولانا مغیث کاکوکی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تھا جب شاہ کی خدمت مین پہونچا تو آپ کی ملازمت سے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا - کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا - تھوڑے عرصہ مین آپ کے فیض رہنمائی سے انسانی کمالات حاصل کر کے بہرہ یاب ہوا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ جمال بیابانی

آپ اعلی پور بنگالہ مین گوشہ گزین ہین - دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر واقفیت ہے - کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد - صحیح صورت کے ساتھ ذہن مین آجاتے ہین - بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہو کر صحرائی جان داروں کے ساتھ نشست برخاست رکھی - یہان تک کہ ہر ایک کے ساتھ باہم آرام کا واد و ستد تھا - اور نیز وہ آپ کے رام تھے - جب ایزدی اسماکی تجلیات سے حسب فرمان صورت علمیہ - یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتھ تبدیل ہو گیا - تو آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا - اور لوگون کے ساتھ صحبت رکھنے سے جو ناگوارائی تھی - وہ دور ہوئی - اس سبب سے شہر کے کنارہ آپنے مکان تجویز کیا - میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ اِن کے راستہ کی شمع بنا دے - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تھے - جب یہ خبر میر صاحب کو ملی - کہ مین خدا پرستون کے حالات لکھ رہا ہون - تو چند باصفا درویشون کی ملازمت سے میر صاحب اثناے سیاحی مین بہرہ یاب ہوئے تھے - اُن کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی - بیان کیا - شیخ جمال نے ایک خوش رنگ بلی مجکو دی تھی - جس کو مین سفر و حضر کے اندر اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا ایک سال مجکو

[۱] - خوشت گر - بنگالہ کے مضافات اور شاہزادہ کے حدود میں ہے

غازی کمتہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا - اس راستہ مین شیر کا خوف بہت تھا - پشیمان ہوا - رات کو خواب مین دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتین ایسی فصیح البیانی سے فرمائین - جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت آرائی نہین پہونچ سکتی ہے - پہر فرمایا - آزمودہ کار قافلہ والون سے یہ بات کان مین پڑی ہوئی ہے کہتے ہین - جس راستہ مین شیر کا خوف ہو - اُس راستہ مین بلی کو ہمراہ رکھنا چاہیئے - جب تم کو یہ افسون حاصل ہے - تو شیر کی طرف سے خوف نہین کرنا چاہیئے - آخر کار مین اُس کے دو سگر روزہ راستہ امن کے ساتھہ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا -

یاد شیخ الہداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ مین سے ہین - کتابی علوم کی سمجھہ آپ کو اُس قدر حاصل ہے جس سے اعتقاد اور عبادت کی درستی ہو جاوے - ابتداے حالات مین آپ کو جذبہ تھا - اب سلوک مین آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہو گئی ہے - لوگون کو آپ کی صحبت مین دلبستگی - اور آپ کو لوگون کے اوپر مہربانی بہت کچھہ ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین شیخ داؤد ملتانی کے مریدین - شروع شروع مین آپ کا سلوک جذبے کے لگاو سے خالی نہ تھا جسین مظاہر پر نظر رہتی تھی - صورت دارون کی خوشی یہان تک مد نظر ہوتی تھی - کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہین کرتے تھے - بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے گئے - یہان کے لوگون کی دوستی دامنگیر ہوئی - ناچار سامان اقامت کھول دیا - اس صوبہ کا جاگیردار راجہ مان سنگھہ کچھواہہ تھا - اِس نے آپ کی بہت کچھہ عزت اور تعظیم کی - اس وقت آپ کے پاس شہر مذکور مین اکابر و اصاغر کی رجوعات ہے آپ کے شیرین حالات بہت سے ہین قلم ان کے بیان سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی مین خدا طلبی کی شورش - اور دریافت پیر کا شوق ہوا جس نے آپ کو وطن سے

جہان پیدائی کے جنگل مین نکال کھڑا کیا۔ جب آپ کا گذر اجمیر مین ہوا۔ تو جس کسی کے منہ مین زبان گویا تھی۔ اُس سے آپکے کان مین بہی آواز پہونچی۔ کہ آج کے روز رہنمائی اور خدا شناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال بتی کے جانشین ہین۔ رحمہما اللہ ○

بدیدن میلش افتاد از شنیدن	بلے باشد شنیدن تخم دیدن

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھ ملازمت مین ہونچکر اولین دیدار مین ہی رسم ارادت ادا کی۔ چند روز پیر کی خدمت مین رہے آخرکار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندہی۔ کم و بیش بیس سال ہوتے ہین کہ قصبہ برادرہ کی مسجد مین آکر گوشہ گزین ہین۔ قصبہ برادرہ دسور (مندسور) کے پرگنات مین ہے راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین آپ سے ملاقات کی تھی۔ اور حالات بہی ٹٹولے تھے ایک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھہ بیان کرتے ہین منجملہ اُن کے یہ بہی بیان کیا۔ ہمارے آموں کے باغ مین ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پہل بہی نہین دیا تہا۔ ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو جو خبر لگی۔ کہلا بہیجا۔ کہ اس سال کاٹنا ملتوی رکہو۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے یہ درخت اسسال پہل نہ لاوے۔ تو آئندہ سال کاٹ ڈالنا کہتے تہے۔ اس درخت نے اُسی فصل مین دوسرے درختون سے زیادہ پہل دئے۔ اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہین القصہ جو بات باشندگان دیہ کی زبانی سنی تہی لکہدی۔ بیت

نخل وجدان و نہال طلب و شاخ بقا	از نسیم نفسش تا باید خرم باد

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ۔ صاحب تجرید و تفرید ہین۔ ہمیشہ سیاحی مین زمانہ گذارتے ہین۔ اکثر مختلف ادیان کے اصول اور فروع سے واقف ہین اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوچ سمجھہ کے ساتھہ آمدورفت رکھتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل مین اس باصفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھہ رکھی گئی ہے۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تہے۔ اس سلسلہ مین ماہ صفر کی چاندرات کے روز آپکا گذر

منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اُترے۔ محبوب القلوب شیخ و اود شطاری بھی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تھے۔ ایک رات چند تونگر اور درویش حجرہ مذکور مین حاضر تھے۔ چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تھے۔ لہذا حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کر کے بہت کچھ بیوقتی باتین کہین۔ آپنے جواب دیا۔ کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے۔ اور تم کو بھی اُن مقدمات کی قابلیت کی قوت اور طاقت نہین ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے۔ کہ اس قسم کی گفت وگو کا دروازہ مقفل ہے میرے گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی۔ اور آیہ کریمۂ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[۵۱] کا ترجمہ اس ذیل کے مطلع مین پڑھکر سنایا حافظ۔

	عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت	اگر گناہ دگران بر تو نخواہند نوشت	

فقیر بھی اس باب مین زبان حکمت بیان سے بمعترض ناصح کی تقویت کرتا تھا۔ القصہ اگرچہ ظاہری صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی۔ لیکن حاضرین انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ بقیہ شب شورش مین گذری۔ علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے۔ راقم نے تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کھولکر پڑہنا شروع کیا۔ اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بو علی قلندر کا ماجرا نکلا جس کو شیخ شرف نے اپنے مقامات کے بارہ مین اس طرح پر لکھا ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی۔ اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز فرض قضا ہوگئی تھی۔ اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین آتی تھین۔ یہ آگاہی دینے کے واسطے۔ کہ میری فرض نماز قضا ہوگئی ہے۔ شیخ نظام الاولیا نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑھی کہ مجکو محبوب کے ساتھ ایک لحظہ کی بھی جدائی بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر۔ جو ہمیشہ دوری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین۔ اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل بنا لیا ہے۔ چونکہ ہمدردآشنائی طرف سے رخ پھیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہذا شورش عشق سے مجبور ہوکر مینے بھی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی۔ جس کا مضمون

---

[۵۱] اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بارا اپنے اوپر نہین لے گا۔ ۱۲

یہ ہے - کہ تمھاری انگشت - خوانِ وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے - نہ تمھاری نگاہ
کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے - کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا
رنگ ڈھنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے - مدعی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی
ہے - مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ اجل شانہ تم کو ذرہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا
فرماوے - اُسی رات آتش عشق مشتعل ہوئی - یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے
جسم اقدس پر دیکھے گئے - اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا - میر خسرو یہ حال
دیکھکر سخت بیتاب ہوئے - معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی - اور اس بیچارہ
کو سنا کر دعا کے لیے عرض کیا - بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین
اور ظاہر مین تسکین بخشی "

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوین گے -
اس ہوش آفرین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیے - اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی
عیب بینی سے بند کرے - پھر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگا کر چھوٹا سا ہنر بھی - جو خط غبار کی طرح
افعال کے ورقون پر لکھا ہوتا ہے - خط جلی کی مانند بڑا کر کے دیکھے - بالخصوص اُس گروہ کے حالات
کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے تجسس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسن ظن
کی نظر سے دیکھے - اور دکھاوے - امید ہے - کہ ایسی نظر برادرانِ طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستہ شو
کا سرمایہ ہوکر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی - اور جو شخص سوختگان ایزدی محبت کے اسرار
کی نسبت حسن عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا - وہ شخص توفیق کی برکت
سے - اپنی دوجہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا - جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوے بالون والے
درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو - اُس کو چاہیے - کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اجل شانہ سے پناہ
مانگتا رہے - اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دھوتا رہے
تاکہ یہ فعل سوء خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو - اور اِس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین - قیامت کے
روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتھہ آوے -

طالبانِ صحبت کو واضح ہو - کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کو

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران نیستی کے ساتھ نشست و برخاست کی خواہش کسی شخص کے دل مین استحکام کے ساتھ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً نجبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہین ہے - اِس فوج کشی مین خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بہی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے ہوسکے - حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کے دریا مین غرق ہوکر دوست ہمنشینون کے عیب دیکہنے اور سننے سے اپنی آنکھون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرنے - کیونکہ یہ جماعت باطن مین جلال - اور ظاہر مین جمال رکہتی ہے اور ایسے مظاہر مین جلال ظہور کو - اور جلال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتہر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان مین نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹھے - اور العیاذ باللہ اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہین ہے - حافظ

خاکساران جہان را بحقارت منگر		توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح وسالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم مین ہی ہے ؎

آتشے راکند سگے تسلیم دل قوی کے کند ز زحمت و بیم		داغ نمرود و باغ ابراہیم جز شراب و مفرح تسلیم

آن شرابے کہ اولیا سازند از شفاخانۂ رضا سازند

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہوجاوین تو الحمد للہ والمنۃ اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کرکے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان مین جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجا لانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ الٰہی مشیت سے ہمنشین کی بلا مین مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

كان عمران الخارجي من آدم بني آدم ثم وجته من اجملهم فلمّا نظرت اليه فقالت اني وانك من اهل الجنة قال فكيف قالت انك رزقت مثلي وشكرت واني رزقت مثلك وصبرت والجنة موعودة للشاكرين والصابرين -

عمران خارجی گندمی رنگ والا بنی آدم تہا - اور اوس کی عورت جمیل ترین بنی آدم تہی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر کو دیکہا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا مجہہ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور تم نے شکر کیا - اور تم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

اوجزت فکری وفی الایجاز فائدة		والکلام من التطویل تصدیع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستایش کے پہول صور علمیہ کی چمن بندی کرنے والہ کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اِس خاکسار کی طبیعت کی نوبہار مین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت کے تاگہ مین پروکر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتہہ سے چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والے قلم کو جو درویشون کے حالات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی تصویر خانہ مین بہشتی نما علمی گلدستہ کی نقاشی کر سکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو مالاعین رات کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے یہ اُمید رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین کہینچکر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکر گزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ - بجاے خود - ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے - لہذا اس خوف سے - کہ کہین ایسا نہ ہو - کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج - گل کی طرح - اس تتمہ کو گلزار سے جدا کر کے - جمہور اہل ولایت اولیا کی نیم رکابی سے محروم کر دیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین - بے رہبر - بے سروسامان - اور بے دانہ پانی رہ جاوے - اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو - ایسے چند سو صد بزرگان و مشائخ کے اذکار کے تابع کیا ہے - جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیر گاہ کو چلے گئے ہین - اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین - شاہد زندگانی کے ساتھہ ہم آغوش ہین - خدا کرے - تابع ہی رہین -

یاد شیخ نظام امیٹھی

آپ - عالم - عامل - عابد - عاشق - اور عارف تھے - خواجہ مودود چشتی کی پاک نسل سے اور شیخ معروف کے بامراد مریدون مین سے ہین - آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے - اور نیز ہمیشہ تمام حرکات و سکنات کے آغاز مین بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے - ہمیشہ اس طرح مستعد اور ہوشیار رہتے تھے - کہ جیسے کوئی سفر پر بہمہ وجوہ تیار ہو - مہمان کی خدمت گزاری اپنی ذات خاص سے کرنا - یہ آپ کی تواضع کا طریقہ تھا - بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتھہ - آپ مشفقانہ عام مہربانی - اور مرشدانہ خاص عنایت فرماتے تھے - امر معروف مرحمت کی شان مین - اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے - القصہ آپ کی صحبت کی چاشنی مین ربودگی کا بے شمار ذوق ہوتا تھا - اور آپ کی خدمت کی حلاوت مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تھی - آپ کے باصفا حالات کی شرح - عبارت کے حوصلہ مین نہین آسکتی ہے - آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے - گفتنی اور نوشتنی نہین ہے - بیت

چو من یارائے دانستن ندارم	بہ گفتن یا نوشتن چون سپارم	

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے - اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑھی تھین اور کیا عرب کیا عجم - کیا ہند - دسوین دور کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ لیا تھا - ظاہر اور باطن دونون آراستہ تھے - جب حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹکر آئے - تو چند روز ملک گجرات

مین افادہ اور استفادے کے طور پر گزراوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو)
مین آئے - دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا امیر جمال الدین ترکستانی پیر عراک کر کے مشہور - اور شہر
منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین - ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کر لیا - کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین
درس دیا - فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت
مین نکالی ہین - سید صاحب ایک روز فرماتے تھے -

"مسافرت کے زمانہ مین قصبہ انبیٹھی مین گذر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے - مین آپ کی
خدمت مین گیا - جب شام ہوئی - تو نماز مین خود امام ہو گئے پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی
میرے دل مین یہ خیال آیا - کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین - ان مین سے اگر کوئی سورۃ
ملاتے - تو اولی ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا - سید - اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل
ہے - لیکن قرأۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے - اگر اس
نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے - تو اولی معلوم ہوتا ہے - نیز فرماتے تھے - کہ آپ کی
پیشانی مین ایمانی فراست کا نور - اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا
باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا"

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا - قبر اسی قصبہ مین بنائی گئی - اس سے
زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے - اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے
کی تشنہ ہے - ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی - کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے - جو دل کی یہ پیاس بجھا کر
حصول آرزو سے سیراب فرماوے - بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ
سلمہ اللہ جو ظاہری و باطنی علم کے عالم عبدالرزاق کے فرزند - اور شیخ نظام کے سالی ہین - شاید شیخ
نظام کے حالات سے واقف ہون - ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے - جب نامہ
التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا - تو جواب دیا کہ "اس درویش کو ابتدا سے زمانہ ہوش سے کتاب
دانی کا شوق - اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجھکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی
گوارا کر دی تھی - بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادہ
و استفادہ معنوی طور پر گزارے - جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی - تو گجرات کے راستے سے

خاندیس مین آیا - اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پور تھا بیت

چو نسبت دار فاروق ست با واجداد وان حدتش ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ بلا مل خورد و کانِ علم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دارالاسلام برہانپور کے قیام کے لیئے پانون مین زنجیر ڈالی - جب بہت کچھہ حیلہ حوالہ سے وطن کی اجازت ایکر جس حالت سے وطن مین پہونچا - اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال بھی نہین آیا - اِس مین شک نہین کہ زبانون پر رسمی حکایتون کے سوا - کوئی حرف نہین ملا - اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین - اب کہ آپ کو اِس قسم کا خیال دامنگیر ہے - تو اس نواح کے آنے والون سے جو اِس قسم کے حالات سے واقف ہین تحقیق کر کے خدمت مین لکھون گا،، سبحانہ اللہ یہ وعدہ بھی پورا نہین ہوا - کیونکہ اِن سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا - اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تئین منہمک کر کے جس طرح سے ممکن ہوا - بندہ رہا سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - امسال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تھا - لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا - یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجھکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ - عالمانہ کمالات - اور درویشانہ مقامات کے جامع - دریاے توحید کے غواص - اور کشتی تحقیق کے معلم تھے - شیخ عبد القدوس حنفی کے مرید ہین - رسمی علم کی فروع و اصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تھا - اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشیئے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین - روز - روزہ مین گزرتا تھا - اور شب نماز مین گزرتی تھی - نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے - ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتھہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تھے - نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہوجاتے تھے - آپ کی صحبت باطنی فروغ - اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تھی - آپ درویشانہ سماع کے حریص تھے - آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بھی حصہ پہونچتا تھا - جب وہ عمر ضعیفی کو پہونچا - استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کے تمام اوقات پر حاوی ہوگئی - لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا - تو جو

پڑھتا جاضر ہوتا تھا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تھا - اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر اوٹھا کر کے نماز کی تیاری کیا کرتے تھے - جماعت کے ساتھ فرض ادا کر کے - پھر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تھے - کہتے ہین - کم و بیش ایک سو دس سال کی عمر پائی ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو مین عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو چلے گئے -

آپ کے پیر بزرگوار - حضرت شیخ الاسلامی بہاء الاولیا ملتانی کو پہونچتے ہین اس ترتیب کے ساتھ شیخ عبدالقدوس شیخہ درویش قاسم ابن شیخ برہان الدین اودہی شیخہ - شیخ بدہن بہرائچی شیخہ - شیخ سید اجمل شیخہ - مخدوم جہانیان سید جلال بخاری شیخہ - شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ - ابوہ شیخ صدرالدین عارف شیخہ - ابوہ بہاءالاولیا - **قدست اسرارہم** شیخ عبدالبصیر شیخ جلال کے فرزند رشید ہین - والد ماجد کے سجادہ نشین یہی ہین - اور آپ کے مریدان کامل مین سے شیخ بہاءالدین احمد سہرندی ہین جو ارادتمندون مین اقدم تھے -

یاد شیخ نظام تھانیسری

آپ - صاحب توکل و تسلیم ہین - علم لدنی سے تعلیم پائی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین اپنے وطن سے سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گیے تھے - اور وہین حرمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل کی تھی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین بندر دکن کے جہاز پر سوار ہو کر شہر بیجاپور مین پلٹ آئے - یہان کے حاکم نے - اور نیز دیگر بزرگان دین و دولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر - نہایت تعظیم اور تواضع کی - جب یہان سے روانہ ہوئے - تو اپنے وطن مالوف مین پہونچے - پھر ملک عجم اور بلاد شمالی کی سیر و سیاحت کا شوق دل سے اُٹھہ کھڑا ہوا - بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہو گئے -

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہین - آپ چشتیہ سلسلہ مین شیخ سعدالدین بدایونی کے مرید تھے - نیز اپنے پدر بزرگوار اور ان کے پیر شیخ فتح اللہ مایونی سے بھی فیض یاب ہوئے تھے - شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدرالدین احمد شہاب قریشی ناگوری سے حاصل ہوا تھا - اور نیز شیخ صدرالدین احمد کے پیر شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بھی باطنی ؎ روشن کر کے فروغ خاطر پایا تھا۔

القصہ اللہ درویش قاسم تین واسطہ سے حضرت چراغ دہلی کو پہونچتے ہین قدست اسرارہم درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ ببائیہ مین ایک بلند اور بیش بہا شان رکھتے تھے ۔

یاد شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہین ۔ معرفت مشیخت ۔ کشف وکرامت فضیلت ۔ اور فراست ۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین ۔ آپ کے جد امجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہین ۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرماکر ۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بہیجا تہا ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسونوے مین جب کہ بیکر پرست راجہ پورنمل نامی حاکم صوبہ مالوہ تہا شیخ قصبہ دہار مین تشریف لائے ۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیے ۔ اقامت کا بستر بچہایا ۔ مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا ۔ ہمیشہ مناجات مین رہتے تہے ۔ بحکم ؎ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے ۔ با آخر گمنامی کا نقاب ۔ شہرت کے ہاتہ نے ۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات مین اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہین اٹہایا جب ملک مالوہ کی حکومت ۔ غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ مین آئی ۔ تو بہت اچہے اچہے لوگ فراہم ہوئے ۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی ۔ چہوٹے اور بڑے سب ۔ نے آپکے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پا چلا ۔ اور نذرات وفتوحات کے بازار مین گرمی پیدا ہوئی ۔ یہان تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہونچی ۔ اور پہر سلطنت خلجیہ کا زمانہ اخیر ہوگیا ۔ اپنے زمانہ مین سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد ۔ ایک خانقاہ ۔ اور صوفیوں اور فرزندون کے واسطے ایک بڑا دالان بنوا دیا بیت

بزر کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند	درین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر

آپ کی نسل مین سے کچہہ لوگ تو مرحوم ہین ۔ اور کچہہ لوگ مالوف قصبہ دہار مین اپنے آبا کرام کے قبہ خوابگاہ پر مجاور ہین ۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہین ۔ دیکہین ۔ توفیق کون سے دولتمند کو

؎ اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کی ہین ہم (بہی) اون کو ضرور اپنے رستے دکہا دینگے ۱۲

رہنمائی کے ذریعہ سے اِن تک پہونچاکر سعادت کونین بخشے۔

یاد شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف و محمود۔ اور احمد و عارف تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی چمک۔ اور برق حالات کی دمک عیان تھی۔ مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے پایا تھا۔ احوال اور واقعات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی ہو گئے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی مین معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے۔ ان ایام مین سلطان بہلول لودی۔ دارالخلافۃ دہلی کے شہرون مین ظاہری سلطنت کر رہا تھا۔ آپ کے کلمات مین عیسوی معجزات کا اثر تھا۔ تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب مین سے ہین۔

”اے عزیز۔ ارادہ۔ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا۔ اوسی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے۔ منزل حقیقت کو وصول زیادہ آسان اور جلد ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے۔ اپنے تیئن۔ مرشد دانا کے پاس پہونچاوے جس کو انسان کامل کہہ سکین اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ اور احوال سے آگاہ۔ اور ان کے ساتھ متحقق ہو۔ سالک ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے۔ اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور تقولی۔ بھوک۔ بیداری۔ قلبی خاموشی۔ اور باطنی تنہائی کو عمل مین رکھے۔ تاکہ ابرار کے مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے۔“

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و عنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد عبدالحق رودلی سے ہے۔ جن کا علم اور معرفت مین پایہ۔ اور استقامت و کرامت مین سرمایہ بہت بڑا تھا۔ ہمیشہ اپنا سر۔ مراقبہ فنا کے گریبان مین رکھا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو خدمت گزار صوفی لوگ کا حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو پھر بدستور وحدت کے قعر عمیق مین غرق ہو جاتے تھے۔ شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہین جو ایسے آفتاب تھے۔ جس کی شعاع۔ کمالات تھے۔ اوج۔ الٰہی جمال۔ اور شرف۔ ایزدی جلال تھا۔ نیز اپنے وقت مین

عالیشان درویشون مرگر تھے - خوابگاہ پانی پت مین ہے - کہتے ہین - خوابگاہ کے طواف سے اس قدر فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے - کہ بیان نہین ہوسکتا - لراسمہ

بعد از وفات تربت ما در زمین مجو	در سینہ ہائے مردم دانا مزار ماست

شیخ جلال کے مفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے - فرماتے تھے -

"طریقت مین منزلین اور مقامات ہین - اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے - جب تک ابتدا صحیح نہ ہو - اگر اصول ضائع ہو جاوینگے - تو وصول سے بہی حرمان ہو جاوے گا - اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین - اور بعض کے نزدیک سات ہین "

فی العوارف - فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم لله فانہ ان وصل الی نہایات القوم فقد لحق بالمنزل وان ادرکہ الموت قبل الوصول الی المنزل فاجرہ علی اللہ و کل من کانت بدایتہ احکم - کانت نہایتہ اتم

عوارف مین لکھا ہے - مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے - اس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا - تو منزل کو پہونچ گیا - اور اگر اوس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے - اوس کی انتہا تمام ہو جاوے گی -

اخبرنا ابو زرعۃ اجازۃ عن ابن خلف عن ابی عبد الرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الخلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک ھذا الطریق یحتاج الی احکام النیۃ واحکام النیۃ تنزیہہا من دواعی الھوی وکل ما کان فیہ للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجہ خالصاً للہ تعالیٰ -

ابو زرعہ سے روایت ہے - جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبد الرحمن سے ابو عبد الرحمن کو ابی العباس بغدادی سے - اور ابو العباس کو جعفر خلدی سے ہے - وہ کہتے ہین - مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے - وہ فرماتے تھے - اکثر عوائق - علائق حوائل - اور موانع - فساد ابتدا سے ہوتے ہین - لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے - اور نیت کی استواری

ہوا و ہوس کی مقتضیات سے۔ اور پھر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وكتب سالم ابن عبدالله الى عمر ابن عبد العزيز اعلم يا عمر ان عون الله للعبد بقدر النية فمن تمت نيته تم عون الله له۔ ومن قصرت عنه نيته قصر عنه عون الله بقدر ذلك

سالم ابن عبداللہ نے عمر ابن عبدالعزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہٗ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی اس کو آتی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام میں قصور کرے گی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کوتاہی کرے گی بقدر قصور نیت

وكتب بعض الصالحين الى اخيه خلص النية فى اعمالك يكفيك قليل من العمل ومن لم يهتد الى النية بنفسه ليصحب من تعلمه حسن النية

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال میں خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیئے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کر دیوے۔

قال سهل ابن عبد الله التستري اول ما يؤمر به المريد المبتدى التبرى من الحركات المذمومة ثم النقل الى الحركات المحمودة۔ ثم التفرد لامر الله تعالى ثم التوقف فى الرشاد ثم الثبات۔ ثم القرب الحاصل حتى تمسك المريد بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا يتحقق صدق اخلاصه الا بشيئين متابعة امر الشرع وقطع النظر عن الخلق وكل الآفات خلت

سہل ابن عبداللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتوں کی نسبت امر کیا جاتا ہے ان میں اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاص کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتیں مبتدیوں کو عارض ہوتی ہیں سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

علی اهل البلد ایات لموضع نظرهم الی الخلق وبلغنا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیث انه قال لایکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عنده کالاباعر اشارة الی قطع النظر عن الخلق والخروج عن وتوك التقید بعاداتهم ونقل فی معنے الصدق ان عابدا من بنی اسرائیل راودته ملکة من نفسه فقال اجعلوا الی ماء فی الخلاء تنظف به ثم صعد علی موضع فی القصر فرمی بنفسه فاوحی الله تعالے الی ملك الهواء الزم عبدی قال فلزم ووضعه علی الارض وصعاد فیها فقیل لابلیس الا اغویته فقال لیس لی سلطان علی من خالف هواه وبذل نفسه لله عزوجل - تمت

ہوتی ہین - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا ایمان کامل نہین ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ اونٹون کی شکل معلوم نہ ہون - اس مین اشارہ ہی اس طرف کہ مخلوقات سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات مین سے اپنے تئین خارج کرے - عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہو جاوے - اور رسول اللہ صلعم نے صدق کے بارہ مین ایک نقل فرمائی - کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تہا جس پر ایک ملکہ عاشق تہی - اُس عابد نے کہا میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکہہ دو تاکہ مین اُس سے صفائی جسم کرون - پہر عابد نے محل کے اندر ایک مقام سے دیوار پر چڑہ گیا - اور وہان سے نیچے کودا - تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تہام لے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - اُس فرشتہ نے اُس کو تہام لیا اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لاکر کہڑا کیا - پہر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہین کر سکا - اُس نے جواب دیا - میرا کوئی زور اُس شخص پر نہین چل سکتا ہے جو اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کر دیا ہو -

یہ چند باتین بہی شیخ جلال کے اقوال مین سے ہین یہ عمل بے علم سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے - اور علم باعمل صراط مستقیم ہے " اللّٰہم اهدنا الصراط المستقیم "[1] شیخ جلال - خلیفہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہین - حالات کے شغلون کو مخفی رکہنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین کا مشرب تہا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین مفقود الخبر ہو کر شہر دہلی مین سرمایہ معرفت

[1] یا اللہ ہم کو راہ راست دکہا ۱۲

جمع کرتے تھے - چونکہ اِن کی خدمت مین سلطان وقت کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - تو لوگون کے ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی مین خلل واقع ہوا - **بیت**

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست	جز بہ خلوت گاہ حق آرام نیست

بالآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت مین چلے گئے - اور وہان پر گوشہ گمنامی اختیار کیا - باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ - علما - اور حکما کا حلقہ بگوش ہونا - ایام زندگی ختم ہونا - اُس جگہہ خوابگاہ ہونا - اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی گلبہاری کے تذکرہ مین لکھے ہوئے ہین - وہان سے مطالعہ کرنے جاوین -

شیخ علی صابر - خلیفہ - اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہین - وصال شیخ علی صابر کا ہجری سنہ چھ سو نوے کے کسی مہینے مین ہے - خوابگاہ کوہپایہ کے توابع مین سے کسی مقام پر ہے -

یاد سید عبد الواحد

آپ - سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہین - صاحب مجاہدہ و مشاہدہ تھے صحت حال اور فصاحت مقال بھی رکھتے تھے سید حسینی کی نزہتہ الارواح پر ایک شرح لکھی ہے - جو قابل تحسین ہے - بہت سی توجیہات اور تاویلات کام مین لا کر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے -

آپ شیخ حسین اسکندرآبادی کے مرید ہین - جب ایکبارگی ترک و توبہ کی توفیق نے مال و منال اور عزوجاہ کا کردہ شیخ حسین اسکندرآبادی کے اعتقاد کے نذر کیا - تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت کی تلاش کرتے ہوئے شیخ صفی الدین عبد الصمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور مراسم ارادت بجا لاکر ذکر و فکر - مراقبہ - اور تصور مین مشغول ہو گئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی شیخ صفی - شیخ محمد قطب لکھنوی کے بزرگ خلیفہ ہین - جو اس وقت کے لوگون کی زبانون پر شیخ مینا کر کے مشہور تھے - سہروردیہ اور چشتیہ سلسلہ مین لوگون کو کلاہ ارادت - اور مریدون کو خلعت خلافت بخشا کرتے تھے اور طالبون کو ایزدی وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تھے -

یاد امیر سید صبغۃ اللہ

آپ بھروچی مولد - شطاری مشرب - اور وجیہ الملۃ احمدآبادی کے حالی فطرت شاگرد اور صاحب

ولایت خلیفہ ہین ۔ فضیلات اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف و کرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس و قرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق و صفا کی رشحات کا سرچشمہ تہے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہکر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب و دانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر سندہ کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس پر آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تہے۔ **بیت**

	کے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم		گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نو سو ننانوین مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبار گی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرا ٹہا۔ عنان اختیار ہاتہہ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کر کے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستہ سے احمدنگر دکن مین پہونچے۔ اس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچہہ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے۔ کہ **راقم** ماجرائے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے فیض حاصل کر رہا تہا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بہی شامل نشاط و طرب ہوا کرتا تہا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجہی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا		خاطر جمع و دل شاد بہسان بود مرا	

دوسرے سال جزیرہائے دریا کے عزم پر سامان باندہ کر تیار ہو گئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتہہ دل ہاتہہ مین لے کر اور تعظیم ملا کلام سے پیش آکر کچہہ مدت تک ٹہرایا۔ پہر سفر مبارک کا سامان کر دیا۔ اور جہاز خاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتہہ جمع کر کے۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا [۵] کی بشارت سے کامیاب

[۵] جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

ہوجب حسب دلخواہ مشتاق آنکھین مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئین - تو آپ نے بقیۃ العمر یہین رہنے کی نیت کر کے اسی نبوت کے شہر مین گھر اور خانقاہ بنالی - ہر چند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیور غال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور تسلیم مین گزار دی -

کہتے ہین - آپ کی زیادہ خواہش پر تفکر کر کے ایک رات خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام نے اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ - ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرون کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت مین رہکر صلوٰۃ اور صلوات صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہ بھی ہم نے اجازت دی ہے - کہ اپنے یارون مین سے جس کسی کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف مین رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیون کی نظر سے عنصری پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع مین چھپا کر مدینہ وحدت مین خوابگاہ اختیار فرمائی ہے - اُس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرما کر سرفراز نہین فرمایا ہے - الحمد للہ علیٰ ذلک -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہین ہین - اور اس کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کر ہی نہین سکتا - اس وجہ سے اِن معانی کا ادا - ایما - اشارات اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کر کے ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ کے کسی مہینے مین مدینہ معظمہ کی زمین مین کے اندر دفن کئے گئے رحمہ اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سردفتر - اولیاے کامگار کے سرگروہ - دانش مندان روزگار کے سرحلقہ - اور صلحاے تقویٰ شعار کے سردار تھے - جس وقت انسانی مظہر مراتب الٰہی کے ساتھ متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہین اس کمال کے جامعیت کے بارہ مین آپ فرماتے ہین -

الصوفی مختص ببعض الصفات دون الاسماء	صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ تو خصوصیت رکھتا ہے

فانها لا يليق بجناب العزة تعالى وتقدس
ومتخلق بالاسماء والصفات الحميدة
فان الصوفى من كان حزينًا فى القلب
عليلًا فى البدن دامعًا فى العين
خالصًا فى العمل جاهدًا فى الدعاء
خلقًا فى الثوب بائتًا فى المسجد رفيقًا
مع الفقراء باكيًا من الذنوب مونسًا
بالرب مزينًا بالزهد آكلًا للغضب هاديًا
لطالب قاريًا للقرآن كريمًا على الخلق
عالمًا باحكام الشرع ودقائقها
راحمًا على الناس رحيمًا عليهم بستر
عيوبهم مالكًا على النفس الامارة
متكبرًا عن المسئلة خالقًا للاخلاق
الحميدة باديًا لها بالرتبة خلاقًا
للاخلاق الحسنة الكلية مصورًا
لافعاله واقواله فى باطنه غفارًا
لذنوب رعيته من عبيده وامائه
وهابًا على الناس رزاقًا لاولاده
ولمن كان فى عياله فتاحًا على الخلق امورهم
عليمًا لعيوب نفسه قابضًا على الظلمة
باسطًا على الطلبة خافضًا للجهلة
رافعًا لارباب العلم معزًا لاصحاب الحقوق مذلًا
للكفرة والملاحدة سميعًا لذكر الله بصيرًا

کروہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہٗ کی شان کے لائق
نہین ہین۔ اور باقی اسماء و صفات الٰہی کے ساتھ تہذیب
یافتہ ہوتا ہے۔ پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
ہو۔ بدن کے اعتبار سے علیل ہو۔ آنکھون کے اعتبار سے
روتا ہوا ہو۔ عمل کی رو سے خالص ہو۔ دعا کے اندر کوشش
کرنے والا ہو۔ کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو۔ رات کو مسجد مین
رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو۔ گناہون کے خیال سے روتا ہو
رب کا مونس ہو۔ زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو غصہ کھاتا ہو
طالب کا ہادی ہو۔ قرآن کا پڑھنے والا ہو۔ مخلوق پر کریم ہو۔
احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو۔ لوگون پر رحم
کرنے والا ہو۔ اور ان پر اُن کے عیوب کے چھپانے سے
رحیم ہو۔ نفس امارہ پر مالک ہو۔ سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو۔
اخلاق حمیدہ کا خالق ہو۔ نیز رتبہ کے اعتبار سے اُن کا
آفرینندہ ہو۔ تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو۔ اپنے باطن کے
اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو۔ اُس کے
لونڈی غلام جو اُس کی رعیت ہین اُن کے گناہون کو معاف
کرتا ہو۔ لوگون کے اوپر بخشش کرتا ہو۔ اپنی اولاد کا۔ اور جو
اُس کے عیال مین ہے۔ اس کا رزاق ہو۔ خلقت پر
اُس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کے عیبون
کو جانتا ہو۔ ظالمون کے حق مین قابض اور طالبون کے
حق مین باسط ہو جاہلون کا درجہ پست اور ارباب علم کا مرتبہ
بلند کرنے والا ہو۔ اصحاب حقوق کو عزت اور کافرون اور
ملحدون کو ذلت دینے والا ہو السمیع جل شانہٗ کا ذکر سنے۔

لاحسانه حکما علی الخلق بالحق عدلا
فی احواله واقواله لطیفا فی غایته
خبیرا عن احوال الفقرآء حلیما
عن جواز الناس غفورا لتعدی
الخلق وظلمهم شکورا عن نعم
الهادی علیا بالهمة حفیظا عن
ارتکاب المعاصی حسیبا لافعاله
واقواله جلیلا متنزها عن
اصحاب الدول رقیبا لرعیته
من ظلم الظالم مجیبا لسوال
السآئلین واسعا بقوة من فی
عیاله حکیما فی امره ودودا
لاصحاب الزحمة مجیدا فی ورعه
باعثا لافعاله واقواله الحسنة
شهیدا علی الناس بالصدق حقا
فی الطاعة وکیلا فی امر الدنیا
والدین قویا فی الذات متینا فی
العبادات ولیا لارباب الخیرات
حمیدا فی الصفات محصیا
للحرکات والسکنات الواردة
من النفس الامارة فی الیوم
واللیلة معیدا للصیام والصلوة
باعتبار تحقق الشبهات محییا

اور اُس کا احسان سمجھے - مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو - اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو -
غایت درجہ لطیف ہو - فقرا کے احوال سنے باخبر ہو لوگون سے
جو تجاوز ہو جاوے - اُس پر حلیم ہو - خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو - اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتون کا شکر کرے -
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے - اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو - صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو - ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو - جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے - اپنے بارہ
مین حکیم ہو - تکلیف والون کا دوست ہو - اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو - اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو - صدق
کے ساتھ لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو - طاعت کے اندر درست
ہو - دنیا اور دین کے کامون مین وکیل ہو - اپنی ذات سے قایم
ہو - عبادت کے اندر متین ہو - ارباب خیرات کا دوست ہو -
صفات کے اندر محمود ہو - جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہون - اُن کا ضابطہ
ہو جب شبہات کا ورود ہو - تو روزون کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو - اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو - افعال ردیہ کا نیست و نابود کرنے والا ہو - روح کے
ساتھ زندہ ہو - عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو - حسنات
کا حاصل کرنے والا ہو - اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو -
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو - خلق کے اندر ایک ہو کر رہے

للاخلاق الحميدة مجتنبا للافعال الردية حييا
بالروح قويا للعبادات الباقيات واجلا للحسنات عاجلا
عن سوال الاغنياء و احدا بالعزلة احدا
فى الخلق سمدا فى حوائج الرعية مقتدرا
بالقدرة الالهية مقدما لحوائج الناس موخرا
لحوائج النفس اولا فى الاتيان بالاوامر اخرا
فى الخروج من المسجد ظاهرا فى الفرائض خفيا
فى النوافل عاليا على النفس متعاليا على الخلق
بكثرة الطاعات برا فى المعاملات توابا فى عصيان
العصاة منتقما من النفس عفوا من الناس رؤفا
على الضعفاء مليكا على النفس لجميع اوامره
هاديا للخلق الى الطاعات غنيا عن الناس معطيا
للسائلين سوالهم مانعا للنفس عن ارتكاب
المعاصى مبتغيا فى الخيرات نافعا للغير نورا
لاصحاب الضلالة بالافعال الحميدة وارثا فى الارض
بالصلاحية مرشدا لاصحاب الارادة قد شيد لهم
عن ظلم الخلق حافظا الحقوق اصحاب الوعظ عند هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى اشتهر
من الامام الغزالى قدس الله تعالى روحه ان
للعبد شركة فى كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها وبعدا انه غير واصل
بالله تعالى شانه وتعالت آياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربراری مین ساعی ہو۔ الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو۔ لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے۔ اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے اور امر کی تعمیل مین اول ہو۔
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو۔ فرائض کو ظاہر طور ادا
کرے۔ نوافل مخفی پڑھے۔ اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ور ہو۔ معاملات مین
نیک ہو۔ عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے۔ اپنے
نفس سے انتقام لیوے۔ اور لوگون کو معاف کرے۔ چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو۔ اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے۔ لوگون سے غنی
ہو۔ سائلین کے سوال پورے کرے۔ نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے۔ خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے۔ گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو۔ زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو۔ اصحاب ارادہ کا مرشد ہو۔ ان کو ظلم خلق سے نیک ہدایت
دیوے اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو۔ اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے اسرار ظاہر ہو گئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہو گئے
ہین۔ اور یہ معنی امام غزالی سے پہونچے ہین۔ قدس اللہ تعالےٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے۔ اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے۔ کہ اللہ جس کی شان اور آیات عالی ہین
اور جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو پہونچ نہین سکتا ہے۔

یادِ شیخ جلال واصل رحمۃ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ - مولانا خواجگی بخوبی کی نسل سے - اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین - آپ کے دل کا سویدا مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[۱] کے روز مین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی - سرود و سماع کی بزم پر آپ عاشق تھے - آپ کے وجد اور حالت کا سوز - قلوب کی مستعداد اور قابلیت کے موافق - حاضرین انجمن مین سرایت کرکے ان کو خود بینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا - کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا - عیال کا مسکن - عبادت کا حجرہ - اور عاقبت کا مرقد زمین کالپی مین ہے - آپ کے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین - خدا کرے - ان کو آبائے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو - سب سے بڑے شیخ افضل تھے - درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے - پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا - دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین - فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے - تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین - فضیلیات اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے - درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین - توکل - تسلیم - عزلت - خلوت - گزشتگی - اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین - خدا کرے - اکملیت کے درجہ کو پہونچین -

یادِ شیخ بابو سندہی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی رکھا ہے - فنا کے صحرا - اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندہی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے - شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مریدہ ہین - شہر برہان پور کے اندر سندہیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا - جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گرگیا - اور اس کی مرمت کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا - تو آپنے چاہا - کہ راقم گزارے اس بارہ مین مشورہ کے

---

[۱] انکشاف اور استتار - اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲ -

طور پر کچھ بات چیت کریں۔ اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماویں اسی خیال کے اندر ناگاہ یاندیشہ ہوا۔ کہ اولاً اس باب میں استخارہ کرنا درویشوں کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے۔ مثنوی منطق الطیر ہاتھ میں تھی۔ اس کو تفاول کے طور پر کھولا۔ یہ ابیات برآمد ہوئیں۔ **ابیات**

گلخن ست این جملہ دنیاے دون	قصر تو عیندست ازین گلخن کنون
قصر تو گر خلد جنت آمدست	باجل زندان محنت آمدست
گر نبودی مرگ را بر خلق دست	لائق افتادے درین منزل نشست

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ اس کے بعد ہر چند تعمیر در و دیوار کے واسطے التماس کی آوازیں بلند کی گئیں۔ لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر فرار کی عمارت تیار ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے بے در و دیوار اسی ویران گھر میں عمر گزاری۔ **بیت**

در این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود	پے پاس متاعش رخنۂ دیوار بربستن

یاد شیخ بدھا طیب بہاری

آپ اپنے زمانہ میں ظاہری معلومات کی۔ اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینوں میں سر حلقہ۔ اور معنوی و حقیقی محفل کے محرموں کے اندر قطب تھے۔ محقق دانشوران ہند۔ مولانا حاتم سنبھلی فرماتے تھے شیخ بدھا کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تھی۔ ان میں سے چند بداندیش سیاہ باطن لوگ۔ آپ کی خداداد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بھی خیلگی پشت میں اس جماعت کی مثل تھے۔ اور فرمان روایان ملک۔ دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی میں سرشار ہوتے ہی ہیں۔ ان کے ساتھ وہ لوگ موافق ہو کر قرار دیتے تھے۔ کہ امتحان کی انجمن ترتیب دیجاوے تاکہ جو مدعی دعویٰ بلا برہان رکھتے ہیں۔ وہ الزام اور انفعال کے گوشہ میں خاموش ہو کر بیٹھیں۔ اور اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کس جاوے۔ چاہتے تھے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات میں فرق پیدا کریں۔ ہر چند یہ منصوبے۔ زمانہ پرستوں کی خواہش کی بساط پر مکرر بچھائے گئے۔ لیکن کسی شخص کو کسی مجلس میں آپ کے متین کلام میں معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجائش نہیں ملی بلکہ معرفتوں کے بیان کرنے کی قوت۔ آپ کی ذات شریف کے سوا۔ دوسرے کو میسر ہی نہیں ہوئی۔ اور تمام امتحانات کے مقامات سے

آپ نے فتح اور فرخندگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی - نتیجہ اس کا یہ ہوا - کہ حاضرین انجمن نے آپ کی گفتار کے شاہوار موتیون سے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا[۱] کا گوشوارہ بنا کر ارادت اور اطاعت کے کان مین پہنا - اور ہونٹون پر خاموشی کی مہر لگائی - حافظ

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دُردکشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدھا طبیب بہاری کے ہم نام ہین - علوم متعارفہ کے اندر آپکے مطالعہ سے فنون کے اعتراضات اور مشکلات حل ہوکر بالکل روشن ہوجاتی تھین - چونکہ آپکی صحبت سے حق ثابت اور باطل معدوم ہوجاتا تھا - آپ سخن حق کو خلا و ملا مین پوشیدہ نہین رکھتے تھے - اور بلند آواز کے ساتھ - نماز کی اذان کی طرح لوگون کے کان مین پہونچاتے تھے - اسواسطے آپ حقانی لفظ کے ساتھ مشہور ہوئے - باطنی کمالات کا کسب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت باعظمت سے کیا تھا - آپ کا ارمغا طب کو قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا[۲] تھا -

اراد بالحق ھٰھنا الاسلام والدین و بالباطل الکفر و الشرائع والحق المطلق ھو الموجود والحق المقید ما کان حسنا فی العقیدۃ والفعل والنطق والباطل نقیض الحق واللہ حق علی معنی انہ موجود وانہ ذو الحق وانہ محقق الحق یقال الحق ما کان للہ والباطل ما کان لغیر اللہ ویقال الحق من الخواطر ما دعی الی اللہ والباطل ما دعی الی غیر اللہ

اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے - اور باطل سے مراد کفر اور شرک - مطلق حق موجود ہے اور مقید حق وہ ہے - جو عقیدہ مین فعل مین - اور نطق مین نیک ہو - اور باطل نقیض حق ہوتا ہے اور اللہ حق ہے اس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے - اور وہ ذو الحق ہے - اور وہ احقاق حق کرنے والا ہے - یہ بھی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو - اور باطل وہ ہے جو غیر اللہ کے واسطے ہو - اور یہ بھی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے جسکا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رخ غیر اللہ کی طرف ہو

[۱] - ہمنے سنا - اور قبول کیا - [۲] (اے پیغمبر لوگون سے) کہدو - کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل نیست و نابود ہوا - اور (دین) باطل نیست و نابود ہونے والا ہی تھا ۱۲ منہ

یاد شیخ دولت ابن شیخ عبد الملک منیری

آپ علم آموز ـ عمل اندوز ـ دانش گستر ـ اور بینش پرور تھے ـ جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی ـ مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل ـ میان بدن منیری سے کر کے ـ ظاہری آراستگی کمال درجہ پر کر چکے ـ تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میان بدن کی خدمت مین ہی ادا کئے ـ جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے پانون سے ـ طریقت کا راستہ چل کر ـ درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین[۵] احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے ـ تو خلافت کا خرقہ ـ اور اجازت کا فرمان بھی ملا ـ آپ کی مانند فطرت مین ـ فراست مین ـ فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین ـ میان بدن کے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے ـ شیخ اجمل ـ شیخ عبد الکریم ـ سید احمد بہاری ـ شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ خلیل بٹنی ـ جن کے نام سے موضع نوادہ منسوب ہے شیخ حافظ ساری ـ شیخ یعقوب ـ جن کے نام ایک مدت تک دار الخلافۃ آگرہ کی قضا کا عہدہ رہا ـ اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے ـ اس حلقہ مین آپ مثال مرکز تھے ـ شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا ـ

آپ کی ایک سرگذشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے ـ کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے ـ اثنای راہ مین ایک شخص ملا ـ اس نے کہا ـ میری لڑکی کے کار خیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے ـ جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے ـ اور آپ کے چہرہ سے مین آلٰہی بخشش کا فروغ مشاہدہ کرتا ہون ـ لہذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین ـ آپ نے مرحبا کہکر خادم کو فرمایا ـ جس قدر نقد جیب مین موجود ہو ـ اس سائل کے سامنے رکھدو ـ خادم نے عرض کیا ـ ایک سو درم مسکوک موجود ہین ـ اگر ارشاد ہو ـ تو کل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون ـ آپ نے فرمایا ـ غم نہ کرو ـ کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا ـ دونون ساتھ ساتھ ہین ـ کوئی فردا ے روزی کے نہین

[۵] تلوین اور تمکین اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

ہوگی - تمام نقد بغیر توڑے پھوڑے اس شخص کو دیدو - ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر نہین گیا تھا کہ دو سوار اُسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بیس دینار زر سرخ - یومیہ فردا کے نام سے پیش کئے - اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہوگئے -

دیگر قاضی عبد اللہ نامی ایک عالم قصبہ منیر مین رہتے تھے - مشائخ طریقت کی راہ و روش - بیعت خلافت - اور خرقہ پوشی ہے - اس سے انکار رکہتے تھے - ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا کہ کوٹھہ کے اوپر مخدوم شیخ شرف الدین - شیخ احمد چرم پوش - مولانا عبد الرحمن جامی - اور امیر خسرو بیٹھے ہوئے معرفت کی باتین کر رہے ہین - اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کھڑے ہوئے ہین - مولانا جامی نے ہم نشینون سے شیخ دولت کے اوپر چڑھ آنے کے واسطے اجازت لے لی - جب شیخ دولت اوپر چلے گئے - تو اُنہون نے کہا - قاضی عبد اللہ بھی حاضر ہین - حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے - شرف الاولیا نے فرمایا - یہ ازل سے سائل کے حوالہ ہین - اپنا مرید کر لینا چاہئیے - چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تھوڑے سے بال مقراض سے کتر لئے - اور مراسم ارادت ادا کئے صبح کو جب مین مراسم ارادت بجا لانے کے لئے شیخ کی ملازمت مین گیا - تو مسکرا کر فرمایا - عبد اللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے - اس بارہ مین مشائخ کی رسمین جو کچھ تہین رات کو ادا ہو چکی ہین - یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا - بالآخر شجرہ اور ٹوپی جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے - لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہوگیا -

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری - اُس ملک کے حکام اور فرمان روا - آپ کے ساتھہ معتقدانہ سلوک کیا کرتے تھے - اور بار بار سیورغال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے التماس کرتے تھے - لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے یہ گوارا نہین کیا - اور مضمون التماس پر کان ہی نہین دہرے - بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے آبا و اجداد کے پاس تہین - اُن سب کو لپیٹ کر آپ نے آگ دکہا دی - اور دل کو وافوض امری الی اللہ [۱] کے سپرد کر کے اس سرچشمہ سے شاداب کیا - کہتے ہین - جب آپ کے گوشہ خلوت مین اسم **القابض** کی تجلی سے دل کے اوپر تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تہا - تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے اعتبار سے زیادہ دور ہوتا تہا تنہا چلے جایا کرتے تہے - اور چند روز ایسی جگہ مین جہان سراغ

---

[۱] مین اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہین لگ سکتا تھا۔ مراقبہ مین مشغول ہو جاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہو جاوے۔ بیت

تا کے چو گنج غوثی ویرانہ دوست یافتی	شد سودہ در رہ تو پا ہائے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہو جاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپ کو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپ کے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کلمہ حق حق کہتے تو تب کہین ہستی کا ادراک **لاتعین** کے مرتبہ سے نزول فرما کر اس تعینی مظہر کے ساتھہ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت **ما ھو المکتوب** کے ادا کرنے مین مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھہ پوری کر کے ہجری سنہ ایک ہزار انیس کے کسی مہینے مین ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوانگاہ منیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپ کی زاد بوم گجرات ہے نشوونما اور اوان احمد آباد مین پایا ہے تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتون کے مالک ہین۔ رسمی علم مین وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت مین شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہین جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من العرف شیخ اوہن۔ ابن شیخ بہاو الدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت مین گجرات سے خاندیس مین آئے ہین۔ اور برہان پور مین مسجد اور خانقاہ بنائی ہے۔ ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کا درس مین مشغول رہتے ہین۔ بہت سے طالب آپ کی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ آپ از بس کہ روضہ نبوی **علیہ السلام** کی زیارت پر دل اور شیفتہ ہین۔ اسواسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار انگر دریا کے کنارون پر پہونچ جاتے ہین۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آیندہ موسم تک صبر کرتے ہین۔ ورنہ اپنے مطلوب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہو جاتے ہین۔ اسی طریق سے اگلی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونون جہان کی سعادت حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سنت کے راستہ مین استواری کے ساتھہ رکہکر

صراط مستقیم پر چل رہے ہین - سماع و سرود کی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے اولین بارہ روز مین روز مرہ رات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھہ پڑہتی ہے - اور جو کچھہ آپ کی بساط مین ہوتا ہے وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی خدمت کرنے مین صرف ہو جاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جو کچھہ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھہ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجا کر اُس ملک کے فقرا کو تقسیم کر دیوے - اِن دو اہم کامون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین ستر کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالے جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچا دے -

شیخ ادہن - جو شیخ ماوے کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس اور بزرگان دین دولت کے اندر رئیس تہے - کہتے ہین - مولانا علاء الدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ ادہن - اپنے زمانہ مین بے نظیر ہین - مولانا محمد بر غلی کے بہائی مولانا حافظ بر غلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ ادہن کے حلقہ مین داخل ہو کر ہمیشہ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نوسو بنیسٹہہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا تو شیخ ادہن کی خدمت مین حاضر ہو کر بہت کچھہ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ سب قسم کے لوگون نے اپنی گردن شیخ ادہن کی ارادت کے طوق مین دے رکہی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق کافی طور پر حاصل کر کے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نوسو ستر مین حقیقی محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبد الحق حقی تخلص

آپ حقی تخلص - قادری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی امداکتساب اور عالم اجسام کے موالید نامہ کی رموز سے واقف ہین سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات - جوکسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کی
صورعلیہ مین عیان کے تختے پر لکھتا ہون - ہجری سنہ نوسوپچانوین کے آغاز مین سفر حجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے ان
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت - مہر سپہر مجد و مکرمت - مروج مراسم ملک و ملت - بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ - حاکم ممالک صوبہ مالوہ - مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ - شہر اجین مین
بطریق قیام تشریف رکھتے تھے - جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العبرۃ
مشہد (مانڈو) مین آئے - تو ان ایام مین راقم گلزار نے بھی آپ کے بافروغ دیدار سے بہت کچھ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تھے - بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے - کہ موسم جہاز گزر
چکا تھا - میرزا نظام الدین احمد اُس صوبہ کے بخشی تھے - انہون نے بے حد التماس کر کے آیندہ موسم تک
ٹھیرایا اور نہایت خواہش کے ساتھ آپ کی خدمتین انجام دین - پھر جب دوسرا سال آیا - تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے - وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبدالوہاب رہتے تھے - ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا - اور نیز اس محل
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بھی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی - القصۃ لطولہا جب آپ
مراجعت کر کے اپنے وطن مالوف مین پہونچے - تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیروسیاحت کا اندیشہ
عزم کے مذاق مین تلخ کر دیا - آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے - آپ ہمیشہ صبروسکون
کا بالون - آسودگی کے دامن مین پھیلا ہوا رکھتے ہین - اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کے درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات بے عام رہین - اور باایہمہ الحمدللہ آپ نے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کی پردہ نشینون کی تصویر بھی قلم کی نقاشی سے کھینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویرخانہ
مین جگہ دی ہے - بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نامزد ہے - اس کتاب کی
خوبیان - تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین چونکہ آپ نے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام اور
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے باحقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتھ لکھے ہین - اسواسطے
راقم نے اس حامل الاختصار نسخہ مین صدر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا - بلکہ تیمناً فہرست کے طور پر

اورعنوان کی طرح - اس عزیز ماجرا مین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین - خدا کرے - پدر بزرگوار کی شائستگی سے سب کی عمرون کی نوعروس - علم وعمل کے زیور سے - ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ جلوہ گر رہے -

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص - اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین - فنون معقول کے مسائل کے ذاکر اور طبقات سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر وتاریخ کی کتب مین مسطور ہین - آپ فارسی شعر کو اعلیٰ درجہ پر پہونچا کر فن انشا مین آثار استادی - ظاہر کرتے ہین - اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین - وہ الفاظ اور تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین - کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین - آپ کے موروثان اعلیٰ خواجہ عبد اللہ نامی کی پاک نسل سے ہین - جن کے باکمال حالات - نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی نے لکھے ہین - خواجہ عبد اللہ امامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن وہ ہین - جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی - یہ دو بیتین اُسی غزل مین سے ہین حافظ

	نہ میل لالہ ونسرین نہ برگ نسترن دارم چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم		چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ برندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن	

دوسرے یہ ہے - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مدظلہ کی سپہ سالاری کی ملازمت مین دکن کی یورش پر عازم ہوکر آئے تھے - مولانا نظیری نیشاپوری - بوالقلی بیگ انیس - ملا حب علی سندہی - شریف کاشی - ملا کاہی سبزواری ملا بقائی - یہ تمام اصحاب - اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی رفاقت مین تھی - یہ جملہ اصحاب منڈو (مانڈو) کے راستے سے گذرے - جو راقم کا غریب خانہ ہے - روحانی شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف اب یہ موقع آیا - تو صدر الذکر شناسائی - غیب کے تہ خانہ سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی - اور بہر دو نون جانب سے حولی اس کی پرورش - لہذا نوزادگی کے درجہ سے اوبھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی لیکن اس تربیت کی معین

معرفت کے جسم پر مفارقت کی بیماری مکرر عارض ہوئی - الحمدللہ کہ بغیر آفت دیکھے ہوئے - ہر دفعہ مرض مفارقت صحت قرب کے ساتھہ تبدیل ہوتا رہا - القصہ لطولہا ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین پہر آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد ابت ملاقات ہوچکی - اور یہ وقت وہ وقت تہا کہ راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکہہ رہا تہا - لہذا گزرے ہوئے خاص خاص واقعات دریافت کئے گئے - فرمایا -

"ہجری سنہ نو سو چونسٹھہ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا - توکچہہ علوم تو شیراز مین - اور کچہہ اپنی زاد بوم مین تحصیل کرکے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑہنے مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکہا - تو کلام کا وزن برابر کرنے کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی سے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا - سر مین بہری - فرمان دل کی اطاعت کرکے اپنے مکان سے لار ہو کر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر جیول کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اوترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو کشان کشان احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دار الخلافۃ شاہنشاہی مین تشریف رکہتے تہے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہوکر اپنے تئین نواب معظلہ کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جہاڑنے پایا تہا - کہ ہمرکاب دولت تہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - الٰہی تائید شامل حال تہی کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اُس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تہا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بہی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین بہگتنی تہی - سو بلا توقف اودہر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چہہ مین بہیس مقصود کی لڑائی کے بعد حسب قرار داد بیان سے فارغ ہوکر لشکر سوہنج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دوست زندگی سے نا امید ہوکر اخروی سفر کے سامان مین مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ دنیا کے کام کو ہاتہہ نہین لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ مجاز مین صرف کرون گا - اسی بعد سے شفا کا ستارہ طلوع ہوکر اونچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تہا -

اسواسطے شمسی چند دورین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اور دل کو کامل طور پونیاوی گرفتاری اور آلائش سے نجات دی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین حجاز کے مبارک سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گھاٹیان طے کر کے - اس باسعادت سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کر کے بندر سورت کے کنارہ پر آترا - جب برہان پور مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی محبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر رہا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے - کہ جو کام صفاے طبیعت کے ساتھہ کیا جاوے - اُس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکھا - اور جہانگیری عالی شان دربار سے سیورغال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار کر لیا ہے "

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر - فقراے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خدا کے ساتھہ مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے ایہا السامعون ان ایام مین خانخانانی انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک ایسا دائرہ فراہم ہوا تھا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین بھی منعقد نہ کر سکین - آپ لوگ - اس راست کلام کو صرف آواز اور مدح کا نقش نہ سمجھین - کیونکہ اگر آپ لوگ منصفانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت کے حضور مین بہت سے پیش کئے جا سکتے ہین بالخصوص یہ سرآوردون کی جماعت جس کے نام اوپر لکھے جا چکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور مہذب الاخلاق تھے - آپ کے کلام کی ہجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کھائے ہوئے دل کا نالہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انھون نے زندگانی کے آخرین حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پھیر دیا تھا - اولاً عربی عبارت مین جسارت راقم گرچہ

کی مصاحبت سے پیدا کی تھی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا حصہ رہا تھا اس کے اندر احمد آباد مین قیام کر کے دینی علوم تحصیل کئے تفسیر و حدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری دائرہ والا کی خدمت مین کی تھی - ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو توجہ فرما گئے بیت

لا ینفع العلم والآداب والحجے	وصاحبها عند الکمال یموت

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل و فراست کی فصل کی نو بہار رضا و ریاضت کی بربیع کے نوروز کشف و کرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات و مقامات کے خداوند ہین شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل ان کے درس مین کر کے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے - آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکھا گیا ہے - کہ جب سماع کے وقت آپ تواجد کے ہاتھون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر - شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتھ ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آبائے کرام کی معرفت کے چراغ مین از سر نو روشنی پیدا ہو گئی ہے مصرع کجا حدیث حسنش را ہنوز آغاز می بینیم -

مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین - اور آپ بھی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

میان عاشق و معشوق صحبت عجب است	اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد

خدا کرے - ان دونون اوج شرف کے نیّرین - اور دونون برج سعادت کے قمرین کی تربیت کا پرتو - ابن الاشتیاق کے سر پر ابدالآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے بڑے دولت مند

مین سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی - راقم گلزار کے ساتھ بہت کچھ رسم دوستی رکھا کرتے تھے رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار کہا کرتے تھے - آزاد خاطر - فارغ البال نوعی شرکا سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دیئے ہوئے حصہ پر خوشنود تھے - اپنے مرشد کے خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے منجملہ اُن کے چند بیانات کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا - باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا -

رومی نگارخانہ مین سے ایک بات ہے - کہ سید محمد قادری کے بیٹے - سید عبداللطیف نے شیخ عبدالرحیم چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالہ سے فرمایا ہے - کہ شیخ عبدالرحیم کہتے تھے - ایک رات اعتکاف کے اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا - کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین - اور مسیح الاولیا مسکراتے ہوئے فرماتے تھے - مجہ جیسے شخص کو اس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو - قصہ کوتاہ - ان چارون شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا - اور سبنے ازراہ طرب سامنے ادب سے ہاتھہ باندھ کر مبارک بادمین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین - جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت مین گیا - تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے - اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا - اور مجکو کہنے سے روک دیا - درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی - تو وہی خواب کی سرگذشت مجھسے بے کم وکاست خود ظاہر فرمائی - مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا - کہ میری خواب اضغاث احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی -

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے - اور نسل افغان سے ہین - بے خودی - بے نیازی - اور آزادی - آپ کا شعار ہے - جب جوانی تھی - تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گذاری - اُنھین ایام مین ایک حسینہ عورت پر بہی نظر جا پڑی تھی - اور آپ اسیر نگاہ ہوگئے تھے - مجازی محبت کا غلبہ ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا سبب ہوا - اور رفتہ رفتہ نوبت بہ جذبہ پہونچی - سارنگ پور مالوہ مین رہتے ہین - صادر و وارد لوگ ہمیشہ اُنکی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے عجائبات دیکھتے ہین جو خرق عادات تو نہین - البتہ قریب بہ خرق عادات ضرور ہین - القصہ للہ آپ شراب جذبات سے مست - اور خمخانہ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا ہاشمی الدین سارنگ پوری کے خدمت مین مدظلال افادتہ یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لا سکا - اس مین شک نہین جو شے مرہون وقت ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہوسکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے بڑھی ہوئی ہے راقم آپ کی ازخود رفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ اور پیر صحبت محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک و توبہ کی توفیق نے آپ کے آرزومند دل کی فریاد رسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گھر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹھکر طالبون کی ہدایت کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا کاغذ آپنے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر قدم فرسائی کرتے کرتے شہر منڈو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی دلبستگی کی تھوڑی سی جھلک نمایان ہوئی - پھر حق شناسی کے آثار روز افزون بڑھنے شروع ہوئے - چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے تصورات کا نشیب و فراز طے کر کے شطاری راہ و روش سے آشنا ہوگئے تین سال بعد محمود العواقب نے صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضاے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے - گزران کی - جب حضرت غوث الاولیا کی زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کر کے آیا - تو باطنی جذبات کے ساتھہ روانہ گوالیار ہوئے - گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبد اللہ - اور شیخ ضیاء اللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض حاصل کیا - اِس درمیان مین صوبہ دہلی - اور ممالک شرقی و شمالی کی سیر و سیاحت کر کے - شہر نشین دانشورون اور صحرا گزین خدا پرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبایا - اور صفائے قلب کی بدولت سرچشمۂ وحدت کے کنارہ سے - کامیابی کے ساتھہ سیراب ہوئے - کم و بیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین پیر بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا - چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے - یہان پر کچھہ اوپر ایک سال بسر کرنے کے بعد - پھر شوقِ گوالیار - گوالیار - کو لے گیا - جب بمقام گوالیار پہونچے - تو حضرت غوث الاولیا کے جانشین شیخ عبد اللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا - چنانچہ شیخ عبد اللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ ہوئے - آپ نے چند روز تو شیخ عبد اللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھہ افسوس اور تاسف کے اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کیے - پھر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس مین بماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوف مین داخل ہوئے - جو کچھہ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ تھا - اختصار کے طور پر لکھا گیا - لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھہ ہے - اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت مین نہین ہے -

یاد شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کر کے ظاہری علم تحصیل کیا تھا - نیز سلوک کے راستہ مین قدم رکھکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین - عبادات - اوراد - دعوات - اذکار - اور اشغال عمل مین لا چکے ہین - اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کر کے ایک لحظہ بھی بیکار نہین جانے دیتے ہین - احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی عزت سے معمور رکھتے ہین - آپ کی طبیعت اخفا دوست واقع ہوئی ہے - اِس لیے شہرت کے مقابلہ مین گمنامی کو اختیار کیا ہے - ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گھسنے نہین دیتے ہین - آپ کی والدہ ماجدہ افضل و اعلم روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین - جنھون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت کے زمانہ مین گجرات مین آکر چانپانیر مین قیام فرمایا تھا - امیر شاہ میر - صدر الدین محمد شیرازی - اور مولانا جلال الدین محمد

دوانی یہ تینون بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس مین صدر نشین تھے۔ جب راقم گذرا ہجری سنہ ایک ہزار تین
مین وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمد آباد گیا تھا۔ تو اُس وقت
مین شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن مین ایک تقریب سے گذارش کیا۔ کہ علی العموم
مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل مین
ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمایئے تاکہ ذہن کی خلوت مین بیٹھنے والیان تحریر کے کھلے ہوئے میدان
مین نکل کر اپنا جلوہ دکھائین۔ آپنے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا
ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اُٹھانے کی توفیق ہی نہین ہوئی
بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین شیخ ابو الخیر مبارک خضر۔ جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے
بہت سے آثار نمایان تھے۔ بطریق سفارت میرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت مین جانے کے
واسطے اجین مالوہ مین آئے تو غوثی بھی ان ایام مین مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے اجین
کو گیا تھا۔ چونکہ شیخ ابو الخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اُس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر
اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مانع غیبت
معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتین کر کے اِس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ
کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابو الخیر کی گفتار آلہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت
گزاری کے ہاتھ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی
صورت مین آیا۔ لیکن اُس کی تصحیح اور صاف کرنے مین ہر اٹکاؤ کی شکل پیدا ہوگئی۔ آخر کار مسیح القلوب
کے پیامی اور زبانی تازیانے جو غیبت اور حضور مین وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے قلم تصحیح کی روانی
کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس
کے رجب مہینے مین اتمام کو پہونچا۔ اِس ماجرا کے بیان کرنے کی علّت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا
(شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اِس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نا اندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔
کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستون کی مددگاری سے۔ کاغذی صفحون کے باغچہ مین اٹھارہ سال بعد
درخت کی مانند بارور ہوا۔

جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہین جو معین ہے اور اُس کا حُسن ودوام	الحمد للہ المعین وحسن لقائہ

لمن سعوا فیہ قولہ تعالیٰ ـ ومن اراد الاٰخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مؤمن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا ـ علامۃ من اراد الاٰخرۃ علی الحقیقۃ ان یسعیٰ لھا وارادۃ الاٰخرۃ اذا تجردت عن العمل لھا کانت تمنیا لا ارادۃ

قولہ تعالیٰ ـ وھو مؤمن ای فی المآل کما انہ مؤمن فی الحال ویقال وھو مؤمن بان نجاتہ بفضلہ لا بسعیہ

قیل السعی المشکور المقبول ومع القبول یکون فی التضعیف موفورا کما ان صدقۃ العبد یربیھا ویکثرھا فکذلک طاعۃ العبد اذا شکرھا ینمیھا ویکثرھا ـ

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے قولہ تعالیٰ ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو ـ اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی کوشش جو کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو ـ تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی ـ جس شخص نے فی الحقیقۃ آخرت چاہی ـ اُس کی علامت یہ ہے کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا ـ تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے ـ

قولہ تعالیٰ وہو مومن ـ ترجمہ ـ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو ـ یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکھتا ہے حال مین ـ نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل آلہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے ـ

کہتے ہین ـ سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو ـ اور قبول کے ساتھہ وہ چند ہونے مین زیادہ ہو ـ جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑہاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے ـ اسی طرح بندہ کی طاعت ـ جب بندہ شکرگزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑہاتی ہے ـ اور زیادہ کرتی ہے ـ

یادِ شیخ حسن ابن موسیٰ احمد آبادی

آپ راقم گلزار کے پدر بزرگوار ہین ـ کلام مجید کے حافظ ـ اور رسمی علم کے عالم تھے ـ آپ کے والد ماجد نے چہار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تھا ـ آٹھوین سال مین ربانی کلام حفظ کرلیا ـ اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے ـ ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح ـ عیسوی کالبد کی طرح ـ آسمان کو چلی گئی جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت ـ فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے ـ لیکن آپ کسی قدر نحو ـ فقہ ـ اور حدیث کے سوا کچھہ تحصیل نہ کرسکے ـ مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کرکے خانقاہ مین رہتے تھے ـ ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکر کشی کی تھی - اور سلطانی خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا - ان حوصلہ آزما اور خرد ربا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی فوجین یورش کر کے آئین - قاعدہ کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا[۱] یہان تک کہ ثریا کے متصل چھہ ستارون کی طرح جو لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہو کر تمام ہند کے شہرون مین پراگندہ ہو گئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب سے جو پریشان خاطر تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تھا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ بالا واقعات پر مزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھہ گھر سے بھی آوارہ کر دیا لہذا آپ ہمایونی باظفر لشکر کے ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آ گئے - ایک موضع نوضرہ نامی شہر منڈو (مانڈو) سے شمالی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھہ نہین لگایا صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اِس عمارت مین آپ قیام فرما کر تن کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال بہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے روا - و ناروا - اور حلال و حرام کی تمیز اور پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت پسند کھانے کو چاہتا تھا لہذا آپ نے فتوحات لینے سے ہاتھہ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گمنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تھا - وہان جا کر چند دستہ کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کر کے اپنی حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اِس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اِس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہو گیا اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[۲] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت مدت تک ایک جگہہ رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھہ آپ نے اپنا

---

[۱] بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

[۲] - ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرتے پاتی ۱۲ -

دل اور آنکھیں فروخت کر دیں - اور اس حالت کے اقتضا سے کہ خدا ہونے کا ہیولیٰ ضمیر کے اندر اٹھ کھڑا ہوا -

جب اس ناشگفتہ پھول کی مہک - دلسوز ہمدموں کے دماغ کو پہونچی - تو انہوں نے اس اندرونی خیال کو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیگر سعید کدخداؤں کی طرح کیا - آخر کار ہمدم یگانہ والوں کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ لونہرہ میں رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) میں رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نور محمد رکھا گیا - ہنوز دو سال کی عمر نہیں ہونے پائی تھی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پھر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان میں نہیں پہونچی - ہجری سنہ نوسو ساٹھ میں **شیخ میاں جیو** جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدرالدین ذاکر کے خلیفہ - اور **راقم** گلزار کے ماموں ہیں تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات میں گئے تھے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ میں گئے - اور مراقبہ کے زانو پر - جو آرزومندوں کے اونگھنے کا تکیہ ہے - اس ارادہ پر سر رکھکر محو ہو گئے کہ میری فلاں ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے ناامید ہے - ان بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھ امیدوار ہو - **الحاصل** عالم مثال میں ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتھ میں دیا گیا ہے جس کی روشنی کے اندر میں اُس جگہہ بآسانی پہونچ گیا ہوں - کہ جہاں کا عزم تھا - اور جہاں راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہیں پہونچ سکتا تھا بیدار ہوکر اللہ **جل شانہ** کا شکر حد سے زیادہ کیا - شیخ میانجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تھا - راقم گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[1] پر سے عبور کر کے جمعہ کی رات تاریخ گیارہویں رجب ہجری سنہ نوسو باسٹھ میں عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اس خوشی کی روح فزا ہوا سے گھر کے درو دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشوں اور عزیزوں کے گھروں میں نوروزی اور آرایش کی صورت پیدا ہوئی جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پرآہنگ

---

[1] اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح میں یہ ہیں یعنی نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد بمضمون آیۃ قرآنی ہے - جو اٹھارہویں پارہ کے اول رکوع میں ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانہ خلقا آخر ۱۲

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خورش دلی کے نغموں سے مکان مالا مال ہوگیا۔ سعادت نگار منجموں نے زائچہ
کے اعتبار سے محمود نام رکھا۔ پرستارانِ خانہ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہندی لغت میں
شاہ کو کہتے ہیں) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد و جنس قبضہ میں تھا۔ نیز
جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے بہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھ معززین
کی تواضع اور تکریم میں۔ آزادہ دلوں کی تمدید میں۔ عزیزوں کی خلعت میں۔ مطربوں کے گانے بجانے کے
انعام میں۔ اور بادہ فروشوں کی سخن آرائی کے صلہ میں صرف کیا مختصر کوتاہ۔ ہر ایک گروہ کے ساتھ جس
طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گزاری کرنے میں نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہیں رکھا۔ چنانچہ حسب الذکر
وقت و گداز کی صورت راقم کے وطن میں گوناگوں رنگ کے ساتھ شہرت رکھتی ہے اس ہمت آزما
خوشی کے اندر مال لٹانے میں جو ڈھیل چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپنے پھر دوبارہ مال و منال فراہم
کرنے میں کبھی تگ و دو کر کے اپنا پاؤں غبار آلود نہیں کیا۔ صرف قوت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزیں
پسند رہیں۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم و بیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت میں صورت
تحویل پیدا ہوئی۔ اس شورش کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب و اہل دستہ ہجرت
اور فرار کر گئے۔ اور زیان روزگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور
درویشی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات میں استحکام کے ساتھ قائم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھ
بیکاری کی آستین میں۔ اور پاؤں گوشہ گزینی کے دامن میں کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھویں
صفر ہجری سنہ نو سو ستر میں ہوا ہے۔ اُس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان
اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہیں گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہیں کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گہر۔ درویش کی سرگذشت پڑھا جس کو
سنگلاخ کہنا ناموزوں نہیں ہے۔ پانچویں سال میں انہیں میرے ماموں (الشیخ میانجیو) نے مجھکو شیخ کمال الدین
قریشی کے مکتب میں داخل کیا۔ ان دونوں بزرگوں کا کسی قدر حال چوتھے چمن میں گزارش ہو چکا ہے۔
آٹھویں سال کے آغاز میں تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی میں کوشش کی گئی جب زباندانی کے

کوچہ مین نو رفتار طفل کی مانند چلنا سیکھا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ مین قدم رکھا - تو پدر بزرگوار کی حیات
کی گھڑی تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل مین ایسا خیال تھا - کہ تیس سال تک اِس خرد سال لڑکے
کو جس کے خرد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار و دانا دلون کی خدمت سے - اور اہل علم عالی نظرون کی ملازمت سے
دور نہین ہونے دون گا - تاکہ گوناگون درستی فنون اور انواع و اقسام کے ملکی اور انسانی علوم کی تحصیل مین سرگرم
ہو کر اپنا تقدیری جوہر - اونچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ
اندرون باطن سے ظہور مین نہین آیا - اور دل کے ارمان دل مین ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے
اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر مین ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کونے کی طرح اندر سے
خالی کرکے - اپنے باثر ترنم سے مالامال کردیا اور راقم کے دل مین استحکام کے ساتھ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر
تدبیر کے ساتھ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کاربند ہوکر اس کام کو مین
اِس طرح انجام دون گا - کہ جس طرح اعیان و آن کی صورِ علمیہ عینی لباس مین ظہور پذیر ہوتی ہین - اور پدر بزرگوار
کی روح اس تعلق سے آزاد ہوکر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت مین خرامان پھرے گی -

بالآخر - سواے اُن چند روزون کے جو پابندی رسم و عادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا
کرنے مین گزرے راقم نے ایک سانس بھی طالب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہین لیا - اور بفرمان
من استوی یوماہ فھو مغبون [۵۱] ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھ ایک حالت
پر نہین ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کی فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات
مین پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند بیٹے سے ناخوش اور رنجیدہ وار دل تنگ رہتی تھین کہ شاید یہ حال دیکھکر
مین درویشون کی خدمت اور مدرسون کی ملازمت سے دل برداشتہ ہوکر دنیاداروں کے کام اور کسب مین
اولجھ جاؤن اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر مین کدخدا بھی کردیا - اس امید پر کہ اس زنجیر کے سبب سے
جو پانون دانش و بینش طلبی کے کوچہ مین آمد و رفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اس
کمند کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزون کی طرف کھنچ آوے گا لیکن اس جبر منتر کرنے پر بھی
اُس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے عقاب مین حاصل تھی - ایک بال برابر بھی کمی نہین آئی
جب بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر مین تھی - ہزار حصہ زیادہ ہوکر تعمیر باطن کی طرف

۵۱ - جس شخص کے دو دن برابر ہون - وہ نقصان مین ہے ۱۲ -

متوجہ ہوئی - اور تمام فقر و ہستی جس نے دل کے اندر - اور ادراک اور علم کا دامن ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا - صرف
دسوان حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے تنگ گئی - یہان تک کہ دن مین تنہا اور مخفی طور پر جنگل مین
جا کر پتے اور خود رو گھاس لے آتا تھا - اور اس ذریعہ سے درد گرسنگی کا علاج کرتا تھا - اور رات مین گھر کے اندر دل
کی روشنی چراغ کا کام - اور ہاتھ کی ٹٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی - کیونکہ میری طبیعت کو ما ہو الواقع کے
اظہار مین ننگ معلوم ہوتی تھی - اور زبان کو ہمت فروشانہ گفتار سے آشنا نہین کرتا تھا - آخر کار یہ شیوہ
بڑھتے بڑھتے - اس درجہ پر پہونچا - کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب چند لوگ ارباب تجارت کے
ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مالدار تاجر کہتے تھے - بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کرکے
سلہ لینے والا شاعر جانتے تھے - بعض لوگ جوہریون کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے
تھے بعض لوگ دولتمندون کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے
کا گمان کرتے تھے - بعض لوگ عمال اور پرگنات کے کلان افسرون کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر
مال گزاری کے کامون مین شریک سمجھکر مجھکو منشی کہتے تھے - القصہ لباس بہت لوگون کے نزدیک
سب قسم کے لوگون سے اُن کی صورتون مین میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا
ہوتی تھی - اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ مین - ظاہری وہم سے قائم کرکے
ہمیشہ مجھکو ذی ثروت دنیادار جانتے تھے - مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر
و قیمت عوام کے نزدیک نہین ہے - مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہین کرتے تھے - خشک و خالی آشنائیون کو
خدائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ - اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے
سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے - ہم مین سے ہر ایک بحسب ظاہر خوش دل کے ساتھ اپنے اپنے کام کا
راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے - اُن کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتین رہا کرتی تھین - اور
مین ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان - اس تصور کی بہار سے بنائے رکھتا تھا - الحمد للہ الملہم بالصواب
جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ مین اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف کر
آیۂ کریمہ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ
مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ط

[1] خیرات (تو) اُن حاجتمندون کا حق ہے - جو اللہ کی راہ مین گھرے بیٹھے ہین ملک مین کسی طرف کو

سے عام مفہوم مین اتباعًا شامل کیا - اور جس نے صدر الذکر سربستہ نکتہ سمجھا کہ اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت سی شکایتون کا سبب تہا - ہزارون شکر کا باعث بنایا - القصّہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ مہمان داری - مروت - اور تقلیدی داد و ستد مین خویش و ہمسایہ کے ساتھہ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے ساتھہ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پدر بزرگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے کم و کاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق نقد و جنس مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ عطا فرما کر حسب عادت کار برآری فرمائی - کیونکہ اگر سابق طریقہ پر کوئی کام نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہو جاتا ہے - اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ کہ مین اس حالت کی شق کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تہا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا[۱] کے پیشگاہ سے ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ[۲] کی گمراہی کے گڈہے مین سرنگون جا پڑتا تہا - پہر تقدیری کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے عجیب طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو درویشی اختیار کرنے پر دلاور کیا - جس کے سبب سے ستودون کی قوت یکدلی بڑہکر خدا شناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتھہ قدم رکہا - اور اس لغزش گاہ سے بہت جلد آگے بڑہکر سازو سامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیز رو کیا -

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عجب شان ہے - جس خوف نما شورش نے - والدہ ماجدہ کی دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پورا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص ان کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی خودداری (کی وجہ) سے اِن کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو (انکو دیکہے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر ہان) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

[۱] جس کو بات کی سمجہ دی گئی - اوسنے بے شک بڑی دولت پائی - [۲] پہر ہم اُس کو (بوڑہا کر کے) گرتے گرتے مخلوق کے درجہ مین لوٹا لائین گے - ۱۲

انکشاف نہین ہونے پایا مگر انجلاے باطن کے آغاز مین ہی - ایک وبال مین گرفتار ہوگیا - یعنی بکس کی آنکھہ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ۵

	ہر کس را کہ باشد بہم جان وہوشس		حکایت کنانند ولبہا خموش	

اس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - تصدر الذاکرین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر - برودرہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوئے تھے - یہان سے ان ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدر الذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تھے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گذر ہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک رات میرا ہاتہہ پکڑکر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے بھی قبول کرکے ۱؎ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ پڑہا - اور رسمی بیعت انجام کو پہونچائی - میری دیکھا دیکھی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بھی مرید ہوئے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دو تین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوئے - عوثی کا غذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہے کہ ہر ایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لاکر بیان کا اولین سلسلہ توڑ دیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہرو - راستہ چلا جارہا ہے راستہ کے درمیان مین اگر دائین بائین دیکھنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اٹھاکر دیکھنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکھنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت المقصود کو چل نکلتا ہے - علیٰ ہذا - اب ہم کو بھی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال نہین ہوا تھا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ - دارالسلطنۃ آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا - جس کے سبب سے سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر نکتہ چینون کی رسائی کا ہاتہہ پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگاکر - اور تحمل کے زانو پر سر رکھکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - حوصلہ کے دوش پر اوٹھاتا رہا - جو گھاس کے تنکہ کا وزن بھی

۱؎ جو لوگ تمہارے ہاتھہ پر بیعت کررہے ہین - تو وہ (تم سے نہین بلکہ) خدا ہی سے بیعت کررہے ہین ۱۲

نہین اٹھا سکتا تھا - لراقمہ

قرار صبر بخود دادہ باز ماندم ازو ۔۔۔ باین خیال کہ تن دردہم بہ تنہائی
فراق میکشدم ہر زمان ومیگوید ۔۔۔ سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

چند مدت اسی طریقہ پر خون جگر کھا کر عمر گذاری - بالآخر معلوم ہوا - کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف نصیحت کی گولیان - شرم کا لعوق - دوستی وطن کا ضماد - دیدار والدہ کا شربت - ہم نشینون کی مفارقت کا داغ - عزت کی معجون عقل کا تریاق - طعن کا نشتر - اور آسودگی کا نطول - یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین - اور کسی افسون و افسانہ سے - کسی تعویذ و طومار سے - اور کسی قسم کی تصدق و خیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراقمہ

دیگر برفع درد محبت دلا بکوشش ۔۔۔ روزے کہ ہیچ وصل دوا داشتم نشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی - کہ جو سمت اپنے مسافر کی ہے - اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیے - یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین بھی حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبداللہ سے قدس سرہما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ آئے جو اُن کا خاص وطن ہے - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو غریب خانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا - راقم نے اپنے سابقہ واقعات تحصیل علم کی کیفیت - اسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیمہ وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے - اس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے - اور برداشت کرنے پڑے - عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا - جدائی کی آفت - ہمراہ نہ جا سکنے کا حرمان - ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گزرا - اور راہ بھانا پڑا - اس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت - اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا - اور قرار دیا - غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کرکے تفصیل وار ان بزرگوار کے سامنے عرض کئے - صدر الذاکرین نے فرمایا - جب تک آب و گل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا - تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمہاری ارادت - صورت اور معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی - جب تقسیم کا سبب - جو مکانی بعد ہے - باقی نہین رہا - تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی صدر کی ہی طرف لوٹ آئی - یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کا شیخ زندہ ہو - اُس شخص کا مرید جب تک شیخ (دادا پیر) سے دور ہے - تب تک صدر الذاکر شیخ

(دادا پیر) کے ساتھہ ارادت معنیؔ رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت مین پہونچ جاتا ہے
تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کرجاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ
مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجیب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والے مسافر کو جن کا
ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس ہے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی ظہور پذیر ہو سکتا ہے
مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نواز بیان
کے ساتھہ شکر فشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک فراخ جوان کی خوش قسمتی سے میرے حق مین عزیز کیا ہے
اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجیب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والے مجبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار
کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوجود
اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو یگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال
کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین ہے چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی
خبر صدر الذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا -
بیدار ہوا - مرغ دل پھڑپھڑایا - اور دماغ چکر کہا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی -
ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑ گیا - صدر الذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہور الدین محمود
جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو ہین پہونچی تہی - ہمیشہ منڈو (مانڈو)
مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ
جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بہائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے
کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدر الذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیا
کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کرکے روانہ گوالیار کیا - اور پہر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اس
تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچایا - تا کہ صدر الذاکرین - توجہ کے ڈول
مین تلقین کی رسی کے ساتھہ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف
رہنمائی فرمادین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پہر مالک نشاتین - اور صاحب
ریاستین کو مہربان کردیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تہوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے قید خانہ سے

رہائی بخشین - اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچا دیوین - اور مذکورہ بالا بھائیون کا سجود بنا دیوین - سبحان اللہ اس قدر کام کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اسی معنی مین ہی جس کسی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بیٹھنے والے کے لئے - کئی خدمت کنندہ ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالیٰ وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ الآیۃ - لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد السفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

بعض محققین نے قول تعالیٰ - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پہر اون کے پاس سے پانی معدوم کر دیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی ہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالیٰ نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر بہی کہا گیا ہے - ترجمہ

الا رب تشویش یقع فی العالم والمقصود منہ سکون واحدۃ

سنو بہی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین - جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بحلہا بزی صد کس آتش کنند	زصلہ ادبان سیکے خوش کنند

یہ سب کچہہ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی - جس نے دل کو مکہی کی طرح عنکبوتی تانے بانے مین لپیٹ رکہا تہا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پہانسی کی رسی ہو گیا - اور وہ پرانی آگ جو شوق و جدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آ پڑی تہی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے خاکستر ہی کیا - (راکہہ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دوریہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے جو گیا نہ رخسارہ پر مشتعل ہوئے کا اوبٹنا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہہ شعلے نکلنے لگے طاقت کیمیا ہوئی - اور صبر و سکون عنقا ہوا - ہر چند اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکہنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور نیز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل نہین ہوئی
پھر خیال کیا - کہ اگر پریشانی کے چہرہ پر نقاب ہوا لکر اس دیوانگی کے ساتھ تنگے سر - اور اس آشفتگی کے
ساتھ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کھڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی زندگانی
کا سرمایہ جو کچھ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے
واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بہاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوا
اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وروش سے لوگون کے نزدیک
پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کر کے پھر تجارت کرنے اور سامان تجارت بہم پہونچانے
کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ
پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم
ہوگیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دائمی رفتار
کے عوض فروخت کر کے اُس بلبل کی مثل جاتا تہا جس کو قفس کے اندر بند کر کے باغ کی طرف سے جائین
اور ہو - بات بڑہ گئی - جب دارالسلطنت آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق
کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے بادیگرے پرسش حالات
مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جستجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی
تسلی سے دور کردی جاوے گی - چونکہ عجلت کرنے سے ستمندانہ شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال
تہا - لہذا اپنے تئین قرارداد کے حوالہ کر کے صبر کے ساتھ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا
نقد ہاتھ پر لئے ہوئے سراغ رسان کے گھر گیا - وہ بہی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھ پیش آیا - اور
اس نے رہنمائی کر کے منزل مقصود کو پہونچایا خدا سخن کی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے
طرفین کی سرگذشت ظاہر ہوکر دلدہی - دلبری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتھ یکے بادیگرے
واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی وخورمی کے ساتھ ملاقات - اور ملاقات کے ساتھ دلاسا اور دیدار
نصیب ہوا - اسی طریقہ پر طالع پانچ دور تک رازداریان روزافزون رہین - اور آمد ورفت کی کمی - جو ہجران
کی اندرونی گدازش سے تہی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل اور
جگر مین فراہم تہے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا ہیولی ہوئے جس نے رنگین سے زیادہ رنگین شاخ مین

یک رنگی کے پھول غنچۂ رازداری کے دامن مین بھرے - یُولِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ نے تمام اُفق بارے ہالہ کو چکی کی طرح چکر دیکر ہجران کے قوس اللیل کو بتمامہ وصل کے قوس النہار مین داخل کیا - اندوہ فزا الفاظ - اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے - اور ہم دوتن کی ہم کلامی کی بلند پائگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مجبوری کے غار مین گر گیا -

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی - اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ نقلین ترتیب دیتی تھی - اس سے پیشتر کہ مین دل ہنا دہو کر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون - سخندانی - اور عبارت سنجی کے سامان سے فطرت کا علمی مکان چھت تک بھر گیا - یہان تک کہ ناطقہ سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا - اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا - کہ کلام - قدیمانہ قالبون مین نہ ڈھالا جاوے غور و فکر کی چلنی مین چھان کر اختراعی قالب بہم پہونچایا جاوے - اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام مین لائی جاوے - باوجودیکہ مین جانتا ہون - عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے - یہ بھی جانتا ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تندرو رعنا گرم رفتار ہے - اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت راقم حروف کے عجائب نگار قلم مین بہت کچھ ہے - لیکن اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کے ذوق مین صدر الذکر فطری خیال سے باز نہین آیا - کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتھہ خواہ نکلے ہی نہین - مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا - عقلمند کے نزدیک علامت بے استقامتی کی ہے - بالآخر - اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو - فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر - ہمراہی چھوڑ دینے کو پیچھے رہ جانے کے سبب سے گمان کرین ذو فنین قدم پیچھے ہٹا کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گھر پسند کیا تاکہ مجوزہ گھر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے - نیز بانوا ہم صفیرون کا آشیانہ - اس شخص کی گفتار کے ترنم سے - بوجہ اونچی سے اُٹھانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو - اور جیسے مجنون گروہ کے ہجوم مین عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے - اس طرح میرا حال نہ ہو - اس واسطے زیادہ تر غزل کی نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف و قافیہ کے تانے بانے سے نہین کی ہے -

غوثی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو - اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی انگلیون مین دو - اس افسانہ کا تتمہ - ایسے الفاظ کے ساتھہ جو تھوڑے ہون مگر معنی بہت رکھتے ہون - بیوند دیکر خوشی کے ساتھہ پورا کرو - اور دوسرے واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے ضروری نوا کے ساتھہ

تازگی پیدا کرو - اس مجازی طفلانہ کھیل مین کہان تک بھاگ دوڑ کرو گے - اپنے کلام کو لڑاکون کی اصطلاحی باتون کے ساتھ جو کھیل کے وقت باہم بولتے ہین - کہان تک برابر کہو گے - دیکھو - بہت دیر ہو گئی ہے - حیا اور خیالات کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے -

القصہ جب دارالسلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - تو لہو و لعب کی صحبت نے دل ربائی کی بنیاد ڈالی جس کے سبب سے اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے سر نے نجات پائی اب راقم نے اپنی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی - ناطقہ کو آراستہ کرنے والے انواع و اقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا - اور شطاری مشرب کے اشغال و افکار کی مشق نے دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کر کے - اور صورت کو دگرگون بنا کر سیرت کی پردہ دری نہین کی - البتہ یہ ضرور چاہا - کہ مین خدا شناسون کا سا باطن - اور دنیا پرستون کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اس برزخ نما دورنگی سے - صلح کل کے باغچہ کے لئے شگفتہ و شاداب کرنے والی نسیم بنون - تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو - تو باطن کے ذریعہ سے آشتی کی بزم آرائی کرون - اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتھ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے - معکوس کر کے جیسا ہو ویسا دیکھون اور اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ[1] کے فرمان پر کاربند ہون - یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ احسان کرو - اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے - یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہنا کر اپنے تئین تمہارے اندر چھپایا ہے تم بھی اپنے اندر چھپی ہوئی شے کو عیان کرو - اور دیکھنے مین اپنے تئین نہان کرو - تاکہ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ[2] کا مشاہدہ نور بصیرت عطا فرماوے -

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گلزار کی عمر چھبیس سال کی ہوئی - تو ایک نوزاد مہمان کا راقم کے ظاہری پرورش خانہ

---

[1] تو احسان کر جیسا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۱۲ [2] ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲ -

مین ورود ہوا - عبدالاول نام رکھا - میرے دوجہانی دوستون کو مبارک ہو - جب عمر کا ستائیسواں سال ہوا - جو ہجری سنہ نوسو نوے کی برابر تھا - تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد کو گیا - دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہوگیا - شہاب الدین احمد خان حسینی نیشاپوری جاگیر دار احمد آباد تھا - وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دار الحکومت سے رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا - قطب الدین محمد خان - عرش آشیانی اکبر شاہ کا اتکہ[۱] - اور قلعہ بھڑوچ وبرودرہ (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیر دار تھا - اس کے لشکر کے تمام سردار - اور امرا بدنصیبی سے روگردان ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے - جب یہ ناگوار خبر دار السلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی تو فوراً اتکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیج خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا - اور مالوہ کی تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا - کہ ان دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات کی پرورش پرروش سے جاوین - قلیج خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع - اور ارضی و فلکی جواہر کے حقیقت شناس ہین - تمام علوم متداولہ اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے - اور بہت سے طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - نیز قلیج خان - عرش آشیانی اکبر شاہ کے خوانین اعظم مین سے ہین عمر شریف اسی کے خانہ سے متجاوز ہو گئی ہے - ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار سوار کے سردار رہتے ہین - قلیج خان کی دولت - سعادت - سامان - اور دینوی شوکت کی تعریف ان کی معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا - ایسا ہے - کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ کی تعریف کرنا -

صدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے - کہ تیز گرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بھی مرزا خان ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین اسی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے نام سے نامزد کیا گیا - چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ درپیش تھا - اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا فرصت چاہتا تھا - لہذا یہ ضروری توقف اتکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا - کیونکہ اتکہ کو کمال انتظار تھا - یہان تک کہ توقف کا خیال بلکہ قطعی نہ آنے کا اندیشہ - اتکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا - چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ کو پہونچی تھی - اور گجرات والون کے ہاتھ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑھ گیا تھا - اسواسطے اتکہ نے اپنی رہائی سلطان مظفر کی ملازمت کر لینے کے اندر ہی سوچی - اور کم بخت یہ نہ سمجھا - کہ اس ناصواب تریاق نما، مذبذبین

[۱] اتکہ شوہر دایہ کو کہتے ہین -

ہان ستان زہر ملا ہوا ہے۔ خیر جب آنکہ مظفر کے دربار میں دخل یافتہ درباریوں میں سے ہو گیا۔ تو
گجراتیوں کی رائے آنکہ کے ماڈوا لینے میں ہوئی۔ اور اس کے نابود کر دینے میں ملک کی بہتری سمجھی
لہذا شمشیر تیز سے گردن مار کر خاک نیستی میں ملا دیا۔ اور اس بات کی تہ کو نہیں پہونچے۔ نہ کسی نے ان کو
آگاہ کیا۔ کہ فرمان پذیر کا مار ڈالنا بہت برا نتیجہ نکالتا ہے۔ خلاصہ اس یورش کی سرگزشت کا یہ ہے۔ کہ
مذکورۃ الصدر دونوں اشخاص نورنگ خان اور قلیچ خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے گجرات
کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ آدھے راستہ پر پہونچے تھے۔ کہ گجراتیوں کے غالب
اور آنکہ کے مارے جانے کی خبر سننے میں آئی جس کے سبب سے ان کی تیز روی کے گھوڑوں کے نعل
گر گئے۔ اور ہر ایک کا دل بھاری پڑ کر گویا کہ شتر خانہ ہو گیا۔ دلوں کے اندر جو آگے بڑھنے کی ایک امنگ
تھی۔ وہ رک کر سکون کے مقام پر بیٹھ گئی۔ دوسرے سپہ سالار (میرزا خان) نے عجلت کی روش
اور قاعدہ کو باہم ملا کر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گھاٹیاں قطع کرنا شروع کیں۔ اور احمد آباد سے
اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیردار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ
نے ملحق ہو کر تعداد لشکر بڑھائی۔ کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی میں شتر دلوں کا جگر شیرانہ
ہو گیا۔ تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہو کر دلیرانہ دوا دوش کی۔ دریائے سانبرمتی قلعہ احمد آباد کے
نیچے ایسی خوشنمائی سے رواں ہے جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵] بنا دیا ہے
اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا۔ اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار سوار سے زیادہ ہی
زیادہ تھا۔ اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بھی کم تھی۔ لیکن کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً
كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط کی امید پر لڑائی کا آغاز کیا تھا۔ چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی
نصیب ہوئی۔ گجراتی سلطان نے قلعہ بھڑوچ کی جانب بھاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجھ کر قدم
بڑھایا۔ اور یہ فتح یاب لشکر آہستگی کے ساتھ تعاقب میں جاتا تھا۔ اس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ
کے دل۔ بظاہر تو بڑھے۔ مگر باطن میں تنگ اور شرمساری سے گھٹ گئے۔ بہرحال مالوی سپاہ
کوچ کر کے عجلت سے روانہ ہوئی۔ اور کلال باڑی میں جو بڑودرہ (بڑودہ) کے حدود میں ہے۔ فیروز سپہ سالار
کے لشکر سے آملی مجلس شوریٰ میں۔ ایسا قرار پایا۔ کہ مالوی سپاہ نے جنگ کی تکلیفات نہیں اٹھائی
ہیں۔ اور اس کا سامان بھی اچھا ہے۔ لہذا یہ سپاہ مفروروں کے تعاقب میں جاوے۔ اور جنگ کر کے

[۵] باغ ہیں جن کے نیچے نہریں (بہتی) ہیں جن میں وہ رہیں گے ۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲

اُن کو نیستی کی گمنامیوں مین ملکانے سے لگا وے۔ اور فتح یاب لشکر بازگشت فرماکر دارالخلافہ احمد آباد
مین قیام کرے۔

مذکورۃ الصدر سال مین اس رہتی داستان کا مجمل نویس۔ اور سکندری واقعات کا مختصر نگار
استادی شیخی وجیہ الملۃ احمد آبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل۔ اور حکمی فنون کی سماعت کے
نور سے نادانشگی اور بے علمی کی تیرہ و تاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا۔ اور جنگ احمد آباد کے تماشائیون
مین سے تھا۔

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا۔ تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ اُس کے دوسرے سال کہ
عمر کا بتیسوان سال تھا۔ تاریخ انتیسوین ماہ صفر **ختم بالخیر والظفر** ہجری سنہ نوسو بچانوین کو الٰہی علم کے
خلوتخانہ سے عین (وجود) کی بزم مین۔ ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھ ورود کیا۔ اور وہ
اپنے ساتھ ساتھ خوشی لایا۔ ہر طرف سے مبارک باد کی آوازین آئین۔ کامگار پیرون کی بشارت کے
بموجب۔ حسن محمد نام رکھا۔ علم عمر۔ عزت۔ اور عرفان سے خداوند تعالیٰ برخوردار اور بہرہ یاب
فرماوے۔

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے۔ کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی۔ تو
سپہ سالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا۔ جو پانچ کرسی سے اُن کا موروثی ہے۔ صوبہ گجرات کی جاگیر
نامزد ہونے کی خوشخبری۔ اور مزید بران کئی طرح کی دیگر نوازشین۔ یہ تمام لوازم۔ میرزا خان کے نامی نام
پر صادر ہوئے۔ اور شاہنشاہی التفات سے۔ نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روزافزون
ترقیات نصیب ہوئین اور تمام امرائے اعظم جو ہم رکاب تھے۔ اپنی کوشش اور کارگزاری کے
موافق۔ نیز سپہ سالار کی سفارش کے موافق۔ منصب کی ترقی۔ جاگیر کی بخشش۔ اور خسروانی بخشش
سے ممتاز ہوئے۔

میرزا خان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ۔ تقریب طلب خاطر کو مدت دراز سے اِس بات کی آرزو تھی کہ اس **گلزار ابرار**
مین قدیمی ہوا خواہی کے اعتبار پر میرزا خان سپہ سالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون۔ جن کے
ذریعہ سے ملک و ملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرائش ہے۔ چنانچہ اب اِس خواہش کا دامن

باطنہ مین آگیا ہے - لہذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو گوہر فروش بناتا ہون -

اولاً - یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہر چند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے حالات جست وجو کرنے والے کان اور آنکہہ نے ٹٹولا لیکن محمدی کمالات کے ساتہہ متصف - اور ایزدی اخلاق کے ساتہہ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا -

ثانیاً - یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا جس نے دولت کی عالی دستگاہ کو - اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار - اور حقیقی تجرد کا چشم بند - (آنکہہ باندہنے کی پٹی) بنایا ہو - آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین - جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین - مگر دل بازار بنا ہوا ہے - اور جو زہد و درویشی کی گراہی گودڑی کو دنیاوی سامان کی تحصیل کا بہانہ بنا کر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکہاتے ہین **بیت**

کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی ۔۔۔ تماشا کن تفاوت در دو رنگیہا تماشا کن

ثالثاً - یہ - کہ نظم و نثر مین اقسام مفرد و مرکب کی - اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی - اور حقیقت و مجاز مین انواع و اقسام کے لطائف مدلولات - اور بلاغت ترکیب کی عیار دانی جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نو عروس کا زیور بنائی گئی ہے - اس مین سے ہزارہوان حصہ بہی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے - جو تمام عمر سخن آرائی - اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے -

رابعاً - یہ - کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کہینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی - آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان و دہان سے پیدا ہوتی ہے - بہتر ہے - کہ جمہور اصحاب بلاغت - اور ارباب معانی - اپنے صنائع و بدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بناوین تاکہ تنبیانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین - ان کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقل قانون بن جاوے - **بیت**

مزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن ۔۔۔ مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

خامساً - یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتہہ کو بخشش اور بخشائش مین جو مرتبہ زر و جواہر لٹانے کا حاصل ہے اگرچہ خارا و رگل پیدری کے مقام پر بلالحاظ تفاوت ابر بہی سرمایہ ثمرات عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے - **قطعہ**

من نگویم کہ ابر مانند ی ۔۔۔ کہ نگو نایدہ از خسروہ مند ی

اوہی بخشدہ وہمی گریدۂ	توہمی بخشی وہمی خندی

ساوسًا - یہ - کہ دشمن کشی غنیم افگنی - عدو آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور لاوری آپ کی شمشیر اور کمان کے ساتھ ساتھ ہین - اور تیزی وتندی - آپ کے حملۂ شوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اس طرح پر - کہ زمانہ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ حسبتہ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور اون کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہر ایک کے ساتھہ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال و مقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھہ آپ کا ترنم ہے - بیت

نیازارم ز خود ہرگز دلے را	کہ می ترسم دران جائے تو باشد

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی اونیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھہ - جو ساخت اور ریا سے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھہ جو تصنع او خودنمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکھتا ہون - با اینہمہ مجھہ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکھا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پھر دوسری چیزون کے ساتھہ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبۂ حشمت - دبدبۂ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھہ بھی دنیاوی لوازم - آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - یہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیا کا موجود ہونا کچھہ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی شرطین مفقود بھی ہوجاوین - جو ورکار ایسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین صور اور معانی کا عکس پڑنا زائل نہو - اور آئینہ حافظہ - عالم مثال کی طرح - پیش شدہ مثال - معقولات اور محسوسات کی نگہبانی کرے - بیت

و بهر عرض کردن انواع صنع خویش	از ذوات او نساخت قضا بهتر آئینه

چنانچہ آپ کے بافروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے ثانی لوح محفوظ ہے

غوثؒ جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہین کر سکتی ہے - اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا - صواب اندیش عقل مندون کا شیوہ ہے - لہذا تم بھی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[1] آپ کے اوصاف محصور نہ کر سکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو - کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ[2] کا مظہر ہے اب چند صفحات لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑ دو - تاکہ ممدوح اپنے اوصاف مین سے جو کچھ مناسب جانے - اس کے لکھنے کا حکم فرما دے - قطعہ

چہ فرخی یاد متاعِ سخن	کہ مبیع تو از خزینہ اوست
گنجہ تو بر دکان لب داری	آن ہمہ از دعاے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ[3] کے بازار مین راست آنے والا ہے - کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر معلوم ہوتا ہے -

قال المفسرون فی ہذہ الآیۃ لما کان من المؤمنین تسلیم انفسہم واموالہم لحکم اللّٰہ تعالیٰ ومنہ سبحانہ الثواب والجزاء شبہ المشراء الذی فیہ العوض والمعوض فیما بینہما من المشابہۃ اطلق لفظ الاشتراء ولما قال ہل ادلکم علی تجارۃ وقال فما ربحت تجارتہم وفی الحقیقۃ لا یصح فی وصف اللّٰہ سبحانہ الاشتراء لانہ لا مالک

اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے - ہرگاہ کہ بحکم اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی سپردگی - اور اللہ سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا - اُس شری کے مشابہ ہے جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو اِن دونون کے درمیان مین ہے - لہذا لفظ اشترے بولا گیا - اور نیز اِس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا - کہ اللہ سبحانہ نے ایک جگہہ فرمایا ہے - ہل ادلکم الخ اور دوسری جگہہ فرمایا ہے - فما ربحت الخ ورنہ فی الحقیقۃ اللہ سبحانہ کے وصف

[1] اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو - تو ان کو پورا پورا شمار نہ کر سکو ۱۲ [2] اور اللہ (لوگون کے) دلی خیالات (تک) سے (بھی) واقف ہے ۱۲ [3] اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور ان کے مال (اس وعدہ پر) خرید لئے ہین - کہ اِن کی بدلے اُن کو جنت دے گا ۱۲ -

سواه وهو مالك الاعيان كلها ومن لم يستحدث ملكا لا يقال انه فى الحقيقة اشترى وللمقال فى هذه الآية مجال

مین اشترے کا لفظ صحیح نہین ہو سکتا ہے - کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین - اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے - اُس کی نسبت نہین کہا جا سکتا ہے - کہ اُس نے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی - اور اِس آیۃ مین گفت و گو کے لئے گنجایش ہے -

فيقال البائع لا يستحق الثمن اذا امتنع من تسليم المبيع فكذلك لا يستحق العبد الجزاء الموعود الا بعد تسليم المال والنفس على حسب اوامر الشرع فمن قصر او فرط فهو غير مستحق الجزاء

پس بعض کہتے ہین - کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے - اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے - اسی طرح عبد - جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کر دینے کے بعد - اگر کسی شخص نے احکام شرعی کی شروط مین کمی کی - یا زیادتی کی - تو وہ جزا کا مستحق نہین ہو سکتا ہے -

وفى التورية الجنة جنتى والمال مالى فاشتروا جنتى بمالى فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلى

اور توریت مین آیا ہے - جنت میری جنت ہے - اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو - اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا - تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجکو رہا -

ويقال لا يصح للمؤمن ان يتعصب لنفسه بحال لانها ليست له والذى اشتراها اولى بها من صاحبها الذى هو اجنبى عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین - کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے - وہ اس کے قابض کی بہ نسبت اولی ہے - کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے - اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے -

ويقال اخبر انه اشتراها لئلا يدل على العبد فيها فلا يساكنها ولا يلاحظها ولا يعجب بها

اور بعض کہتے ہین - خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا - تاکہ عبد اُس کی بابت دعوی نہ کر سکے نہ اُس کے ساتھ مل جل کر رہے - نہ اُس کا ملاحظہ کرے - نہ اُس کی بنیاد پر غرور کرے -

ويقال انما قال اشترى من المؤمنين انفسهم ولم يقل قلوبهم لان النفس محل الآفات فجعل الجنة في مقابلتها والقلب محل استواء الرحمن فجعل ثمنه اجل من الجنة - وهو ما يختص به اولياءه في الجنة من عزيز رؤيته -

بعض کہتے ہین - اللہ جل شانہ نے اشترٰی من المؤمنین انفسہم کہا اور قلوبہم نہین کہا - کیونکہ نفس محل آفات سے ہے - لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ مین قرار دیا - اور قلب محل قیام رحمن ہے - لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی - اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا -

ويقال النفس موضع العيب والكريم يرغب في شراء ما لا يريد فيه غيره -

بعض کہتے ہین - نفس مورد عیب ہے - اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے -

ويقال من اشترى شيئاً لينتفع به - اشترى خير ما يجده ومن اشترى شيئاً لينتفع غيره فليشترى ما رد على صاحبه فينفعه بثمنه

بعض کہتے ہین - جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو - اُس کو اُن سب چیزون مین سے بہترین چیز خریدنی چاہیئے جو بہم پہونچین اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے - کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے - تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہیے - جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے -

وقال الشيخ ابو علي الدقاق لم يقل اشترى قلوبهم لان القلب وقف على محبته والوقف لا يشترى -

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اشترٰی قلوبہم نہین کہا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ قلب اُس کی محبت مین وقف ہے - اور وقف کا بیع وشری نہین ہوسکتا -

ويقال الطير في الهواء والسمك في الماء لا يصح شراءه لانه غير ممكن التسليم كذلك القلب صاحبه لا يمكنه تسليمه فلم يقل اشترى قلوبهم قال الله تعالى واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه

کہتے ہین - ہوا مین پرندون کا - اور پانی مین مچھلی کا شری صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اِن کی سپردگی ممکن نہین ہے - اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہین ہے لہذا اشترٰی قلوبہم نہین کہا - اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے - یہ جان لو - کہ اللہ تعالی انسان اور اُس کے قلب کے درمیان مین حائل ہے

جو اصحاب تشبیہ و مجاز کی فصاحت محل کی تعمیر کرنے والے ہین - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو واضح ہو - کہ حدیث أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا[1] اِس ستعار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی عبارت کا جہان جس کی حسّی صورتون کا ہیولیٰ حروف تہجی ہین - مرکبات اور مو الید کے جہان کی بہ نسبت فی الواقع بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے فقرا اور ضلعے جو انواع و اقسام کے فنون اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمد آباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین دوسرے جہان کی منازل - محلات - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیوارین - رنگین چمنین - راحت دینے والے اشجار - اور ضلع دار دوکانین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ صاحب جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ بجنیہ و پسندیدہ اور منفعت و رتبہ مین اعظم و اعلیٰ ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے اُفق سے طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھہ مین مخلوقات کے دیکھہ سکنے کا فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات صنوبری قلب کے کرہ سے بستر باندھ جاتی ہے - اور ادراک کی

[1] مین علم کا شہر ہون - اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین ۱۲

صبح کی سفیدی ادھر کردل کی آنکھوں کو حق شناسی کا نور بخشتی ہے۔ بیت۔

مہ کجا و آفتاب طلعتِ جانان کجا		آن شب ست این روز روشن این کجا و آن کجا	

ایک روز چند خوبان صورت و معنی۔ بزرگان ظاہر و باطن۔ اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت و گو کر رہی تھی۔ اور ہر ایک قسم کی باتین گرما گرمی سے ہو رہی تھین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچھ بیان کرنا شروع فرمایا۔ جس قدر باتین کرنے والے کیمیا بیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب زبان کو خاموش کر کے۔ سراپا گوش ہوئے۔ زندہ دل کے باعجاز کلام پر عاشق ہو کر سنتے سے سیر نہین ہوتے تھے۔ اور اسی طریقہ پر ان کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتھ خدا سے مانگتے تھے۔ اور اس بیت کا ترانہ گاتے تھے بیت

وحدثتنی یا سعد عنہا فزدتنی		جنونا فزدنی من حدیثک یا سعد	

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زندہ دل نے فرمایا۔ کہ علوم۔ معارف حقائق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آسکتی ہے۔ کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ۔ مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہو جاتا ہے۔ تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے۔ کہ مجکو یقین ہو جاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی۔ کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بھی نہین ہوتی ہوگی۔ بہت اچھا ہے وہ گروہ۔ جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے۔ اور بہت ہی اچھی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کر ہمت باندہ کر جہاد اکبر مین مشغول ہے۔ نہین نہین۔ دولتمندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتھ علم (عدم) کے آسمان سے عین (وجود) کی زمین پر آیا ہے۔ اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دل ربا بیبیان ہین۔ الحمد للہ والمنۃ کہ ہمارے زمانہ کا شہنشاہ **ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ ابداً** ان دو جہاد سلطنتون کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث و استحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتھ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے۔ اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین تمام

ط ۱۔ اے سعد تو نے اُس کی بات مجھ سے کر کے میری حیات زیادہ کر دی ہر بس تو پھر بیان کر میری حیات زیادہ کرتا رہ ۱۲۔

طالبان مقاصد کا کام بخش اور کام روا ہے۔ لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ کہ اس گلزار کا آغاز اور انجام خاصا شہنشاہی ستایش اور مدح کی ہوا کھانے سے نوبہار تازگی کی آغوش مین اور ابر سعادت کے سایہ مین ہے۔

تاریخ اتمام

بے حجابانہ خلوتے دارند
خلوت بے حجاب گشت ازان

چون بزرگان درین چہار چمن
سال اتمام این حدیقہ من

تمت بالخیر

تواریخ اذکار ابرار من نتائج افکار گہر بار ابو الاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۲ھ

صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ

مخزن الم نشرح ۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد
مکرم زبدۂ امثال و افراد

(۲) تصوف مین ہتا نسخہ فارسی کا
بھرے تھے اس میں اچھے اچھے اوراد

(۳) لباس اُردو کا پہنایا جو اوسکو
کیا یہ کام اونھون نے قابلِ داد

(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام
ثناگر اون کے ہین عباد و زہاد

(۵) حقیقت مین ہے وہ اذکار ابرار
بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد

(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو
خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد

(۷) ہوئی مجہکو جو فکر سال احسان
کیا مین نے رقم الصلاح ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ بر و فضل خداست
آن ز گلزار برآورد اذکار

(۲) ترجمہ کرد زسعی وافر
باد این نسخہ قبولِ اخیار

(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان
آسمان گفت خجستہ انوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظ مصحف الٰہی
فضل احمد خجستہ تقریر

(۲) اذکار نوشت چون بہ اُردو
نغار گیان شدند تسخیر

(۳) احسان پے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیہ
۱۳۲۸ھ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقہ آگین
۱۳۲۸ھ

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی
۱۳۲۸ھ

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمۂ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشان انصاری جیوری

قطعہ تاریخ

سلطنت مین ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح مین اون کے کوئی تذکرہ ہتا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہین تھی — زبانِ عبر تھی بلاغت مین ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اجین مین دو برادر — خدا یار خان اور الہ یار خان ہین
ملی اتفاقاً او نہین نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل مین یہ گزرا
کرین ترجمہ اس کا اُردو زبان مین — لطیف و سلیس و نفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھین اور سمجھین — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اسی دھن مین اک روز یہ دونون بھائی — ملے میرے خالِ معظّم سے آکر۔
سپرد اون کے گلزار ابرار کرکے — کہا ترجمہ کیجئے آپ اس کا
مرے قبلۂ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمدؒ — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
مگر عرض کی مین نے حضرت سلامت — مناسب نہین اس سے انکار بھلا

یہ بحرِ حقیقت کے خوش آب موتی — یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر
زمانہ چھپائے گا کب تک اب انکو — اٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا
خدا کا نہین کام حکمت سے خالی — سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی
نہین قابل اِس کام کے اور کوئی — کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا
ادھر تقیس رجز خوانیاں میری پیہم — ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہر دم
بڑھا ایک یہ یک جوش خیالِ معظم — اٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا
جو دشواریاں ہوتی ہین ترجمہ مین — اونھین جاننے والے ہی جانتے ہیں
مگر حضرت **فضل** نے سچ تو یہ ہے — کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا
وہ علم و لیاقت کے جوہر دکھائے — فصاحت سلاست کے سکے بٹھائے
مزے اہل علم و تصوف کو آئے — غل احسنت احسنت کا خوب اٹھا
مرا منہ نہین داد دون ترجمہ کی — کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی
غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی — کہ کھینچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا
بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین — خدائی کا جلوہ نمودار پائین
نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین — قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا
یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے — کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے
زمانہ مین یہ ترجمہ پاے شہرت — کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا
یہ توفیق دے اپنے بندون کو یارب — نہ تیرے سوا کچھہ کسی سے ہو مطلب
ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین — نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا
قبولیت عام دے ترجمہ کو — سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے
مظاہر مین جلوہ نما تیرے ہر سو — مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا
بالآخر یہ کی فکر بھی مین نے رخشان — کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی مجھہ کو امداد فیضِ بزرگان
نیا نام اذکار ابرار نکلا

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار
عبارت فارسی کی ہے سراسر
لباس اُردو کا پہنایا ہے اوس کو
بہت خوش ہونگے اس کے پڑہنے والے

وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
بڑی دلکش بڑی دلچسپ وزیبا
جناب فضل خوش گو نے سراپا
کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجبہ کو جو فکر سال رخشان
تو شوقِ دل سے ذکر شوقِ لکھا
۱۳۲۶ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنین عیسوی میں رخشان
دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
تاریخ ہے گلستان خاصان خدا
۱۹۰۸ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان
نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
گلدستۂ لاجوابِ خاصانِ خدا
۱۹۰۹ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ
درجہ اوّل شہر اجین برادر عالم خواب القا شدہ

ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

۱۳۲۶ھ

بانئ تیر
بسم اللہ میر